سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جمعتہ المبارک 14، پیر17، جمعرات 20، جمعتہ المبارک 21، پیر 24، جمعرات 27۔اکتوبر 2005
(یوم الجمع 9، یوم الاثنین 12، یوم الخمیس 15، یوم الجمع 16، یوم الاثنین 19، یوم الخمیس 22۔رمضان المبارک 1426ھ)

چودھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ جات 1 تا 6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،14۔اکتوبر2005

جلد 22:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدیدار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	13
5۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	14
	پوائنٹ آف آرڈر		
6۔	آزاد کشمیر، صوبہ سرحد اور پنجاب کے کچھ حصہ میں زلزلے کے متاثرین سے اظہار ہمدردی اور صورتحال پر بحث	------------	14

صفحہ نمبر		مندرجات	نمبر شمار
		رپورٹیں (جو ایوان میں پیش کی گئیں)	
17	------------	مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	7۔
17	------------	مجلس استحقاقات کی رپورٹیں بابت تحاریک استحقاق نمبر 26 اور 29 کا ایوان میں پیش کیا جانا	8۔
18	------------	مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ بابت مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2005 کا ایوان میں پیش کیا جانا	9۔
		قرارداد	
18	------------	وطن عزیز میں رونما ہونے والے زلزلے کے متاثرین سے اظہار ہمدردی	10۔
20	------------	زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں حکومت اور عوام کی طرف سے کی جانے والی بحالی کی کارروائیاں	11۔
		پیر، 17۔ اکتوبر 2005	
		جلد 22: شمارہ 2	
49	------------	ایجنڈا	12۔
51	------------	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	13۔
		پوائنٹ آف آرڈر	
52	------------	زلزلہ کے علاقہ میں وزراء کے دوروں کے دوران پروٹوکول کی وجہ سے امدادی کارروائیوں میں رکاوٹ	14۔
		سوالات (محکمہ جات مواصلات و تعمیرات اور بہبود آبادی)	
53	------------	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	15۔
86	------------	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	16۔
107	------------	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	17۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
18۔	سگیاں پُل لاہور کے دونوں اطراف سڑک پر تجاوزات ------------	109
19۔	پنجاب میں نہروں پر وارابندی کی وجہ سے پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے بجلی کے کنکشن مفت دینے کا مطالبہ ------------	110
20۔	توجہ دلاؤ نوٹس (کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا) ------------	115
	تحاریک استحقاق	
21۔	رکن اسمبلی پر قاتلانہ حملے کی اطلاع اور درخواست دینے کے باوجود پولیس افسران جھنگ کا مقدمہ کے اندراج سے انکار ------------	116
	پوائنٹ آف آرڈر	
22۔	معزز ممبران اسمبلی کے استحقاق اور ان کی عزت، وقار کے بارے میں صوبہ کے منتظم اعلیٰ کی جانب سے محکمہ جات کے سربراہان کو ہدایات کا جاری نہ کرنا ------------	119
	تحاریک التوائے کار	
23۔	قصور پورہ (لاہور) گندہ پانی پینے کی وجہ سے متعدد افراد پیٹ کی مختلف بیماریوں میں مبتلا اور ہلاک ------------	120
24۔	کھاریانوالہ (شیخوپورہ) کے رہائشی عصمت علی کی انوسٹی گیشن پولیس شرقپور کے وحشیانہ تشدد سے ہلاکت ------------	121
	پوائنٹ آف آرڈر	
25۔	ایوان میں زلزلہ زدگان کے بارے میں بحث کے لئے وقت مقرر کرنے کا مطالبہ ------------	123
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
26۔	میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	142

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،20۔اکتوبر2005	
	جلد22:شمارہ 3	
27۔	ایجنڈا ------------	145
28۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	147
	سوالات(محکمہ جات خوراک اور تحفظ ماحولیات)	
29۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	148
30۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	178
31۔	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ------------	193
	پوائنٹ آف آرڈر	
32۔	میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ کا مسئلہ ------------	195
	توجہ دلاؤ نوٹس	
33۔	آزادی چوک اور اچھرہ لاہور میں بم دھماکے ------------	214
34۔	مہر خضر حیات ناظم یونین کونسل درکھانہ کبیر والا کے قاتلوں کے خلاف کارروائی ------------	217
	تحاریک استحقاق	
35۔	ڈی۔پی۔او رحیم یار خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک(۔۔۔جاری) ------------	221
36۔	این۔ایف۔سی ایوارڈ کی سفارشات کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ------------	225
37۔	رکن اسمبلی پر قاتلانہ حملہ، تھانہ صدر چنیوٹ کا مقدمہ درج کرنے سے انکار(جاری۔۔۔) ------------	236
	تحاریک التوائے کار	
38۔	انوسٹی گیشن پولیس شرقپور کے وحشیانہ تشدد سے شہری کی ہلاکت(۔۔۔جاری) ------------	241
39۔	پنجاب کے ہسپتالوں میں اہم ادویات کی مختلف قیمتوں پر خریداری ------------	242

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	مسودات قانون (جو پیش ہوئے)		
40۔	مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004	------------	249
41۔	مسودہ قانون (تنسیخ) شادی تقریبات (امتناع نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005	------------	253
	جمعتہ المبارک، 21 ۔اکتوبر 2005		
	جلد 22: شمارہ 4		
42۔	ایجنڈا	------------	263
43۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	265
	پوائنٹ آف آرڈر		
44۔	محکمہ تعلیم کا ماڈل کلاسوں کے نصاب سے معاشرتی علوم ختم کر کے بدھ مت اور ہندو ازم متعارف کرانے کا فیصلہ	------------	266
	سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)		
45۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	266
	پوائنٹ آف آرڈر		
46۔	ججوں کی طرح ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز کو بھی پیس آف جسٹس بنانے کا مطالبہ	------------	303
47۔	وقفہ سوالات کو مؤثر بنانے کے لئے وزراء اور اراکین اسمبلی کے تاثرات	------------	304
48۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	306
49۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	341
	تحاریک استحقاق		
50۔	اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا	------------	353

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
51۔	ایوان میں بزنس کے لئے مختص اوقات میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی ممانعت ------------	356
	تحاریک التوائے کار	
52۔	حکومت کی جانب سے بکر منڈی بند روڈ لاہور پر منظور شدہ پرائیوٹ بس سٹینڈ کو زبردستی بند کروانا ------------	357
53۔	مسلم ٹاؤن لاہور میں سرکاری گاڑی میں سوار نشہ میں دھت افراد کے ہاتھوں ہوٹل کے ویٹر کا قتل ------------	359
54۔	کوٹ لکھپت جیل لاہور میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے کی وجہ سے قیدی خارش، ہیپاٹائٹس اور ٹی بی جیسے امراض میں مبتلا ------------	361
55۔	لاہور میں بم دھماکوں سے متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہونے کی وجہ سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار ------------	361
56۔	صوبائی دارالحکومت لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی پر ملازمین کی ملی بھگت سے ناجائز قبضہ ------------	364
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
57۔	مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005 ------------	367
58۔	کورم کی نشاندہی ------------	367
59۔	مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005 (--جاری) ------------	368
	پوائنٹ آف آرڈر	
60۔	حکومت کی طرف سے مدرسوں کی رجسٹریشن میں جلد بازی ------------	368
61۔	مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005 (---جاری) ------------	369

صفحہ نمبر		مندرجات	نمبر شمار
		پوائنٹ آف آرڈر	
		خواتین ارکان اسمبلی کو فلور کراسنگ کے باوجود حکومتی وعدے	62۔
373	------------	کے مطابق مفادات کا نہ ملنا	
		دعا	
374	------------	بیمار خاتون رکن اسمبلی کے لئے دعائے صحت	63۔
		پیر، 24۔ اکتوبر 2005	
		جلد 22: شمارہ 5	
375	------------	ایجنڈا	64۔
377	------------	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	65۔
		سوالات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی)	
378	------------	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	66۔
402	------------	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	67۔
		پوائنٹ آف آرڈر	
		حکومت کی جانب سے ایوان کے بزنس کو طے شدہ ایجنڈے	68۔
420	------------	کے مطابق نہ چلانے پر اپوزیشن کا احتجاج	
		توجہ دلاؤ نوٹس	
		ون ویلنگ کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کو روکنے کے لئے	69۔
422	------------	قانون سازی کا مطالبہ	
		امیر پارک گوجرانوالہ کے رہائشی عمر رسیدہ شخص کی ایس۔ایچ۔او تھانہ	70۔
429	------------	سول لائن گوجرانوالہ کے ہاتھوں ہلاکت اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل	
		تحاریک استحقاق	
		پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004	71۔
435	------------	کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
72۔	ایس۔ایچ۔او سٹی بھکر کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ	443
	پوائنٹ آف آرڈر	
73۔	ایوان میں نصب ساؤنڈ سسٹم میں خرابی کی نشاندہی	444
	تحاریک التوائے کار	
74۔	راولپنڈی، پیپلز کالونی میں امام مسجد کی بیٹی سے پانچ افراد کی اجتماعی زیادتی	451
75۔	لاہور میں پولیس اہل کاروں کی جعلی مشروب فیکٹریوں کے مضر صحت مشروب سے عوام کو نقصان	453
76۔	لاہور میں قائم سنٹرل ماڈل سکول کو بغیر کسی وجہ کے خلاف قاعدہ وقانون فروخت کرنا	454
77۔	لاہور، راولپنڈی اور دیگر روٹوں پر چلنے والی اے۔سی بسوں کے مالکان کی مسافروں سے مقررہ حد سے زائد کرایہ کی وصولی	456
	پوائنٹ آف آرڈر	
78۔	مریدکے کے رہائشی شخص پر کلاشنکوف کا لائسنس رکھنے کے باوجود پٹرولنگ پولیس کا تشدد اور مقدمہ کا اندراج	461
	جمعرات، 27۔اکتوبر 2005	
	جلد 22: شمارہ 6	
79۔	ایجنڈا	465
80۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	467
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)	
81۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	468
82۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	506
83۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	534
84۔	اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	538

رپورٹ(توسیع)

85۔ مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 539

پوائنٹ آف آرڈر

86۔ فیصل آباد میں ناظم اور نائب ناظم پر قاتلانہ حملہ کی تفتیش تبدیل کرنے کا مطالبہ ------------ 540

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)

87۔ مسودہ قانون(ترمیم)دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2005 ------------ 542

88۔ کورم کی نشاندہی ------------ 546

سرکاری کارروائی(۔۔۔جاری)

89۔ مسودہ قانون(ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2005 ------------ 547

عام بحث

90۔ زلزلہ پر عام بحث ------------ 555

91۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ 634

92۔ انڈکس

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(105)/2005/754.Dated 12th October 2005. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 14-10-2005 at 9:00 A.M. instead of 12-10-2005 in the Assembly Chambers, Lahore."

Dated
12-X-2005

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔اکتوبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

سرکاری کارروائی

3۔ قرارداد

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 114
کے تحت قرارداد

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیدار

1۔	جناب سپیکر	:	چودھری محمد افضل ساہی
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3۔	وزیر اعلیٰ	:	چودھری پرویز الٰہی
4۔	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئر مینوں کا پینل

1۔	رائے اعجاز احمد	:	پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	پی پی۔192
3۔	جناب محمد عظیم گھمن	:	پی پی۔131
4۔	ملک اصغر علی قیصر	:	پی پی۔69

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹوز
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی ومعدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری ومحصولات
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات وتعمیرات
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر بہبود خواتین وانسانی حقوق
(13)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(14)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک
(15)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت وامور نوجوانان
(16)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی اضافی چارج قانون وپارلیمانی امور*
(17)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(19)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت وافرادی قوت

---

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2003 مورخہ 16۔اکتوبر 2003، وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے اضافی چارج برائے اجلاس (14۔اکتوبر تا 27۔اکتوبر 2004) تفویض کئے گئے۔

(20)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی
(21)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
(22)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر صحت
(23)	جناب عبدالعلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(24)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(25)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
(26)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(27)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(28)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم
(29)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت
(30)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر/چیف وہپ
(31)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(32)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(33)	میاں خادم حسین وٹو		
	المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
(34)	جام محمد ہاشم گھلیجہ	:	وزیر ماہی پروری
(35)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال
(36)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر تحفظ ماحولیات
(37)	محترمہ نسیم لودھی	:	وزیر بہبود آبادی
(38)	محترمہ قدسیہ لودھی	:	وزیر خصوصی تعلیم
(39)	مسز جوئس روفین جولیس	:	وزیر اقلیتی امور

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	:	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	:	مقامی حکومت ودیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی
(4)	جناب تنویر اسلم ملک	:	خدمات وانتظام عمومی
(5)	کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان*		
(6)	سید محمد تقلید رضا*		
(7)	چودھری نذر حسین گوندل	:	تعلیم
(8)	ملک شعیب اعوان	:	اطلاعات
(9)	ملک محمد آصف بھا	:	بیت المال
(10)	جناب محمد وارث کلو	:	کالونیز
(11)	ملک رضا شاہد وسیر	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
(12)	چودھری خالد محمود ایڈووکیٹ	:	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(13)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا*		
(14)	بریگیڈئر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(15)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(16)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(17)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون
(18)	مس حمیدہ وحیدالدین	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
(19)	لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس	:	مواصلات وتعمیرات
(20)	بیگم ریحانہ جمیل*		

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

(21)	جناب محمد شعیب صدیقی*	
(22)	جناب اعجاز احمد سیہول	: آبکاری و محصولات
(23)	جناب جاوید منظور گل	: کانکنی و معدنیات
(24)	آغا علی حیدر	: ثقافت و امور نوجوانان
(25)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	: اشتمال
(26)	ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)	: پارلیمانی امور
(27)	دیوان اخلاق احمد	: آبپاشی و قوت برقی
(28)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	: محنت و افرادی قوت
(29)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	: خصوصی تعلیم
(30)	ملک محمد اجمل جوئیہ	: پنجاب ایمپلائز سوشل سیکورٹی انسٹیٹیوشن
(31)	جناب ظہور احمد خان ڈاہا	: خزانہ
(32)	جناب ولایت شاہ کھگہ	: زراعت
(33)	جناب آفتاب احمد خان	: ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(34)	چودھری وحید اصغر ڈوگر	: پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(35)	جناب جاوید اقبال خان کھچی	: جنگلات
(36)	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	: صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(37)	جناب طارق احمد گورمانی	: جنگلی حیات
(38)	میاں امتیاز علیم قریشی	: زکوٰۃ و عشر
(39)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	: سی۔ایم۔آئی۔ٹی، آئی اینڈ سی
(40)	جناب اللہ وسایا عرف چنو خان لغاری	: سیاحت و قیام
(41)	سید محمد قائم علی شاہ	: مذہبی امور و اوقاف

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

(42)	ملک اللہ بخش سمیتہ	: ٹرانسپورٹ
(43)	مہر فضل حسین سُمرا	: جیل خانہ جات
(44)	جناب احمد نواز	: ریلیف
(45)	سید نذر محمود شاہ*	:
(46)	جناب محمود احمد	: خوراک
(47)	سردار محمد دریاخان فیاض	: امداد باہمی
(48)	بیگم زینت خان	: ترقی خواتین
(49)	ڈاکٹر فرزانہ نذیر	: صحت
(50)	محترمہ لبنیٰ طارق	: سیاحت
(51)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	: امور داخلہ
(52)	محترمہ شہلا راٹھور	: سماجی بہبود
(53)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	: تحفظ ماحولیات
(54)	محترمہ روبینہ نذر سلہری (ایڈووکیٹ)	: ٹیوٹا (TEVTA)
(55)	محترمہ ظل ہما عثمان	: منصوبہ بندی و ترقیات
(56)	محترمہ زاہدہ سرفراز	: بہبود آبادی
(57)	مس نگہت سلیم خان	: ہائر ایجوکیشن
(58)	مس شگفتہ انور	: انٹی کرپشن
(59)	مسز نیئر مرتضٰی لون	: قوت برقی
(60)	جناب پیٹرک جیکب گل	: اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب ایم آفتاب اقبال چودھری

---

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	:	جناب سعید احمد
(2)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنائت اللہ لک
(3)	ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)	:	جناب مقصود احمد ملک

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 14۔اکتوبر 2005

(یوم الجمع، 9۔رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 57 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَo ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَo أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَo

سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ آیات 155 تا 157

اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دوo ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیںo یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے۔ اور یہی سیدھے رستے پر ہیںo

وماعلینا الا البلاغo

49

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17-اکتوبر2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات مواصلات و تعمیرات اور بہبود آبادی)

ا۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

۲۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

رپورٹ (جو پیش کی جائے گی)

میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی سالانہ کارکردگی

رپورٹ بابت سال 04-2003

51

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

پیر، 17-اکتوبر 2005

(یوم الاثنین، 12- رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح دس بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًاo ٱلَّذِينَ يَبۡخَلُونَ وَيَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُونَ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗاo

سُوۡرَةُ النِّسَاء آیات 36 تا 37

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتاo جو خود بھی بُخل کریں اور لوگوں کو بھی بُخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہےo

وما علینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مواصلات و تعمیرات اور بہبود آبادی کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

زلزلہ کے علاقہ میں وزراء کے دوروں کے دوران پروٹوکول کی وجہ سے امدادی کارروائیوں میں رکاوٹ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اخبار میں خبر ہے کہ "پنجاب کے وزراء کے دورے امدادی کارروائیوں میں رکاوٹ بن گئے۔" زلزلہ زدگان کی جو صورتحال ہے اور ان کی امداد کے لئے لوگ سامان خورد و نوش لے کر جا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو دوست وزراء وہاں جاتے ہیں اگر یہ ان دنوں کے لئے پروٹوکول کو تھوڑا سا موقوف کر دیں تو پھر ان کی دل شکنی نہیں ہو گی بلکہ حوصلہ افزائی ہو گی اور امدادی کاموں میں بھی رکاوٹ نہیں بنے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ارشد بگو صاحب نے جو نشاندہی فرمائی ہے میرے خیال میں یہ اخباری خبر درست نہیں ہے۔ میں نے خود بھی وہاں اپنے بھائیوں کے پاس جانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میں بغیر کسی پروٹوکول اور بغیر وائرلیس کے وہاں گیا ہوں۔ کسی کو بھی نہیں بتایا بلکہ ایک عام شہری کے طور پر ان سے ملا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مظفر آباد میں گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی۔

جناب سپیکر: اچھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یقین کیجئے گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی کی ہدایت پر سامان اکٹھا کرنے اور مسلم لیگ ہاؤس 4۔ مارگلہ روڈ اسلام آباد deliver کرنے کے بعد اداروں کے ذریعے ہی تقسیم کر رہے ہیں بلکہ ہم تو 10th Corp والوں کو پہنچاتے ہیں تاکہ امدادی سامان صحیح جگہ پر

پہنچایا جا سکے۔ ہم خود جا کر جو کچھ بھی کر سکتے ہیں، کرتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس انسانیت سوز واقعہ میں ہمارے پیارے ہم سے اس طرح بکھر گئے ہیں جس طرح اب بات کرتے ہوئے میرے جملے مجھ سے بکھر رہے ہیں۔ پروٹوکول کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ کچھ بھی نہیں ہوتا، یہ تو ایک بنیادی چیز ہے جو کسی وقت ملحوظ خاطر ہو جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے جو بھی ساتھی وہاں جا رہے ہیں وہ بغیر پروٹوکول کے جا رہے ہیں، آئندہ بھی جو جائیں گے وہ بھی بغیر پروٹوکول کے جائیں گے۔ جس طرح ان کے دلوں میں خدمت کا جذبہ ہے اسی طرح ہمارے دلوں میں بھی ہے۔ آپ جو تجاویز دیتے ہیں ہمارے لئے یہ بھی قابل قدر ہیں۔ یہ بہت اچھی تجاویز ہیں اور حکومت ان کو ستائش کی نظر سے دیکھتی ہے۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ جات مواصلات و تعمیرات اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص!

جناب ارشد محمود بگو: On his behalf سوال نمبر 1701 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1701 دریافت کیا) جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چوبرجی کوارٹرز لاہور کی حالت اور خصوصی مرمت کی تفصیل

*1701: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا 1999 سے 2002 کے دوران گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی خصوصی مرمت کی گئی، اس پر ہر سال کتنا خرچ آیا اور یہ بھی بتایا جائے کہ خصوصی مرمت کروانے کا کیا معیار ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی کوراٹروں کی تعمیر 1928 میں کی گئی تھی اور ان کوارٹروں کی بلڈنگز اپنی میعاد پوری کر چکی ہیں اور نہایت خستہ حال ہو چکی ہیں، ان کی مرمت کروانا رقم ضائع کرنے کے مترادف ہے؟

(ج) کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے کہ ان تمام کوارٹروں کو گرا کر نئی ملٹی سٹوری بلڈنگز اور فلیٹ تعمیر کئے جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ہاں! 1999 سے 2002 کے دوران چوبرجی کوارٹروں کی خصوصی مرمت کی گئی تھی اور اس ضمن میں سالانہ خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم
1999-2000	2.382 ملین روپے
2000-2001	1.862 ملین روپے
2001-2002	1.213 ملین روپے

ایسی عمارات یا کوارٹر جن کی مدت ختم ہو چکی ہوتی ہے ان کو پالیسی کے مطابق گرا دیا جاتا ہے تاکہ کسی ناگہانی حادثہ کا سدباب ہو سکے۔ ایسی عمارات یا کوارٹر جن کی خصوصی مرمت سے ان کی مدت بڑھائی جا سکتی ہے ان کی حالت کے پیش نظر اور الاٹیوں کی رضامندی پر خصوصی مرمت کے estimate بنائے جاتے ہیں، وسائل کی فراہمی کے بعد موقع پر کام کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چوبرجی کوارٹر 1928 میں تعمیر کئے گئے مگر ابھی ان کوارٹروں کا بنیادی ڈھانچہ اس قابل ہے کہ خصوصی مرمت کے ذریعے ان کی لائف بڑھائی جا سکے اور ملازمین کو رہائشی سہولت مہیا کی جا سکے۔

(ج) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے تمام کوارٹروں کو گرا کر نئی ملٹی سٹوری بلڈنگز اور فلیٹ بنائے جانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ سوال چوبرجی کوارٹروں کے متعلق ہے۔ یہ کوارٹر 1928 میں بنے تھے اور اس جواب کے مطابق ان پر تقریباً 5 ملین روپے خرچ ہو چکا ہے لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ وہ گرنے کے قابل ہیں۔ جس طرح حکومت نے سرکاری ملازمین کی رہائش کے لئے ایک فاؤنڈیشن بنائی تھی کہ جو لوگ دس یا بیس سال بعد ریٹائر ہوں گے ان کو گھر دیئے جائیں گے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ کوارٹرز جن کی مدت ختم ہو چکی ہے اور ان کی تعمیر کا tenure بھی ختم ہو چکا ہے کیا جو لوگ اب ریٹائرڈ ہو رہے ہیں حکومت ان کو یہ کوارٹر قیمتاً دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے کیونکہ یہ رہائشی کالونی جو 1928 میں بنائی گئی تھی یہ حاضر سروس لوگوں کے لئے ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ کوئی عمارت کسی ناگہانی حادثے کا باعث بن سکتی ہے تو اسے ایک cordial process کے ذریعے گرا دیا جاتا ہے اور جو infrastructure مرمت ہو سکتا ہے اسے مرمت کر دیا جاتا ہے۔ جب لوگ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں تو پھر یہ جگہ نئے لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ریٹائرڈ ہونے والے لوگوں کے لئے ایک نئی سکیم بنائی ہے۔ لوگ ابھی اس میں apply کر دیتے ہیں اور ان کی تنخواہ میں سے کچھ کٹوتی ہوتی ہے۔ جب وہ ریٹائرڈ ہوں گے تو ان کو وہاں پر گھر ملیں گے لیکن ان کالونیوں میں سے دینا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! 1997 میں اسی قسم کا ارشد عمران سلہری کی طرف سے ایک سوال آیا تھا جس پر کمیٹی بنی تھی اس وقت کھوسہ صاحب منسٹر تھے۔ کمیٹی صرف اس point پر بنی تھی کہ جو کوارٹر گرنے کے قابل ہیں، اب جو مرمت کے بھی قابل نہیں ہیں، جو سکیم انہوں نے بنائی ہے یہ تو ان کی حکومت جانے کے بعد بھی شاید لوگوں کو نہ ملیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ چونکہ انہوں نے گھر تو دینے ہیں۔ 1997 میں جو کمیٹی بنی تھی اس نے بھی یہ approve کیا تھا کہ یہ کوارٹر ان لوگوں کو دے دینے چاہئیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ زمین بھی انہوں نے دینی ہے کوارٹر بھی لوگوں نے خود بنانے ہیں اس پر وہ غور کریں، خیر خواہانہ جذبے کے تحت اس پر ہمدردانہ غور کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ان کا جذبہ بہت صادق اور احسن ہے لیکن یہ سرکاری گھر جو ہوتے ہیں جس طرح چیف سیکرٹری کا گھر ہے اگر اس کے ریٹائر ہونے پر اس کو دے دیا جائے تو آنے والے کے لئے نیا بنایا جائے گا تو یہ آنے والے کے لئے نیا بنانے کی بجائے جانے والوں کے لئے نیا گھر بنانے کی تجاویز بن چکی ہیں۔ جو کمیٹی 1997 میں بنی تھی ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا ! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ special repair کروانے کا کیا criteria ہے، اس کی یہ وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! special repair کا یہ criteria ہے میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ وہاں کا جو رہائشی ہے وہ ہمارے محکموں کو inform کرتا ہے کہ یہ چیزیں بری حالت میں ہیں، خستہ حالت میں ہیں۔ اس کے بعد ہمارا اوور سیئر وہاں پر جاتا ہے سروے کرنے کے بعد وہ ہمیں رپورٹ کرتا ہے اگر مناسب ہوتا ہے تو پھر ہم اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1702

فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کی تعمیر نو کی تفصیل

*1702: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کی تعمیر نو کا منصوبہ زیر تکمیل ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کتنی لاگت سے کب تک مکمل ہو گا، کیا اس منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے اگر شروع ہو چکا ہے تو کتنا کام مکمل ہوا ہے؟

(ج) اس منصوبہ کا ٹھیکہ کس فرم/ادارہ کے سپرد کیا گیا ہے کیا یہ سڑک دورویہ بنائی جائے گی اور اس سڑک کی تعمیر کی اہم خصوصیات سے مطلع فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔ لاہور شیخوپورہ فیصل آباد روڈ کی B.O.T کے تحت دورویہ تعمیر کے لئے M/S L.A.F.C.O اور حکومت پنجاب کے درمیان 30۔ ستمبر 2003 کو معاہدہ طے پایا جس کے مطابق یہ منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

(ب) اس منصوبہ کا تخمینہ 4۔ ارب روپے ہے جو 42 ماہ میں مکمل ہو گا۔ اس منصوبہ پر کام کا آغاز ہو چکا ہے اور اب تک اس سڑک کا لاہور شیخوپورہ (34 کلومیٹر) سیکشن مکمل کر لیا گیا ہے۔

(ج) یہ منصوبہ 4 کمپنیوں کے ایک consortium بنام M/S L.A.F.C.O نے حاصل کیا جس میں F.W.O، خالد رؤف اینڈ کمپنی، حبیب رفیق اور سچل کمپنیاں شامل ہیں۔ یہ سڑک دو

روپیہ بنائی جائے گی۔

اس سڑک کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

اس سڑک کی تعمیر B.O.T کی بنیاد پر ہوگی جس کے تحت شیخوپورہ فیصل آباد سیکشن میں ایک مکمل نئی سڑک موجودہ سڑک کے بائیں جانب تعمیر کی جائے گی جبکہ موجودہ سڑک کو کشادہ اور مضبوط کیا جائے گا۔ دونوں طرف کی سڑکیں 7.3 میٹر (24 فٹ) چوڑی ہونگی اور یہ سڑکیں carpeted ہوں گی۔

ان کے اندرونی شولڈر 1.0 میٹر ہوں گے جبکہ بیرونی شولڈر 2.5 میٹر ہوں گے۔

دونوں سڑکوں کے درمیان median ہوگا۔

اس سڑک پر واقع آبادی والے حصے میں سروس روڈ اور سائیڈ ڈرین تعمیر کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! وزیر موصوف اتنا جواب فرما دیں کہ سڑک ابھی تک مکمل نہیں ہوئی لیکن ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کا جواب دینے سے پہلے ایک تجویز پیش کروں گا کہ سماں صاحب پہلے اس سڑک پر سفر کریں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: سماں صاحب! تشریف رکھیں پہلے ان کا جواب سن لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! لاہور سے شیخوپورہ تک یہ سڑک مکمل ہو چکی ہے صرف اس پر ٹول ٹیکس تجویز کیا گیا ہے۔ شیخوپورہ سے فیصل آباد تک کی جو سڑک ہے وہ نامکمل ہے اور اس پر کوئی ٹول ٹیکس نہیں لیا جا رہا۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں نے خود ٹول ٹیکس دیا ہے۔ میں یہ بات حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں اور یہ خود ابھی جا کر چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: فیصل آباد سے شیخوپورہ تک؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جی، ہاں۔ جناب والا! میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ٹیکس دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر کونسی جگہ پر ٹیکس ہے؟

چوددھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں ننکانہ صاحب گیا تو انہوں نے مجھ سے ٹول ٹیکس لیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ جو اس کے portions مکمل ہو چکے ہیں۔۔۔

چوددھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں حلفاً کہہ رہا ہوں اگر میں غلط بات کر رہا ہوں تو میں اپنی سیٹ سے resign کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے جواب کا جو پہلا فقرہ ہے اس کی recording دیکھ لی جائے۔ میں نے کہا ہے کہ جو حصے مکمل ہو چکے ہیں ان پر صرف ٹیکس لیا جاتا ہے جو حصے under construction ہیں ان پر کوئی ٹیکس نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر: چوددھری صاحب! آپ کا جواب یہ تھا کہ لاہور سے شیخوپورہ تک روڈ مکمل ہو چکی ہے اور اس پر ہم نے ٹول ٹیکس لگایا ہوا ہے۔ شیخوپورہ سے فیصل آباد تک سڑک ابھی مکمل نہیں ہوئی اس پر کوئی toll وغیرہ نہیں ہے۔ پلیز! یہ ensure کروا دیں کہ اگر سڑک مکمل نہیں ہوئی اور اس پر ٹول ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے تو وہ آج سے ہی ہٹا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب! میں نوٹ کر لیتا ہوں۔

چوددھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! شیخوپورہ فیروز وٹواں کے درمیان ٹول ٹیکس لگا ہوا ہے۔ میں نے خود ٹیکس دیا ہے اور یہ بات میں on oath کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وزیر صاحب سے گزارش کر دی ہے آج سے وہ ٹیکس ہٹا دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! آج سے تو وہ ٹیکس ہٹا دیا جائے گا مگر جو وصول کیا جا چکا ہے اس کی کیا remedy ہے؟

جناب سپیکر: کیا ہونا چاہئے آپ فرما دیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہماری remedy تو آپ ہیں، ہم نے تو آپ سے ہی گزارش کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کی remedy کے متعلق میں گزارش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر کسی ایسے حصے کا، ایسی جگہ کا ٹول ٹیکس لیا جاتا ہے جو incomplete ہے وہ ایک پرچی دیتے ہیں یہ ہمیں پرچی لا کر دیں ہم وہ جرمانے کے ساتھ ان کو واپس کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب افضل سلطان ڈوگر!

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب والا! چودھری سماں صاحب ہمارے بھائی ہیں وہ یہاں پر جھوٹ نہیں بول رہے میں اس علاقے کا رہنے والا ہوں شیخوپورہ سے جب فیصل آباد کی طرف جاتے ہیں تو آگے سڑک مکمل نہیں ہے۔ شیخوپورہ سے جب تین چار کلو میٹر نکلیں تو وہاں سے ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ صوبائی ہائی ویز پر ایم۔این۔ایز، ایم۔پی۔ایز، سنیٹرز کے لئے کوئی ٹیکس نہیں ہے لیکن یہ اس جگہ پر بھی ٹول ٹیکس لیتے ہیں۔ یہ اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اگر یہ ہمارے لئے فری نہیں ہے تو ہم پہلے بھی ٹیکس دے کر آتے ہیں، آئندہ بھی دے کر آیا کریں گے۔ میری ابھی چودھری صاحب سے بات ہوئی تھی اور وہ فرما رہے تھے کہ ہم صوبائی ہائی ویز پر ٹیکس نہیں لیتے صرف نیشنل ہائی ویز پر لیا جاتا ہے یہ اس کی بھی وضاحت فرما دیں۔ میں بھی روزانہ شیخوپورہ سے آتا ہوں اور ٹیکس دے کر آتا ہوں اور سماں صاحب بھی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بات بھی صحیح ہے کہ وہاں پر وہ portion ابھی مکمل نہیں ہوا لیکن وہاں پر بھی انہوں نے ٹیکس لینا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ میں نے on the floor of the House یہ statement دی ہے کہ جو incomplete portion ہے اس پر اگر ٹیکس لیا جاتا ہے تو اس پر میں action لوں گا اور دوسری بات جو ڈوگر صاحب نے کی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے باہر میری ڈوگر صاحب سے بات ہوئی تھی اور House سے باہر ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ کسی بھی صوبائی ہائی ویز پر وزیر، سنیٹر، ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے سے ٹیکس نہیں لیا جاتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کے متعلق ایک contract پر دستخط ہو چکے ہیں۔ میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی میں اس کو دیکھوں گا کہ اس میں exemption ہے تو مل جائے گی اگر contract میں ہماری exemption نہیں ہے تو پھر اس کے لئے ہم معذرت کریں گے۔ میں یہ دیکھنے کے بعد ہی کوئی حتمی بات کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جن roads کا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس کا ان کے نزدیک کیا معیار ہے؟ یعنی کونسی شرائط پوری ہوں تو اس پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ورنہ ٹیکس نہیں لیتے، اس کا فارمولا کیا ہے، وہ شرائط کیا ہیں اور کیا طریق کار ہے کہ جس کی بنا پر یہ ٹیکس لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں عرض تو کر دیتا ہوں لیکن یہ ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں پھر بھی ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ جہاں پر سڑک public exchequer کے ذریعے بنائی جاتی ہے اس کی indirect recovery کے لئے یا اس کی expansion کے لئے یا repair کے لئے جو فنڈز درکار ہوتے ہیں وہاں پر لگایا جاتا ہے لیکن اس وقت چند ایک ہائی ویز کے علاوہ چھوٹی سڑکوں سے ٹیکس ہٹا لئے گئے ہیں، اس کی improvement کے لئے وہ ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا سوال یہ نہیں ہے جو کچھ یہ فرما رہے ہیں وہ تو ہمیں بھی پتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے، جس سڑک پر یہ ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ سڑک کونسا معیار پورا کرتی ہے، آپ کی وہ کونسی شرائط ہیں جو وہ سڑک پوری کرے تب آپ ٹول ٹیکس لگاتے ہیں، کیا ایک گاڑی 20 میل سفر کرے یا ایک گاڑی روڈ پر چڑھتی ہے تو آپ اس سے ٹیکس وصول کرتے ہیں یا پچاس کلو میٹر سفر طے کرنے کے بعد وصول کیا جاتا ہے، کون سا وہ طریق کار ہے اور کونسا معیار ہے جس کی بنیاد پر یہ ٹیکس وصول کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس میں کوئی mileage کی yardstick تو نہیں ہے البتہ جو

نئی سڑک بنائی جاتی ہے اور اگر محکمہ ضروری سمجھتا ہے کہ recovery کے لئے یا further project کے لئے ہمیں پیسوں کی ضرورت ہے اور اس road سے recover کرنا چاہئے تو اس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال ہے فرض کریں ہائی وے کی دو سو سڑکیں ہیں اس میں toll آپ نے پچاس سڑکوں پر لگایا ہوا ہے تو اس کے لئے آپ کا کوئی criteria تو ہوگا کہ ان پچاس پر کیوں ٹیکس لگایا گیا ہے، سو فیصد پر وہ ٹیکس کیوں نہیں لگایا گیا، وہ پوچھ رہے ہیں کہ سڑکوں پر ٹیکس لگانے کا criteria کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہمارا criteria یہ ہے کہ جس سڑک پر زیادہ ٹریفک چلتی ہے وہاں توڑ پھوڑ بھی زیادہ ہوتی ہے اس پر ہم ٹیکس لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک criteria کی بات ہے اس کے لئے rules ہوں گے اور ان rules کے تحت یہ ٹیکس لگاتے ہوں گے۔ یہ ان rules کی کاپی ہمیں فراہم کر دیں ہم دیکھیں گے کہ یہ کن basis پر لگ رہا ہے اگر ایک سڑک ٹوٹی ہوئی ہے اور سب کچھ ہے اس پر بھی آپ ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ rules frame ہوئے ہوں گے ان rules کی کاپی ہمیں فراہم کر دیں ہمیں پتا چل جائے گا کہ کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! Rules انہیں مہیا کر دیئے جائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کا contract 2003 میں ہوا تھا اور بیالیس مہینوں میں اس کام کو مکمل ہونا تھا۔ اب اس حساب سے تقریباً آدھا ٹائم گزر چکا ہے تو کیا اس نسبت کے ساتھ آدھی سڑک بن چکی ہے یعنی جتنا ٹائم گزرا ہے اتنی سڑک بن چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے ضمنی سوال میں ابہام ہے

اگر دوبارہ ارشاد فرمادیں تو میں ان کا جواب دیتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ 30۔ ستمبر 2003 کو اس سڑک کی تعمیر کا معاہدہ کیا گیا تھا اور بیالیس مہینوں میں یہ مکمل ہونی چاہئے تھی۔ تقریباً دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے تو کیا پچاس فیصد سے زیادہ سڑک بن چکی ہے اور اگر یہ پچاس فیصد نہیں بنی تو یہ سڑک ٹائم کی نسبت سے کتنی بنی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! میں ذرا تفصیل سے اس کا جواب عرض کروں گا کہ اس کے لئے کوئی ایسی yardstick نہیں کہ month to month or year to year اتنی ہونی چاہئے، یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ nature of work زیادہ ہے۔ میں آپ کو ensure کراتا ہوں اور on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ہم ساڑھے تین سال کی بجائے تین سال میں اسے مکمل کر دیں گے اور اسے مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں چونکہ bract bridges بھی involve ہوتے ہیں، bridges کی nature بھی 2/3 کی ہوتی ہیں۔ اس میں ہم نے requisition بھی کی ہے لیکن ہم نے جو time frame دیا ہے اس time frame کے اندر اپنے صوبے کے عوام کو B.O.T کی اس اعلیٰ سڑک کا تحفہ دیں گے اور B.O.T regime کی کارکردگی آپ کے سامنے پیش کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ٹائم کو بڑھایا نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے کہنا چاہ رہی ہوں اور آپ یقین کریں کہ آج تک کوئی ایسی سڑک نہیں جہاں پر آپ ابھی تک ٹیکس charge نہیں کر رہے۔ آپ دو سو کی دو سو سڑکوں پر ٹیکس charge کر رہے ہیں۔ ان کا بھی criteria یہ ہے، "توں بنائی جاتے ڈھائی جا، ڈھائی جاتے بنائی جا، بنائی جاتے ڈھائی جا"۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ ٹیکس آپ نے کب تک لینا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ long life ہے۔ میں نے کہا، بھئی ہم کتنے سالوں سے ٹیکس ادا کر رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ یہ long life ہے تو اس پر میں نے کہا تھا کہ "بنائی جاتے ڈھائی جا"۔ یہاں ہمارے جو وزراء صاحبان بیٹھے ہیں وہ اتنی صفائی سے یہاں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next question چودھری زاہد پرویز کا ہے۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سلدیرا صاحب!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: شکریہ۔ جناب سپیکر! ٹیکس پر اتنی دیر بحث ہوئی ہے، ممبران نے عوام کا خاصا فائدہ کیا ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ اسمبلی ایک قانون ساز ادارہ ہے اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ taxes ناروا ہیں تو ان کو ختم کیا جائے اس پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ ادھر لائیں اور اگر اس پر اسمبلی متفق ہوتی ہے تو پھر اس کو ختم کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چودھری زاہد پرویز!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔Next question حاجی محمد اعجاز!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! On his behalf۔

جناب سپیکر: On his behalf۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 5162۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے حاجی محمد اعجاز کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5162 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وحدت کالونی لاہور، 04-2003، نامکمل تعمیراتی کام چھوڑنے والے ٹھیکیداروں اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*5162: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 04-2003 میں وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کی سالانہ تعمیر و مرمت کے لئے ہر ٹھیکیدار کو دیئے گئے ٹھیکہ کی تفصیل، ٹھیکیدار کا نام اور کام مکمل کرنے یا نہ کرنے کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا محکمہ ہذا ٹھیکہ مکمل نہ کرنے والے ٹھیکیداروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے اور انہیں آئندہ کے لئے blacklist کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال 04-2003 میں وحدت کالونی لاہور کے 593 کوارٹرز کی خصوصی تعمیر و مرمت

کے کام جن ٹھیکیداران کو دیئے گئے ان کی تفصیل (صفحہ نمبر 1 تا 12) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسی مالی سال میں وحدت کالونی لاہور کے 1948 کوارٹرز کی عمومی مرمت کا کام جن ٹھیکیداران کو دیا گیا ان کی تفصیل (صفحہ نمبر 13 تا 14) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیادہ تر ٹھیکیداروں نے اپنا کام مقررہ مدت میں مکمل کر لیا۔ ٹھیکیداران (صفحہ نمبر 12) جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اپنا کام شروع نہ کر سکے۔ مجاز اتھارٹی کے احکامات پر اس بے ضابطگی کی سزا کے طور پر ان ٹھیکیداران کا زر ضمانت ضبط کر لیا گیا ہے۔ مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس سے متعلقہ یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے ایک ہاؤسنگ اتھارٹی بنائی ہے جو سارے سرکاری ملازمین کو رہائشی مکانات فراہم کرنے کا منصوبہ بناتی ہے۔ وحدت کالونی کوارٹر 1954 کے لگ بھگ بنائے گئے تھے تو کیا حکومت کے زیر غور اس طرح کی بھی کوئی تجویز ہے کہ ان کوارٹروں کو بھی سرکاری ملازمین کو مستقلاً الاٹ کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ question تو پہلے آگیا ہے۔ Next question حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے question dispose of ہوا۔ next question ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، On his behalf

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! 5317۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے ملک اصغر علی قیصر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5317 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ بہبود آبادی، ضلع فیصل آباد، 2002-04
فراہم کردہ بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*5317: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع فیصل آباد کو سال 2002-03 اور 2003-04 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟
(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین /افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین /افسران کو ٹی۔اے /ڈی۔اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟
(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت /پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟
(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟
(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بہبود آبادی:

	2002-03	2003-04	کل اخراجات
(الف)	28791739	2824217	57033756
(ب)	25697022	29973356	55670378
	100000	3054000	3154000
(ج)	19360653	22264490	41625143
(د)	1203050	308352	1511402
(ہ)	NIL	NIL	NIL
(و)	388288	524523	912811
(ز)	128635	328579	457214
(ح)	8038358	3125450	11163808

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز(ب) سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟ جیسے سلدیرا صاحب نے کہا ہے کہ taxes کتنی مشکل سے اکٹھے ہوتے ہیں جو حکومت کے پاس آتے ہیں جو محکمہ پیسا استعمال نہیں کرتا، اسے surrender کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ پیسے utilize کیوں نہیں کئے وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!۔۔۔ منسٹر صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں۔ منسٹر صاحبہ تشریف نہیں رکھتیں تو یہ سوال pending کر دیا جائے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! pending کی بات نہیں ہے۔ already اس سوال کا جواب ڈیڑھ سال کے بعد آیا ہے۔ اب تو اسمبلی کی مدت ہی دو تین مہینے رہ گئی ہے تو پھر اس کا جواب کس نے لینا ہے؟

جناب والا! یہ خبر صبح پریس نے ہی چھاپ دینی ہے۔ پریس نے کہنا ہے کہ یہ دیکھیں inefficiency۔ آپ custodian ہیں، ہم یہاں پر آپ کی writ establish کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ نے جس طرح رانا ثناء اللہ کو نکالا تھا اس طرح دو دن کے لئے دو وزیروں کو نکال دیں۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی نکلے ہوئے ہیں ان کو کیا نکالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں آنے کے لئے ان کو پابند کر دیں۔

محترمہ عظمٰی زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ عظمٰی زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ وزیر صاحبہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تک یہیں تھیں۔ میرا خیال ہے سوال آنے کے غم میں وہ باہر چلی گئی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جب سے منسٹر بنی ہیں شاید دوسری دفعہ ان کے محکمے کے سوال آئے ہیں اور یہ محکمہ بڑا important ہے۔ ان کی غفلت اور ان کی لاپرواہی کا عالم یہ ہے کہ ان کے questions آئے اور وہ تشریف ہی نہیں رکھنا چاہتیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ یہاں ایوان میں موجود تھیں اور سوال آنے پر وہ باہر چلی گئی ہیں۔ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ منسٹری صرف تنخواہوں کے لئے نہیں لینی ہوتی۔

(اس مرحلہ پر وزیر بہبود آبادی محترمہ نسیم لودھی
ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحبہ آ گئی ہیں۔ رانا صاحب! آپ اپنا سوال دہرا دیں۔ محترمہ! یہ سوال غور سے سن لیں کیونکہ آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔ یہ question no. 5317 ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا صاحب! آپ اپنا سوال ذرا repeat کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہیں تو پتا ہی نہیں ہے وہ تو ویسے ہی گواچے" ہوئے نیں۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! ملک پر ایک بہت بڑی آفت آئی ہوئی ہے اور زندگیاں بڑے خطرے میں ہیں۔ میں ابھی بٹگرام سے 600 کلومیٹر کا سفر کرکے لاہور پہنچی ہوں جس کی وجہ سے میں لیٹ ہو گئی ہوں۔

جناب سپیکر: چلو لیٹ آنے کی کوئی بات نہیں۔ آپ questions نکال لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! محترمہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ محترمہ پہلے ہی ایوان کے اندر موجود تھیں اور ابھی یہ باہر گئی ہیں۔ یہ جھوٹ بول رہی ہیں کہ میں لیٹ آئی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ انہیں جواب دینے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترمہ جھوٹ بول رہی ہیں، تھوڑی دیر پہلے یہ موجود تھیں۔ on the floor of the House جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: جھوٹ بولنا تو آپ کی پارٹی کا شیوہ ہے۔ آپ نے حکومت ہی وہیں سے شروع کی کہ روٹی، کپڑا اور مکان۔ وہیں سے آپ نے جھوٹ بولنا شروع کیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال نمبر 5317 ہے۔ رانا آفتاب صاحب! آپ ضمنی سوال دہرا دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جز(ب) میں سوال یہ تھا کہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کتنی رقم surrender ہوئی ہے اور surrender کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: بی بی! آپ نے جز(ب) کا جواب دینا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: کل رقم 57033756 روپے آئی اور جو کل رقم خرچ ہوئی وہ 55670378 روپے ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا sacred پیسا ہے جو ہمارے شہری ٹیکس میں دیتے ہیں اور حکومت کے پاس آتا ہے پھر اس محکمے کو پیسا دیا جاتا ہے کہ کسی رفاہی کام میں خرچ ہو سکے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پیسا استعمال کیوں نہیں ہوا اور کتنا پیسا surrender ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: جناب والا! یہ محکمہ دوسرے محکموں سے بالکل مختلف ہے۔ یہ پروگرام ہے اور یہ پروگرام کے تحت چلتا ہے۔ ہمیں funding وفاق کرتا ہے اور جو پروگرام وہ طے کرتا ہے اس کے مطابق ہم چلتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جو پیسا آپ استعمال نہیں کر سکے اور surrender ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! پیسا چونکہ وہ دیتے ہیں اس کے مطابق جتنا وہ کہتے ہیں کہ یہاں یہاں خرچ کرنا ہے تو ہم اتنا کرتے ہیں اس کے بعد جو بچتا ہے وہ surrender ہو جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ اسمبلی serious نہیں ہے۔ آپ ایوان کو دو دن کے لئے ملتوی کر دیں اور دن پورے کر لیں کیونکہ جب یہ اخباروں میں آئے گا تو اس سے کیا پیغام جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر پیسا وفاقی حکومت نے دیا ہے تو آپ نے اس کو surrender کر دیا ہے۔ اگلے سال وہ آپ کو پیسا ہی نہیں دیں گے۔ non utilization is an offence under the Financial Rules اور جس محکمے میں یہ پیسا استعمال نہیں ہوتا تو اس کو دینے کا کوئی جواز ہے؟ وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے۔

وزیر بہبود آبادی: non utilization تمام محکموں میں ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی وجہ بتا دیں کہ کیوں ہوئی ہے؟

وزیر بہبود آبادی: میں نے بتایا ہے کہ یہ پروگرام ہے، ہمیں پروگرام کے تحت چلنا ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب اجلاس آئے تو ایک نوٹیفکیشن ہو جائے کہ سوالوں کے جواب راجہ بشارت صاحب دیا کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! انھوں نے اتنا پیسا واپس کیا ہے اس سے ان کے محکمے کی کارکردگی کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ کام کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا کام کرنا ہے حالانکہ یہاں سارا ملک مر رہا ہے کہ کوئی کام نہیں ہو رہا اور آپ پیسا surrender کر رہے ہیں۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! جو رقم surrender ہوئی ہے وہ تقریباً 3 فیصد بنتی ہے اور 5 فیصد تک surrender کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں قاسم ضیاء صاحب کی اجازت سے عام معافی کا اعلان کرتا ہوں اور ہم ان سے کوئی سوال نہیں کرتے کیونکہ ان کی تیاری آپ نے دیکھ لی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of ہوا۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں dispose of ہوا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ محکمہ پنجاب کا بہت اہم محکمہ ہے اور جس طرح پورا ملک زلزلہ زدگان کے لئے اظہار یکجہتی کر رہا ہے اسی طرح آج ان کے محکمے کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ہم ان کے کسی سوال پر ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک محمد ارشد راں صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی ملک محمد ارشد راں صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: On his behalf question No.5650 جناب سپیکر! وزیر صاحبہ اس کا جواب پڑھ دیں۔ (معزز رکن نے ملک محمد ارشد راں کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5650 دریافت کیا)

نس بندی اور امدادی رقم سے متعلقہ تفصیلات

*5650: ملک محمد ارشد راں: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نس بندی کروانے پر 5 ہزار روپے کا وظیفہ دیا جا رہا ہے کیا اس میں خواتین بھی شامل ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ وظیفہ صوبہ کے تمام اضلاع کے لئے ہے یا مخصوص شہروں / سنٹروں میں دیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا نس بندی کروانے کے لئے عمر کی قید ہے اگر ایسا ہے تو کس عمر کے افراد کو نس بندی کروانے پر وظیفہ دیا جاتا ہے؟

(د) ضلع ملتان میں 04-2003 میں نس بندی کروانے والے مرد و خواتین کی تعداد اور وظیفہ کی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) کیا نس بندی کی رقم صوبائی سطح پر یا ضلع کی سطح پر خرچ کی جاتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ نس بندی کروانے پر 5ہزار روپے کا وظیفہ دیا جارہا ہے اس طرح کی ایک تجویز وفاقی محکمہ بہبود آبادی نے پیش کی تھی لیکن ابھی تک اس کی منظوری نہیں ہوئی۔ یہ وظیفہ بالترتیب 75روپے اور 100روپے کے حساب سے نس بندی کروانے والی خواتین و مرد حضرات کو بطور وظیفہ دیا جاتا ہے۔ یہ وظیفہ انہیں آپریشن کی وجہ سے اپنے کام پر نہ جاسکنے اور سفر کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ آج کل وظیفہ بڑھا کر 250روپے کر دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا وظیفہ صوبے کے تمام اضلاع کے لئے ہے۔

(ج) نس بندی کروانے کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا مرد یا خاتون جن کا خاندان مکمل ہو چکا ہو اور وہ نس بندی کا آپریشن کروانے کے لئے رضا مند ہوں آپریشن کروانے کی صورت میں یہ وظیفہ لینے کے اہل ہوتے ہیں۔

(د) ضلع ملتان میں 04-2003 میں نس بندی کروانے والی خواتین کی تعداد 5469اور مردوں کی تعداد 303ہے۔ ہر خاتون کو 75روپے اور ہر مرد کو 100روپے وظیفہ دیا گیا۔

(ہ) جہاں تک مرکز صحت تولید محکمہ بہبود آبادی پنجاب کا تعلق ہے نس بندی کی رقم ضلعی سطح پر خرچ کی جاتی ہے جبکہ R.H.S “B” Centre اور N.G.Os (پرائیویٹ ہسپتال) کے لئے یہ رقم صوبائی سطح پر خرچ کی جاتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج تک کسی مرد کو یہ معاوضہ دیا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! مرد و خواتین دونوں یہ وظیفہ لیتے ہیں اگر کوئی انکار کر دے تو وہ الگ بات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کیا ہے کہ آج تک کسی مرد کو یہ دیا گیا ہے اگر دیا گیا ہے تو اس کا نام بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: پورے پنجاب میں اسی طرح سے ہے اور یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آج تک کسی مرد کو یہ وظیفہ دیا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: ایک مرد کو نہیں کئی مردوں کو وظیفہ دیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضٰی: نام بتادیں۔

جناب سپیکر: ناموں کے لئے تو fresh question بنتا ہے۔ ناموں کا تو انہیں نہیں پتا۔

جناب سمیع اللہ خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ وظیفہ 75 اور 100 روپے ہے۔ یہ مرد اور عورت کی discrimination کیوں ہے، اس کی وضاحت کردیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! مرد اور عورتوں میں 75 اور 100 روپے کا فرق کیوں رکھا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی: پہلے فرق رکھا گیا تھا لیکن ہماری حکومت کا یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے 250 روپے برابر کردیئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اب حکومت کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ ان کے کارنامے یہ ہیں کہ اب یہ اٹھ کرنس بندی پر آگئے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: On his behalf Q. No. 5818۔ (معزز رکن نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5818 دریافت کیا)

محکمہ بہبود آبادی بہاولپور کی خراب گاڑیوں اور ان کی نیلامی سے متعلقہ تفصیل

*5818: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) بہاولپور دفتر بہبود آبادی میں کتنی گاڑیاں کب سے خراب کھڑی ہیں؟

(ب) مذکورہ گاڑیوں کی نیلامی کیوں نہیں کی جاتی کیونکہ روز بروز ان کی حالت مزید خراب ہوتی جائے گی؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) بہاولپور ضلعی دفتر میں کل 10 گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے ان میں 6 گاڑیاں درست حالت میں چل رہی ہیں:۔

ایڈمن پراجیکٹ:

B.R.C 1960 درست حالت میں ہے۔ B.R.G 9201 درست حالت میں ہے۔

B.R.G 9202 درست حالت میں ہے۔

موبائل سروس یونٹ پراجیکٹ:

B.R.D 6053 درست حالت میں ہے۔ R.N.J 3201 درست حالت میں ہے۔

B.R.G 6052 درست حالت میں ہے۔

ویلج بیس فیملی پلاننگ مرکز/تحصیل آفیسر پراجیکٹ:

چار گاڑیاں خراب ہیں تین گاڑیاں قابل مرمت ہیں جو بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے مرمت نہ ہو سکیں۔ بجٹ اکتوبر میں موصول ہوا ہے لہذا گاڑیاں مرمت کے لئے ورکشاپ بھیج رہے ہیں۔ R.N.H 7121 جون 2004 سے خراب ہے۔ R.N.J 3205 اپریل 2004 سے خراب ہے۔ L.O.W 6948 جولائی 2004 سے خراب ہے اور چوتھی گاڑی L.O.M 4238 کو زرعی انجینئرنگ ورکشاپ کے لیٹر نمبر 2608 مورخہ 20-12-2003 کو کنڈم قرار دیا گیا ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ضلع بہاولپور میں ریجنل ڈائریکٹر اور ضلعی دفتر بہبود آبادی ایک ہی عمارت میں ہیں اس لئے اس میں دو گاڑیاں ضلع بہاولنگر کی بھی condemn حالت میں کھڑی ہیں۔

1۔ ٹیوٹا ہائی ایس 1542-67 X (یونیسف کی ملکیت ہے)

2۔ فورڈ ویگن فلم وین 6101 B.N.A

3۔ بہاولپور کی گاڑی L.O.M 4238 اور بہاولنگر کی گاڑی B.W.P 1148 کی نیلامی کا کیس منظوری کے لئے چٹھی نمبر REG/DIR/BWP/04/1148 مورخہ 23-09-2004 کے تحت جناب ڈائریکٹر جنرل کو ارسال کر دیا ہے جو نہی منظوری ملے گی انہیں نیلام کر دیا جائے گا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ٹیوٹا ہائی ایس کیونکہ یونیسف کی ملکیت ہے لہذا اس کی نیلامی کی منظوری کے لئے پہلے ہی لیٹر نمبر Reg/Dir/Bwp/Acctt/2004/212 مورخہ

9-مارچ2004 اور لیٹر نمبر1147 مورخہ 2004-09-23 کو بھجوا دیا گیا ہے
اس کی بھی منظوری آنے کے بعد نیلامی کر دی جائے گی۔ گاڑیوں کی مکمل تفصیل
پیش خدمت ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (ب) یہ ہے کہ ضلع بہاولپور میں ریجنل ڈائریکٹر اور ضلعی دفتر بہبود آبادی ایک ہی عمارت میں ہیں اس لئے اس میں دو گاڑیاں ضلع بہاولنگر کی بھی condemn حالت میں کھڑی ہیں۔ ابھی وزیر موصوف نے بتایا کہ پچھلی رقم surrender ہو گئی ہے جبکہ ابھی تک گاڑیاں خراب ہیں۔ یہ سوال 2004-10-4 کو دیا گیا تھا اور اب 2005-10-17 ہے لیکن گاڑیاں ابھی تک وہاں پر خراب کھڑی ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے کہ رقم بھی surrender ہو جاتی ہے اور خراب گاڑیاں بھی صحیح حالت میں نہیں کروائی جاتیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: محترمہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنا سوال repeat کر دیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر موصوف آج کن سوچوں میں گم ہیں۔ شاید ان کی سفر کی تھکاوٹ ابھی دور نہیں ہوئی یا وہ ہیلی کاپٹر میں ابھی تک بیٹھی ہوئی ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ ضلعی دفتر بہاولپور میں کل دس گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے ان میں چھ گاڑیاں درست حالت میں چل رہی ہیں یہ انہوں نے جواب دیا ہے لیکن یہاں پر اس کا جز (ب) ہے کہ ضلع بہاولپور میں ریجنل ڈائریکٹر اور ضلعی دفتر بہبود آبادی ایک ہی عمارت میں ہیں اس لئے دو گاڑیاں ضلع بہاولنگر کی بھی condemn حالت میں کھڑی ہیں یعنی بہاولنگر کی گاڑیاں بھی ابھی تک وہاں خراب حالت میں کھڑی ہیں۔ ایک سال ہو گیا ہے لیکن ان کی مرمت نہیں ہوئی۔ گاڑی اگر ایک مہینہ یا دس دن بھی کھڑی رہے تو وہ کھڑی کھڑی اور بھی خراب ہو جاتی ہے، ان کے ٹائر خراب ہو جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ ابھی تک ان کی مرمت کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! کسی دن ہیلی کاپٹر پر لے جا کر ان کا شوق پورا کرتے ہیں۔ میں تو اللہ کے فضل سے گاڑی پر گئی ہوں اور گاڑی پر ہی واپس آئی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کا جواب دیں۔

وزیر بہبود آبادی: جہاں تک گاڑیوں کا مسئلہ ہے یہ بالکل condemn ہو چکی ہیں۔ اب اس کی auction کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ یہ بالکل condemn ہیں یہ repair نہیں ہو سکتیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 23-9-2004 کو منظوری آنے کے بعد نیلام کر دی جائیں گی۔ ایک سال دو ماہ ہو گئے ہیں کیا گاڑیوں کی منظوری آئی ہے، نیلام ہوئی ہیں یا نہیں اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ auction کا سلسلہ جاری ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ڈیڑھ سال میں یہ auction کی formalities پوری نہیں کر سکے، گاڑی کی حالت مزید کیا ہو جائے گی آپ ان کو direction دیں کہ یہ گاڑیاں کس دن تک نیلام کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: محترمہ! محکمہ یہ گاڑیاں کب تک نیلام کر دے گا؟

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا محکمہ ہے، کم از کم آٹھ ہزار عورتیں اس میں کام کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! گاڑیاں تو آٹھ ہزار نہیں ہیں۔ گاڑیوں کی بات ہو رہی ہے عورتوں کی نہیں ہو رہی۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ بھی ان کے ساتھ مسئلہ چلتا ہے۔ گاڑیاں ہوں یا محکمہ ہو لہذا ہم نے اس کو جاری و ساری کیا ہوا ہے تھوڑا سا ٹائم تو لگے گا۔

جناب سپیکر: کوئی اندازہ ہے کہ کب تک نیلام کر دیں گے؟ سوال کو ڈیڑھ سال تو ہو گیا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: انشاء اللہ کوئی دو ماہ اور لگیں گے۔

جناب سپیکر: دو ماہ لگیں گے۔

جناب محمد آجاسم شریف: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر!آپ کی بڑی مہربانی۔ ان سے پوچھا گاڑیوں کا جائے تو یہ عورتوں کا بتانا شروع کر دیتی ہیں، پوچھا کچھ جائے تو بتانا کچھ شروع کر دیتی ہیں۔ پہلے تو ان سب وزراء کی ڈگری چیک کروائیں۔ آگے والوں کی تو چلو ٹھیک ہے پیچھے جو بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کی ڈگریاں چیک کروائیں۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ہم جو بھی سوال کر رہے ہیں اس کا الٹا جواب آرہا ہے۔ کیا آپ کے منسٹر صاحب کی نیند پوری نہیں ہوئی؟ یہ غلط کہتی ہیں کہ میں باہر سے آئی ہوں۔ یہ صبح کی یہاں بیٹھی ہوئی ہیں اور dictation لے رہی ہیں یہ تو رٹا لگانے والی بات ہو گئی۔ کوئی سوال ایسا نہیں ہے جس کا جواب صحیح آیا ہو۔ تمام سوالوں کو pending کر دیا جائے انہیں کل کا وقفہ دے دیں جمعرات کو یہ ان تمام سوالوں کی تیاری کر کے آئیں اور ان کے جواب دیں۔ باہر سے پرچیاں آتی ہیں کہ 2 فیصد یہ کہتی ہیں کہ 30 فیصد۔ باہر سے سب انہیں سمجھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار فتح محمد خان بزدار صاحب کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! ان کا جواب نہیں آیا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کا جواب آگیا تھا کہ گاڑیاں قابل مرمت نہیں ہیں اس لئے ان کو ہم نیلام کر رہے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں ان سے کہوں گی کہ اگر ایک سال میں گاڑیوں کی مرمت نہیں کی گئی تو پھر ان کو نیلامی پر کون لے گا؟ اس کی قیمت تو بالکل ختم ہو جائے گی۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ آٹھ ہزار لوگ کام کر رہے ہیں اس کا جواب آپ نے ہی دے دیا کہ گاڑیاں تو ہیں ہی نہیں، یہ کام نہیں کر رہے تو اس محکمے کو ہی بند کر دیا جائے پھر اس محکمے کا فائدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

سردار فتح محمد خان بزدار: سوال نمبر 5969۔

D.G.Khan زین بارتھی اور منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کی تعمیر

*5969: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں دو اہم سڑکوں زین بارتھی اور منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کو تعمیر کرنے کے سلسلے میں کیا پیشرفت ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت قبائلی علاقہ کے عوام کو سہولت دینے کی خاطر ان دو سڑکوں کی تعمیر کرے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 10-جنوری 2005 کو تحصیل تونسہ شریف کے دورہ کے دوران مذکورہ دونوں سڑکوں کی تعمیر کے احکامات جاری کئے۔ متعلقہ حکام کو تخمینہ جات / PC-I کی تیاری کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ضابطہ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد ان سڑکات کی تعمیر کا کام شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ زین بارتھی اور منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کی تعمیر کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ دو نہایت ہی اہم منصوبے ہیں اور یہ دو صوبوں صوبہ بلوچستان اور پنجاب کو ملا رہے ہیں تو میرا سوال ہے کہ اس کے بارے میں کیا ہو رہا ہے، لکھا گیا ہے کہ ضابطہ کی کارروائی مکمل ہو رہی ہے، یہ ضابطہ کی کارروائی کب تک مکمل ہو گی اور کیا ہم یہ یقین کر لیں کہ اس کو ردی کی ٹوکری میں تو نہیں ڈالا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پروگرام میں منگڑوٹہ فاضلہ روڈ کی منظوری دے دی ہے۔ اس کا PC-I تیار کر لیا گیا ہے اور منظوری کے مراحل کے بعد یہ کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ اندازاً کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں اس میں exact date تو نہیں دے سکتا لیکن دو تین ماہ کے اندر شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! دو تین ماہ کے اندر اندر انشاءاللہ کام شروع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے میں تعمیر و ترقی میں بڑی اچھی دلچسپی رکھتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ جب وہ لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد میں دورے پر جاتے ہیں اور کوئی اعلان کرتے ہیں تو ایک دو ماہ کے اندر اندر وہ کام شروع ہو جاتے ہیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ تین تین مہینے میں کروڑوں روپے کے انڈر پاس بنے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟ پلیز ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ دیکھا گیا ہے کہ لاہور میں تین تین مہینے کے اندر اربوں روپے کے انڈر پاس بھی مکمل ہو رہے ہیں۔ ہماری طرف روایت یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اعلانات کر کے آتے ہیں شاید ان کی نیت بھی اچھی ہوتی ہے لیکن بیوروکریسی ہماری طرف جو سڑکوں کے منصوبے ہوتے ہیں ان پر سست روی کا مظاہرہ کرتی ہے اور تین تین، چار چار سال ہو گئے ہیں کئی منصوبوں کے اعلان کر کے آتے ہیں جن پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میرا سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے اعلان کے باوجود دس مہینے گزر گئے ہیں اور عملی طور پر اس پر ابھی تک کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی کاغذی کارروائی مکمل ہو رہی ہے کیا اس سلسلے میں وزیر صاحب ان متعلقہ حکام کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہوں نے وزیر اعلیٰ کے حکم کے دس ماہ بعد بھی عملدرآمد نہیں کروایا اور وہاں پر کوئی کام نہیں کیا حتیٰ کہ ابھی تک ٹینڈر بھی نہیں دیئے گئے، دس مہینے گزر جانے کے باوجود جو محکمہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کی اس طرح دھجیاں اڑائے تو کیا وزیر اعلیٰ کے یہ پیارے وزیر اپنے وزیر اعلیٰ کی عزت بحال کرانے کے لئے متعلقہ حکام کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! صدیقی صاحب حسب معمول gallery play کرنا جانتے ہیں اور gallery play کر چکے ہیں۔ میں نے یہ گزارش کر دی ہے کہ اس کی منظوری دی جا چکی ہے۔ اس کا PC-I تیار ہو گیا ہے اور میں اس کی رقم بھی آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اس پر 81 ملین روپے لاگت آئے گی اور میں نے دو ماہ کا کہا ہے اور اس سے بھی پہلے انشاء اللہ تعالیٰ چار ہفتے کے اندر اندر اس پر

کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ کام procedural matters ہوتے ہیں جن کو دیکھنا ہوتا ہے۔ وہاں پر زمین کی صورتحال دیکھنی ہوتی ہے، وہاں پر ایکسپرٹ جاتے ہیں، وہاں پر consultants جاتے ہیں لیکن کنسٹرکشن کا کام ہوتا ہے جس کو ایک طریق کار کے مطابق کیا جاتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے قبائلی علاقے میں کتنی پکی سڑکیں اور کتنی کچی سڑکیں ہیں؟

جناب سپیکر: سماں صاحب! یہ تو fresh question بنتا ہے۔ اگلا سوال 5985 محترمہ لبنیٰ ملک صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5985 (معزز رکن نے محترمہ لبنیٰ ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5985 دریافت کیا)

ریٹائرڈ مرحوم ایکسیئن محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تنخواہ اور الاؤنسز کی ادائیگی کا مسئلہ

*5985: محترمہ لبنیٰ ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اے۔ڈبلیو ہاشمی، ایکسیئن مواصلات و تعمیرات 1993 میں ریٹائر ہوئے اور 1998 میں وفات پا گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مرحوم سرکاری ملازم کی تنخواہ اور الاؤنسز 1987 تا 1993 ادا نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) جز (ب) میں بیان کردہ تنخواہیں اور الاؤنسز کی ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، حکومت کب تک مرحوم ملازم کے حقیقی وارثین کو مذکورہ بقایاجات کی ادائیگی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مرحوم اے ڈبلیو ہاشمی 1993-02-01 کو انضباطی کارروائی کے بعد جبری ریٹائر کر دیئے گئے وہ 1998-05-21 کو وفات پا گئے۔

(ب) اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے فراہم کردہ کوائف کے مطابق مرحوم افسر نے01-01-1987 سے17-09-1987، 01-02-1988، 28-06-1988، 29-09-1988 سے 25-05-1989 کے عرصہ کی تنخواہ اور الاؤنسز وصول کر لئے تھے۔04-04-1990 سے 01-02-1993 تک کا عرصہ چھٹی بغیر تنخواہ قرار دیئے جانے کے باعث تنخواہ کے حق دار نہیں رہے۔البتہ18-09-1987 سے31-01-1988، 29-06-1988 سے 28-09-1988اور 26-05-1989 سے01-02-1993 تک کی تنخواہ اور الاؤنسز مذکورہ افسر نے دوران ملازمت حاصل نہ کئے۔

(ج) متذکرہ بالا عرصہ جات میں تنخواہ اور الاؤنسز کے عدم حصول کی وجوہات میں L.P.C کی عدم دستیابی، تقرری کا منتظر رہنا اور کچھ عرصہ کے لئے معطلی شامل ہیں۔بہر حال مرحوم کی بیوہ کی درخواست پر محکمہ ہذا نے محکمہ فنانس کو متذکرہ عرصہ جات کے لئے supernumerary post کے قیام کے لئے لکھ دیا ہے جونہی فنانس ڈیپارٹمنٹ اس تجویز سے اتفاق کرے گا مرحوم کے پسماندگان کو مندرجہ بالا عرصہ کی تنخواہ اور الاؤنسز کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں ایکسیئن تھے جن کو جبری ریٹائرڈ کر دیا گیا اور 1998 میں ان کی death ہو گئی۔اب جواب کے آخری حصے میں ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اس تجویز سے اتفاق کرے گا کہ مرحوم کے پسماندگان کو مندرجہ بالا عرصہ کی تنخواہ اور الاؤنسز ادا کر دے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بارہ سال گزرنے کے باوجود ایک آفیسر کو اگر اس کی پنشن بھی نہیں ملتی یہ کب تک ہو جائے گا، براہ مہربانی اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔جناب سپیکر! بریفنگ لیتے ہوئے میں ذاتی طور پر اس کا نوٹس لے چکا ہوں۔میں اپنے فاضل دوست رانا آفتاب صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رابطہ رکھے ہوئے ہوں اور بہت جلد ان کی جو چند تنخواہیں رہتی ہیں وہ ان کے پسماندگان کو ادا کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر5993جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر5993

پنجاب ہاؤس اسلام آباد، رہائشی استحقاق، 1994تا حال کرایہ اور تزئین وزیبائش کی تفصیل

*5993: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کون کون سی شخصیات رہائش رکھنے کی مجاز ہیں؟

(ب) 1994 سے آج تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمروں کا کل کتنا کرایہ وصول کیا گیا ہے، 1994 سے آج تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں تزئین وزیبائش اور دیگر اخراجات پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل ایوان کو بتائی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات:

(الف) گورنر، وزیر اعلیٰ، وزراء، سرکاری ملازمین و دیگر افراد پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں رہائش رکھنے کے مجاز ہیں اس ضمن میں محکمہ ہذا کا جاری کردہ کرایہ کا نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) 1994 سے آج تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمروں کا کرایہ، تزئین وآرائش اور دیگر اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	کل وصول شدہ کرایہ کمرہ جات	10.260ملین روپے
2۔	مرمت وتزئین وآرائش	31.913ملین روپے
3۔	سٹاف کی تنخواہیں اور یوٹیلٹی اخراجات کی مد میں ادائیگی	82.530ملین روپے

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں ہے کہ "گورنر، وزیر اعلیٰ، وزراء، سرکاری ملازمین و دیگر افراد" یہ "دیگر" افراد کی وضاحت فرما دیں نیز سرکاری ملازمین کس گریڈ سے کس گریڈ تک؟ دوسرا ضمنی سوال کے جز(ب) کے حوالے سے ہے کہ کمروں کا کل وصول شدہ کرایہ تقریباً دس ملین اور مرمت وتزئین وآرائش پر تقریباً32 ملین ہیں۔ یعنی میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس میں یہ نام لکھے ہوئے ہیں کہ اس ملک کے مفلس افراد جس میں گورنر، وزیر اعلیٰ، وزراء اور سرکاری

ملازمین، اس ملک اور اس صوبے کے ان غریب افراد کی رہائش پر جو کرایہ ان غرباء سے لیا جارہا ہے وہ ہے 10 ملین روپے اور ان کو جو سجا کر دیا جارہا ہے وہ 32 ملین روپے ہے۔ یہ وضاحت فرمادیں کہ عام بندہ تو کسی ٹول پلازہ سے موٹر سائیکل پر یا کار پر گزر جائے اس سے تو بیس روپے اور پندرہ روپے ٹیکس لیتے ہیں اور اس ملک کے غریب آدمی کی اگر کوئی رہائش ہے اول تو سرکاری ہے ہی نہیں اور اگر کوئی ہے تو پھر اس پر اتنا کرایہ لیا جاتا ہے کہ جو اس کی بساط سے بڑھ کر ہوتا ہے لیکن یہ جو مفلس افراد جن کا ذکر کیا گیا ہے میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کرایہ اتنا کم کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کی کچھ ایسی بلڈنگز اور ادارہ جات ہوتے ہیں جو کمرشل نہیں ہوتے۔ اسلام آباد میں پنجاب سے متعلقہ و منسلک کاموں کے لئے جب لوگوں کو جانا ہوتا ہے وہ کوئی مستقل کرایہ دار نہیں ہوتے جب کام پڑتا ہے تو تب ہی جانا ہوتا ہے۔ اس وقت تک کے لئے عارضی انتظامات کی بجائے سندھ ہاؤس، این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ہاؤس، پنجاب ہاؤس اور بلوچستان ہاؤس اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ان صوبہ جات کے لوگ وہاں پر جاتے ہیں۔ یہ کمرشل ادارے نہیں ہیں حکومت نے لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے دیئے ہوئے ہیں اس لئے واقعی تزئین و آرائش اور ملازمین پر اخراجات زیادہ آتے ہیں لیکن یہ ایک سہولت ہے کہ جو وہاں پر کام کی غرض سے جانے والے کو مہیا ہے یہ شروع سے traditional ہے نہ کہ اس حکومت نے دی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرے دو ضمنی سوالات ہیں انہوں نے ایک کا جواب دیا ہے۔ میں نے "دیگر" افراد کے حوالے سے وضاحت مانگی تھی انہوں نے (الف) کا جواب نہیں دیا اور (ب) کا جواب پہلے دے دیا ہے۔ آپ کی وساطت سے اس ایوان کی طرف سے یہ message ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ادارہ کوئی ویلفیئر کا نہیں ہے اور ہم سہولت دیتے ہیں۔ اس ملک میں جہاں چالیس فیصد سے زیادہ افراد غربت کی لکیر کے نیچے اپنی زندگی بسر کر رہے ہوں وہاں پر پنجاب کی حکومت کو اس ملک کے اداروں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ وی۔ وی۔ آئی۔ پی شخصیات کے صرف کمروں کو لش پش کرنے کے لئے اتنی زیادہ رقم مختص کریں تو کیا یہ عیاشی نہیں ہے؟ جہاں پر روزانہ غربت سے لوگ مر رہے ہوں اس کے علاوہ انہوں نے "دیگر" کا جواب ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! سمیع اللہ خان صاحب کا سوال یہ ہے کہ "دیگر افراد" سے کیا مراد ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کے دوسرے سوال کا جواب تو میں نے دے دیا ہے اور "دیگر افراد" کا میں بتا دیتا ہوں۔ جب یہاں سے سرکاری ملازمین وہاں پر جاتے ہیں تو ان کو حکومت نے رہائش تو دینا ہوتی ہے۔ جہاں پر پنجاب ہاؤسز نہیں ہیں وہاں پر ان کو ہوٹل الاؤنسز دیئے جاتے ہیں۔ یہ comparison کیا گیا ہے کہ اگر ہمارے ہاں سے سرکاری ملازمین جو اپنی ڈیوٹی کے سلسلے میں جاتے ہیں اگر ان کو ہوٹلوں کا الاؤنس دیا جائے تو وہ ہمارے خزانے پر زیادہ بڑا بوجھ ہوتا ہے اس لئے یہ سہولت دی گئی ہے اس سے ہمیں فائدہ ہوتا ہے۔ دیگر افراد سے متعلق یہ ہے کہ چیف کمپٹرولر کے پاس اختیار ہے کہ باہر کے صوبے سے یعنی بلوچستان سے کوئی سرکاری ملازم آتا ہے یا ان کا کوئی عزیز آتا ہے یا کوئی representative کسی دوسرے ملک سے آجاتا ہے اور کہیں دوسری جگہ دستیاب نہیں ہوتی اور ہمارے پنجاب ہاؤس میں جگہ دستیاب ہے تو چیف کمپٹرولر اگر سمجھے کہ یہ ضروری ہے تو اس کو کمرہ کی وقتی طور پر الاٹمنٹ کر دی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب کا بڑا valid point تھا کہ وزراء، سرکاری ملازمین اور یہ جو ایم۔پی۔ایز ہیں ان کو دیگر میں شامل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آواز پڑتی ہے کہ فلاں، فلاں، فلاں وغیرہ کیا ممبرز کی یہ تضحیک نہیں ہے کہ وہ وغیرہ یا دیگر افراد میں آرہے ہیں؟ یہ بڑی واضح بات ہے کہ ممبران کا پہلے استحقاق ہے۔ وزیر صاحب اپنے محکموں کو تنبیہہ کریں کہ سب سے اہم پارلیمنٹیرین ہیں جو کہ لیجسلیٹو باڈی ہے۔ آپ نے سرکاری ملازمین کو رکھ لیا ہے لیکن عوامی نمائندوں کا نام ہی نہیں لیا ہے اس کی یہ وضاحت کریں کہ انہوں نے اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے دیگر میں اپنے معزز ممبران کا نام تو نہیں لیا ہے چونکہ یہ مفروضے پر بات کر رہے ہیں اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ مفروضے پر ہونے والی بات کا جواب دیا جائے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! کافی ہو گیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ فرما دیں کہ کیا آج

تک کسی ایم۔پی۔اے کو پنجاب ہاؤس اسلام آباد یا مری میں کمرہ الاٹ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! کمرے الاٹ ہوئے ہیں اور اس کی تفصیل فراہم کر دی جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: کوئی نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: آپ نام پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ میں بتا دیتا ہوں کہ ملک اصغر علی قیصر صاحب فیصل آباد سے ان کو کمرہ الاٹ ہوا ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ شہناز سلیم ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: سوال کا نمبر 6118 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ڈی۔جی۔خان، فلاحی مراکز، عملے کے تعلیمی معیار اور بھرتی کی تفصیل

*6118: **محترمہ شہناز سلیم ملک:** کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ بہبود آبادی کے کتنے فلاحی مراکز، موبائل سروس یونٹ اور مرکز تولیدی صحت کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان مراکز میں عملہ تعینات کرنے کا کیا criteria ہے، کتنی تعلیم اور کیا ٹریننگ ہونی چاہئے؟

(ج) کیا تمام عملہ لوکل ہوتا ہے یا دوسرے ضلعوں سے تعینات کیا جاتا ہے؟

(د) مذکورہ ضلع میں اس سال جن لوگوں نے نوکریاں حاصل کی ہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ بہبود آبادی کے زیر انتظام 23 فلاحی مراکز، 2 موبائل سروس یونٹ اور ایک مرکز تولیدی صحت کام کر رہا ہے۔

(ب)

1۔ ان مراکز میں خالی اسامیاں اخبارات میں مشتہر کی جاتی ہیں اور سکیل کے مطابق سلیکشن کمیٹی بنائی جاتی ہے اور حکومت پنجاب کے منظور شدہ مروجہ طریق کار کے مطابق موزوں امیدوار کو بذریعہ انٹرویو میرٹ کی بنیاد پر منتخب کیا جاتا ہے۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: میرا ضمنی سوال یہ ہے جو کہ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ ڈیرہ غازی خان میں ملازمین کی بھرتی نہیں ہوئی جبکہ ڈیرہ غازی خان میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے اور اس محکمہ کو سٹاف کی اشد ضرورت ہے تو پھر یہ بھرتی کیوں نہیں کی گئی اور کب تک ملازمین بھرتی کئے جائیں گے؟ میرے سوال کو سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں اور آج جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! ہم نے بھرتی شروع کی تھی اور اخبارات میں اشتہارات بھی دے دیئے تھے اور انٹرویو شروع ہو چکے تھے کہ چیف الیکشن کمشنر نے الیکشن ہونے کی بناء پر ہمیں روک دیا تھا اور اب دوبارہ انشاء اللہ شروع کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (الف) میں موبائل سروس یونٹ کیا کرتے ہیں اور ان کا کیا کام ہے اور اس میں کون کون لوگ ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ یونٹس لوگوں کی awareness بنانے کے لئے ہیں جو کہ door to door جاتے ہیں، گلی کوچے میں جاتے ہیں، مولوی حضرات کے پاس جاتے ہیں اور intellectual لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور انہیں ساتھ لے کر وہ گھر گھر جا کر گاؤں میں جا کر اس بات کی تشہیر کرتے ہیں کہ ہمارا ملک اگر اس سیلاب کو نہ روکے گا تو غربت زیادہ ہو گی لہذا مردوں کے پاس مردوں کو بھیجا جاتا ہے اور خواتین کو خواتین کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے awareness کا ذکر کیا ہے تو کس قسم کی یہ awareness ہے اور کس سیلاب کی یہ بات کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! یہ وہی awareness ہے جس طرح انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور دوسرے کئی ممالک دے رہے ہیں اور بنگلہ دیش میں آپ نے بڑے واضح طور پر دیکھا ہے کہ ہم اور وہ ایک وقت پر 13 کروڑ کی آبادی پر کھڑے تھے اور انہوں نے جب یہ awareness مردوں اور عورتوں کو دی، اگر

انہوں نےawarenessلینی ہے تومردان کے پاس میں بھیج دوں گی انہیں بھی پتا چل جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کے نمبر 3 میں ہے کہ مرکز تولیدی صحت میں مندرجہ ذیل عملہ کام کرتا ہے۔اس کے دوسرے کالم میں ہے کہ عملہ میں مرد بھی ہو سکتا ہے اور خاتون بھی ہو سکتی ہے لیکن آگے تفصیل میں ہے کہ تین کا عملہ ہے اور تینوں ہی خواتین ہیں یہ ذرا وضاحت فرمادیں کہ اس کام کے لئے وہاں مرد کیوں نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! خواتین کو خواتینattendکرتی ہیں اور مردوں کو مردattendکرتے ہیں اور جہاں تک مردوں کا تعلق ہے تو ان کے ہر جگہ سنٹر نہیں ہیں، ان کے خاص ہسپتال ہیں، جہاں پرR.H.Cقائم ہیں اور وہاں پر مرد بھی ہیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال میں ہمارے یہ مراکز قائم ہیں جہاں مرد مردوں کوattendکرتے ہیں اور ہر جگہ یہ نہیں ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یقینی بات تو یہ ہے کہ بے شک یہ ماحول اور طرح کا ہے لیکن فیملی پلاننگ اس ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سنجیدہ شعبہ ہے تو میں اس حوالے سے کہ پھر وہیdiscriminationآ جائے گی کہ تولیدی صحت کے لئے خواتین کوmotiveکر سکتے ہیں تو مردوں کو بھی یقینی طور پر اتنا ہی کرنا چاہئے۔یہdiscriminationنہیں ہونی چاہئے تو اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ خواتین پر زیادہ زور ہے تو یہاں پر مرد کیوں نہیں ہیں کہ مردوں کوmotivateکیا جائے اور میرا خیال ہے کہ یہ یک طرفہ ہے کہ آپ عورتوں کو توmotivateکریں لیکن مردوں کو نہ کریں اور اس کے لئے یہاں کوئی عملہ بھی نہیں ہے اور جیسے بتایا گیا کہ خاص ہسپتال ہیں تو وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ جس علاقہ سے سوال کیا گیا ہے وہاں کون سے ایسے ہسپتال ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ وہ پسماندہ علاقہ ہے اور وہاںtribal societyہے تو وہاں پر مردوں کی نسبت خواتین کا ہونا زیادہ بہتر ہے اور وہ اربن ایریا نہیں ہے اس لئے لوگ وہاں پر پسماندہ ہیں اور وہ مردوں سے علاج نہیں کروانا چاہتے اس لئے خواتین، خواتین سے زیادہ علاج کرواتی ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر کوئی مرد علاج کروانا چاہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے لئے ہسپتالوں میں ڈاکٹر موجود ہیں وہ ان کو دیکھ لیا کریں گے۔

(اس مرحلہ پر بہت سے معزز ممبران حزب اختلاف ضمنی سوال پکارنے لگے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا اور اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ مواصلات و تعمیرات گوجرانوالہ میں 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*4939: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے۔

(ہ) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع rules میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں بھرتی کئے جانے والے افراد کے نام و دیگر تفصیل درج ذیل ہے:۔

محکمہ شاہرات

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتاجات
1۔	احد گل زمان ولد رحمت علی	مالی	1	_	گوجرانوالہ	کچی آبادی لدھے والا وڑائچ حافظ آباد گوجرانوالہ
2۔	انور حسین ولد مہدی حسین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع اولکھ بھائیکے تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
3۔	غلام دستگیر ولد ملک امیر علی	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع نندپور ڈاک خانہ ایمن آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
4۔	رنگ علی ولد عمر دراز	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع لوھیانوالہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
5۔	محمد علیم ولد بشیر احمد	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	مغل چک کلاں تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
6۔	عبدالقدیر ولد محمد الیاس	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع ٹھاکر کے وڑائچ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

محکمہ عمارات

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتاجات
1۔	مائیکل ٹر کل ولد برکت مسیح	سویپر	1	مڈل	حافظ آباد	بمقام خاص احمد پور چھٹہ تحصیل و ضلع حافظ آباد

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتاجات
1۔	طارق عزیز ولد خیال گل (مرحوم) والد کی دوران سروس وفات کے بعد مروجہ نوٹیفکیشن نمبر S&G.A.D S.O.R-III-2-42/92 مورخہ 28-08-1993 کے تحت بھرتی کیا گیا۔ (نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)	جونئیر کلرک	5	میٹرک، ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئر، سول ڈپلومہ ان کمپیوٹر سائنسز مع ٹائپنگ	گوجرانوالہ	ہائی وے آفیسرز کالونی سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ

2۔	محمد یونس ولد محمد رمضان	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع جلہن تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
3۔	محمد یوسف ولد محمد دین	بیلدار	1	--	گوجرانوالہ	موضع بر تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
4۔	محمد اکرم ولد علم دین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع بھوانی داس تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
5۔	اللہ دتہ ولد نذیر حسین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	نئی آبادی اسلام پورہ بھدے ڈاک خانہ تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ
6۔	محمد ارشاد ولد فضل حسین	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع دھاروال ڈاک خانہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
7۔	محمد ضفران ولد محمد اقبال	بیلدار	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع کوٹلی نواب موڑ ایمن آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
8۔	محمد جمشید کھوکھر ولد محمد صدیق	بیلدار	1	میٹرک	گوجرانوالہ	موضع اروپ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
9۔	سید حسن عباس ولد سید شمشاد حسین	سٹور کلی	1	مڈل	گوجرانوالہ	موضع بر تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

(ب) ریکروٹمنٹ پالیسی اور میرٹ لسٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محکمہ شاہرات

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	شجاع الدین احمد	18	ایگزیکٹو انجینئر	پروانشل ہائی وے ڈویژن گوجرانوالہ
2۔	شوکت عزیز	17	سب ڈویژنل آفیسر	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ سب ڈویژن جلال پور پیر والا ضلع ملتان
3۔	غلام احمد فاروق	17	سب ڈویژنل آفیسر	پراونشل ورکس سب ڈویژن گوجرانوالہ

محکمہ عمارات

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	عرفان احمد قاضی	18	ایگزیکٹو انجینئر	پراونشل ورکس ڈویژن گوجرانوالہ
2۔	غلام احمد فاروق	17	ایس ڈی او	پراونشل ورکس سب ڈویژن گوجرانوالہ

3-	چودھری شوکت عزیز	17	ایس ڈی او	پراونشل ورکس سب ڈویژن گوجرانوالہ

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت (کمیٹی نمبر 1)

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1-	سید ظہیر الحسنین	19	سپرنٹنڈنگ انجینئر	ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر، ورکس اینڈ سروسز سیالکوٹ
2-	سید عبدالخالق خوارزمی	19	ای۔ڈی۔او	ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر، فنانس اینڈ پلاننگ گوجرانوالہ
3-	رانا عبدالحمید خان	18	ڈی۔او	ڈسٹرکٹ آفیسر کوآرڈینیشن گوجرانوالہ
4-	ملک مہر محمد	18	ایگزیکٹوانجینئر	ایکسین، پراونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ
5-	فیاض الحسن انصاری	17	ایگزیکٹوانجینئر	ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ گوجرانوالہ

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت (کمیٹی نمبر 2)

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1-	محمد ایاز محمود	19	سپرنٹنڈنگ انجینئر	ڈائریکٹر سٹڈیز گورنمنٹ انجینئرنگ اکیڈمی لاہور
2-	چودھری خدایار	19	سپرنٹنڈنگ انجینئر	ڈائریکٹر پی اینڈ ڈی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور
3-	محمد امین باجوہ	18	ڈسٹرکٹ آفیسر	ڈی۔او پلاننگ گوجرانوالہ
4-	محمد اکرم چودھری	18	ڈسٹرکٹ آفیسر	ڈسٹرکٹ آفیسر کوآرڈینیشن گوجرانوالہ
5-	ملک مہر محمد	18	ایگزیکٹوانجینئر	ایکسین ہائی وے سیالکوٹ

(د) بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی ہے، اخبارات کا نام و تاریخ درج ذیل ہے:۔

محکمہ شاہرات

نام اخبار	تاریخ
روزنامہ "جنگ"	19-12-2003 (فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محکمہ عمارات

نام	اخبار	تاریخ
روزنامہ	"نوائے وقت"	20-12-2003 (فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محکمہ ورکس اینڈ سروسز ضلعی حکومت

نام	اخبار	تاریخ
روزنامہ	"دن"	17-12-2003 (فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ہ)　کسی شخص کو rules میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

سندر داس روڈ لاہور کی تعمیر نو اور مزید انڈر پاسز کی تعمیر کا مسئلہ

*5250: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف)　سندر داس روڈ المعروف ٹھنڈی سڑک جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے اسے حکومت کب تک نیا بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب)　انڈر پاس مصطفیٰ آباد، مغل پورہ اور لال پُل کی تعمیر کب تک شروع کئے جانے کا ارادہ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف)　مذکورہ سڑک داتا گنج بخش ٹاؤن کے دائرہ اختیار میں ہے۔ ٹاؤن انتظامیہ اپنی ترجیحات اور وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سڑک کی تعمیر و مرمت پر غور کر سکتی ہے۔

(ب)　دھرم پورہ انڈر پاس کی تعمیر جاری ہے۔ مغل پورہ اور لال پل پر ٹریفک کے مسائل حل کرنے کے لئے مختلف منصوبہ جات حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں۔

ضلع رحیم یار خان، 2002 تا حال، محکمہ بہبود آبادی میں بھرتی کی تفصیلات

*5420: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف)　یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب)　اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج)　میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د)　اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کوrules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع rules میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف)

1۔ مورخہ 2002-10-8 سے 2002-10-12 تک کل پندرہ افراد محکمہ ہذا میں بھرتی کئے گئے ان میں سے چھ افراد کو تقرری کے احکامات دفتر ہذا نے جاری کئے اور باقی سات افراد کی تقرری کے احکامات برائے ضلع رحیم یار خان، Divisional Director Bahawalpur نے جاری کئے تھے اور دو افراد کی تقرری کے احکامات لاہور آفس نے کئے۔

2۔ مورخہ 2003-10-7 کو کل تیس افراد کو محکمہ ہذا نے بھرتی کیا جن میں 26۔افراد کی تقرری دفتر ہذا نے کی جبکہ چار افراد کی بھرتی Divisional Director Bahawalpur نے کی۔ تمام مطلوبہ کوائف کی تفصیلی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ بنانے کا طریق کار جو بحوالہ چٹھی نمبر PWD/DIR(A&F) /02/2470 مورخہ 2002-10-5 اور PWD/DD(G) مورخہ 2003-5-8 کے تحت ہوا ہے جو پنجاب آفس لاہور سے موصول ہوئی تھی اور ان کو مدنظر رکھتے ہوئے میرٹ تیار کیا گیا۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

I۔ کمیٹی برائے بھرتی جو پنجاب آفس لاہور میں بذریعہ چٹھی نمبر PWD/DIR(A&F)/2002/2363 مورخہ 27/09/2002 تشکیل دی تھی۔ آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

II۔ کمیٹی برائے بھرتی 2003 کے چیئرمین بذریعہ چٹھی نمبر PWD/SO(A)/GEN/03/03 مورخہ 2003-10-8 اور باقی افراد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اخبارات جن میں بھرتی کا اشتہار دیا گیا مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ نوائے وقت، لاہور 2۔ جنگ، لاہور (اخبارات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ہ) صرف ایک آدمی محمد اکمل کو بطور چوکیدار مورخہ 17-05-2004 کو 17/A کے تحت بھرتی کیا گیا جس کا والد عیدن اس محکمہ میں چوکیدار تھا جو دوران ملازمت طبی بنیاد پر ریٹائرڈ کر دیا گیا۔ (کوئی بھی بھرتی نہیں کیا گیا)

ضلع رحیم یار خان، 04–2002، محکمہ بہبود آبادی کو ادا کردہ رقم اور اخراجات کی تفصیلات

*5426: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان کو سال 03–2002 اور 04–2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کے ٹی۔اے / ڈی۔اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان کو سال 03–2002 اور 04–2003 کو مندرجہ ذیل رقم فراہم کی گئی۔

	سال 03–2002 میں 1,42,85,440 روپے فراہم کئے گئے۔ سال 04–2003 میں 1,33,54,000 روپے فراہم کئے گئے۔ کل رقم 2,76,39,440 روپے فراہم کئی گئی۔	کل رقم دو کروڑ چھہتر لاکھ انتالیس ہزار چار سو چالیس روپے فراہم کی گئی۔
(ب)	سال 2002–2003ء میں 1,37,16,981 روپے خرچ کئے گئے	کل رقم دو کروڑ بیالیس لاکھ اکیس ہزار چھ سو تیس روپے Surrender کی گئی۔

سال 04–2003 میں 1,45,04,642 روپے خرچ کئی گئی۔

	سال 03-2002 میں 5,68,459 روپے surrender کئے گئے	کل رقم سترہ لاکھ انیس ہزار ایک سو ایک روپے surrender کی گئی۔
	سال 04-2003 میں 11,50,642 روپے surrender کئے گئے۔	
(ج)	سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 03-2002 میں 7,42,306 روپے	کل رقم ایک کروڑ چھ لاکھ چھتیس ہزار چھ سو ستتر روپے خرچ کی گئی
	سرکاری افسران کی تنخواہوں پر 04-2003 میں 9,89,43,71 روپے خرچ کئے گئے۔	
	سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 04-2003 میں 6,76,041 روپے خرچ کئے گئے۔	کل رقم ایک کروڑ آٹھ لاکھ اکتالیس ہزار آٹھ سو پچھتر روپے خرچ کی گئی۔
	سرکاری افسران کی تنخواہوں پر 04-2003 میں 1,01,65,834 روپے خرچ کئے گئے۔	
(د)	سال 03-2002 میں کل رقم 3,92,087 روپے TA/DA پر خرچ ہوئے۔	کل رقم سات لاکھ پچاس ہزار ایک سو ساٹھ روپے خرچ کی گئی۔
	سال 04-2003 میں کل رقم 3,58,073 روپے TA/DA پر خرچ ہوئے۔	
(ہ)	کوئی رقم گاڑی کی خرید پر خرچ نہیں ہوئی۔	
(و)	سال 03-2002 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں 1,04,243 روپے خرچ ہوئے۔	کل رقم تین لاکھ چونتیس ہزار پینسٹھ روپے خرچ کی گئی۔
	سال 03-2002 میں سرکاری گاڑیوں کے پٹرول کی مد میں 2,29,822 روپے خرچ ہوئے۔	
	سال 04-2003 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں 1,76,729 روپے خرچ ہوئے۔	کل رقم پانچ لاکھ چار ہزار چھ سو تیرہ روپے خرچ کی گئی۔
	سال 04-2003 میں سرکاری گاڑیوں کے پٹرول کی مد میں 3,27,884 روپے خرچ ہوئے۔	

(ز) سال 03-2002 میں 1,22,800 روپے یوٹیلٹی بلز پر 1,22,800 روپے خرچ کئے گئے۔
سال 04-2003 میں 1,22,800 روپے، یوٹیلٹی بلز پر 1,43,456 روپے خرچ کئے گئے۔

(ح) کوئی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ نہیں ہوئی۔

محکمہ بہبود آبادی، فیصل آباد، مراکز، فنڈز اور اسامیوں کی تفصیلات

5443*: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ ہذا کے کتنے مراکز کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) سال 2003 اور 2004 میں ان مراکز کو کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) سال 2003 اور 2004 میں ان مراکز کو کتنی ادویات فراہم کی گئی؟

(د) ان مراکز میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) ان میں سے کتنے مراکز کو بیرونی ممالک سے مذکورہ سالوں کے دوران امداد فراہم ہوئی؟

(و) کیا مذکورہ سالوں کی ان مراکز کی کارکردگی سے حکومت مطمئن ہے؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) فیصل آباد میں کل 72 فلاحی مراکز ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2003 اور 2004 میں فلاحی مراکز کو درج ذیل فنڈز فراہم کئے گئے:۔

1۔	تنخواہ	14,503,000
2۔	آپریشنل اخراجات	4,639000
	کل اخراجات	19,142000

(ج) ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فلاحی مراکز میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 351 ہے جن میں سے 340 اسامیوں پر لوگ کام کر رہے ہیں جبکہ گیارہ اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	منظور شدہ	خالی اسامیاں
1۔	فیملی ویلفیئر ورکرز	71	۔
2۔	فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ (مرد)	70	8
3۔	فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ (خواتین)	70	1
4۔	فی میل ہیلپر (آیا)	70	1
5۔	چوکیدار	70	1

(ہ) ان فلاحی مراکز میں سے کسی کو بھی بیرونی ممالک سے امداد نہ ملی ہے۔

(و) جی ہاں۔

محکمہ پاپولیشن ویلفیئر ملتان، اغراض و مقاصد، فلاحی اقدامات اور ملازمین کی تفصیل

*5558: ملک محمد ارشد راں: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر عوام کی بھلائی کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع بھر میں تعینات عملہ کی تفصیل فراہم کریں۔

(ج) گزشتہ تین سال میں محکمہ ہذا نے ضلع بھر میں جو اقدامات کئے ہیں ان کی تفصیلات مہیا کی جائیں؟

وزیر بہبود آبادی:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر جولائی 1965 میں شروع ہوا۔ اس وقت محکمہ ہذا خاندانی منصوبہ بندی / بنیادی صحت اور عوام کی فلاح و بہبود مختلف مراکز کے ذریعے سرانجام دے رہا ہے ان مراکز میں دو تولیدی مراکز صحت، دو موبائل سروس یونٹ اور 41 فلاحی مراکز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز، حکیم، ہومیوپیتھک اور تولیدی مراکز صحت جو محکمہ نے رجسٹرڈ کئے ہیں وہ بھی مذکورہ خدمات انجام دیتے ہیں۔

محکمہ ہذا کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1۔ مرد و خواتین کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی مکمل مفت خدمات کی فراہمی

2۔ ماں اور بچے کی صحت سے متعلقہ امور کی نگہداشت

3۔ ماں کے دودھ کی بچے کے لئے اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنا۔

4۔ ابارشن سے متعلق پیچیدگیوں کا تدارک

5۔ امراض نسواں سے متعلق معلومات و علاج کی سہولت

6۔ بانجھ پن کے بارے میں معلومات اور علاج کی سہولت و مشورے

7۔ HIV، ایڈز اور جنسی امراض سے بچاؤ کے متعلق معلومات، مشورہ و علاج

8۔ سیٹلائٹ کیمپس کے ذریعے دور دراز علاقوں میں ضرورت مند لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی اور صحت کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

9۔ مردانہ عملہ مردوں کی تولیدی صحت کے بارے میں معلومات اور ان کے مسائل کے بارے میں مشورے دیتا ہے۔

10۔ مردوں میں خاندانی منصوبہ بندی کو قابل قبول بنانا اور مردوں کے لئے مانع حمل طریقوں کے استعمال کو فروغ دینا۔

11۔ سماجی تبدیلی کے لئے کم بچوں پر مشتمل خاندان کو رواج دینا۔

12۔ مردوں اور خواتین کو کنبہ میں اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں مدد دینا۔

13۔ نو مولود بچوں کی صحت ممکول تیار کرنے، اسہال، حفاظتی ٹیکے، خواتین اور مردوں کے حقوق میں توازن سے متعلق شعور بیدار کرنا۔

14- عام لوگوں کی سماجی، معاشرتی بہتری کے لئے کام کرنا وغیرہ کے معاملات پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔

15- خاندانی منصوبہ بندی کے بارے مانع حمل طریقوں اور ادویات وغیرہ سے متعلق شکوک و شبہات کو دور کرنا۔

16- صحت و صفائی کے بارے میں عوام، خاص طور پر عورتوں کو تربیت دینا۔

(ب) ضلع بھر کے عملہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر سال 11 جولائی کو عالمی یوم آبادی منایا جاتا ہے جس میں واک، تقریری مقابلے اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں میں بڑھتی ہوئی آبادی کے منفی اثرات کے بارے میں شعور پیدا کیا جائے اور لوگوں میں چھوٹے خاندان کی اہمیت، افادیت کو اجاگر کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ عوام میں چھوٹے کنبے کے شعور کو بیدار کرنے اور ماں اور بچے کی صحت کے بارے میں آگاہی کے لئے بے بی شو اور خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں فلم شو کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

عوام میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو پھیلانے اور بچوں اور خاندان کی بہبود کے لئے مختلف لوگوں جن میں سرکاری ملازمین، کونسلرز، ٹریڈ یونین کے نمائندے، مزدور، مذہبی طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ عوام میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں مفت لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ مختلف نمائشوں، میلوں اور سیمینارز میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں آگاہی سے متعلق سٹال لگائے جاتے ہیں۔

حال ہی میں پاک انڈیا کرکٹ سیریز کے موقع پر ملتان میں منعقد ٹیسٹ میچ میں محکمہ بہبود آبادی نے عوام میں شعور پیدا کرنے کے لئے کوئز پروگرام سے متعلق عوام میں ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کئے، ہزاروں کی تعداد میں P-caps تقسیم کی گئیں جن پر محکمہ ہذا کا پیغام درج تھا۔ گراؤنڈ کے اندر اور باہر محکمہ کے ایڈورٹائزنگ بورڈ بھی نصب کئے گئے تھے۔

نوٹ: گزشتہ تین سال کے دوران محکمہ بہبود آبادی کی ضلع ملتان کی کارکردگی صفحہ نمبر 4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بصیر پور تا چوک حافظ لال سڑک کی مرمت کا مسئلہ

*5752: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں بصیر پور تک چوک حافظ لال سڑک محکمہ شاہرات کے تحت ہے اگر درست ہے تو پچھلے تین سال میں اس سڑک کے کون کونسے حصے مرمت کئے گئے نیز ان کے اخراجات بالترتیب تفصیل سے بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا پل نہر سہاگ سے آبادی امیر اتیجیکا اور اڈا روھیلہ تیجیکا سے چوک حافظ لال تک کے حصے بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں اور ان پر ٹریفک کا روانی سے گزرنا انتہائی مشکل ہے حکومت اس کی کب تک خصوصی مرمت کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر تعمیر شدہ پُل نہر سہاگ اور چک کھولے جمیل کے نزدیک پلی خراب ہو چکی ہے حکومت ان کی درستی کے لئے کب تک اور کیا اقدامات اٹھانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) بصیر پور تا چوک حافظ لال سڑک ضلعی حکومت اوکاڑہ کے زیر انتظام ہے اس کی لمبائی 16.88 کلو میٹر ہے۔ گزشتہ تین سالوں میں مرمت کے بالترتیب حصے اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	کلو میٹر از	کلو میٹر تا	اخراجات
2001-02	0.00	5.00	0.772 ملین روپے
2002-03	-	-	کوئی خرچہ نہ ہے
2003-04	-	-	کوئی خرچہ نہ ہے

(ب) ضلعی حکومت نے موجودہ مالی سال میں بھی 1.657 ملین روپے مہیا کئے تھے، جس سے کلو میٹر 5.00 تا 12.00 مرمت کر دیئے گئے ہیں۔ بقیہ حصہ کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت فنڈز حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے وسائل مہیا ہونے پر اس حصے کو بھی مرمت کرایا جائے گا۔

(ج) مذکورہ پُلی کی مرمت کر دی گئی ہے۔

بنیادی مرکز صحت مقبول پورہ میانی،
تحصیل فیروزوالہ سے متعلقہ تفصیلات

*6162: جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بنیادی مرکز صحت مقبول پورہ میانی تحصیل فیروزوالہ کب تعمیر ہوا، اس پر کتنی لاگت آئی، ٹھیکیدار کے نام اور پتا کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو میٹریل استعمال کیا گیا بہت ناقص تھا، کیا حکومت اس ٹھیکیدار کے خلاف خراب میٹریل استعمال کرنے پر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) بنیادی مرکز صحت(B.H.U) مقبول پورہ میانی تحصیل فیروزوالہ 89-04-01 کو شروع ہوا اور 90-04-31 کو مکمل ہوا اور اس پر 17,06,000 روپے لاگت آئی۔ بنیادی مرکز صحت تعمیر کرنے والے ٹھیکیدار کا نام ایم۔ ایس سعید احمد خان اینڈ سنز مکان نمبر 17 گلی نمبر 9 کوچہ محمدی سلطان پورہ لاہور تھا۔

(ب) ضلعی حکومت شیخوپورہ کی مہیا کردہ رپورٹ کے مطابق بنیادی مرکز صحت مقبول پورہ میانی کی تعمیر میں کوئی ناقص میٹریل استعمال نہ کیا گیا تھا لہذا انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

ملتان تا کبیروالا، موٹروے پر گزشتہ پانچ سال کے اخراجات اور تعمیر نو کی تفصیل

*6318: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہائی وے پر ملتان سے کبیروالا تک پچھلے پانچ سال میں تعمیر و مرمت پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مصروف سڑک کی حالت پہلے کی طرح بہت خراب ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ملتان کبیروالا سڑک کا سیکشن ملتان تا ماہنی سیال موڑ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر انتظام ہے

جبکہ ماہنی سیال موڑ تا کبیر والا 14 کلو میٹر لمبائی محکمہ شاہرات پنجاب کے پاس ہے۔اس حصہ کی مرمت پر پچھلے پانچ سالوں میں 8,252,519 روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) سڑک کا بیشتر حصہ عام سطح زمین سے نیچے ہے لہذا یہ سڑک اکثر و بیشتر ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہے۔

(ج) ایشیائی ترقیاتی بنک کے روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں اس سڑک کی تعمیر نو شامل ہے، پراجیکٹ کے ابتدائی مراحل میں بنک کی وساطت سے مشاورتی فرموں کے چناؤ کا عمل جاری ہے۔سڑک کا PC.I وفاقی حکومت (E.C.N.E.C) کی منظوری کے لئے روانہ کیا جا چکا ہے۔ ان تمام مراحل کی تکمیل پر سڑک کی تعمیر کا کام شروع ہو سکے گا۔

ضلع لودھراں کی زیر تعمیر سڑکوں سے متعلقہ تفصیلات

*6448: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع لودھراں میں جو سڑکیں زیر تعمیر ہیں ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے نیز یہ سڑکیں کب سے زیر تعمیر ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور لودھراں روڈ تا بستی بہادر تھہیم براستہ لالے والا سڑک پر پتھر ڈال کر کام بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) اس سڑک پر کب پتھر ڈالا گیا تھا اور اس پر اب تک کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) اس سڑک کو مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت کب تک اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ضلع لودھراں میں زیر تعمیر سڑکوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) 97-1996 میں پتھر ڈالا گیا اور اس پر 1.999 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(د) 97-1996 کے بعد فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے سڑک کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔سڑک اس وقت ضلع حکومت کے زیر انتظام ہے جو اپنے وسائل اور ترجیحات کو مد نظر رکھتے ہوئے بقایا کام مکمل کر سکتی ہے۔

ہرنولی قائدآباد روڈ ضلع خوشاب کی مرمت کا مسئلہ

*6540:جناب حفیظ اللہ خان: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
ہرنولی (میانوالی) قائدآباد (خوشاب) روڈ حصہ ضلع خوشاب کافی عرصہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں ان گڑھوں میں عارضی طور پر مٹی ڈال دی جاتی ہے جو بارش اور ٹریفک گزرنے سے نکل جاتی ہے کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات:

مذکورہ سڑک ضلعی حکومت خوشاب کے زیر انتظام ہے اس کی لمبائی 15.08 کلومیٹر ہے۔ پہلے چار کلومیٹر کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں۔ توقع ہے کہ یہ کام جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔ بقیہ حصہ کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت اپنی ترجیحات کی بناء پر غور کر سکتی ہے۔

محکمہ بلڈنگ پنجاب، جنوری 2004 تاحال، بھرتی کی تفصیل

*6542:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ بلڈنگ پنجاب کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتہ جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز rules میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ بلڈنگز پنجاب میں بھرتی کئے جانے والے افراد کے نام اور دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا لسٹ میں سے سیریل نمبر 1 تا 18 کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا میرٹ لسٹ اور میرٹ کا طریق کار 146 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تاہم سیریل نمبر 19 تا 23 کے افراد کو پنجاب سول سرونٹس (تقرری اور سروس کی شرائط) rules 1974 کی مد 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا ہے ان رولز کے مطابق سرکاری ملازمت کے دوران ملازم فوت ہونے کی صورت میں اس کا ایک بچہ ملازمت کا حق دار ہوتا ہے۔

(ج) میرٹ لسٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	محمد اشرف (چیئرمین)	ایکسین	18	فورتھ پراونشل بلڈنگ ڈویژن، لاہور
II۔	نعیم اختر (ممبر)	ایس۔ڈی۔او	17	پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن نمبر 12 لاہور
III۔	وسیم طارق (ممبر)	ایس۔ڈی۔او	17	پراونشل ہائی وے سب ڈویژن، راولپنڈی
IV۔	احمد علی (ممبر)	ایس۔ڈی۔او	17	پراونشل ہائی وے سب ڈویژن، لاہور

(د) کوئی بھی فرد قواعد وضوابط میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کوئی بھی فرد وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

ضلع لاہور تا قصور، دورویہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*6555: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ضلع لاہور تا قصور ڈبل سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کی تعمیر کے لئے حکومت فنڈز بھی منظور کر چکی ہے مگر یہ منصوبہ مسلسل التواء کا شکار ہے اور سڑک سنگل ہونے کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تعمیر شروع ہو گی اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) منصوبہ التواء کا شکار نہ ہے بلکہ پہلے مرحلہ میں چونگی امر سدھو تا کاہنہ سیکشن(11.50 کلومیٹر) میں کام کا آغاز ہو چکا ہے بقیہ حصہ کے لئے پلاننگ و ڈیزائننگ کی جارہی ہے اس حصہ پر کام کا آغاز آئندہ مالی سال میں متوقع ہے۔

(ج) جز(ب)کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت درکار نہ ہے۔

گوجرانوالہ شہر اوور ہیڈ برج کی مرمت کا مسئلہ

*6636:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر کا واحد اوور ہیڈ برج ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل کی کئی سالوں سے صحیح طریقے سے مرمت نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے پل پر چلنے والی گاڑیوں کو جھٹکے لگتے ہیں ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پُل کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ مسلسل ٹریفک کی وجہ سے صرف expansion Joints کی مرمت درکار ہے۔

(ب) پُل کی باقاعدہ دیکھ بھال کی جاتی ہے جیسا کہ جز(الف)میں بیان کیا گیا ہے کہ expansion joints مرمت طلب ہونے کی وجہ سے ٹریفک کو دشواری پیش آرہی تھی۔

(ج) ڈائریکٹر برج کے فنی مشورہ کی روشنی میں expansion joints کی مرمت کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

ضلع خوشاب، 04-2002، سڑکوں کی مرمت سے متعلقہ فنڈز اور کام کی تفصیلات

*6657:ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں مالی سال 03-2002، 04-2003 میں سرگودھا خوشاب روڈ، گروٹ آدھی کوٹ دریا خان روڈ، خوشاب مظفر گڑھ روڈ پر مرمت اور

ریسر فیسنگ کی مد میں دس ملین سے زائد رقم صرف کاغذی کارروائی میں خرچ کر دی گئی اور عملی طور پر وہاں پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی مد میں گھپلا کر کے فنڈز نکلوانے کے خلاف انکوائری کروا کر ذمہ داروں کو سخت سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال 03-2002 میں 11.227 ملین روپے کی رقم مذکورہ سڑکوں پر کام کروا کے خرچ کی گئی۔ رقم کا بڑا حصہ resurfacing کی مد میں خرچ ہوا اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2002-03

نمبر شمار	نام سڑک	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت	ریسر فیسنگ	میزان
1۔	لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ	0.612 ملین روپے	0.099 ملین روپے	2.219 ملین روپے	2.930 ملین روپے
2۔	گروٹ آدھی کوٹ دریاخان روڈ	0.336 ملین روپے	0.302 ملین روپے	-	0.638 ملین روپے
3۔	خوشاب مظفر گڑھ روڈ	0.109 ملین روپے	0.948 ملین روپے	2.922 ملین روپے	3.979 ملین روپے
	میزان	1.057 ملین روپے	1.349 ملین روپے	5.141 ملین روپے	7.547 ملین روپے

2003-04

نمبر شمار	نام سڑک	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت	ریسر فیسنگ	میزان
1۔	لاہور سرگودھا خوشاب میانوالی روڈ	0.764 ملین روپے	___	___	0.764 ملین روپے
2۔	گروٹ آدھی کوٹ دریاخان روڈ	0.147 ملین روپے	___	___	0.147 ملین روپے
3۔	خوشاب مظفر گڑھ روڈ	0.161 ملین روپے	___	2.608 ملین روپے	2.769 ملین روپے
	میزان	1.072 ملین روپے	___	2.608 ملین روپے	3.680 ملین روپے
	کل میزان	2.129 ملین روپے	1.349 ملین روپے	7.749 ملین روپے	11.227 ملین روپے

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

خوشاب میانوالی روڈ پر دریائے جہلم کے پل کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*6658: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خوشاب میانوالی روڈ پر دریائے جہلم پر چار پانچ سال پہلے پُل تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پُل مذکور ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اور پُل کسی بڑے حادثے کا باعث بن سکتا ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناقص میٹریل استعمال کرنے والے ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے اور پل کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) خوشاب میانوالی روڈ پر دریائے جہلم پر پُل کی تعمیر جون 2000 میں مکمل ہوئی۔

(ب) مذکورہ پُل میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا اور نہ ہی پل پر کوئی ٹوٹ پھوٹ واقع ہوئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ پُل کی تعمیر میں کوئی ناقص میٹریل استعمال نہیں کیا گیا لہذا کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے پُل پر کوئی خصوصی مرمت درکار نہ ہے البتہ سالانہ مرمت باقاعدگی سے کی جارہی ہے۔

بھیرہ، میانی ملکوال روڈ کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*6675: ڈاکٹر مختار احمد بھرتھ: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھیرہ، میانی ملکوال روڈ عرصہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک مذکورہ کی مرمت پر 2000 سے آج تک ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا جس وجہ سے سڑک کی حالت بہت خراب ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکورہ کی تعمیر و مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) گزشتہ شدید بارشوں کی وجہ سے بھیرہ میانی ملکوال روڈ کے کلو میٹر نمبر 41 اور 61 جزوی طور پر خراب ہوئے تھے بقیہ سڑک درست حالت میں ہے۔

(ب) مالی سال 02-2001 میں کلومیٹر نمبر 45-46 (اڈا میانی) پر خصوصی مرمت کی مد میں 0.954 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(ج) رواں مالی سال میں کلومیٹر 41 اور 61 کی مرمت کا تخمینہ 0.986 ملین روپے لگایا گیا ہے توقع ہے کہ مذکورہ مرمت کا کام 30- جون 2005 سے پہلے مکمل کر لیا جائے گا۔

سیالکوٹ بائی پاس گوجرانوالہ، 2003 تاحال، ریسر فیسنگ کے کام سے متعلقہ تفصیل

*6680: چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سیالکوٹ بائی پاس گوجرانوالہ کی ریسر فیسنگ پر یکم جنوری 2003 سے آج تک مبلغ 28 لاکھ 76 ہزار روپے خرچ کئے ہیں؟

(ب) مذکورہ کام جن ٹھیکیداروں سے کروایا گیا ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ کام محکمہ کے جن جن افسران کی زیر نگرانی سر انجام دیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنی خطیر رقم خرچ ہونے کے باوجود یہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سڑک کی ریسر فیسنگ کے کام کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ کام پراونشل مشینری مینٹیننس ڈویژن لاہور سے کروایا گیا اور تخمینہ لاگت 2,876,000 روپے تھا۔

(ج) نگران عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1-	صفدر رضا	ایکسئن	18
2-	نوید احمد	سب ڈویژنل آفیسر	17
3-	محمد علی	سب انجینئر	11

(د) ریسر فیسنگ کرنے سے سڑک پہلے سے بہتر ہو گئی ہے۔

(ہ) چونکہ ریسر فیسنگ کا کام تسلی بخش کیا گیا ہے اس لئے تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور تا قصور سڑک کو دورویہ تعمیر کا مسئلہ

*6696: سید مظفر حسین کاظمی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور تا قصور روڈ کو دورویہ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ سڑک کو دورویہ بنانے کا کام شروع ہو جائے گا اور کب تک اسے دورویہ کر دیا جائیگا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) پہلے مرحلہ میں چونگی امر سدھو تا کاہنہ (11.5 کلو میٹر) کا حصہ دورویہ کیا جا رہا ہے۔ کام کا آغاز ہو چکا ہے بقایا حصہ کے لئے پلاننگ و ڈیزائننگ کی جارہی ہے اس حصہ پر کام کا آغاز آئندہ مالی سال میں متوقع ہے۔

سال 03-2002 ، کبیر والا موڑ تا کبیر والا سڑک کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیل

*6716: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 03-2002 میں کبیر والا موڑ تا کبیر والا (خانیوال) سڑک پر 5.668 ملین روپے کی خطیر رقم سے خصوصی مرمت کی گئی تھی؟

(ب) یہ کام جن پارٹیوں سے کروایا گیا ان کے نام اور رقم کی تفصیل نیز یہ کام محکمہ کے جن افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی ہوا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنی خطیر رقم خرچ ہونے کے باوجود یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے، کیونکہ اس کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا تھا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) کبیر والا موڑ تا کبیر والا (خانیوال) سڑک کی کل لمبائی 24 کلو میٹر ہے۔ مالی سال 03-2002 میں 4.20 کلو میٹر (12.2 تا 16.4) میں 5.668 ملین روپے کی لاگت سے خصوصی مرمت کا کام کروایا گیا تھا۔

(ب) یہ کام میسرز کوالٹی کنسٹرکشن کمپنی کے ذریعہ 5.668 ملین کی لاگت سے کروایا گیا، کام کی نگرانی کرنے والے محکمہ کے افسران و اہلکاران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	میاں نذر آفتاب	ایگزیکٹو انجینئر	18
2۔	اعجاز احمد چیمہ	سب ڈویژنل آفیسر	18
3۔	الطاف حسین بھٹی	سب انجینئر	16

(ج) سڑک کے جس حصہ کی مرمت کی گئی تھی اس کی حالت تسلی بخش ہے اور صحیح میٹریل استعمال کیا گیا تھا لیکن بقیہ لمبائی مسلسل ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہے۔ سڑک مذکورہ اپنی طبعی عمر پوری کر چکی ہے اور موجودہ ٹریفک کے لئے ناکافی ہے۔ اس کی بہتری و کشادگی کا پروگرام ایشائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے شروع ہونے والے منصوبہ پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں شامل ہے۔ توقع ہے کہ اس کی تعمیر نو کا آغاز موجودہ مالی سال میں ہو جائے گا۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں بیان کیا گیا ہے کہ مرمت شدہ حصہ کی حالت تسلی بخش ہے لہذا کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ضلع بھکر میں متعدد سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

278: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایم۔ایم روڈ پر ضلع بھکر کی حدود میں کل کتنے بیلدار کام کرتے ہیں، سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے کیا حکومت اس کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) جھنگ بھکر روڈ تقریباً ریت سے بند ہو گئی ہے کیا حکومت ریت ہٹانے کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) حلقہ پی پی-49، تحصیل منکیرہ مکمل ریگستان پر مشتمل ہے سڑک سے ریت ہٹانے کے لئے بلڈوزر کی ضرورت ہے، کیا حکومت بلڈوزر کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا ھیڈ تریموں پر پُل موجودہ ٹریفک کے لئے ناکافی ہے، اکثر ٹریفک پھنس جاتی ہے، گنے کے سیزن میں اکثر ٹریفک بلاک رہتی ہے جس سے ضلع بھکر، لیہ اور خوشاب کے لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس پل کے ساتھ نیا پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) بھکر جھنگ روڈ پر سرائے مہاجر سے بھکر شہر تک سڑک تھل کینال پر موجودہ پُل کی چوڑائی بہت کم ہے جس سے حادثات کا خطرہ رہتا ہے کیا حکومت پُل بڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ضلع بھکر کی حدود میں ایم ایم روڈ پر اس وقت 20 بیلدار کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ مالی سال میں 34 کلو میٹر لمبائی میں "resurfacing" کی گئی ہے جس سے سڑک کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ موجودہ مالی سال میں 30 تا 40 کلو میٹر مزید resurfacing کر دی جائے گی۔

(ب) جھنگ بھکر روڈ کے دونوں اطراف ریت کے ٹیلے ہیں تیز ہوا چلنے سے ریت سڑک پر آ جاتی ہے اور ٹریفک کے لئے رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے لہذا جونہی ریت سڑک پر آتی ہے اسے ہٹا دیا جاتا ہے اس وقت بھی تمام ریت ہٹا دی گئی ہے۔

(ج) اس کام کے لئے ایک بلڈوزر اور ایک موٹر گریڈر مختص کر دیا گیا ہے۔

(د) ہیڈ تریموں پر موجودہ پُل جو کہ محکمہ انہار کے زیر انتظام ہے فی الحال عمومی ٹریفک کے لئے کافی ہے لیکن گنے کے سیزن میں ٹرالیوں کی اوور لوڈنگ کی وجہ سے ٹریفک بلاک ہوتی ہے اوور لوڈنگ کو روکنا انتظامی معاملہ ہے۔

(ہ) یہ منصوبہ فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

(و) تھل کینال پر پُل کی چوڑائی 24 فٹ ہے جو موجودہ ٹریفک کے لئے کافی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب!

سگیاں پل لاہور کے دونوں اطراف سڑک پر تجاوزات

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے دوران میں نے مناسب نہیں سمجھا اس لئے میں نے کہا کہ وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ جب محکمہ تعمیرات کوئی کام کرتا ہے تو ایک certain portion سڑک کا مختص کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی تجاوزات نہیں ہوں گی۔ چند دن پہلے میں نے وزیر صاحب سے request کی تھی کہ ابھی سگیاں پل نیا بنا ہے اور اس کے دونوں طرف سڑک کے فٹ پاتھ پر تجاوزات بننی شروع ہو گئی ہیں جس پر انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ پندرہ، بیس دن میں ان کو ختم کر دیں گے لیکن اب ایک ماہ سے اوپر وقت گزر گیا ہے تو میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف مجھے on the floor of the House بتائیں اور پھر یہ ذمہ داری بھی محکموں کی ہے کہ وہ تجاوزات کو ہٹائیں تا کہ عوام کی پراپرٹی یا حکومت کی پراپرٹی پر اگر تجاوزات بنتے ہیں تو پھر کل ان کو خالی کروانے کے لئے محکمے کو بڑی تگ و دو کرنی پڑتی ہے تو ابھی یہ نئی نئی تجاوزات بن رہی ہیں اگر ہم اس کی نشاندہی کرتے جائیں لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں نے وزیر موصوف سے بات کی، ان کے سیکرٹری سے بات کی اور اس کے نیچے ایس۔ ڈی۔ او سے بات کی تو مجھے پتا لگا کہ وہاں کے ایس۔ ڈی۔ او کی ملی بھگت کے ساتھ وہاں پر کھوکھے بن رہے ہیں اس لئے وہ ہٹائے نہیں جا رہے تو میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف اس کا نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! قاسم ضیا صاحب نے جو نشاندہی فرمائی ہے یہ بالکل جائز بات ہے اور تجاوزات کو کسی صورت بھی احسن قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ بہت زیادہ hindrance پیدا کر رہی ہیں اور عوام کی پراپرٹی کو بھی مسخ کیا جا رہا ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہی visit کروں گا اور جو بھی سرکاری ملازم اس میں آڑے آتا ہو گا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور سارے صوبے میں تجاوزات پر ہم نظر رکھ رہے ہیں اور تجاوزات کو ختم کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

پنجاب میں نہروں پر وارابندی کی وجہ سے پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے بجلی کے کنکشن مفت دینے کا مطالبہ

چوہدری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں ایک بہت بڑی خاموش آبادی انتہائی مشکلات کا شکار ہے جنہیں کسان کے نام سے پکارا جاتا ہے اور انہیں ڈیزل 40 روپے فی لٹر مل رہا ہے اور کوئی ان کی آواز سننے والا نہیں ہے، وہ احتجاج کرنے کے قابل ہیں نہ وہ شور وغل کر سکتے ہیں اور ان کی تکلیف کے لئے کوئی آدمی آگے آ رہا ہے اور نہ ان کی کوئی بات کر رہا ہے۔ اس ایوان کے اندر میں آپ کی وساطت سے اپنی بات کو رکھتا ہوں کہ اتنا بڑا ایوان ان کی طرف سے جو آیا ہے کہ کسانوں کو جو ڈیزل 40 روپے لٹر ملا جو کسی حالت میں خرید کر اپنی زندگی نہیں گزار سکتے ان کے لئے یہ ایوان کیا سوچ سکتا ہے۔ پچھلے دنوں جناب مشرف صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ بلوچستان کے برابر ہم پنجاب کے ریٹس کر دیں گے اور پھر ابھی ابھی کچھ دیر پہلے یہ بات کہی تھی کہ ہم ایک سادہ کاغذ پر زمیندار کو کنکشن دیں گے تاکہ پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے لیکن اس وقت تک فیلڈ کے اندر کوئی بات نہیں آئی۔ میں کہتا ہوں کہ پنجاب کی اتنی بڑی آبادی اتنی شدید مشکلات کا شکار ہے کہ ہمیں پورے غور و خوض کے ساتھ، پوری سنجیدگی کے ساتھ اس کے حل کے لئے سوچنا ہوگا اور انہیں ان مشکلات سے نکالنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس کے لئے کیا کر رہی ہے، سوچنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ وہ اس کے لئے ضرور کوئی قدم اٹھائے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ واقعی اس وقت کسان کے لئے جو وقت ہے وہ مشکلات کا ہے۔ ارسا نے پانی کی کمی کا اعلان کیا ہے پرسوں ہمیں فیڈرل منسٹر نے بلایا تھا ہماری بین الصوبائی میٹنگ ہوئی اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم ربیع کے لئے پانی کی کمی نہ کریں اور جتنا بھی پانی ہے اس کو ہم ensure کریں اس لئے میں ان کو ensure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ربیع میں ہمارے پنجاب کا جو بھی حصہ ہوگا وہ available ہوگا وہ ہم ensure کریں گے کہ اس کی availabiltity کسان تک آسان ہو سکے کیونکہ اس وقت واحد یہی ایک سستا source ہے جس سے کسان کو پانی مہیا ہو سکتا ہے۔ آج کی مہنگائی کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہی source ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اس پر

پوری کوشش کر رہی ہے۔ہم اس کی assistance بھی لیں گے اور اس سے tails تک پانی کی availability کو ensure کیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں تھا وزیر موصوف کو یہ بات معلوم ہے کہ اگر ہمارا پورا پانی بھی نہروں میں چلتا رہے تو بھی ہماری وارابندی ہے یعنی وزیر موصوف اس وارابندی کو ختم نہیں کر سکتے اگر ہمارا پانی پورا بھی چلے تو بھی ہماری وارابندی ہے اور نہریں بند ہوتی ہیں میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وارابندی کو beat کرنے کے لئے کسان ٹیوب ویل چلاتا ہے، ٹریکٹر چلاتا ہے اور سارے کام کرتا ہے اور ڈیزل 40 روپے لیٹر ہے جو اب کسان کی قوت خرید سے باہر ہے اس کے لئے ہونا تو یہ چاہئے تھا، جو میں بات کر گیا ہوں وہ میں دوبارہ کرتا ہوں ہو سکتا ہے کہ راجہ بشارت صاحب اس کا جواب دیں کہ مرکزی حکومت نے یہ بات کی تھی کہ اس ڈیزل کی قیمت کو beat کرنے کے لئے، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بجلی عام کی جائے اور ایمرجنسی طور پر بجلی کو عام کر کے زمینداروں کو سہولت دی جائے، کنکشن فری دیئے جائیں اور ریٹس کم کئے جائیں۔یہ وہ معاملہ ہے اگر ان کے نوٹس میں ہے تو یہ جواب دیں نہیں ہے تو یہ اس کے لئے مرکزی حکومت سے کیا بات کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں اسی بات پر خود آ رہا تھا جو آپ نے سوال کیا۔ابھی یہ پانی بند کیا گیا تھا میں نے ایگریکلچر منسٹر سے گزارش کی تو انہوں نے پھر مہربانی کی اور سیکرٹری اریگیشن اور منسٹر صاحب نے مہربانی کی ہے اور اس کو 15۔دسمبر تک چلانے کا وعدہ کیا ہے پہلے انہوں نے بند کیا تھا اور میں نے ذاتی طور پر استدعا کی کہ پچھلی دفعہ بھی یہی واقعہ ہوا تھا کہ جب کپاس تیار ہوتی ہے اور اس کے آخری مراحل ہوتے ہیں یا مونجی کی فصل آخری مراحل میں ہوتی ہے تو اس کا پانی 10۔اکتوبر کو بند کرنے سے سراسر نقصان ہو گا۔انہوں نے مہربانی کی ہے اور پانی چلنے کا حکم دے دیا اور پانی چلے گا لیکن میں ایک مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ڈیرہ غازی خان تونسہ بیراج میں ایک سٹرکچر بنا رہے ہیں جس سے ہمارے علاقہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کو تین ماہ تک یعنی مارچ تک پانی نہیں ملے گا کیونکہ وہ سٹرکچر بنا رہے ہیں تو ایسے علاقوں میں پانی کی شدید کمی ہو گی اور ہمارا پانی 15۔نومبر کو بند ہو رہا ہے ایسے علاقوں کے لئے جیسے معزز ممبر نے کہا ہے کہ وعدہ فرمایا جائے کہ سبسڈی پر یا آسان قسطوں پر ٹیوب ویل لگائے جائیں اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت کو چاہئے کہ وہاں پر ٹیوب ویل لگانے کی اجازت دی جائے تاکہ اس پانی کی کمی کو پورا کیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے جیسے ارشاد فرمایا اور پوچھا کہ حکومت اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ پچھلے دنوں بہت hectic meetings ہوئیں جس میں چیئرمین واپڈا بھی تشریف لائے تھے اور میں بھی اس میں تھا ہمارے لاء منسٹر اور منسٹر اریگیشن بھی تھے۔ حکومت پنجاب نے چائنہ سے ٹائم میٹرز امپورٹ کر کے مہیا کر دیئے ہیں۔ ایک سادہ کاغذ پر درخواست دینے کے بعد کنکشن لیا جا سکتا ہے جس میں رات دس بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک آٹھ گھنٹے جو بجلی استعمال ہو گی اس پر غالباً 20 فیصد، میں اس وقت exactly نہیں بتا سکتا اس پر تقریباً 20 فیصد کم ریٹ ہوں گے۔ یہ حکومت پنجاب کا بہت احسن قدم سمجھا گیا ہے اس میں مزید ریلیف دینے کے لئے کیونکہ ڈیزل امپورٹ کیا جاتا ہے اس پر تو ہمارا کوئی بس نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل کا معاملہ ہے لیکن یہاں پر اس کو facilitate کرنے کے لئے حکومت پنجاب اور ہمارے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی صاحب ہر وقت اس پر توجہ کئے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک قدم اٹھایا جا چکا ہے اور اس وقت تک سینکڑوں میٹر لگ چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں مزید بہتری کے لئے اقدامات کئے جائیں گے بہر حال تجویز اچھی ہے اس پر اور بھی کام کیا جائے گا۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ کنکشن مفت ملے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی کا میٹر پرانا لگا ہوا ہے تو وہ درخواست دے گا اس کی cost تقریباً 5 ہزار ہے جو حکومت پنجاب ادا کرے گی وہ کسان کو نہیں ادا کرنا پڑے گا اور اگر کسی کے پاس نہیں ہے اور وہ نیا لگوانا چاہتا ہے تو نیا کنکشن بھی ٹائم میٹر کے ساتھ لگے گا اس میں 16 گھنٹے routine bill ہو گا لیکن ان 8 گھنٹوں میں ریلیف ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں چوہدری صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے ان کی اطلاع کے لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ حکومت اس مسئلے پر سنجیدہ ہے اور ہمیں علم ہے کہ آئندہ فصل کے لئے زمینداروں کو پانی دینا ہے we are committed for that اور اس کے لئے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے بیٹھ کر ایک فارمولہ طے کیا ہے اور ہم کوشش

کریں گے کہ موجودہ حالات میں کیونکہ دونوں ڈیموں میں بارشوں کی وجہ سے وہ کمی نہیں رہی لیکن silt up ہونے کی وجہ سے وہ fill up نہیں ہوئے لیکن اس میں ہم نے گزارا کرنے کے لئے ایک شیڈول بنایا ہے۔ ہم اس کو announce کر رہے ہیں پھر آپ نے بھی میری توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول کروائی تو کل میں نے وزیر آبپاشی سے گزارش کی ہے کہ کل ساڑھے گیارہ بجے یہاں چیف انجینئر، سیکرٹری اریگیشن، منسٹر صاحب، میں، آپ اور چودھری اصغر صاحب بھی تشریف لائیں ہم مزید amendment کرنے کے لئے اور مزید improvement کرنے کے لئے تیار ہیں میں ensure کرتا ہوں کہ اس ربیع کے موسم میں کبھی کمی نہیں آنے دیں گے۔ نمبر دو بات یہ ہے کہ کیا steps لئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں اگر چیئرمین واپڈا کو بھی شامل کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر ان کی ضرورت پڑی تو ان کو بلا لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ان کی ضرورت ہے اور بہت ضرورت ہے کیونکہ وہ بالکل ناپید ہیں ان کو اگر ٹیلیفون کیا جاتا ہے تو وہ ملتے نہیں ہیں تو کم از کم ان کو اس میں شامل کیا جائے یہاں جتنے ایم۔پی۔اے صاحبان ہیں ان کی ان سے ملاقات ہونی چاہئے۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔ آج ان کی availability دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بہت ضروری ہے۔ چیئرمین واپڈا کا میٹنگ میں ہونا بہت ضروری ہے۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے ہم ان کا ابھی پتا کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر ان کی availability ہوئی تو ان کو بھی یہاں زحمت دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پوچھا گیا ہے کہ کیا steps لئے ہیں تو ہم نے اس ڈیزل کی مہنگائی کو دیکھتے ہوئے بجلی میں 20 فیصد کمی کی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ پنجاب حکومت نے 54 کروڑ روپے سپیشل میٹنگ کی تیاری کے لئے واپڈا کو ادا کئے ہیں اور ان کو یہ کہا ہے کہ آپ رات 10 سے صبح 6 بجے تک وہ میٹر لگوائیں وہ وہاں جا کر اس کا میٹر لگائے گا اور اس کے بعد صرف پابندی یہ ہے کہ رات دس بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک اگر زمیندار چلائیں تو ان کو چوبیس ہزار روپے ماہانہ بچت ہوگی۔ میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے، یہ رعایت پنجاب گورنمنٹ نے زمینداروں کو دی ہے اور اس کے علاوہ نئے کنکشن کے لئے بھی

میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے، جن کو کنکشن نہیں مل رہے اس کو ہم expedite کروا رہے ہیں لیکن ہم زمینداروں کی سہولت کے لئے ہر ممکن جو بھی کوشش کر سکتے ہیں وہ انشاء اللہ کریں گے۔ کل میٹنگ ہو رہی ہے آپ بھی تشریف لائیں۔ آپ اس میں مزید جو بھی تجاویز دیں گے ہم ان کو دیکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل کہاں میٹنگ ہو رہی ہے؟

وزیر زراعت: اریگیشن منسٹر صاحب کے کمرے میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب کی مہربانی سے جس طرح وزیر موصوف assurance کروا رہے ہیں، میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف وزیر آبپاشی کی توجہ چاہوں گا کہ دریائے چناب پر سب سے پہلا اور پرانا ہیڈ ورکس ہیڈ خانکی ہے اس کی یہ ری ماڈلنگ کرنا چاہتے ہیں۔ 37 لاکھ ایکڑ کا لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے اور لوئر چناب میں سے ہیڈ ساگر پر رکھ برانچ، گوگیرہ برانچ، جھنگ برانچ یہ نہریں جو نکلتی ہیں یہ ہمارے سنگم سے نکلتی ہیں۔ ابھی یہ ری ماڈلنگ اس ہیڈ ورکس کو کرنا چاہتے ہیں۔ 37 لاکھ ایکڑ کا جو اریگیشن سے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے لیکن ری ماڈلنگ میں ہمارے جو مواضعات چک علی شیر، گورالی، رنیکے، خانکی، وڈالہ، پھالوکی، ڈونیکے جن کے رقبہ جات زیر آب آ جائیں گے ان کے لئے یہ کیا ہمیں incentive دیں گے؟ پہلے already سو سال سے 37 لاکھ ایکڑ کو ہیڈ خانکی پانی دے رہا ہے، وزیر صاحب assurance کرا دیں کہ ری ماڈلنگ میں ہمارے جو رقبہ جات زیر آب آ جائیں گے، جھیل بن جائے گی جس میں موضع سماں بھی شاید آ جائے تو یہ کیا ہمیں assurance دیں گے کہ اس نقصان سے ہمیں بچایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں یہ اب محکمہ اریگیشن کے سوال تو نہیں ہو رہے لیکن آپ نے اب سوال کیا ہے تو اس کا جواب وہ دے دیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں ایک میٹنگ کر لیتے ہیں۔ ری ماڈلنگ سے کوئی اور رقبہ شامل نہیں ہو رہا بلکہ نہروں کی جو اصل استطاعت تھی جو کہ silt up ہو چکی ہیں، سو سال پرانا نظام ہے تو ان اصل نہروں کو بحال کیا جا رہا ہے۔ اس سے کوئی نیا رقبہ یا نہر کو بڑا نہیں کیا جائے گا بلکہ اسی نہر کی جو اصل ڈیزائننگ تھی جو کہ اب silt up ہو چکی ہے اس کو

clear کیا جارہا ہے، اس کو بہتر کیا جارہا ہے اور اس سے پانی ensure ہو گا جو کہ اب available نہیں ہو پارہا، جو پانی وہ لے کر چل نہیں رہیں اور جس رقبے کے لئے وہ بنائی گئی تھیں اس رقبے کو اب وہ زیر کاشت نہیں لا رہے ہیں اس رقبے کو زیر کاشت لانے کے لئے ان کی ری ماڈلنگ کر رہے ہیں اور یہ پنجاب گورنمنٹ کا ایک بہت بڑا احسن اقدام ہے اور 1960 کی دہائی کے بعد کسی گورنمنٹ نے اتنا بڑا اریگیشن سیکٹر کو involve کیا ہے اور اس میں funding دی جارہی ہے جس میں donor agencies ہیں، ورلڈ بنک ہے، فیڈرل گورنمنٹ ہے پنجاب گورنمنٹ کی بھی اس میں مشاورت اور اس میں فنڈ شامل ہیں تو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقتوں میں ایک بہت بڑا انقلاب آئے گا اور اس ری ماڈلنگ سے ہمارا نظام بحال ہو کر اپنی اصل استطاعت کے مطابق چلایا جائے گا۔ ان کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو ان کو اس کی مکمل بریفنگ دے دیتے ہیں اور ان سے متعلقہ جو آفیسر ہیں میں ان کے ساتھ ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے grievances کو دور کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ٹھیک ہے۔ I think that is enough

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب! ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی توجہ دلاؤ نوٹس کو شروع کر لوں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ I just come back to you. میں ابھی ایک سیکنڈ میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔ And the first question is 412 Syed Ehsan Ullah Waqas

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ لکھ کر دے گئے ہیں کہ میں اسے پیش کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ خود موجود نہیں ہیں، آپ کو لکھ کر دے گئے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جی، وہ لاء منسٹر کو بھی کہہ کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! وہ مجھے فرما کر گئے ہیں کہ وہ کسی ضروری کام سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کے ایماء پر یہ move کر لیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ rules کے مطابق توجہ دلاؤ نوٹس وہی شخص move کر سکتا ہے۔ آپ اگر اس کو pending فرما لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو، اس کو pending کیا جاتا ہے۔

Next is 415 Malik Asghar Ali Qaisar and Haji Muhammad Ejaz.... not present, disposed of.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک منٹ۔ I am just coming، اب تحاریک استحقاق شروع ہوتی ہیں۔ لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی تحریک استحقاق ہے انھوں نے اس کو pending کرنے کے لئے درخواست دی ہے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب جاوید حسن گجر صاحب کی ہے۔ یہ 05-09-21 کو move ہو چکی تھی اور اسے 22 تاریخ کے لئے pending کیا گیا تھا، اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سید احسان اللہ وقاص کی ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ سید احسان اللہ وقاص again pending، یہ سب تحاریک سید احسان اللہ وقاص کی pending کی جاتی ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب !

رکن اسمبلی پر قاتلانہ حملے کی اطلاع اور درخواست دینے کے باوجود پولیس افسران جھنگ کا مقدمہ کے اندراج سے انکار

سید حسن مرتضیٰ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 3-اکتوبر 2005 کو رات تقریباً 10 بجے اپنی ذاتی گاڑی پر براستہ چنیوٹ ساہیوال روڈ جا رہا تھا کہ یکدم تین مسلح افراد نے میری گاڑی پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ 6/7 گولیاں سیدھی میری گاڑی کو آلگیں تاہم میرا ڈرائیور گاڑی کو حاضر دماغی سے موقع سے بھگا کر لے جانے

میں کامیاب ہو گیا اور اس طرح ہم کسی بڑے جانی نقصان سے بال بال بچ گئے۔ رات تقریباً 11 بجے میں نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کی اطلاع اے۔ایس۔پی چنیوٹ کو بذریعہ ٹیلی فون دینا چاہی مگر آپریٹر کا پیغام دینے کے باوجود اے۔ ایس۔پی جو گھر پر موجود تھا، نے فون پر بات کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اس کے بعد تقریباً 20-11 پر میں نے اس واقعہ کی اطلاع ڈی۔پی۔او جھنگ حامد مختار گوندل کے نوٹس میں لانا چاہی اور اس کے آپریٹر سے بھی گھر پر موجود صاحب کو میرے فون اور واقعہ کے متعلق آگاہ کیا تو جواب ملا کہ صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں۔ بعد ازاں متذکرہ دونوں پولیس افسران نے قاتلانہ حملے کی اطلاع اور میرے فون کے جواب میں back ring بھی کرنا گوارا نہ سمجھا۔ اگلے روز مورخہ 4-اکتوبر 2005 کو میں مقدمہ کے اندراج کے لئے تھانہ صدر چنیوٹ گیا تو ڈیوٹی پر موجود اہلکار نے بتایا کہ ایس۔ایچ۔او شیخ عابد انسداد دہشت گردی کی عدالت میں گیا ہوا ہے تو میں اور میرے ساتھ آئے ہوئے لوگ شام تک مقدمہ کے اندراج کی کوشش کرتے رہے مگر چونکہ ایس۔ایچ۔او کو بھی میرے واقعہ کا بخوبی علم تھا جس کی وجہ سے اس نے میرے ساتھ ملاقات / بات کرنے سے گریز کیا اور میرے اوپر ہونے والے قاتلانہ حملے کی ایف۔آئی۔آر کا بھی اندراج درخواست دینے کے باوجود نہ کیا۔ ڈی۔پی۔او جھنگ، اے۔ایس۔پی چنیوٹ اور ایس۔ایچ۔او تھانہ صدر چنیوٹ نے میرے ساتھ ہونے والے واقعہ کی اطلاع کے باوجود تینوں پولیس افسران میں سے کسی نے بھی مجھے فون کر کے حالات و واقعات سے آگاہی اور اندراج مقدمہ کی درخواست کے باوجود ایف۔آئی۔آر درج نہ کر کے نہ صرف اپنے فرائض منصبی میں غفلت، بے پروائی کے مرتکب ہوئے ہیں بلکہ میرا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ short statement دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کوئی short statement دیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں جہاں تک ایف۔آئی۔آر کے اندراج میں delay کا تعلق ہے تو وہ ایک علیٰحدہ issue ہے لیکن جہاں تک معزز ایم۔پی۔اے کے ساتھ کسی

بد تمیزی کا تعلق ہے یا ان کے ساتھ کسی غلط سلوک کی بات ہے تو اس میں یہ نہیں لکھا گیا بلکہ میں اپنے بھائی سے صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ مجھے تھوڑا سا موقع دے دیں کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ ان کی غفلت اور لاپرواہی بھی شامل ہے تو اگر اے۔ایس۔پی یا ایس۔ایچ۔او نے غفلت اور لاپرواہی کی ہو گی تو پھر ان کے خلاف disciplinary action ہو گا، تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن اس کے باوجود اگر میرے بھائی یہ چاہتے ہیں تو پھر تھوڑی سی اگر اس میں amendment کر لیں یہ اپنا بتائیں کہ ان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے؟ اس میں ایف۔آئی۔آر تاخیر سے درج کرنے کا ذکر کیا گیا ہے یہ privilege کی breach نہیں ہے کیونکہ اب تو ایف۔آئی۔آر بھی درج ہو چکی ہے میرے پاس ایف۔آئی۔آر کا نمبر ہے لیکن اگر میرے بھائی اس پر بضد ہیں تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ میں D.P.O, A.S.P اور S.H.O کو بلا لیتا ہوں اور معزز رکن کے سامنے بات کر لیں گے میں ان سے تفصیل لینا چاہتا ہوں۔ میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس تحریک کو oppose نہیں کروں گا لیکن مجھے اس کا جواب تو طلب کر لینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ فاضل رکن نے اس میں بڑا categorically بتایا ہے کہ انھوں نے اس واقعے کی اطلاع A.S.P/D.P.O کو دی اور تھانے خود جا کر ایف۔آئی۔آر درج کروانے کے لئے درخواست بھی دی۔ اب وزیر قانون صاحب بتا رہے ہیں کہ ایف۔آئی۔آر درج کر لی گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس واقعے کے کتنے دن بعد ایف۔آئی۔آر درج ہوئی ہے۔ دوسرا کیا ایک فاضل رکن اسمبلی کی یہ عزت رہ گئی ہے کہ جب وہ کسی پولیس آفیسر کو ٹیلیفون کرتا ہے کہ اس پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اس کے آپریٹر کو بتاتا ہے، اے۔ایس۔پی کے دفتر میں جا کر کہتا ہے لیکن وہ اس رکن کو call back تک نہیں کرتا۔ Don't you think this is a breach of privilege of a member کہ ایک فاضل رکن کا ٹیلیفون سننا بھی یہ پسند نہیں کرتے ہیں۔

جناب والا! اگر یہ تحریک استحقاق move نہ کرتے تو پھر ان کی ایف۔آئی۔آر بھی درج نہیں ہونی تھی۔ حالانکہ ایف۔آئی۔آر درج کروانا is a mandatory provision، ایف۔آئی۔آر درج کروانا ان کا قانونی حق ہے۔ میں راجہ بشارت صاحب سے یہ توقع کر رہا تھا کہ وہ اس تحریک کی مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ ایک فاضل رکن پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے، انھوں نے پریس کانفرنس کی ہے اور وہاں پر انھوں نے اخبار نویسوں کو bullets پیش کئے ہیں۔ میں اب بھی کہوں گا کہ اس تحریک کو oppose کرنے کی بجائے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس میں کیا

amendmentکرنی ہے؟آپ خود اندازہ لگا لیں کہ ایک افسران کا ٹیلیفون نہیں سنتا کیا یہ ان کی breach of privilegeنہیں ہے؟اب پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے لیکن اس کی ایف۔آئی۔آر بروقت درج نہیں ہوتی۔یہ 3تاریخ کا وقوعہ ہے آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ایف۔آئی۔آر کس تاریخ کو درج ہوئی ہے۔یہ آپ کیauthorityاور صوابدید ہے لہذا مہربانی فرمائیں اور اس کوadmitکرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!میں صرف اتنی گزارش کر رہا ہوں کہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دی جائے تاکہ میں ان پولیس افسران کا مؤقف بھی معلوم کر سکوں۔میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو میں بلاوجہopposeنہیں کروں گا۔مجھے کم از کم دوسری طرف کا مؤقف تو معلوم کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.I think this is reasonableہم اسےpendingکر لیتے ہیں اور ان کا مؤقف معلوم کرنے کے بعد پھرtake upکر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر قانون صاحب اسےopposeنہیں کر رہے وہ صرف پولیس افسران کا مؤقف معلوم کرنا چاہتے ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کوpendingکیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

معزز ممبران اسمبلی کے استحقاق اور ان کی عزت،وقار کے بارے میں صوبہ کے منتظم اعلیٰ کی جانب سے محکمہ جات کے سربراہان کو ہدایات کا جاری نہ کرنا

راجہ طارق کیانی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،کیانی صاحب فرمائیں!

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں اسی پس منظر میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ جو privileges کے معاملات ہیں ان کے حوالے سے یہ پوری دنیا کے پارلیمانی نظام کے اندر وزیر اعلیٰ یا جو بھی صوبے کے منتظم اعلیٰ ہوتے ہیں وہ وقتاً فوقتاً اپنے محکمہ جات کے سربراہان کو اراکین پارلیمنٹ کی حفاظت اور عزت، وقار کی بابت خطوط کے ذریعے ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں جبکہ ہمارے صوبے کے ناظم اعلیٰ کی طرف سے آج تک ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں کی گئی جس میں سربراہان محکمہ جات کو یہ باور کرایا گیا ہو کہ ممبران اسمبلی کی عزت، وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راجہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ عظیم پارلیمانی روایات کے مطابق یہ بھی اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کے دفتر سے وقتاً فوقتاً اپنے محکمہ جات کے سربراہان کو ایوان کے ممبران کی عزت، وقار، بلندی اور ضروری احترام کے لئے ہدایات جاری کرتے رہا کریں۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب نے نوٹ کر لیا ہے اور وہ اس بارے میں ضروری ہدایات جاری کریں گے۔ گلی تحریک رانا تجمل حسین صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک انتہائی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے تحاریک التوائے کار شروع کر لینے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ ملک اصغر علی قیصر، چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 441/05 ہے۔

قصور پورہ (لاہور) گندہ پانی پینے کی وجہ سے متعدد افراد پیٹ کی مختلف بیماریوں میں مبتلا اور ہلاک

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔ جون 2005 کے ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق قصور پورہ لاہور میں پچھلے ایک ماہ سے

واٹر سپلائی کے پائپوں میں سیوریج کے پائپوں کا گندہ پانی مکس ہو کر آ رہا ہے۔ ایم۔ڈی واسا اور دیگر متعلقہ ذمہ داران افسران کو اس سلسلہ میں بروقت اطلاع دینے کے باوجود اس کا تدارک نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے گندہ پانی پینے سے اس علاقہ میں پیٹ اور دیگر وبائی امراض پھوٹ پڑے جس سے پانچ افراد جن میں دو بچے شامل ہیں وفات پا گئے اور سو کے قریب بچے، جوان اور بوڑھے اس پانی کے پینے کی وجہ سے ہسپتالوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ایم۔ڈی واسا اور دیگر افسران کے خلاف کوئی بھی انضباطی اور محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے اہلیان علاقہ شدید اضطراب میں مبتلا ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب کون دیں گے، واٹر سپلائی کے حوالے سے ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ واسا سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں، یہ واسا سے متعلق ہے۔ گیلانی صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔ کیا اس محکمہ کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس تحریک کو اگلی تاریخ تک pending فرما دیں تاکہ متعلقہ وزیر آ کر اس کا جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس تحریک کو pending کر لیتے ہیں۔ جب وزیر ہاؤسنگ آئیں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 584، ڈاکٹر سید وسیم اختر کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 586 محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

کھاریانوالہ (شیخوپورہ) کے رہائشی عصمت علی کی انوسٹی گیشن پولیس شرقپور کے وحشیانہ تشدد سے ہلاکت

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔ ستمبر 2005 کو کھاریانوالہ شیخوپورہ کے رہائشی عصمت علی کو انوسٹی گیشن پولیس شرقپور نے موٹر سائیکل چھیننے کے الزام میں گرفتار کیا اور گرفتاری ڈالے بغیر تھانے میں بند رکھا۔ موٹر سائیکل

کی برآمدگی کے لئے روزانہ بے پناہ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بناتے رہے اور حالت غیر ہونے پر ہسپتال میں داخل کروایا جہاں وہ دم توڑ گیا۔ پنجاب میں قبل ازیں بھی بے شمار پولیس تشدد سے ہلاکت کے روح فرسا واقعات رونما ہو چکے ہیں لیکن آج تک ان کی تحقیقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا پولیس مزید خونخوار ہو گئی ہے جس سے صوبہ کے عوام گھروں میں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں متذکرہ واقعہ حکومت کی غفلت اور پولیس کو کھلی چھٹی دینے کا ایک واضح ثبوت ہے اور اس سے عوام میں خوف وہراس پایا جارہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اسی معاملے پر پہلے ہی ایک انکوائری چل رہی ہے اور اس کی رپورٹ 19 تاریخ کو آنی ہے اس لئے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ اس کو 20 تاریخ تک کے لئے pending کرلیں تاکہ انکوائری کی رپورٹ آجائے اور اس کے مطابق پھر میں جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ بی بی! اس کو 20 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ٹائم دیکھ رہی ہوں کہ تقریباً ہم سوا دو گھنٹے سے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کی تشریف آوری سے پہلے یہاں سپیکر صاحب میری بات سن رہے تھے اور بڑے اہم سوال آپ کی موجودگی میں بھی اور پہلے جو بھی سپیکر یہاں موجود ہوتے ہیں زیر بحث آتے ہیں مگر میری آپ سے سارے ایوان کی طرف سے ایک بڑی اہم گزارش ہے کہ کچھ ایسے اہم سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب بالکل غیر موزوں دیا جاتا ہے جس کا نہ سر ہوتا ہے نہ کوئی پاؤں ہوتا ہے اور بجائے اس کے کہ کسی point پر سیر حاصل بحث کی جائے تو آپ اس کو ادھورا چھوڑ کر فرما دیتے ہیں کہ اگلا، اگلا، اگلا، I am very sorry for that مگر آپ یہ فرمائیے کہ جب ہم نے کچھ achieve ہی نہیں کرنا اور آج یہاں بڑا اہم point discuss ہو رہا تھا جس پر مجھے انتہائی افسوس ہے اور وہ تھا بہبود آبادی کے لئے، یہ اتنا burning issue تھا کہ میں نے بہت دفعہ کچھ عرض کرنے کی کوشش کی لیکن وہ

اتنے نامکمل جوابات اور غیر متعلقہ جوابات سننے کو ملے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ کسی سوال کا جواب صحیح آیا ہے اور نہ کوئی بات ہمارے پلے پڑی ہے اور انہیں نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ جب بھی ہمارے وزراء کہتے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے، اس کو فلاں کر دیا جائے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ سوالات کے جوابات ایک ایک سال اور چھ چھ ماہ بعد آپ کے اور ہمارے سامنے آتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ بغیر تیاری کے یہاں پر کیوں تشریف لاتے ہیں؟ پھر اس کو چھ ماہ کے لئے pending کر دیا جاتا ہے۔ بہبود آبادی کے بارے میں بڑا اہم سوال تھا جس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں آپ کو advice کروں گا کہ آپ منسٹر پاپولیشن کو ان کے دفتر میں مل لیں۔۔۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہمارے سوالوں کے جواب مکمل اور relevant ملنے چاہئیں۔ ہم یہاں پر غیر متعلقہ باتیں سننے کے لئے نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بجا ہے اور سپیکر صاحب نے بھی انہیں یہی ہدایت دے دی تھی اور میں بھی تمام منسٹر صاحبان سے request کروں گا کہ وہ جو بھی جواب دیں گے وہ آپ کو مطمئن کریں گے۔ اس وقت وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں زلزلہ زدگان کے بارے میں بحث کے لئے وقت مقرر کرنے کا مطالبہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جمعہ کے دن پہلا اجلاس ہوا اور اس اجلاس کا پنجاب کے عوام اور ہمارے پریس نے جو تاثر لیا، بہت سارے اخبارات اور انتہائی ذمہ دار اخبار "ڈان" نے لکھا تو میں اس پر آپ کی توجہ چاہوں گا۔ "ڈان" نے لکھا کہ پنجاب اسمبلی جو کہ صوبہ پنجاب کے سات آٹھ کروڑ عوام کی نمائندہ ہے اور اس کے نمائندوں کے اجلاس کی بیس منٹ کے اندر کارروائی ختم ہو جانی تھی اگر ایک معزز رکن کھڑے ہو کر یہ سوال نہ اٹھاتا کہ اس کو اس ایوان میں debate کیا جائے اور اخبار کا یہ کہنا

بالکل بجا ہے کہ جب کسی ایوان میں کسی ممبر کا privilege breach ہوتا ہے تو یقین مانیے کہ ہم خود تیس تیس، چالیس چالیس منٹ اس breach پر بات کرتے ہیں لیکن اس ملک کے اندر انسانی تاریخ کا اتنا بڑا سانحہ ہو گیا اور آج دوسرا دن ہے اور اس سانحے سے عوام کے لئے بہت سارے مصائب پیدا ہوئے ہیں اور وہاں بہت سارے سوال بھی پیدا ہوئے ہیں اور قوم کو اس حوالے سے بہت سارے اعتراف بھی کرنے ہیں۔ ہم خوف زدہ قوم نہیں ہیں کہ جہاں ایک طرف یہ قوم یکجہتی کا اظہار کر رہی ہے وہاں ہمیں بہت سارے سوالات بھی اٹھانے ہیں اور بہت سارے اعترافات بھی کرنے ہیں اور تاریخ کے اس مرحلہ پر اگر ہم نے اپنی آنکھیں بند کیں اور میں معذرت کے ساتھ کہوں گا جیسا کہ پنجاب کا یہ ایوان اپنی آنکھیں بند کر رہا ہے اور جب آپ جا کر الیکٹرانک media on کرتے ہیں، جب آپ اخبارات اٹھاتے ہیں تو وہ اتنی ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ روزانہ وہاں کے مسائل، مصائب و مشکلات اور اس کیفیت سے آپ کو live آگاہ کر رہے ہیں جس سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے اور آج اس ایوان کا دوسرا دن ہے لیکن ایک منٹ کے لئے بھی یہاں کوئی بات نہیں کی گئی۔ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان کو صرف دن پورا کرنے کے لئے نہیں بلکہ زلزلہ کے حوالے سے آپ کے یہ اختیار میں آتا ہے کہ آپ اس میں ایک ٹائم مختص کریں کہ ہم اس حوالے سے روزانہ کی development پر بات کر سکیں، سارا ایوان بات کر سکے اور ہم یہاں ہر روز یکجہتی کا اظہار کریں وہاں پر ان مسائل کا بھی ذکر کریں جو روزانہ وہاں کے عوام کو پیش آ رہے ہیں۔ یہ تنقید سے بچنے کا رویہ ہے۔

جناب سپیکر! جمہوری حوالے سے ہم امریکہ سے آگے نہیں ہیں اور وہاں ایک ماہ پہلے تین ریاستوں میں قطرینہ کے نام سے آنے والے سیلاب سے امریکی صدر بش آج تک تنقید کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ہم ان سے زیادہ develop ملک ہیں اور نہ ہی جمہوری روایات کے حوالے سے ان سے زیادہ جمہوری لوگ ہیں۔ تنقید کا سامنا کرنا چاہئے اور اگر آپ اس تنقید کا سامنا نہیں کریں گے تو اس ملک میں یکجہتی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یکجہتی one way چل سکتی ہے۔ اگر باہر بیٹھا میاں نواز شریف اور باہر بیٹھی محترمہ بے نظیر بھٹو اس ملک کے عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کر سکتے ہیں تو یہ one way نہیں چل سکتا۔ ہم یہاں پر یہ مطالبہ کرتے ہیں اگر اس قوم کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہے تو یہ دس پندرہ دن کے جذبے سے کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر! آپ چودھری شجاعت حسین، قاضی حسین احمد، میاں نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو کو ایک ٹرک پر بٹھائیں اور کراچی سے پشاور تک وہ جائیں تو یہ قوم زندہ قوم بنے گی، یکجہتی کا پیغام آئے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اگر دو لیڈروں کو باہر بٹھا کر یہ سوچیں کہ یہاں سب کی امداد آ سکتی ہے، یہاں غیر ملکی آ سکتے ہیں لیکن وہ دو انسان اس ملک میں تشریف نہیں لا سکتے۔

جناب والا! آخری بات یہ ہے کہ آج اخبار میں آیا ہے کہ 52 کروڑ ڈالر کی امداد پاکستان میں وصول ہوئی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ہم لوگ ایک غلطی کرتے رہے ہیں کہ جب بھی ایسے مواقع پر امداد آتی ہے تو اس کے بعد ہم سوال اٹھاتے ہیں کہ وہ کہاں گئی؟ یہاں پر افغانستان کا جب معرکہ ہوا تو میں نے امریکن کمانڈو جیکٹ بعد میں بھی یہاں بکتی ہوئی دیکھی ہیں، گھی کے ڈبے جو اس امداد کے نام پر آئے تھے میں نے پاکستان کی دکانوں پر sale ہوتے دیکھے ہیں۔ اس سانحے کے حوالے سے باہر سے آنے والی 52 کروڑ ڈالر کی امداد کے آڈٹ اور نگرانی کا کوئی ایسا شفاف، جب میں شفاف کہتا ہوں تو پاکستان کی سیاسی ڈکشنری میں جس طرح سے شفاف الیکشن ہوتے ہیں اس طرح کا شفاف حساب کتاب نہیں ہونا چاہئے واقعی اس میں عبدالستار ایدھی، عمران خان، مشاہد حسین اور جو اس پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، پنجاب کے، چاروں صوبوں کے اور قومی اسمبلی کے، ہر صوبے کی کمیٹی بنائی جائے جس میں عبدالستار ایدھی جیسے لوگ بھی ہوں تاکہ آنے والے وقت میں لوگ ہمارا گریبان نہ پکڑیں کہ جو اتنی امداد آئی تھی وہ گھی کے ڈبے، وہ کمبل وہ سارے پاکستان کی دکانوں پر آ کر بکیں۔ خدا نہ کرے کہ ایسا وقت آئے اس کے لئے ہمیں ابھی سے بندوبست کرنا ہوگا اور اس ایوان کا جتنے دن بھی یہ اجلاس رہتا ہے اپنی خصوصی پاور استعمال کرتے ہوئے کم از کم ایک گھنٹے کے لئے، اگر پورے ملک کا میڈیا اس پر روزانہ بحث کر سکتا ہے تو پنجاب کا یہ ایوان صرف ایک گھنٹے کے لئے زلزلے کے اوپر بہت سارے سوال کیوں نہیں اٹھا سکتا، بہت سارے جواب کیوں نہیں دیئے جا سکتے؟ یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے خصوصاً اس دن کا جس دن کا آپ ڈان اخبار کا reference دے رہے ہیں کہ وہ چند منٹ کے بعد اختتام پذیر ہوتا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں اس دن ایک متفقہ قرارداد پیش کی گئی تھی تاکہ اس میں یکجہتی کا مظاہرہ ہو سکے۔ آپ کی طرف سے، حکومتی بنچوں کی طرف سے اور تمام قوم کی طرف سے ایک قرارداد پاس ہوئی اس میں عام بحث کی بات نہیں تھی۔ جیسے آج آپ نے بات کی اگر یہ بات آپ اُس وقت بھی کر دیتے تو وہ

بھی ہو جاتا۔اس پر بحث کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ بحث تو کسی وقت بھی ہو سکتی ہے چونکہ ابھی تو یہ اجلاس چل رہا ہے اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت زلزلہ زدگان سے جس طرح کی ہمدردی آپ لوگ کر رہے ہیں، قوم کر رہی ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی اور میں سلام پیش کرتا ہوں پاکستانی قوم کو من حیث القوم جس یکجہتی، جس تندہی سے کراچی سے لے کر پشاور تک انہوں نے دکھادیا ہے ہماری قوم ایک ہے۔باوجود سیاسی اختلافات ہونے کے، باوجود باقی اختلافات ہونے کے اس موقع پر قوم متفق و متحد ہے۔اس میں خواہ وہ سویلین ہوں، خواہ وہ بیوروکریسی ہو، خواہ وہ فوج ہو اور خواہ وہ کسی بھی طبقے سے ہو۔اس مسئلے پر تمام قوم متفق ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس اتفاق کے پیش نظر عالمی برادری آج جتنی آپ کو امداد دے رہی ہے وہ قوم کو متفق ہوتے دیکھ کر ہی امداد دے رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپ کی قوم کا وقار بلند کر رہی ہے کہ قوم جاگ رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے یہ تنقید کا موقع بھی نہیں ہے بلکہ تجویز دینی چاہئے کیونکہ یہ وقت تجاویز دینے کا ہے آپ کی طرف سے تجاویز آئیں، حکومت کی طرف سے تجاویز آئیں اور جو کام آپ لوگ کر رہے ہیں اس میں نیک نیتی کا معاملہ ہونا چاہئے۔یہی وجہ ہے کہ اگلے دن چودھری شجاعت حسین نے جو میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے اے۔پی۔سی کی ایک تجویز دی ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس ہو۔جو بات آپ کر رہے ہیں اس میں شاید وہ بات بھی زیر بحث آئے تو اس میں جو تجاویز جو آپ لا رہے ہیں یا جو آپ کی رائے ہے اس میں وہ بھی شامل ہو۔آپ کے لیڈر صاحبان بھی وہاں پر ہوں گے اور یہ معاملہ اس میں زیر بحث آئے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ربط ہے کہ جس میں پاکستان کی قوم متحد ہے اور ہمیں اظہار یکجہتی کرنا چاہئے اور واقعی یہ اتنا بڑا المیہ ہے کہ رب العزت سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آزمائش کی گھڑی میں، اس مصیبت سے جو ہماری قوم دوچار ہوئی ہے ہمیں اس کی بحالی میں اور دوبارہ لوگوں کو آباد کرنے میں جتنا بھی وقت ہو اس پر لگایا جائے بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا بھی فرض ہے۔میں نے سپیکر صاحب سے بھی عرض کی تھی، میں وزیر قانون سے بھی عرض کروں گا اور ایوان سے بھی عرض کروں گا کہ اگر ہمارے پنجاب کا ایک وفد متفقہ طور پر جس میں کچھ آپ کی طرف سے ممبران ہوں، کچھ حکومتی بنچوں کے ہوں وہاں پر visit کریں اور اس کے علاوہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے جیسے آپ نے تنخواہیں دی ہیں اور اس میں مزید جتنی بھی مدد ہو سکتی ہے کریں۔سب کو مل کر مدد کرنی چاہئے اس میں کوئی بری بات نہیں اور میں آپ کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں اس میں کوئی بری بات نہیں

ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے بھی عرض کروں گا کہ اگر وہ بھی اس پر کچھ فرمانا چاہیں تو کہہ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ---

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر رحم کرے، وہی کرم کرنے والا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر کسی issue پر بحث نہیں ہو رہی۔ میرے بھائی نے ایک تجویز دی ہے، رانا صاحب بھی شاید کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں، اگر وہ اپنی تجویز پہلے دے دیں تو میں بعد میں ان کا اکٹھا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ایک بات ہو رہی ہے وہ سن لیں بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ اس میں کوئی شور مچانے والی بات کوئی نہیں ہے، آرام سے بیٹھیں۔ زلزلے کی بات ہو رہی ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ --

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ دوسروں کی بات بھی سنیں، آپ کی بات بھی سنی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ محترم سمیع اللہ خان صاحب نے کچھ تجاویز دی ہیں میں یقینی طور پر ان کا جواب دینا چاہتا ہوں لیکن محترم رانا صاحب بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ وہ بھی اپنی بات کر لیں تاکہ دونوں باتوں کا میں اکٹھا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ---

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! پہلے میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں یہ بڑی اہم بات ہے۔ جی، رانا صاحب! (قطع کلامیاں)

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائیوں اور بہنوں نے ہمارے جو قابل احترام ممبران ہیں انہوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کی ہیں لیکن میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باتیں ابھی کرنی ہیں، باتیں ہوئی نہیں ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں بھی مزید یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ اس وقت ہمیں سنجیدگی سے یہ سوچنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے رب کو ناراض تو نہیں کیا، کیا ہم نے اپنی عوام پر ظلم تو نہیں کیا، کیا ہم نے اپنی عوام پر جبر تو نہیں کیا، کیا ہم نے اپنی قوم کے لئے فحاشی کے راستے تو نہیں نکالے؟ کیونکہ حاکم وقت کو اس کا رب حکم دیتا ہے۔ قرآن میں یہ کہا گیا ہے کہ اچھائی پھیلاؤ اور برائی کو روکو۔ کیا آپ نے یہ دیکھا اور میں آج پنجاب، سرحد، بلوچستان اور مرکز سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے فحاشی کو روکا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہمارے کشمیری بھائی جتنے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور کوئی نہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: یہ میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ یہ حکمرانوں اور عوام کے لئے ایک تنبیہہ ہے کہ آپ اس پر سنجیدگی سے سوچیں۔ پاکستان جو بنایا گیا ہے اس کی بہت قربانیاں ہیں، اس کی بنیادیں خون سے بھری ہوئی ہیں اور اس کی جو بلڈنگ ہے اس کے لئے سوچنا چاہئے کیونکہ یہ ایک نظریہ ہے۔ آپ اپنے نظریے سے ہٹ کر کام کر رہے ہیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض ہے۔ آپ یہ بھی سوچیں کہ جب تک انصاف نہیں ملے گا آپ کو جھنجوڑا جائے گا۔ جب ظلم ہوگا اور ظلم کی انتہا ہوتی ہے تو آپ کا رب آپ سے ناراض ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری دنیا کے لئے یہ میرا پیغام ہے کہ انصاف اور عدل کے متعلق سوچیں۔ سونامی میں جو طوفان آیا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

معزز اراکین: کافی ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نجف سیال صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری محترمہ فاضل رکن نے بڑی پرجوش تقریر کی ہے کہ ہمارے اعمال یہ ہیں۔ میں اس کی وضاحت کرتا جاؤں کہ 1976 میں بھی flood آیا تھا جس سے پورے پاکستان میں تباہی ہوئی تھی 1991 میں جس وقت نواز شریف صاحب کی حکومت تھی پورا پنجاب ڈوب گیا تھا۔ کیا یہ جو 50 ہزار افراد مظفر آباد میں مرے ہیں یہ سب گناہگار تھے؟ ترکی میں زلزلہ آیا تو وہ بھی گناہگار تھے، ایران میں زلزلہ آیا تو وہ بھی گناہگار تھے؟ یہ آفات خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ یہ

اس کی وضاحت فرمادیں اور اپنے لیڈروں کے اگر نمبر بنانا چاہیں تو وہ اور بات ہے۔ جو غریب، بے گناہ معصوم بچے مظفر آباد اور باغ میں مر گئے ہیں ان بیچاروں نے کیا گناہ کیا ہے، انہوں نے کونسی فحاشی پھیلائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بجائے اس کے کہ ہم تنقید میں پڑ جائیں اس حد تک رہیں جہاں قوم کی بات ہو۔ اس وقت ہمیں کسی کی لیڈر شپ کے بارے میں، کسی کے بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔ پاکستان کے بارے میں بات کرنی چاہئے اور زلزلہ زدگان کے بارے میں بات کرنی چاہئے۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ناگہانی آفات اور اموات کے دور میں اپنے لیڈروں کی لیڈری نہ چمکائی جائے بلکہ اظہار یکجہتی کر کے ایک مشن کے تحت ہمیں اکٹھا ہو کر چلنا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرے بھائی جناب سمیع اللہ خان نے یہاں پر فرمایا اور اخبار کا حوالہ دیا۔ جس دن یہاں پر قرارداد پیش ہوئی اور قرارداد کو پڑھ کر جب سپیکر صاحب اس اجلاس کو ملتوی کرنے لگے تو سب سے پہلے میں اُٹھا اور ان سے میں نے گزارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سانحہ پر بحث ہو، اس کے بعد ہمارے تمام دوستوں نے اس پر بحث کی۔ گورنمنٹ کی طرف سے کسی وقت بھی ہم اس بات پر reluctant نہیں ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو discuss کیا جائے۔ اس کو کوئی آدمی بھی اپنے ذمہ اس طرح نہیں لینا چاہتا کہ شاید ہم اس سے کوئی خوف زدہ ہیں کہ ہمارے دوسری طرف بیٹھے بھائی کوئی بات کریں۔ میں نے اس دن بھی یہ گزارش کی تھی کہ ہم نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں، پوری گورنمنٹ نیک نیتی سے کام کر رہی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ بھی نیک نیتی سے کام کر رہی ہے۔ پاکستان کی پوری عوام اس سانحہ میں involve ہے اور وہ اس میں کام کر رہے ہیں۔ کوئی بھی آدمی اگر سمجھتا ہے کہ اس میں کہیں کوئی خامی ہے اور اگر وہ کوئی اچھی تجویز دے تو ہم اس کو محسوس نہیں کرتے کہ انہوں نے ہماری خامی کیوں دور کرنے کی کوشش کی؟ ہم ہر وقت حاضر ہیں اگر کوئی بھی بہتر تجویز دینا چاہتا ہے اور ہم جو کام کر رہے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی خامی ہے۔ وہ ہمیں بتائیں تو ہم اس کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر کوئی نمبر بنانے کی گیم نہیں ہے اور جس طرح میرے بھائی سمیع اللہ خان نے کہا ہے اگر آپ اس پر کوئی ٹائم رکھیں روزانہ اس پر بحث ہو اور ان کے ساتھ یکجہتی کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بات اس لئے نہ کی جائے کہ اس میں بجائے بہتری لانے کے کوئی خرابی پیدا ہو یا عوام

میں House کا message غیر ذمہ دارانہ جائے تو ہمیں اس پر گورنمنٹ کی طرف سے کبھی بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر ان کی بہتری کے لئے اس پر کوئی بات کی جائے اور اگر ان کی بہتر امداد کے لئے کوئی بات آتی ہے تو ہم اس پر خوش ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان سے کوئی اس طرح کی تجویز آئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

راناثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس بات کا حوالہ سمیع اللہ خان صاحب نے دیا ہے اس دن بھی جس دن اس سانحہ پر قرارداد پاس ہوئی تھی اس دن بھی جب یہاں بحث کا آغاز ہوا تو اس وقت بھی یہی sense prevail کر رہی تھی کہ جی، تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ تنقید جو ہے وہ اس سانحے میں شہید ہونے والوں کے خلاف شاید کوئی سازش ہے۔ حالانکہ جمہوری اداروں اور جمہوریت میں یہی ہوتا ہے کہ تنقید کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب آپ کسی بھی معاملے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو اس سے آپ کو پتا چلتا ہے کہ کہاں کہاں پر خامی ہے تاکہ وہ خامی دور کی جائے۔ اب اس ملک اور اس قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ زلزلہ آیا، ایک سانحہ پیش آیا تو حکومت کی رپورٹ کے مطابق 18 ہزار تعداد تھی۔ اس کے بعد جب پرائیویٹ اداروں اور پرائیویٹ چینلز نے اس تعداد کو زیادہ بتایا تو پھر یہ 23 ہزار پر آ گئے۔ 23 ہزار پر یہ تقریباً 3 دن اڑے رہے اس کے بعد پھر کل یہ 38 ہزار پر آئے ہیں جبکہ ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ کے سربراہ عبدالستار ایدھی کا اپوزیشن کے ساتھ قطعی طور پر تعلق نہیں ہے اور وہ بالکل ایک سماجی کارکن ہیں انہوں نے پرسوں یہ کہا ہے کہ یہ تعداد ایک لاکھ ہے۔ اب آج صبح آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار سکندر حیات صاحب کا live interview ایک ٹی وی چینل پر آ رہا تھا تو انہوں نے کہا اور میں نے خود سنا کہ میرے اندازے کے مطابق مظفر آباد، راولا کوٹ اور باغ ان تین اضلاع میں مرنے والے لوگوں کی کم از کم تعداد 40 ہزار ہے جن میں سے اکثریت ملبے تلے دبی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ جو علاقے ہیں وہاں کا اگر میں اندازہ لگاؤں تو وہ 80/70 ہزار سے زیادہ ہیں۔ اب یہاں پر معاملہ یہ ہے کہ اگر اس بات کا جائزہ لینے کے لئے بات کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ جناب! یہ تنقید ہو رہی ہے، یہ روایتی انداز اپنایا جا رہا ہے، یہ تنقید برائے تنقید ہو رہی ہے۔

جناب والا! اس سانحہ سے جو لوگ لقمہ اجل بن گئے وہ لوگ تو ابدی نیند سو گئے لیکن یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ اس ملک اور اس قوم میں جو سول سوسائٹی ہے جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ سول سوسائٹی مردہ ہو چکی ہے کیونکہ جب ہر دس پندرہ دن بعد پٹرول کا بم گرتا تھا، خودکشیاں ہوتی تھیں،

بے روزگاری کے ہاتھوں لوگ اپنے بچوں کو قتل کر رہے تھے تو کسی طرف سے احتجاج نہیں ہو رہا تھا تو یہ سوچا جا رہا تھا کہ شاید سول سوسائٹی بالکل مردہ ہو گئی ہے۔اس اتنے بڑے سانحے سے سول سوسائٹی ایک دم اٹھی ہے اور اٹھ کر اس نے وہ کردار ادا کیا ہے جو بے مثال ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں بھی نہیں اور دنیا کی تاریخ میں بھی نہیں ملتی لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سول سوسائٹی کے اس کردار کو اور اس کے جاگنے کو اس نام نہاد سول حکومت کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے کہ شاید اس کی وجہ سے وہ کارکردگی ہو رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ سول سوسائٹی کے اس بے مثال کردار میں اگر کسی کا کوئی تھوڑا بہت عمل دخل ہے کہ کس نے اسے جگایا، کس نے اسے initiative دیا تو وہ میڈیا کا ہے کہ میڈیا نے سول سوسائٹی کے سامنے تمام مناظر پیش کئے کہ وہاں پر اس قسم کے حادثات گزرے ہیں تو سوسائٹی جاگ اٹھی ہے ورنہ حکومت تو اب تک بھی 38 ہزار پر بیٹھی ہے۔وہ تو اب تک 50 فیصد پر بھی نہیں آئی لیکن یہ بد قسمتی ہو گی کہ آپ سول سوسائٹی کے اس کردار کو سول حکومت کے کھاتے میں ڈالیں۔اسی طرح سے میں بلا خوف تردید اور پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اس علاقے میں فوج کا کردار اتنا بے مثال ہے اور ہمارے جو فوجی جوان ہیلی کاپٹر کے حادثے میں شہید ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آج راجہ بشارت صاحب کو یہ چاہئے تھا کہ آج ان کی شہادت پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد لاتے لیکن آج ان کو خیال نہیں آیا تو قوم ان کو دونوں ہاتھوں سے سلام کرتی ہے کہ انہوں نے جس طرح سے بے خوف ہو کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم ان بریگیڈیر صاحب کو salute کرتی ہے کہ جن کا اپنا بیٹا چار دن پہلے شہید ہوا اور اس کے بعد وہ لوگوں کے بچوں کو بچانے کے لئے آزاد کشمیر پہنچ گئے لیکن یہ فوج کا کردار ہے، یہ فوج کے ادارے کا کردار ہے۔اب فوج کے ادارے کا کریڈٹ فوجی حکومت کو نہیں دیا جا سکتا۔فوج ایک ادارہ ہے اس کا کردار علیحدہ ہے۔فوجی حکومت چند افراد کا ٹولہ ہے جس کے ساتھ کچھ مفاد پرست اور ابن الوقت سیاست دان ملے ہوئے ہیں اور ان کا مقصد صرف اس ملک کے اوپر قبضہ کرنا ہے۔اب بات یہ ہے کہ سول سوسائٹی کے کردار کو سول حکومت کے کھاتے میں اور فوج کے کردار کو فوجی حکومت کے کھاتے میں ڈالنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے یہ غلط ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نجف سیال صاحب! رانا صاحب بات کر رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔بعد میں منسٹر صاحب جواب دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کا علم ہی اتنا ہے کہ اس سابق تحصیلدار صاحب کی سمجھ میں میری

بات آ ہی نہیں سکتی تو بات یہ ہے کہ ان اداروں، ان جمہوری ایوانوں میں یہ discussion ہونی چاہئے کہ سول انتظامیہ نام کی چیز اس ملک میں موجود نہیں ہے اور پچھلے 5 سال سے انہوں نے یہ جو devolution plan شروع کیا ہوا تھا اس نے بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی یہ سانحے ہوئے ہیں مشرقی پاکستان میں جنرل اعظم صاحب نے جو part play کیا تھا وہ بھی ایک فوجی تھا۔ مطلب یہ کہ ایسے موقع پر فوج کو آگے لایا جاتا ہے۔ پاکستانی فوج ہے اور وہ بھی سول انتظامیہ کے ساتھ ہی کام کر رہی ہے۔ سول انتظامیہ، پلس فوج اس لئے اس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! فوج صرف relief work کر سکتی ہے۔ سول ایڈمنسٹریشن سول انتظامیہ نے کرنی ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ سب سے پہلے حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس relief work میں preempt کرتی اور موقع پر پہنچ کر emergency relief مہیا کرتی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت totally ناکام رہی ہے۔ پانچ دن بعد وہاں سے رپورٹیں یہ آئی ہیں کہ ہزاروں افراد ابھی تک ملبے تلے دبے ہوئے ہیں اور یہ بات مظفر آباد، راولا کوٹ اور بالا کوٹ کی ہے جو مظفر آباد سے 45 منٹ کی مسافت پر ہے۔ اس کے علاوہ جو دور دراز کے areas ہیں جیسے ریڈ کراس کی اطلاع ہے کہ وادی نیلم اور نیپا سے انخلا نہیں ہوا اور ان کا یہ خدشہ ہے کہ شاید وہاں کی آبادی totally crash کر گئی ہے اور وہاں پر بہت زیادہ جانی نقصان ہوا ہے تو بات یہ ہے کہ سول ایڈمنسٹریشن کا کام تھا کہ وہ preempt کرتی اور preempt کر کے لوگوں کو relief دیتی۔ پھر اس کے بعد یہ تھا کہ لوگوں کو facilitate کرتی، لوگوں کو regulate کرتی۔ میں کہتا ہوں کہ کیا سول انتظامیہ نے پورے ملک میں کہیں لوگوں کو facilitate کیا ہے، پورے پنجاب اور سندھ سے جو امداد وہاں پر گئی ہے یہ سول انتظامیہ بتائے کہ انہوں نے کہاں لوگوں کو facilitate کیا ہے؟ میں فیصل آباد کی بات بتاتا ہوں کہ وہاں پر لوگوں کو امداد بھیجنے کے لئے چار چار دن ٹرانسپورٹ نہیں ملی یہ سول انتظامیہ کا کام تھا۔ لوگوں نے امداد تو اکٹھی کر لی تو حکومت کا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کو سہولت دیتی اس کے بعد کرائے تقریباً چار گنا تک ہو گئے، اس کے بعد relief goods کی قیمتیں دو سے پانچ گنا تک ہو گئیں۔ یہ ساری چیزیں سول انتظامیہ نے کرنی تھیں لیکن سول انتظامیہ کا کوئی رول نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ انھوں نے لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں لوگوں کو کیا facilitate کیا ہے، ٹرانسپورٹ کا کیا انتظام کیا؟ جن لوگوں نے کراچی سے آنا تھا جن کے عزیز و اقارب آزاد کشمیر میں تھے۔ کراچی سے آنے والے لوگوں کو ٹی۔ وی چینل پر دکھاتے رہے ہیں کہ وہاں پر لوگ

دو دو، تین تین دن سٹیشن پر پڑے رہے ہیں اور ذلیل و خوار ہوتے رہے ہیں اور لوگوں سے دو تین گنا کرایہ زیادہ لیا جاتا رہا ہے تو سول ایڈمنسٹریشن نام کی چیز پورے ملک میں نظر نہیں آئی۔ اب آپ یہ دیکھ لیں کہ اسمبلی نے اس سانحے پر کوئی بات کرنے یا بحث کرنے یا اس کا جائزہ لینے کے لئے ٹائم نہیں رکھا۔ اب ان کو مجبوری ہے کہ دن پورے کرنے ہیں تو آج کے بعد جیسا کہ سوالات کی فہرست پیش کی گئی ہے اور ایجنڈا آیا ہے کہ اب جمعرات کو اجلاس ہوگا، جمعرات کے بعد جمعہ کو ہوگا اور اس کے بعد سوموار کو ہوگا۔ سوموار کے بعد پھر دو دن کا وقفہ کرکے جمعرات اور جمعہ کو کرکے دن پورے کئے جائیں گے۔ کیا اس پر کوئی سیر حاصل بحث کرنے کے لئے، کوئی جائزہ لینے کے لئے کوئی ایجنڈا تیار نہیں ہو سکتا تھا؟ کیا یہ بے حسی نہیں ہے اور یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ یہ سسٹم جو اس وقت ملک میں چل رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کے لئے ہم نے ایوان کی کمیٹی کی میٹنگ بلائی تھی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کمیٹی کی میٹنگ میں اپوزیشن نہیں آئی تھی۔ اگر اس دن آپ آ جاتے تو یہ ایجنڈا ترتیب دیا جاتا اس کا مقصد یہی تھا کہ زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے آپ کی تجاویز کی روشنی میں ایجنڈا بنایا جائے۔ ہم آپ کے منتظر رہے ہیں لیکن آپ تشریف نہیں لائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اسی بات کو لے لیں کہ پوری دنیا میں جو پارلیمانی سسٹم ہے اس میں پارلیمانی گروپ ہوتے ہیں، ان کے پارلیمانی لیڈر ہوتے ہیں، اس حکومت نے لوٹا کریسی کا ایک عمل کچھ سال پہلے شروع کیا۔ ان کو سمجھایا گیا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس وقت جو بات ہے وہ بہت اہم ہے۔ ہم پھر آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ اور ہم سپیکر چیمبر میں بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ جتنا درد محسوس کر رہے ہیں اور اپنی تجاویز دے رہے ہیں یہی ایجنڈا آپ کے مشورے سے مرتب ہوتا اور یہ ساری بحث اس میں شامل ہوتی لیکن آپ لوگ نہیں آئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی جو میٹنگ ہوتی ہے اس میں جو تمام پارلیمانی گروپ تھے، ان کے پارلیمانی لیڈروں کو بلایا جاتا تھا اور وہاں پر بیٹھ کر ایجنڈا طے ہوتا تھا۔ وہاں پر چودھری اصغر علی گجر صاحب ایم۔ایم۔اے کی طرف سے، میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اور قاسم ضیاء صاحب بطور لیڈر آف اپوزیشن اور پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کی طرف سے وہاں پر شرکت کرتے تھے۔ اب بات یہ ہے کہ جب انھوں نے لوٹا کریسی کا عمل شروع کیا اور اس لوٹا کریسی کے خلاف ہم نے ریفرنس دائر کئے تو آپ نے ہماری پوزیشن کو ہی چیلنج کر دیا، آپ نے

ہمیں تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ جب یہ روپے ہوں گے اور ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ آپ لوٹا کریسی کا جو عمل شروع کر رہے ہیں اور جو بے ضمیری پورے صوبے میں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا آپ خود شکار ہوں گے۔ آپ نے بلدیاتی انتخابات میں دیکھ لیا کہ آپ نے جہاں جہاں بھی یہ عمل کیا ہے اس کا آپ نے کیا نتیجہ حاصل کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ موقعہ دیں کہ جو مثبت تجاویز بھائیوں کی طرف سے آئی ہیں میں ان کا جواب دوں۔ اگر ہم نے ان معاملات کو سیاست میں لے کر جانا ہے تو پھر اس کے لئے علیحدہ وقت رکھ لیں ہم اس پر بھی بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں اگر یہ حضرات تشریف لے آتے تو وہاں پر معاملات طے ہو سکتے تھے لیکن یہ جو بار بار جمہوریت کی بات کرتے ہیں، عوام کے اعتماد کی بات کرتے ہیں، عوام سے ہمدردی کی بات کرتے ہیں، لوٹا کریسی کی بات کرتے ہیں اور ساری دنیا جہاں کا درد ان کے جگر میں سمویا ہوا ہے۔ کیا یہ اپنی اس پارلیمانی لیڈری کو دو منٹ کے لئے اتنے بڑے سانحہ کے لئے علیحدہ نہیں رکھ سکتے تھے؟ یہ آ جاتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ جاتے اور کہتے کہ پارلیمانی لیڈری کا معاملہ اپنی جگہ پر ہے آئیں ہم آپ کے ساتھ عوام کے ریلیف کی بات کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں۔ اپنا مفاد عزیز ہے اور جو بات ان کے ذہن میں چھائی ہوئی ہے کہ انھیں پارلیمانی لیڈر تسلیم نہیں کیا گیا۔ پورا ملک خدا نخواستہ، خدا نخواستہ۔۔

(اذان ظہر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے ذاتی مفادات اور ذاتی انا کو پس پشت ڈال کر ایک بڑے مقصد کی خاطر متحد ہوں۔ میں اپنے بھائیوں سے اب بھی استدعا کرتا ہوں کہ آئیں آج کل یا جس وقت بھی وہ چاہیں، جہاں چاہیں ہم ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اپنی مثبت تجاویز دیں، اس ایوان میں لے کر آئیں، بحث کے لئے وقت رکھیں اور ریلیف کے حوالے سے جس طرح وہ چاہیں گے ہم چلنے کے لئے تیار ہیں لیکن خدا کے لئے یہ چھوٹے چھوٹے جو معاملات ہیں ان کو فی الوقت پس پشت ڈال دیں تو یہی اس قوم کے مفاد میں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان حالات کا تقاضا بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر فوج کے حوالے سے بات کی گئی، سول سوسائٹی کے حوالے سے بات

کی گئی اور یہاں پر یہ کہا گیا کہ سول سوسائٹی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پٹرول کا بم گرا لوگوں نے response نہیں دیا اور لوگ ہڑتال کے لئے باہر نہیں نکلے۔ مہنگائی کا جن قوم پر مسلط ہو گیا لیکن لوگ باہر نہیں نکلے اور آج اگر اس ملک کے کسی حصے میں ہمارے بھائیوں کے ساتھ کوئی سانحہ پیش آیا ہے اور قوم ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی ہے تو پھر اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو سوچنا پڑے گا کہ آپ کی یہ پوری کوشش رہی ہے کہ مہنگائی کے خلاف تحریک چلے، آپ کی پوری کوشش رہی ہے کہ پٹرول جو مہنگا ہو رہا ہے اس کو issue بنا کر عوام کو سڑکوں پر لایا جائے لیکن عوام نے آپ کی باتوں پر کان نہیں دھرا تو پھر ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ آپ جنرل پرویز مشرف کو نہ مانیں لیکن آج اگر قوم متحد نظر آتی ہے تو وہ جنرل پرویز مشرف، شوکت عزیز اور چودھری شجاعت حسین کی قیادت میں ہی متحد نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کیا آپ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے ہمارے حکمران بین الاقوامی برادری میں چور، ڈاکو اور لٹیرے تصور ہوتے تھے؟ بین الاقوامی برادری کا اعتماد ہم سے اٹھ گیا تھا اور کیا آج بھی عالمی عدالتوں میں ہمارے خلاف مقدمات نہیں چل رہے؟ آج بھی قوم کا بچہ بچہ یقین کیجئے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس سے پیسے مانگے ہیں، وہ کہتا ہے کہ پیسے تو آپ لے رہے ہیں لیکن اس کا بھی قرض اتارو ملک سنوار و والا حشر نہ ہو۔ یہ ہمارا قومی کردار رہا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن آج اگر بین الاقوامی برادری آپ پر اعتماد کا اظہار کر رہی ہے تو پھر آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جنرل پرویز مشرف کی یہ کارکردگی ہے کہ اس کا بین الاقوامی طور پر احترام ہے جس کے نتیجے میں پوری بین الاقوامی برادری آپ کے پیچھے کھڑی ہے اور unprecedented امداد بین الاقوامی طور پر آج آپ کو مل رہی ہے یہ صرف ایک شخص کا اعتماد ہے جس کی بناء پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہمیں تھوڑا سا اس بات کا احساس کرنا چاہئے۔ ہم سول سوسائٹی کی بات کرتے ہیں میں نے اسی معزز ایوان میں کہا تھا کہ ہم نے پورے پنجاب کے ڈی۔ سی۔ اوز کو ریلیف آفیسر مقرر کیا ہے یہ آئیں اور ان سے رابطہ کریں۔ میرے یہ بھائی بتا سکتے ہیں، اپوزیشن کے بھائی بتائیں کہ کس ڈی۔ سی۔ او سے انہوں نے رابطہ کیا اور اس نے ان کو assist نہیں کیا۔ اگر ایک کو point out کریں گے تو میں اس معزز ایوان میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ڈی۔ سی۔ او کے خلاف کارروائی کی جائے گی جس نے عوام کو وہاں پر assist نہیں کیا لیکن اگر کوئی ٹرک کا کرایہ مہنگا کر دیتا ہے، اگر کوئی اشیاء کو مہنگا کر دیتا ہے تو اس کو کنٹرول کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم سوسائٹی میں یہ قیاس پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ادھر سے ٹینٹ ایک ہزار کا مہنگا ہوا ہے اور اس کو اٹھا کر ہم نے جیل میں

پھینک دیا یہ بات نہیں ہے۔ ہماری پہلی priority یہ تھی کہ ہم نے لوگوں تک ریلیف پہنچانا ہے۔ آپ کی، پنجاب کی گورنمنٹ 26 ہزار tents متاثرہ علاقہ میں اب تک provide کر چکی ہے، سات لاکھ کمبل اس وقت تک مہیا کر چکے ہیں۔ یہ میں وہ بتا رہا ہوں جو گورنمنٹ نے اس وقت تک کیا ہے، پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر اس سے علیحدہ ہے۔ اس وقت تک 80 ٹرک ادویات کے بھیجے جا چکے ہیں، ان کو نقد کروڑوں روپیہ دیا جا چکا ہے۔ اس وقت بھی ہمارے 75 ڈاکٹر وہاں پر کام کر رہے ہیں، 75 ڈاکٹروں کی ٹیم اسلام آباد میں بیٹھی ہوئی ہے، تمام پنجاب کے ہسپتالوں میں ایمرجنسی declare کی گئی ہے اور اضافی بیڈز لگائے جا رہے ہیں۔ راولپنڈی میں چار نئے ہسپتال قائم کئے جا چکے ہیں، خیمہ بستیاں قائم کی جا رہی ہیں تاکہ جو لوگ ادھر سے آئیں ان کو facilitate کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہاں بیٹھ کر یہ کرنا چاہئے آپ علاقے کو visit کروانے کی بات کر رہے ہیں میں ابھی اپنے بھائیوں سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ جو ہمارے بھائی اپوزیشن کے پارلیمنٹری بنچوں کے جانا چاہتے ہیں ہم ان کو facilitate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو پنجاب گورنمنٹ سامان بھیج رہی ہے اتنا ہی آپ کا اس پر حق ہے آپ خود ٹرکوں کو لے کر جائیں اور جو وہاں پر ریلیف کمشنر کے پاس ریلیف سنٹرز بنے ہوئے ہیں ان کے پاس جا کر وہ سامان deliver کریں، آپ کریں ہم آپ کو facilitate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو قومی مفاہمت کی ہم بات کرتے ہیں تو آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چودھری شجاعت صاحب نے اپوزیشن کو اس بات کی پیشکش کی کہ آپ آئیں اور سرکاری ہیلی کاپٹر لیں اور ان علاقوں کو visit کریں لیکن اس کا جواب دیا گیا کہ ہم اس کو سیر کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کے نزدیک ان علاقوں کو visit کرنا سیر ہو سکتی ہے لیکن ہمارے نزدیک وہ سیر نہیں ہے ہم لوگوں کی امداد کے لئے وہاں جانا چاہتے ہیں، ان کی امداد کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہاں پر یہ کہا گیا کہ گورنمنٹ جو اقدامات کر رہی ہے اس سے اس معزز ایوان کو مطلع کیا جائے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر روز جو پنجاب گورنمنٹ کی activities ریلیف سے متعلقہ ہیں، جو کاپی ہم فیڈرل گورنمنٹ ، فیڈرل ریلیف کمشنر کو بھیجتے ہیں وہی ایک کاپی انشاء اللہ تعالیٰ ہر روز رات کو آپ کے سیکرٹریٹ میں بھجوائی جائے گی اور کوئی معزز رکن اس کو دیکھنا چاہتا ہے تو آپ کے سیکرٹریٹ سے روزانہ اس کا ملاحظہ کر سکتا ہے اور ایک دفعہ پھر میں اپنے بھائیوں سے یہ کہتا ہوں کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں جس دن کا آپ تعین کریں ہم اس دن کا تعین کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ جتنی مرضی بات کریں، میں سمجھتا ہوں کہ ہم feel guilty کیوں کریں گے؟ ہم تو خدمت کر رہے ہیں اگر اس خدمت

میں کہیں کوتاہی ہے تو آپ point out کریں ہم اس کو دور کریں گے۔اس خدمت میں اگر کوئی بہتری لانے کی بات ہے آپ تجویز دیں تو ہم اس میں بہتری لانے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے اس دن بھی پنجاب گورنمنٹ کے حوالے سے بات کی تھی کہ ہمارے علاقے میں ایسا ہوا ہے تو ہمارے بھائی نے point out کیا تھا کہ پورا ملک ہمارا ہے، ہم اس بات کو مانتے ہیں لیکن آپ کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ علاقہ جو area of jurisdiction پنجاب گورنمنٹ کا نہیں ہے وہ آزاد کشمیر اور فرنٹیئر میں بھی ہے، ہم نے صرف ان لوگوں کو assist کرنا ہے، جہاں chain of command ہے، ہم نے اُن کو facilitate کرنا ہے تو اس سلسلے میں ہماری ان کی خدمت میں، ہماری معاونت میں کہیں کوتاہی ہے تو آپ بتائیں ہم اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، ہم اس میں بہتری لانے کے لئے تیار ہیں اور آپ کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے جو بھی اپوزیشن کے بھائی جانا چاہیں ہم ان کو ٹرانسپورٹ مہیا کریں گے، ساتھ ہمارے وزراء جائیں گے اور ہمارے ممبران اسمبلی جائیں گے۔آپ میں سے جو دوست بھی کسی ڈی۔ سی۔ او (ریلیف آفیسر) کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں ہم آپ کو officially وہاں بٹھانا چاہتے ہیں۔ جو راولپنڈی میں بیٹھنا چاہتے ہیں ہم بیس کیمپ میں آپ کو بٹھانے کے لئے تیار ہیں اور آپ کو ذمہ داریاں دینے کے لئے تیار ہیں کہ آپ اس کام کو regulate کریں جو ہم کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کی اس لحاظ سے onus ہم پر نہیں ہے کہ ہم نے کوئی غلط کام کیا ہے۔ خدانخواستہ اس زلزلے کی ذمہ داری کسی فرد پر نہیں ہے یہ قومی سانحہ ہے، قدرت کی طرف سے ایک آفت آئی ہے اس آفت سے ہم نے نپٹنا ہے اور ہم نپٹ اس طرح سکتے ہیں کہ جس وقت ہم تمام بھائی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر، ایک دوسرے کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر چلیں گے۔ میری اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ استدعا ہے۔۔۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! یہ ایک بات کو بار بار دہرا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نے جو بات کرنی ہے آپ بھی کر لینا، پہلے میں تو اپنی بات ختم کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر بات ہو رہی ہو تو اس کو interrupt نہ کیا جائے۔ ایک اہم بات چلی ہے تو پھر بات کرنے دیں اگر بات نہیں کرنے دیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب کے پاس ان باتوں کا جواب ختم ہو گیا ہے، وہ اس کو دہرا رہے ہیں، وہ وہی بات کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اب unprecedented بین الاقوامی امداد آ رہی ہے، یہ کہہ رہے ہیں کہ حکمرانوں کی وجہ سے آ رہی ہے حالانکہ وہ جو unprecedented تباہی ہوئی ہے، ان لوگوں سے ہمدردی کی بنیاد پر آ رہی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں ہمارا کمال ہے۔ اب خود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اگر ایک ٹینٹ ایک ہزار روپیہ مہنگا ہو گیا ہے تو ہم کیا کریں، ہم اس کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیں؟ بات یہ ہے کہ یہ سول ایڈمنسٹریشن کس مرض کا نام ہے اگر انہوں نے مہنگائی کو کنٹرول نہیں کرنا تھا جو وہاں پر اشیاء چاہئیں تھیں ان کی قیمتوں کو کنٹرول نہیں کر سکتے، وہاں پر جو سامان لے کر جانا چاہتے ہیں ان کو یہ facilitate نہیں کر سکتے، ان کو یہ regulate نہیں کر سکتے تو پھر سول ایڈمنسٹریشن کہاں ہے؟ سول ایڈمنسٹریشن موجود ہی نہیں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ان کے نزدیک تو کچھ ہے ہی نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سول ایڈمنسٹریشن کی انہوں نے جو تباہی کی ہے وہاں پر جو مجسٹریسی ہوتی تھی یا ڈپٹی کمشنر کا دفتر ہوتا تھا اس کو انہوں نے ای۔ڈی۔او، ڈی۔ڈی۔او، "اڈو اور ڈڈو" بنا دیا ہے وہ ان اڈوؤں اور ڈڈوؤں کی کوئی نہیں سنتا، وہ بیٹھے بھاگے پھرتے ہیں ان کی کوئی مانتا ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ان کے نزدیک یہ کام کوئی کام نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ان کو جواب دینے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کو کس نے روکا تھا کہ اس مقصد کے لئے ایک ہفتے کی یہ بحث رکھتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم کیوں نہ رکھتے، ہم یہاں کام کرنے کے لئے آتے ہیں اور بحث رکھتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر آپ کو نہیں suit کرتی تو نہ رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم کام پر یقین رکھتے ہیں بحث پر نہیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: وہ ساری امداد آپ ہضم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ہم ان سے کیسے کہیں کہ آئیں ہمارے ساتھ بحث کریں؟ ہم کام پر یقین رکھتے ہیں بحث پر نہیں رکھتے اگر وہ ہم سے بات ہی نہیں کرنا چاہتے تو پھر بحث کیسے ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! لاء منسٹر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ بحث اس وقت ہوتی ہے لیکن یہ تو کام کر رہے ہیں، گورنمنٹ کام کر رہی ہے اگر آپ کو اس پر اعتراض ہے تو تب ہی بحث ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اس پر ٹائم رکھتے تو بحث ہوتی لیکن اگر آپ اس پر ٹائم نہیں رکھیں گے تو بحث کیسے ہو گی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو ٹوٹل ریلیف ورک ہے وہ فرد واحد کے ہاتھ میں ہے، ریلیف کمشنر وہ مقرر کر رہا ہے وہاں پر جو اتھارٹی نقصان کا جائزہ لے رہی ہے اس کا چیئرمین کا تقرر وہ کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ تو کرے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ملک میں کوئی وزیراعظم نظر آ رہا ہے، کوئی چیف منسٹر نظر آ رہا ہے کوئی سول گورنمنٹ نظر آ رہی ہے یہ ایک فرد واحد کی حکمرانی ہے اور یہ سب اپنے اپنے مفاد کے تحت کام کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر ایک آدمی کام کر رہا ہے تو اس کو appreciate کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ملک میں سول ایڈمنسٹریشن کا کوئی وجود نہیں ہے، یہ کچھ بھی نہیں کر رہے۔ ہم یہاں پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس ادارے میں بحث ہو تو اس کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ ان حکمرانوں تک جو اصل میں حکومت کر رہے ہیں جن کے پاس اختیار ہے ان تک بات پہنچے تاکہ کچھ نہ کچھ اصلاح ہو جائے۔ ان کے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اگر بحث کرنی ہے تو تعمیری بحث ہو نہ کہ جو کام کر رہے ہیں ان کو بھی tackle کریں کہ وہ بھی چپ کر کے بیٹھ جائیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس وقت تعمیری بحث ہونی چاہئے، تنقیدی نہیں ہونی چاہئے۔ میں تمام ایوان کو اپیل کرتا ہوں

> "In the name of Allah the most Beneficent and merciful; In the name of those people who have lost their lives."

خدارا! میں آپ کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں ان ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو جو کہ اس وقت دفن ہو چکے ہیں، جن کے گھر تباہ و برباد ہو چکے ہیں آپ اس کو serious لیں، اس کو ذاتی تنقید یا بحث پر مت لائیں اور ایسا ماحول پیدا کریں جس سے ان لوگوں کو فائدہ ہو نہ کہ وہ لوگ جو بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں وہ بددل ہو جائیں اور ہم ایک قوم کی حیثیت سے دنیا کو یہ تاثر دیں کہ یہ دست و گریبان ہیں۔ خدا کے واسطے یہ وقت بحث کا نہیں ہے، یہ وقت ہمدردی کا ہے، صرف اور صرف ہمدردی کا وقت ہے۔ اگر آپ کی تجویز

جائز اور تعمیری ہو گی تو آپ کو سلام کریں گے۔ اگر تنقید والی بات ہو گی چاہے وہ اس طرف سے ہو یا اس طرف سے تو میں دونوں طرف سے کسی قسم کی تنقید کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں ایوان کو اس چیز کی اجازت دوں گا کہ جہاں تعمیری بحث ہو، تعمیری تنقید ہو، تعمیری بات ہو، تجویز ہو نہ کہ ذاتی بات ہو اور ایک دوسرے پر کیچڑ مت اچھالیں کیونکہ یہ وقت ایسا نہیں ہے۔ آپ نے ان لوگوں کا حال دیکھا ہے خدا کی قسم جب ٹی۔ وی دیکھتے ہیں تو یقین مانیں کہ دل ہل جاتا ہے

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر آبدیدہ ہو گئے)

اس وقت ہماری قوم اس بحث میں پڑے کہ کون چلا رہا ہے، کون یہ کر رہا ہے، کون وہ کر رہا ہے اس وقت یہ بات کرنے کی نہیں ہے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں، اپوزیشن سے التجا کرتا ہوں کہ آئیں ایوان میں بیٹھیں، میں ڈپٹی سپیکر کی حیثیت سے اپوزیشن سے ہاتھ باندھ کر درخواست کر رہا ہوں کہ آئیں بیٹھیں اور تجویزیں دیں پھر جو بحث کرنی ہے تو کریں۔ یہ میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں، میں یہی درخواست کروں گا کیونکہ اس وقت یہ بات نہ کریں کہ کون کیا کر رہا ہے، کون کیا نہیں کر رہا؟ اس وقت ایک قوم کی حیثیت سے کام کرنا چاہئے۔ یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے، اتنا بڑا سانحہ ہے جو irreparable ہے۔ آؤ مل کر دعا کریں، دعا کریں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز اراکین اسمبلی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے)

اے اللہ! ہمیں اس آزمائش سے سرخرو کر۔ اس ملک اور قوم کو اور ان متاثرین زلزلہ کو دوبارہ آباد و شاد کر۔ اے اللہ! اس مصیبت کی گھڑی میں ہمارے تمام اختلافات کو دور فرما۔ ہمارے اندر وہ جذبہ پیدا فرما جس میں ہم ایک زندہ قوم کی حیثیت سے ان دوستوں کی، ان بھائیوں کی، ان بہنوں کی، ان بزرگوں کی، ان بچوں کی، ان بیٹوں کی، ان بیٹیوں کے لئے ہم مل کر کام کریں۔ یہ وقت ایسا ہے کہ اس میں ہمیں تمام تر ذاتی اختلافات، سیاسی اختلافات کو دور دور تک علیحدہ کرنا چاہئے اور اس وقت ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی قوم بننا چاہئے جس میں لوگ جو ہماری امداد کر رہے ہیں، جو میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم پر احسان کر رہے ہیں، ان بچوں پر احسان کر رہے ہیں جو چھ چھ دن سے، سات سات دن سے دبے ہوئے ہیں ان کو نکالنے میں مدد کر رہے ہیں کہیں وہ بے حوصلہ نہ ہو جائیں کہ یہ قوم اس قابل نہیں کہ ان کی امداد کی جائے۔ خدا کے لئے ہم سب اکٹھے مل کر اس وقت تمام معاملات کو بالائے طاق رکھ کر میری گزارش اپوزیشن سے بھی ہے اور ٹریژری بنچز سے بھی ہے، میری یہ گزارش ایوان اقتدار سے بھی ہے کہ اس وقت سب مل کر کام کریں جو اس میں ہزاروں لوگ شہید ہوئے ہیں، متاثرین زلزلہ اور جو ہیلی کاپٹر

میں شہید ہوئے ہیں یا جو اس کام کے دوران شہید ہوئے ہیں ان کے لئے ہم دعائے مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اے اللہ! اس قوم کی آزمائش میں ہماری مدد فرما اور ہم پر رحم فرما کیونکہ ہم رحم کے قابل ہیں۔ اے اللہ! تو ہی کرم کر کیونکہ ہم امتحان کے قابل نہیں ہیں، تو ہی بخشش کرنے والا ہے، تجھے واسطہ اپنے حبیب کا، تجھے واسطہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کا، تجھے واسطہ ہے خاندان رسول کا، ام المومنین اور تجھے واسطہ ہے بنات رسول بی بی فاطمۃ الزہرہ کا، تجھے واسطہ ہے اہل بیت کا، تجھے واسطہ ہے عشرہ مبشرہ کا، خلفائے راشدین کا، تجھے واسطہ ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کا، تجھے واسطہ ہے چاروں کتابوں، زبور، تورات، انجیل اور قرآن مجید فرقان حمید کا، تجھے واسطہ ہے ابراہیم خلیل اللہ کا، تجھے واسطہ ہے موسیٰ کلیم اللہ کا، تجھے واسطہ ہے عیسیٰ روح اللہ کا، تجھے واسطہ ہے خاتم النبیین سرکار دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، تجھے واسطہ ہے اس بابرکت مہینے، ماہ رمضان کا، تجھے واسطہ اس کی طاق راتوں کا، تجھے واسطہ ہے اپنی رحمانیت کا اور اپنے واحدہٗ لاشریک ہونے کا، یا اللہ! تو اس قوم پر رحم فرما، یا اللہ! پاکستان پر رحم فرما، یا اللہ! ان ہزاروں لوگوں پر رحم فرما، یا اللہ! تو ہماری مدد فرما، ہم بے آسرا ہیں، ہم کمزور ہیں، ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے، یا اللہ! تو ہی طاقت ور ہے، تو ہی بادشاہوں کا بادشاہ ہے، ہر چیز تیرے اختیار میں ہے، ہمارے کوئی اختیار میں نہیں، یا اللہ! تو رحم فرما، تو رحم فرما تو رحم فرما۔ ان عاجز ہاتھوں سے یا اللہ یہ گنہگار بندے تیرے آگے دست دعا ہیں۔ اے اللہ تو رحم فرما، اے اللہ تمام قوم پر رحم فرما اور بخشش فرما ان ہزاروں لوگوں پر جو اس جہان فانی سے جا چکے ہیں، یا اللہ کرم فرما ان زخمیوں پر، ان معذوروں پر، ان بچوں اور بچیوں پر رحم فرما۔ جو بے سہارا ہو چکے ہیں، جو یتیم ہو چکے ہیں۔ یا اللہ! تو ان کے لئے بہتری فرما۔ تو بہتر فیصلے کرنے والا ہے، تو بخشش کرنے والا ہے، اے رب! ہماری کوتاہیوں کو مت دیکھ تو اپنی رحمت کی طرف دیکھ، یہ ماہ رمضان ہے، ماہ صیام ہے بابرکت مہینہ ہے، رحمتوں کا مہینہ ہے یا اللہ تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری بداعمالیوں کو، بدکرداریوں کو، سیاہ کاریوں کو، سیاہ اعمالیوں کو، نالائقیوں کو، نافرمانیوں کو، اللہ تو ہی رحم کرنے والا ہے، اس قوم پر رحم فرما، اس ملک پر رحم فرما، اس اسمبلی پر رحم فرما، اس علاقے پر رحم فرما، اس نظام پر رحم فرما، یا اللہ تو ہی بہتر فیصلے کرنے والا ہے اور ہمارے لئے وہی فیصلہ فرما جو تیری نظر میں بہتر ہو۔ یا اللہ ان عاجز ہاتھوں سے ہم تیرے آگے دست دعا ہیں، ہماری اس استدعا کو، اس عاجزانہ التجا کو قبول فرما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،اللھم صلی علی محمد وعلی آلہ محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید، اللھم بارک علی محمد و علی آلہ محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس وقت میں اس التجا سے آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی اور ہمارے ٹریژری بنچز کے بھائی باہم فیصلہ کریں گے اور ہم اس کو قبول کریں گے اور جو بھی ایجنڈا آپ رکھیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے پورا ایوان اس کی تائید کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں راجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم کیوں رکھیں، ٹھیک ہے ان کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ In House جو بات ہو رہی ہے اس کو delay کرنے والی بات تو نہیں کہ کل کے لئے رکھ لیں یا جمعرات کے لئے رکھ لیں، آج کے لئے رکھیں۔ آج نماز کے وقفے کے بعد ہم بیٹھتے ہیں، ہم تجاویز دیتے ہیں یہ اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اجلاس کے بعد چیمبر میں آ جائیں، تجویز دیں اس پر ایجنڈا بنانا ہو گا۔ آپ آئیں اور بیٹھیں اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم آپ کے پاس چل کر آتے ہیں، ہم آپ کے چیمبر میں آتے ہیں، اگر آپ ہمارے چیمبر میں نہیں آتے تو میں آپ کے چیمبر میں آتا ہوں اس میں بری بات کیا ہے؟ گورنمنٹ آپ کے چیمبر میں آتی ہے، اپوزیشن کے کمرے میں آتی ہیں اور وہاں فیصلہ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں آج کی کارروائی ملتوی کروں وزیر صحت میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی رپورٹ پیش کریں گے۔

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

میڈیکل اور ہیلتھ اداروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR HEALTH: I lay the Annual Performance Report of Medical and Health Institutions for the years 2003 and 2004.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Performance Report of Medical and Health Institutions for the years 2003 and 2004 has been laid.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 20۔اکتوبر 2005 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

145

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔اکتوبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات خوراک اور تحفظ ماحولیات)

3۔ توجہ دلاؤنوٹس

4۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودہ قانون جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1۔ مسودہ قانون (تنسیخ) شادی تقریبات (امتناع نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

حصہ سوم

مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں

146

حصہ چہارم

جناب تنویر اشرف کائرہ کی تحریک کہ زرعی مارکیٹنگ بالخصوص ضلعی
ہیڈکوارٹرز کی گنجان آبادیوں میں قائم زرعی اجناس کی منڈیوں کو شہر سے باہر
منتقل کرنے کے حوالے سے حکومتی پالیسی کو زیر بحث لانا۔(جاری۔۔۔)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005
(فی الفور زیر غور لانے کے لئے تحریک)

عام بحث

حالیہ زلزلے سے پیدا ہونے والی صورت حال پر عام بحث

147

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعرات، 20-اکتوبر 2005

(یوم الخمیس، 15-رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں 10 بج کر 42 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَo أَيَّامٗا مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٖ فَعِدَّةٞ مِّنۡ أَيَّامٍ أُخَرَۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدۡيَةٞ طَعَامُ مِسۡكِينٖۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيۡرٗا فَهُوَ خَيۡرٞ لَّهُۥۚ وَأَن تَصُومُواْ خَيۡرٞ لَّكُمۡۖ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات183 تا 184

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنوo (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہےo

وما علینا الا البلاغo

سوالات (محکمہ جات خوراک اور تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ خوراک اور تحفظ ماحولیات کے بارے میں سوالات کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں یاور زمان کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: on hos behalf Q. No.1083 (معزز رکن نے میاں یاور زمان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1083 دریافت کیا)

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شوگر کین سیس فنڈ کے تحت چک نمبر L-4/22 سے L-4/31 اوکاڑہ تک سڑک کی تعمیر

*1083 میاں یاور زمان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں حکومت کی جانب سے چک نمبر L-4/22 سے چک نمبر L-4/31 اوکاڑہ تک شوگر کین سیس کے تحت سڑک کی تعمیر کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا۔ تقریباً نصف حصہ پر سڑک تعمیر ہو چکی ہے اور باقی نامکمل حالت میں ہے؟

(ب) کیا وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر مذکورہ منصوبہ کو مکمل نہیں کیا گیا۔ کیا اسے متروک کر دیا گیا ہے یا مستقبل میں اس پر عمل درآمد کا کوئی ارادہ ہے، آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) اوکاڑہ یہ درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی ضلع اوکاڑہ نے شوگر کین سیس فنڈ بابت سال 98-1997 کے تحت سڑک چک نمبر L-4/22 سے چک نمبر L-4/31 کی تعمیر کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا جس کا تخمینہ 68.02 لاکھ تھا، جناب کمشنر لاہور ڈویژن کی طرف سے مبلغ 22.45 لاکھ روپے وصول ہوئے۔ موصولہ فنڈز کے مطابق جتنی سڑک تیار ہو سکتی تھی، کر دی گئی۔ منسلکہ (الف) ایوان کی

میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ضلعی آفیسر (شاہرات) اوکاڑہ کی وضاحت کے مطابق محکمہ ہذا کو شوگر سیس کی مد میں جو رقوم بعد میں موصول ہوئیں، وہ نئے منصوبوں پر خرچ کی گئیں۔ سڑک زیر تبصرہ چونکہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی ضلع اوکاڑہ کے چارج میں تھی لہذا یہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کی ذمہ داری تھی کہ وہ مذکورہ سڑک کے لئے فنڈز مختص کرواتی۔ محکمہ شاہرات اس سڑک کی مد میں آئندہ آنے والی گرانٹ سے رقم مختص کرے گی۔ منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ شوگر سیس فنڈز بابت کرشنگ سیزن 02-2001 سے مبلغ 68.13 لاکھ روپے کا اجراء فنانس ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی مورخہ 2003-06-04 اور کرشنگ سیزن 03-2002 سے مبلغ 84.96 لاکھ چٹھی مورخہ 2003-06-18 کے تحت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اوکاڑہ کو کیا جا چکا ہے۔ مزید برآں مبلغ 10.59 لاکھ روپے جو کہ دیگر اضلاع سے اوکاڑہ کا حصہ بنتا ہے کے اجراء کا کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک کافی سالوں سے بنی تھی۔ اس کے جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ وضاحت کے مطابق محکمہ ہذا کو شوگر سیس کی مد میں جو رقوم بعد میں موصول ہوئیں وہ نئے منصوبوں پر خرچ کی گئیں۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف وضاحت فرمائیں کہ پہلے سے جو منصوبہ چل رہا ہے اور مکمل نہیں ہوا کیا اسے مکمل کرنا ضروری تھا یا نئے منصوبے شروع کرنے ضروری تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! شوگر سیس سے جو سڑکیں بنتی ہیں ان کے لئے وہاں پر ایک ڈسٹرکٹ کمیٹی ہوتی ہے اس کے بعد پھر ایک صوبائی سطح پر کمیٹی ہوتی ہے۔ ڈسٹرکٹ کمیٹی recommend کر کے صوبائی کمیٹی کو بھجواتی ہے پھر اس کی منظوری ہوتی ہے تب اس پر کام شروع ہوتا ہے۔ اس پر جو، جو فنڈز ملتے جاتے ہیں تو ان پر کام شروع رہتا ہے۔ اس جواب میں لکھا ہے کہ جتنا فنڈ ملا تھا اتنی سڑک مکمل ہو گئی لیکن باقی مکمل نہیں ہو سکی۔ اب کمیٹی پر depend کرتا ہے کہ انہوں نے نئی سڑکیں شروع کروا دی ہیں تو اس میں محکمہ کا کوئی خاص قصور نظر نہیں آتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ وضاحت کریں کہ شوگر سیس کی رقم جو بعد میں ان کو موصول ہوئی ہے کیا نئے پراجیکٹ شروع کرنے ضروری تھے یا پہلے کو مکمل کرنا ضروری تھا۔ ایک پراجیکٹ جو پہلے سے شروع ہے وہ مکمل نہیں ہوا لیکن نئے پراجیکٹس شروع کر دیئے ہیں۔ اس طرح تو یہ wastage of development funds ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ڈسٹرکٹ کمیٹی decide کرتی ہے۔ جتنا فنڈ مختص کیا گیا اتنی سڑک بنی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کمیٹی کو کس نے کنٹرول کرنا ہے؟ Provincial Government is very much there، یہ حکومت ہے، یہ منسٹر ہیں، یہ محکمہ فوڈ کے سیکرٹری ہیں۔ یہ دیکھتے نہیں کہ ایک سڑک بن نہیں رہی۔ آپ نے ایک سڑک پر پچاس لاکھ روپیہ لگا دیا ہے لیکن 20 لاکھ کی وجہ سے وہ سڑک ٹوٹی پڑی ہے۔ What are the civil bureaucrates sitting for? What are they paid for? ہم ان کو کس چیز کی تنخواہ دے رہے ہیں؟

MR DEPUTY SPEAKER: But the District Committee itself is there.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کمیٹی نے تو فنڈز دے دیئے ہیں۔ Who is responsible? مجھے یہ بتایا جائے کہ کونسی کمیٹی responsible ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: It is for them to decide not the department.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! You have to take the position of this fact. کہ جو project مکمل نہیں ہو رہا، ہر project پر اس کی items لکھی جاتی ہیں۔ یہ project آیا ہے، project پر پیسے آ گئے ہیں۔ باقی project کی completion کی مدت ہوتی ہے، اس کو مکمل کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! پہلے دور میں ڈویژن کا کمشنر اس کا انچارج ہوتا تھا۔ آج کل ڈسٹرکٹ کمیٹی کی constitution اس طرح سے ہے کہ ڈی۔سی۔او اس کا چیئرمین ہوتا ہے۔ ای۔ڈی۔او ورکس، ای۔ڈی۔او زراعت، ای۔ڈی۔او فنانس، ڈپٹی ڈائریکٹر خوراک اور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر اس کے

ممبران ہوتے ہیں۔ایک نمائندہ پی اینڈ ڈی کا ہوتا ہے، دو نمائندے کاشتکاروں کے ہوتے ہیں اور دو نمائندے متعلقہ شوگر مل کے ہوتے ہیں اور ایک نمائندہ ضلع ناظم کا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر چیئرمین چاہیں تو ایک اور ممبر ڈال سکتے ہیں۔فاضل دوست سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کمیٹی کے ذریعے دوبارہ تحریک کریں اور ہم اس کو دوبارہ صوبائی کمیٹی میں لاکر اس پر عمل درآمد کروانے کے لئے اپنی بھرپور کاوشیں putکریں گے جیسے آپ نے فرمایا کہ اس سے ہمارے محکمے کا تعلق شوگر سیس اور شوگر سیس کی recoveryسے ہوتا ہے۔باقی کمیٹی با اختیار ہوتی ہے وہ جس طرح صوبائی کمیٹی کو recommendations بھیجتی ہے اس طرح سے وہ پاس ہو جاتی ہیں۔اگر اس سے متعلق کوئی شکایت ہے تو وہ دوبارہ ضلعی کمیٹی سے رجوع کریں اور اسے صوبائی کمیٹی کو بھجوائیں، ہمارا نمائندہ بھی وہاں ہوتا ہے۔ میں انہیں کہہ کر ان کا مسئلہ حل کروانے کے لئے تیار ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Who forms the committee?

MINISTER FOR FOOD: Provincial Government forms the committee.

MR DEPUTY SPEAKER: Then they can give direction to the committee.

MINISTER FOR FOOD: Yes.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر Section 4 of the Local Government Ordinanceپڑھیں۔اس میں لکھا ہے کہ جو مقامی حکومتیں بنی ہیں They are supposed to adjourn to the policies of the Provincial Governments. منسٹر صاحب یہ پالیسی دے رہے ہیں کہ جو projects complete نہیں ہیں انہیں پہلے complete کیا جائے۔اس پر بڑا واضح ہو جائے گا کہ ایک فاضل ممبر نے ایک نشان دہی کی ہے اس پر اگر آپ یہ سوچیں کہ ہم ڈی۔او کو ملیں، ای۔ڈی۔او (آر) کو ملیں، ڈی۔سی۔او کو ملیں۔ ہمارا مؤقف صرف اتنا ہے کہ ہم نے ایک نشاندہی کی ہے، اب یہ صرف assuranceدے دیں کہ زمیندار کے پیسے جو آپ اس کے گنے کی قیمت میں سے کاٹتے ہیں وہ اس کی سڑک پر نہیں لگ رہے یہ اس کو کب تک مکمل کروا لیں گے یہ اس کی ہمیں assuranceدے دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے میری بات سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی۔ میں نے

یہrequestکی ہے کہ وہ دوبارہ ضلعی کمیٹی کے ذریعے اس کی تحریک کریں تو ہم ان کا مسئلہ حل کروانے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے تو کوئیnegativeبات ہی نہیں کی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ انہیں سمجھائیے۔ میں نےSection-4میں پڑھا ہے کہ یہ پراونشل گورنمنٹ کےsphereمیں آتا ہے۔ اب انہوں نے یہdirectionدینی ہے اور یہ ان سب سڑکوں کے لئے دیں جوcompleteنہیں ہیں پہلے وہ مکمل کی جائیں۔ ہم تو اس کوgeneralizeکر رہے ہیں اور اس سڑک کی آپ کو نشان دہی کر دی ہے۔ آپ براہ مہربانی متعلقہ ڈی۔سی۔او، ای۔ڈی۔او کو کہیں اگر اس کی ضرورت ہے تو اس کی مرمت کر لیں اگر نہیں ہے تو آپ کہہ دیں کہ ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک صاحب! میں آپ سےrequestکروں گا کہ کم از کم اب جو انہوں نےpoint raiseکیا ہے تو اس کیdirectionدے دیں تاکہ انہوں نے جوpoint outکیا ہے اس کوtake upکیا جائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں تو پوریassuranceدے رہا ہوں وہ بات سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔next question 4609محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ ثمینہ نوید: سوال نمبر4609، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن کالونی بہاول نگر، شیلرز سے پیدا شدہ آلودگی اور حکومتی اقدامات

*4609 محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاول نگر میں ماڈل ٹاؤن کالونی سے ملحقہ تین رائس شیلر (فیکٹریاں) قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ رہائشی کالونی شیلروں سے خارج ہونے والی آلودگی سے بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور مکین طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیلروں کا ابلتا ہوا پانی کالونی کے گٹروں میں بہا دیا جاتا ہے۔ جس سے کالونی کا ڈرینج سسٹم مکمل طور پر ناکارہ ہو گیا ہے؟ اور متذکرہ کالونی کی تمام گلیاں

اور سڑکیں بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل کے حل نیز شیلر انتظامیہ کے خلاف فیکٹری لاز کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آئندہ آبادی کے قریب فیکٹری کے قیام کو روکنے کے لیے کیا منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) بہاولنگر میں ماڈل ٹاؤن کالونی میں دو عدد اور اس سے ملحقہ علاقہ میں تین عدد رائس شیلرز موجود ہیں۔

(ب) مذکورہ شیلرز کے بوائلرز میں (Rice Husk) بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے جلنے سے کالا دھواں اور راکھ کا اخراج ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے نزدیکی مکین سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

(ج) شیلرز کا گرم پانی جس کا درجہ حرارت تقریباً 60 C ہوتا ہے کالونی کے سیوریج سسٹم میں بہا دیا جاتا ہے۔ اس گرم پانی کی وجہ سے نقصان دہ اثرات موقع ملاحظہ پر نظر نہ آئے۔

(د) مذکورہ شیلرز سے پیدا ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لیے پاکستان کے ماحولیاتی قانون کے تحت کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ دھواں اور آلودہ پانی کے نمونہ جات لیبارٹری میں زیر تجزیہ ہیں۔ محکمہ ماحولیات آلودگی کنٹرول کئے بغیر آبادی کے قریب کسی فیکٹری کے قیام کی اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ ثمینہ نوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! متعلقہ محکمے سے جو سوال کیا گیا ہے اس کے جز (الف) کا محکمے یا منسٹر صاحب کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس کی صورتحال آپ خود ہی دیکھ لیں کہ ماڈل ٹاؤن کالونی پہلے بنی ہے یا یہ فیکٹریز پہلے بنی ہیں۔ متعلقہ محکمے کے قانون کے مطابق جہاں پر آبادی ہو وہاں پر اس قسم کی فیکٹریز یا شیلرز نہیں لگا سکتے لیکن انہوں نے کس قانون کے تحت وہاں پر ان فیکٹریز کو لگانے کی اجازت کس نے دی؟ اس کا مجھے جواب دیں پلیز۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! بہاولنگر میں یہ تقریباً تین شیلرز لگے ہوئے ہیں۔ ایک نیشنل رائس ملز ہے، دوسری بہاولنگر رائس ملز اور تیسری پنجاب رائس ملز۔ ایک تو تھوڑی سی دور ہے اور دو بالکل شہر کے اندر residential areas میں لگی ہوئی ہیں۔ پنجاب رائس ملز 1990 میں لگی تھی اور

انہوں نے اس کی re-modeling کے لئے ہم سے دوبارہ اجازت لی ہے۔ سوال یہ ہے کہ بہاولنگر میں اس وقت کوئی industrial area declare نہیں کیا گیا۔ یہ ملز جب لگی تھیں تو اس وقت ہم سے اجازت نہیں لی گئی تھی لیکن انہوں نے وہاں کے ڈی۔ سی سے اجازت لے کر یہ ملز قائم کر دیں۔ ملز اپنا کام کر سکتی ہیں اگر وہ National environment quality standards کو meet کر رہی ہوں۔ اگر ان کی violation کر رہی ہوں، اگر ان کی pollution اس سے exceede کر رہی ہو تو پھر ہم ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ ہم نے ان کی measurement کی، انہوں نے بوائلر لگایا ہوا ہے، جنریٹر لگائے ہوئے ہیں وہ rice husk کو استعمال کرتے ہیں اس سے دھواں ہوتا ہے۔ ان کی بات بالکل صحیح ہے وہ میونسپلٹی کی ڈرین میں گرم پانی بھی پھینکتے ہیں جس سے کوئی نقصان ہوتا ہے لیکن میونسپلٹی ان سے اس کے شاید کچھ charges بھی لے رہی ہے۔ anyhow تو ان کے خلاف ہم نے کارروائی شروع کر دی ہے ان سے کہا ہے کہ آپ نے وہ standards meet کرنے ہیں اگر آپ نہیں کریں گے تو پھر آپ کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے، جرمانہ ہو سکتا ہے اور ان کا کیس ٹربیونل میں لے جا کر ٹربیونل فیصلہ کرے گا کہ انہیں شہر سے باہر نکال دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ منسٹر صاحب اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ وہاں پر فیکٹریز موجود ہیں اور وہاں پر وہ فیکٹریز لگانے کے لئے کسی قسم کی اجازت نہیں لی گئی تو جو لوگ اس بات کے ذمہ دار ہیں انہوں نے آج تک ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ یہ اب کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے جب کہ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں متاثرہ لوگ ہیں جو وہاں پر اس گرم پانی، ان شیلرز اور اس آلودگی کی وجہ سے بیمار ہو رہے ہیں تو انہوں نے اب تک ان کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے اور اگر یہ ایکشن لے رہے ہیں تو کب تک اس کا جواب آ جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! انہوں نے جو point raise کیا ہے آپ اپنے محکمے کو direction دے دیں کہ وہ check کر لیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: ہم نے یہ check کیا ہے اور ان کے خلاف کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ اگر یہ comply نہیں کریں گے تو پھر ان کو remove کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اگر وہ ان کی directions پر عمل نہیں کریں گے تو He will take action.

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! میں وہاں کی رہائشی ہوں جس وجہ سے میں منسٹر صاحب سے بہتر

جانتی ہوں۔ اگر یہ اس بات سے مطمئن ہیں تو میرے ساتھ وہاں پر جا کر visit کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ deny تو نہیں کر رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے کہنے کے اوپر وہ نوٹس لے رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کے جواب میں ہے کہ دھواں اور آلودہ پانی کے اجزاء لیبارٹری میں زیر تجزیہ ہیں۔ اس سوال کو 20 مہینے ہو گئے ہیں۔ یہ بتائیں کہ لیبارٹری میں تجزیے کے لئے جو نمونے گئے ہیں اس کا 20 مہینے میں کیا رزلٹ آیا؟

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! میرے پاس رزلٹ ہے۔ اگر آپ analysis پڑھنا چاہیں تو یہ آپ لے لیں۔ یہ لیبارٹریز کے analysis کی رپورٹ ہے اس کی basis پر ہم نے ان کے خلاف کارروائی شروع کر دی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا سوال بڑا simple ہے کہ اس تجزیے کی رپورٹ پر انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوچھ رہے ہیں کہ لیبارٹریز نے اپنی رپورٹ میں کیا declare کیا ہے It is harmful or it is not.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر تو وہ harmful ہے تو اس پر انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات: ہم نے یہ کیس Environment Tribunal میں دائر کر دیا ہے اس کی سزا، جزا ٹربیونل دیتا ہے۔ وہاں پر انہیں بھی موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو defend کریں تو ٹربیونل فیصلہ کرے گا۔ اگر ٹربیونل یہ فیصلہ کرے کہ انہیں شہر سے باہر move کرنا ہے تو move ہو جائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ رہائشی علاقے میں انڈسٹریل یونٹس نہیں لگا سکتے ہیں۔ یہ مجھے بتائیں کہ جو یونٹس رہائشی علاقے میں لگے ہوئے ہیں ان پر یہ کیا ایکشن لے رہے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات: میں نے پہلے عرض کیا کہ جو یونٹس رہائشی علاقے میں لگے ہوئے ہیں ان کے بارے میں گورنمنٹ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ negative area ہے یا یہ industrial area ہے بہاولنگر میں کوئی industrial area declare نہیں ہوا مگر کسی نہ کسی level پر لوکل گورنمنٹ نے اس کی permission دی اور یہ فیکٹریاں لگ گئیں۔ اب یہ جو فیکٹریاں رہائشی علاقے

میں لگی ہیں تو وہاں کے ڈی۔ سی۔او نے انہیں commercial declare کیا اور اس کے بعد اگر وہ National Environment Quality Standards کو meet کر رہی ہیں تو یہ چلتی رہیں گی اور اگر یہ meet نہیں کر رہیں تو ان کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔ ٹربیونل ان کو بند کر سکتا ہے، ان کو remove کر سکتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! میرا سوال بیس ماہ بعد آیا ہے۔ اس کا جواب جو آج دیا جا رہا ہے اس دوران بہت زیادہ تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ ہم اتنی محنت کر کے سوال بنا کر دیتے ہیں۔ اس کا بیس ماہ بعد جواب آئے جب کہ متعلقہ مسئلہ کی صورتحال بالکل تبدیل ہو چکی ہوتی ہے یا تو اس کا طریق کار یہ ہے کہ آپ ہاؤس میں ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو کہ متعلقہ سوال کے متعلق انکوائری کرے اور اس کے بعد اس کو ہاؤس میں لایا جائے اور بحث کی جائے کیونکہ محترم وزیر خود وہاں کا visit نہیں کرتے، یہ صرف متعلقہ محکمے پر depend کرتے ہیں۔ متعلقہ محکمہ جھوٹ کہے یا سچ انہوں نے یہاں پر آ کر بول دینا ہے یا تو یہ کہیں کہ انہوں نے وہاں پر جا کر خود ان شیلرز کا visit کیا ہے کہ وہاں پر جو آلودگی ہو رہی ہے، لوگ بیمار ہو رہے ہیں سیوریج سسٹم خراب ہو رہا ہے یا وہاں پر سڑکیں خراب ہو رہی ہیں۔ یہ خود وہاں جا کر visit کریں اور اس کے مطابق جواب دیں صرف محکمے پر depend کرنا بیوقوفی ہے کہ اتنی محنت کر کے اور پیسا لگا کر جو سوال اسمبلی میں discuss کرنے کے لئے لاتے ہیں۔ ہم لوگ یہاں پر نشاندہی کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ مسائل کو آپ کے علم میں لائیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ ہاؤس میں ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو ان سوالوں کی انکوائری خود کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر بات پر کمیٹی نہیں بن سکتی۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر کمیٹی بنائی جائے۔ آپ نے سوال کیا ہے، ان کے علم میں آیا ہے۔ وہ اس پر آپ کو مطمئن کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محکمے کی کارکردگی کا اندازہ تو اسی سے کیا جا سکتا ہے کہ اس سوال کو دیئے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور ابھی تک وزیر موصوف کوئی specific جواب دینے سے قاصر ہیں۔ میں ان سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ یہ ماحولیات کے وزیر ہیں اور ماحولیاتی قانون بھی ان کے پاس موجود ہے۔ یہ جب سے وزیر بنے ہیں یہ ارشاد فرمائیں کہ اب تک اس ماحولیاتی قانون کے تحت کتنے مقدمات درج کئے گئے اور کتنے مقدمات میں سزائیں ہوئیں؟ اس سے پتا چل جائے گا کہ کیا صورتحال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ایک جملہ ہے کہ فیکٹریوں کے قیام کو روکنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی جا رہی ہے لیکن آخری جملہ ہے کہ ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔ اب جو ڈاکٹر وسیم صاحب نے پوچھا ہے وہ اسی سے متعلق ہے کہ ایوان میں تفصیل سے بیان کیا جائے کہ کن فیکٹریوں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن تفصیل کی نوعیت انہوں نے آج پوچھی ہے تو اس کا نیا سوال ہو گا۔ اگلا سوال نمبر 5215 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: on his behalf Q. No. 5125 (معزز رکن نے ملک اصغر علی قیصر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5125 دریافت کیا)

محکمہ خوراک لاہور، 2002 تا حال، باردانہ سے متعلقہ تفصیلات

*5125: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ خوراک ضلع لاہور نے کتنا باردانہ کتنی رقم کا خرید کیا؟

(ب) کتنا باردانہ کسانوں کو ان سالوں میں برائے خرید گندم فراہم کیا گیا؟

(ج) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خراب یا damage ہوا؟

(د) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران محکمہ کے ملازمین نے خورد بُرد کر لیا؟

(ہ) خورد بُرد میں ملوث ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر خوراک:

(الف) باردانہ کی خریداری ضلعی سطح پر نہیں بلکہ محکمہ خوراک، صوبائی سطح پر کرتا ہے۔ جنوری 2002 سے آج تک 4,98,300 بوری پٹ سن مالیتی مبلغ 2,48,90,085 روپے اور 18,80,000 پی پی تھیلہ جات کل مالیتی 1,89,88,000 روپے ضلع لاہور کو جاری کیا گیا۔

(ب) یکم جنوری 2002 سے محکمہ خوراک ضلع لاہور نے 7,27,428 بوری پٹ سن اور 95,144 پولی تھین بیگ کسانوں کو فراہم کئے۔

(ج) یکم جنوری2002 سے ضلع لاہور میں کسی قسم کا کوئی(Damage)نہیں ہوا ہے۔

(د) یکم جنوری2002 سے آج تک کسی اہلکار نے باردانہ خورد بُرد نہیں کیا۔

(ہ) نہ کوئی باردانہ خورد بُرد ہوا اور نہ ہی کوئی سزا دی گئی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: وزیر موصوف یہ بیان فرمادیں کہ جیوٹ اور پولی تھین کا جو بیگ ہے ان کی سٹوریج سے کیا گندم کی gluten کو کچھ فرق پڑتا ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بلاشبہ جیوٹ کا بیگ سٹوریج کے لئے بہتر رہتا ہے۔ یہ مہنگا ہوتا ہے اس لئے پولی تھین بیگ سے تھوڑی سی بچت ہو جاتی ہے۔ جہاں تک انہوں نے سوال پوچھا ہے تو جیوٹ کا بیگ بلاشبہ بہتر ہوتا ہے۔ اس سے حفاظت بہتر ہوتی ہے لیکن اس میں اخراجات زیادہ آتے ہیں اس لئے پولی تھین کا بیگ ساتھ استعمال کیا جاتا ہے کہ محکمے کے لئے کچھ بچت ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر5126 بھی ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر5366 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر5366

صوبہ میں شوگر سیس کے حقدار اضلاع اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5366: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع شوگر سیس میں فنڈز کے حقدار تھے لیکن 2003-04 میں ان کے شوگر سیس میں فنڈز جاری نہیں کئے گئے؟

(ب) ضلع منڈی بہاؤالدین، شیخوپورہ، قصور، جھنگ، خوشاب، بھکر، لیہ اور ڈیرہ غازی خان کے لئے 2002-03 اور 2003-04 میں کتنی رقم شوگر سیس میں فنڈز میں مختص / وصول ہوئی اور کتنی سکیموں کے لئے ان سالوں میں کتنے فنڈز ریلیز کئے گئے؟

(ج) کیا حکومت نے یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ شوگر سیس فنڈز کے ذریعہ جو سکیمیں بنائی جائیں ان کی مشاورت میں صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبران کو بھی شامل کیا جائے، اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجوہات؟

(د) کون سے شوگر ملز مالکان ہیں جن کے ذمہ شوگر سیس کی ایک کروڑ روپے سے زائد رقم

واجب الادا ہے۔ یہ رقم کتنے عرصہ سے واجب الادا ہے۔ مالکان کے نام اور شوگر ملز کے نام سے مطلع فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) تمام حقدار اضلاع کو جمع شدہ سیس فنڈز کا اجراء کرنے کے لئے کیس مورخہ 05-1-11 کو روانہ کر دیا ہے۔

(ب) دونوں سالوں میں سیس کی مد میں جمع شدہ، اجراء شدہ فنڈز اور ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) قواعد کے مطابق صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبران ضلعی سیس کمیٹیوں میں شامل نہ ہیں تاہم اگر کوئی ممبر بحیثیت شوگر کین کاشتکار کے رولز کے مطابق سیس کی ادائیگی کرنے میں پہلے یا دوسرے نمبر پر ہو تو وہ ضلعی سیس کمیٹی میں شامل ہو سکتا ہے۔

(د) تفصیلات منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے دو ضمنی سوالات ہیں۔ پہلی بات میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ ”صوبہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع شوگر سیس میں فنڈز کے حقدار تھے لیکن 04-2003 میں ان کے شوگر سیس میں فنڈز جاری نہیں کئے گئے؟“ اس کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ”تمام حقدار اضلاع کو جمع شدہ سیس فنڈ کا اجراء کرنے کے لئے کیس 2005-01-11 کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کیس 05-01-11 کو روانہ کیا گیا تھا اس کی اس وقت کیا latest position ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔

دوسری بات اسی سے متعلقہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے جو تفصیل فراہم کی گئی ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حسیب وقاص شوگر مل جن کے ذمے شوگر سیس کے 4,41,19,944 روپے واجب الادا ہیں۔ ان کی اپیل سیکرٹری خوراک کے پاس زیر سماعت ہے۔ یہ 97-1996 اور 99-1998 کے شوگر سیس کے پیسے ہیں جو واجب الادا ہیں۔ یہ اپیل سیکرٹری خوراک کے پاس کب تک زیر سماعت رہے گی اور کب اس کا کوئی فیصلہ متوقع ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک !

وزیر خوراک: جناب سپیکر! محترم دوست نے دو چیزیں پوچھی ہیں۔ ایک تو یہ پوچھا ہے کہ جو کیس بھیجا ہے اس کا process کیا ہے؟ ہر مل کا سارے کا سارا سیس فنڈ پول میں فنانس ڈیپارٹمنٹ میں

جمع ہو جاتا ہے۔ وہاں سے پھر اس کا اجراء مختلف اضلاع کو ہوتا ہے جیسے جیسے allocation ہوتی ہے۔

دوسرا سوال انہوں نے حسیب وقاص شوگر مل کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس کا کیس دو طرح سے چل رہا ہے، ایک سیکرٹری خوراک کے پاس چل رہا ہے اور دوسرا سول عدالت میں کیس زیر سماعت ہے۔ اس کی latest position یہ ہے کہ سیکرٹری خوراک کے فیصلے کے خلاف سول کورٹ میں اپیلیں دائر کی تھیں، اس میں سول کورٹ کے فیصلے کے خلاف محکمہ خوراک نے ہائی کورٹ لاہور میں اپیلیں دائر کی تھیں۔ ڈی۔ سی۔ او اوکاڑہ نے سیس کی ریکوری کے لئے عبداللہ شوگر مل سیل کر دی ہے۔ جس پر لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی گئی اس میں چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کا 05-07-27 کو فیصلہ آ گیا ہے۔ اس میں نو ماہانہ اقساط کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کل چھ ملیں ہیں جن کے کیس pending ہیں۔ ان میں کچھ کے فیصلے ہو گئے ہیں باقی کے کورٹس میں کیس چل رہے ہیں۔ یہ اس کی تفصیل ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ تفصیل بتا دیں کہ ان چھ شوگر ملوں پر تقریباً 23 کروڑ روپے کی ادائیگی واجب الادا ہے اور ان کے کیس چل رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ کے settle ہو گئے ہیں ان کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر خوراک: میں نے چھ کی تفصیل بتائی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ جن کیسوں کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ ان سے ریکوری بھی شروع ہو گئی ہے۔ پہلے کیبنٹ میٹنگ ہوئی تھی اس میں بہت ساری ملوں کے بقایا جات تھے، اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ان کی ماہانہ اقساط مقرر کر دی جائیں۔ باقی ساری ملیں باقاعدہ اقساط کے مطابق ادائیگی کر رہی ہیں اور پیسے جمع ہو رہے ہیں۔ یہ فیصلہ پہلی کابینہ نے کیا ہوا تھا۔ ہم اس کو follow کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں صرف یہ کہنا کہ اقساط ہونی ہیں اور چھ میں سے صرف ایک کی اقساط ہوئی ہیں۔ یہاں وزیر موصوف یہ تاثر دے رہے ہیں کہ جیسے بہت ہیں۔ صرف چھ میں سے ایک کی اقساط ہوئی ہیں باقی کے کیس میں 23 کروڑ روپے اسی طرح چل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کیس دس دس سال سے چل رہے ہیں اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہے۔ اس سے محکمے کی کارکردگی بھی عیاں ہے۔ ان چھ میں سے صرف ایک کا کیس settle ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں سمجھا نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ ابھی

کچھ ایسے بھی cases ہیں جن کی عدالت میں سماعت ہو رہی ہے وہ تو subjudice ہیں ان پر تو ہم ایکشن نہیں لے سکتے۔ جن کی سماعت clear ہو چکی ہے وہ اپنی اقساط دے رہے ہیں اور routine کے مطابق دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 30 کروڑ مالیت کی جو رقم ہے وہ ان چھ ملوں میں ہے یا سب میں ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ نے کیا فرمایا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 30 کروڑ کی بات کر رہے ہیں کہ یہ رقم ان سب ملوں پر ہے یا صرف ان چھ ملوں پر ہے؟

وزیر خوراک: ان چھ ملوں پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انسٹالمنٹ سب کی ہو رہی ہے؟

وزیر خوراک: جی، جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ سب کی ہو رہی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جو جواب آیا ہے وہ صرف ایک کا ہے کہ "ایک ہی کی انسٹالمنٹ ہو رہی ہے۔ ریکوری نہیں ہو رہی، باقی کے کیس عدالتوں میں ہیں۔"

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جن کا کیس عدالت میں ابھی تک پینڈنگ ہے، فیصلہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا ہے کہ وہ matter subjudice ہے، محکمہ اس پر ایکشن نہیں لے سکتا۔ جو clear ہوئے ہیں، میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ میں تفصیل دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ ذرا غور سے سن لیں۔ حسیب وقاص، عبداللہ اور یوسف شوگر مل نے سیکرٹری فوڈ کے فیصلے کے خلاف سول کورٹ میں اپیلیں دائر کی تھیں، سول کورٹ کے فیصلے کے خلاف محکمہ خوراک نے ہائی کورٹ لاہور میں اپیلیں دائر کیں، ڈی۔ سی۔ او اوکاڑہ نے cess کی ریکوری کے لئے عبداللہ شوگر مل seal کر دی جس پر مل نے ہائی کورٹ لاہور میں رٹ دائر کی، چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے 05-7-27 کو فیصلہ کیا جس کے مطابق باقی سات اقساط کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ پاہڑیانوالی شوگر مل کی بقایا جات 36 اقساط میں سے 8 اقساط جمع کرا چکی ہے۔ پتوکی شوگر مل نے سیکرٹری خوراک کے فیصلے کے خلاف دوبارہ لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی ہے جو زیر سماعت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال نمبر5669ڈاکٹر تسنیم رشید کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر5669۔on her behalf(معزز رکن نے ڈاکٹر تسنیم رشید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر5669دریافت کیا)

کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد، صنعتی یونٹس کے زہر آلودہ پانی سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*5669۔ڈاکٹر تسنیم رشید: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ قصبہ ضلع فیصل آباد کے ارد گرد تقریباً140کے قریب چھوٹے اور بڑے صنعتی یونٹ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان صنعتی یونٹوں کے زہر آلودہ پانی کوdispose ofکرنے کے لئے اس علاقہ میں کوئیtreatment plantنہ ہے۔جس کی وجہ سے زہر آلودہ پانی سیم نالہ اور زرعی زمینوں کو سیراب کرنے والے مائنروں اور کھالوں میں ڈالا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ زہر آلودہ پانی نہ صرف انسانوں اور مویشیوں کے لئے مضر صحت ہے بلکہ فصلوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے؟

(د) کیا حکومت پنجاب اس علاقہ میں ان صنعتوں کے زہر آلودہ پانی کوdispose ofکرنے کے لئےtreatment plantلگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) درست ہے۔کھرڑیانوالہ کے ارد گرد تقریباً140چھوٹے بڑے صنعتی یونٹ کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ بیشتر صنعتی یونٹوں کےwaste waterکے لئے کوئیtreatment plantنہیں ہے اور اس گندے پانی کو بغیر کسی ٹریٹمنٹ کے سیم نالہ میں ڈالا جارہا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ان صنعتی یونٹوں کا گندا پانی انسانوں، مویشیوں اور فصلوں کے لئے مضر ہے۔

(د) وفاقی حکومت ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے جو چھ ٹریٹمنٹ پلانٹ لگا رہی ہے۔ان

چھ میں سے ایک پلانٹ فیصل آباد کے صنعتی علاقے کھڑیانوالہ کا گندا پانی جو کہ ماموں کانجن کے نزدیک سے ہوتا ہوا دریائے راوی میں گرتا ہے، وہاں لگا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ جو پاکستان کی سب سے بڑی تحصیل ہے اور کھڑیانوالہ اس کا حصہ ہے۔ اس میں 140 صنعتی یونٹ لگے ہوئے ہیں اور اس میں کسی بھی علاقے میں کوئی ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں ہے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ یہ درست ہے کہ ان صنعتی یونٹوں کا گندا پانی انسانوں، مویشیوں اور فصلوں کے لئے مضر ہے۔ آپ دیکھیں کہ زمیندار بھی چھوٹے چھوٹے رہ گئے ہیں، لائیو سٹاک کا بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک پلانٹ لگا ہے۔ کیا ایک پلانٹ علاقے کے 140 یونٹ کے لئے کافی ہے؟ اگر کافی نہیں ہے تو اس کے لئے یہ کیا measures اختیار کر رہے ہیں تاکہ اس علاقے کے زمیندار بھی بچ سکیں اور انسانوں کی جانیں بھی بچ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! ان کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔ فیصل آباد کا پانی ایک نار تھ میں جاتا ہے جس کے لئے oxidation points بنائے گئے ہیں اور جا کر چناب میں گرتا ہے۔ جو کھڑیانوالہ کا پانی ہے، صنعتی یونٹس لگے ہوئے ہیں۔ ویسے تو پورے فیصل آباد میں صنعتی یونٹس لگے ہوئے ہیں۔ کھڑیانوالہ کا پانی ماموں کانجن کی طرف آتے ہوئے راوی میں گرتا ہے۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) ایک ایگریمنٹ ہوا ہے اس کے تحت وہ فیکٹریاں، وہ ایکسپورٹرز جو اپنا سامان ایکسپورٹ کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے یہ سرٹیفکیٹ پیش نہ کیا کہ انہوں نے اپنا گندا پانی retreat کیا ہے اور solid waste کو بھی صحیح طریقے سے ٹھکانے لگایا ہے تو وہ ایکسپورٹ نہیں کر پائیں گے۔ بہت سارے ایکسپورٹرز نے لاہور، فیصل آباد میں بھی اپنے اپنے ٹریٹمنٹ پلانٹس لگانے شروع کر دیئے ہیں کیونکہ اگر نہیں لگائیں گے تو ان کی ایکسپورٹ متاثر ہو گی۔ حکومت اس سلسلے میں آگے بڑھ رہی ہے۔ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ پنجاب کو چار بڑے پلانٹس کھڑیانوالہ، لاہور، سیالکوٹ اور ملتان میں دیئے جائیں گے۔ اس پر جہانگیر ترین صاحب جو وفاقی منسٹر انڈسٹریز ہیں ان کی سربراہی میں یہ کمیٹی کام کر رہی ہے، ایک ایکسپورٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کہلاتا ہے جو کہ ایکسپورٹر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ پیسا اکٹھا ہو جاتا ہے۔ بہت سارا پیسا اکٹھا ہو گیا ہے اور اس کی bridge financing کے لئے ایشین

ڈویلپمنٹ بنک سے پیسا لے کر اس میں ڈالا جا رہا ہے اور یہ چار پلانٹ ہمیں مل رہے ہیں جس کو Combined Effluent Treatment Plant کہیں گے۔ کمبائنڈ کا مطلب ہے کہ اس کی ہر طرح کی صفائی کرتے ہیں۔ اس میں heavy metal کی ریکوری بھی ہوتی ہے لیکن بہت سارے ایکسپورٹر اپنا اپنا لگا رہے ہیں اور اس سارے جنجال سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب نے نیا انڈسٹریل ایریا بھی بنانے کا اعلان کیا ہے جو کہ فیصل آباد میں ساہیانوالا کے قریب بن رہا ہے۔ یہ پلانٹ Combined Effluent Treatment Plant ہوگا اس میں وہ ایکسپورٹر یا وہ چھوٹا یونٹ جو اپنا اپنا ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگا سکتا اس کو بھی تحفظ مل جائے گا۔ اس وقت یہ پراجیکٹ پائپ لائن پر ہے، فیصل آباد میں تقریباً چالیس، پینتالیس کروڑ کا ایک پلانٹ لگے گا اور اس کے لئے پیسا چاہئے، اس پر کام ہو رہا ہے اور جلد ہی حکومت اس کا انشاء اللہ اعلان کرے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ یہ جو ٹریٹمنٹ پلانٹ لگا رہے ہیں، کیا یہ 140 یونٹ کے لئے کافی ہوگا؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ WTO is in operation اگر وہ ہے تو that is the different issue انہوں نے کہا ہے کہ ہم ایک پلانٹ لگا رہے ہیں؟ کیا ایک پراجیکٹ 140 یونٹ کے لئے کافی ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! ایک کمپنی Heckler and Bailey ہے اس کو یہ کنٹریکٹ دیا گیا۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: میں ان کو بتاؤں کہ یہ 140 یونٹ کے لئے sufficient نہیں ہے۔ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ وہاں پر کتنے کتنے میگا پراجیکٹس ہیں، وہاں پر ستارہ کیمیکلز اور دوسرے بہت بڑے بڑے یونٹس ہیں کہ جو pollution کے علاوہ زمین بھی ختم کر رہے ہیں۔ میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ یہ دوبارہ اپنے محکمے سے پوچھیں کیونکہ one plant is not sufficient for 140 units

وزیر تحفظ ماحولیات: اس کا سائز، اس کی capacity اتنی ہوگی کہ انشاء اللہ وہ اس کو cover کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ابھی تو ایک بھی نہیں لگا۔ وہ لگا رہے ہیں اس کے بعد دیکھیں گے کہ اگر ضرورت پڑے گی تو اور لگا لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! عقل بھی استعمال کرنی چاہئے، یہ عقل کس لئے ہے؟ یہاں پر

140یونٹس میگایونٹس ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔ وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ ابھی ایک پلانٹ لگا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جہاں پر یہ پلانٹ لگا رہے ہیں وہ چودھری ظہیر صاحب کا علاقہ ہے۔ چودھری ظہیر صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ 140 یونٹس کے لئے ایک پلانٹ کافی ہے تو میں ان کی یقین دہانی پر مان جاؤں گا۔ چودھری صاحب ممبر ہیں چلو یہ کہہ دیں۔ یہ غلط سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں۔ یہ اپنی IQ کو استعمال کریں کہ یہ 140 یونٹس کے لئے کافی نہیں ہے۔ He is giving a false statement in the House.

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! میں نے ابھی سٹیٹمنٹ دی ہے کہ Heckler and Bailey ایک کمپنی ہے جس کو کنٹریکٹ دیا گیا ہے وہ ڈیزائن کر رہے ہیں اور پانی کی out flow کے مطابق اسی قسم کا اتنی capacity کا پلانٹ لگے گا اور یہ Combined Effluent Treatment Plant ہوگا جو ہیوی میٹل اور کیمیکل ریکوری بھی کرے گا۔ آپ تسلی کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! مجھے بولنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ابھی ہمارے بھائی رانا آفتاب صاحب ارشاد فرما رہے تھے کہ وہ سارا علاقہ میرے حلقے میں ہے۔ میرے فاضل وزیر نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس پر ایک کمپلیکس کے طور پر حکومت کام کر رہی ہے اور اگر ایک پلانٹ insufficient ہوا تو پھر دوسرا مزید لگایا جائے گا۔ اس وقت یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ستارہ کیمیکل انڈسٹری سے لے کر نیچے تک جو انڈسٹریز ہیں اس کو احاطہ کیا گیا ہے اور اگر وہ ناکافی ہوا تو حکومت ذمہ داری سے یہ کہتی ہے کہ اور بھی ٹریٹمنٹ پلانٹ لگا دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! whether that plant would be sufficient or not یہ تو اپنی جگہ پر ہے۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ اس پلانٹ کا جو existent status ہے وہ کیا

ہے، کب تک وہ مکمل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر تحفظ ماحولیات: ذرا سوال دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ یہ پلانٹ کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر تحفظ ماحولیات: میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ جہانگیر ترین صاحب جو وفاقی منسٹر انڈسٹری ہیں ان کی سربراہی میں کمیٹی کام کر رہی ہے۔ financing کا مسئلہ تھا، کچھ تو ہمارے پاس ایکسپورٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کا پیسا موجود ہے، کچھ bridge financing کر رہے ہیں اور مزید پیسا اس میں شامل کر رہے ہیں اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے لے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کے جواب سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ on ground ابھی کچھ بھی شروع نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو انہوں نے کہا ہے کہ .It is still in the pipeline

رانا ثناء اللہ خان: اس کا مطلب ہے کہ on ground تو ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Rana sahib!When he is saying it is in pipeline, it is in the pipeline. You understand that.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس بات پر اتنا زور کہ وہ تمام مسائل حل کر دے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ تو نہیں کہہ رہے کہ لگا چکے ہوں گے۔ It is in the pipeline

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یعنی جو رانا آفتاب صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ set aside نہیں ہو گا وہ تو اپنی جگہ پر بات ہوئی۔ جب وہ لگے گا پھر پتا چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ رانا آفتاب صاحب کو خوشخبری دے رہے ہیں، وہ لگ رہا ہے اور پائپ لائن میں ہے۔ انشاء اللہ لگ جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: لگ نہیں رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ یہ تجویز ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں پوچھ رہا ہوں کہ on ground کچھ ہے؟ ابھی تو یہ کمیٹی کی بات کر رہے ہیں،

یہ on ground کب تک آئے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ اس کا loan منظور ہو گیا ہے۔ bridge loaning ہو رہی ہے اس کے بعد شروع ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔

MR DEPUTY SPEAKER: It is for the Industrial Minister to give you reply for that.

یہ تو صرف آپ کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ یہ وہاں پلانٹ لگ رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ سوال تقریباً ایک سال بعد زیر بحث ہے اور ایک سال بعد جب جواب دینے کے لئے انہوں نے تیاری کی ہو گی تو تیاری ان کی یہ ہے کہ یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ پلانٹ جسے تمام مسائل کا حل بیان کر رہے ہیں کہ کب تک وہاں پر کام شروع ہو گا۔ آپ اس سے محکمے کی کارکردگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! آپ اس کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ کب تک یہ کام شروع کر دے گا۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! میں تو صرف دعا کر سکتا ہوں یہ ہمارا سب کا اور پورے ملک کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دعا کے ساتھ کوئی دوا بھی کریں صرف دعا سے کام نہیں چلے گا۔ (قطع کلامیاں)

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! مخدوم دعا بھی کیا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دعا کے ساتھ کوئی دوا بھی ہونی چاہئے ناں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض کر دوں کہ جو independent individual industries ہیں ان کو بھی یہ نوٹس دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنے پلانٹ لگائیں۔ جن میں Chen One بڑی انڈسٹری ہے اس کا جو پلانٹ ہے وہ on ground آ چکا ہے اسی طرح ان پر یہ شق لاگو کر دی گئی ہے کہ جب تک اپنا ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائیں گے اس وقت تک وہ ایکسپورٹ نہیں کر سکیں گے۔ اس کے بعد جب یہ اپنے الگ الگ پلانٹ لگا لیں گے تو پھر میگا پراجیکٹ پلانٹ جو مخدوم صاحب ارشاد فرما رہے ہیں اس پر ویسے ہی لوڈ

کم آ جائے گا۔ اس لئے حکومت کی اس پر نظر ہے ۔ یہ واقعی بہت بڑامسئلہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ cover ہو جائے گااور اس پر بہت زیادہ کام ہو رہا ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر!اس پلانٹ کے لئے ضلعی حکومت بھی پیسے دے سکتی ہے۔ نئے ناظم آ گئے ہیں جو کہ ان کی مٹھی میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ ضلعی حکومت کی بات نہ کریں،آپ اپنی بات کریں۔

راناثناء اللہ خان:جناب سپیکر!وزیر صاحب یہ فرمادیں کہ ضلعی حکومت کتنے پیسے دے رہی ہے اور صوبائی حکومت کا share کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب!یہ توآپ کے محکمہ کا مسئلہ ہے۔اسے آپ کو خود ہی دیکھنا چاہئے، آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ضلعی حکومت اسے کرے گی،یہ آپ کے محکمہ کا سوال ہےاوراس کا جواب آپ نے دینا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ فرمادیں کہ اس کی estimated cost کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:انہوں نے پہلے ہی جواب دیا ہے کہ یہ انڈسٹریز سے متعلقہ ہے وہ تو صرف آپ کو information بتارہے ہیں۔

راناثناء اللہ خان:جناب سپیکر!اس پلانٹ کی تنصیب وزیر صنعت کے پاس نہیں آتی۔اس پلانٹ کی تنصیب انہی کے علاقے میں ہے وہ منسٹر انڈسٹری کا ایریا نہیں ہے۔پلانٹ کی تنصیب کا کام انہی کی منسٹری کا ہے۔اب یہ فرمادیں کہ انہوں نے کہا کہ ضلعی حکومت پیسے دے رہی ہے تو یہ بتادیں کہ ضلعی حکومت کا شیئر کتنا ہےاور انہوں نے جو دعا کی بات کی ہے میرا خیال ہے کہ جو گزشتہ دن آپ نے دعا کروائی تھی یہ اس سے متاثر ہیں اس لئے آج بھی آپ دعا کروادیں۔ماحولیاتی آلودگی سے متعلق دعا فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ دعااور ہے یہ دعااور ہےاس کے لئے آپ دعا فرمائیں۔

راناثناء اللہ خان:جناب سپیکر!ماحولیاتی آلودگی بھی ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:راناصاحب!اس کے لئے آپ خود دعا فرمادیں۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب والا! یہ آپ کی دعا سے متاثر ہوئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ ان کے محکمہ کے under ہے۔ یہ اس کی estimated cost بتا دیں۔ جو پراجیکٹ شروع ہوتا ہے اس کی estimated cost ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بتا تو رہے ہیں کہ اس پر چالیس کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ہم اس ہاؤس میں سوال کرتے ہیں تو وہ حکومت پنجاب کے متعلقہ ہوتے ہیں۔ اگر ہم وفاقی حکومت کے حوالے سے سوال کریں تو وہ واپس آ جاتا ہے۔ اگر ہم یہ پوچھیں کہ اس ملک میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کیا کر رہا ہے تو وہ سوال واپس آ جائے گا، اگر ہم یہ سوال کریں کہ ورلڈ بنک کیا کر رہا ہے تو وہ سوال واپس آ جائے گا۔ اگر ہم یہ سوال کریں کہ ورلڈ بنک کیا کر رہا ہے وہ بھی واپس آ جائے گا۔ اصل میں ہم سوال کرتے ہیں جو پنجاب حکومت سے متعلقہ ہو۔ اس سوال کا جز (د) یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس حوالے سے کیا کر رہی ہے؟ اب سوال تو حکومت پنجاب کا پوچھا گیا اور جواب میں وفاقی حکومت کا ذکر ہے، اس میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کا ذکر ہے یعنی حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے وہ اس پوری بحث میں کہیں نظر نہیں آیا جو سوال بنیادی طور پر اس ہاؤس میں ہم پنجاب کے محکموں کے حوالے سے بات کرتے ہیں کہ ہمیں یہ اجازت دی جاتی ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے بارے میں آئندہ یہ ہوگا کہ ہم یہ سوال کیا کریں گے کہ وزیر موصوف از راہ نوازش فرمائیں کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں کیا کر رہا ہے۔ یعنی وہ سوال تو objection لگ کر واپس آ جائے گا۔ پنجاب حکومت کیا کر رہی ہے؟ پورے پندرہ منٹ میں وزیر موصوف اس میں ایک لفظ بھی نہیں بول سکے۔ ریفر کر دیا ہے اور اگر ایک لفظ بولے ہیں تو وہ صرف دعا کا بولا ہے میں تو یہی کہوں گا کہ یہ ماحولیات کے نہیں بلکہ دعائیہ وزیر ہیں، میں ان دعائیہ وزیر سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ پنجاب حکومت اس میں کیا کر رہی ہے یہ تو وفاقی حکومت کر رہی ہے، ایشین ڈویلپمنٹ بنک کر رہا ہے، ورلڈ بنک کر رہا ہے۔ آپ اس میں کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 5721۔

رکشاؤں کے سائیلنسر سے پیدا شدہ ماحولیاتی آلودگی اور حکومتی اقدامات

*5721 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رکشاؤں کے سائیلنسر ناقص ہونے کے باعث ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) حکومت نے جون 2004 تک کتنے رکشاؤں کے سائیلنسر تبدیل کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں؟

(ج) کیا حکومت واضح اور ٹھوس منصوبہ بندی کر کے لاہور میں چلنے والے رکشاؤں کے باعث پیدا ہونے والی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) یہ درست ہے کہ رکشاؤں کے سائیلنسر ناقص ہونے کے باعث ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) ضلعی حکومتوں کے تعاون سے سائیلنسر تبدیل کرنے کی مہم چلائی گئی۔

(ج) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب Two Stroke انجن والی گاڑیوں بالخصوص رکشاؤں کے باعث پیدا ہونے والی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب، ٹریفک پولیس اور پاکستان سٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی اور وفاقی حکومت کے تعاون سے اس مسئلے پر قابو پانے کے لیے اقدامات کر رہا ہے۔
جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

I۔ حکومت Two Stroke انجن والی گاڑیوں بالخصوص رکشاؤں، موٹر سائیکل رکشاؤں وغیرہ کی مینوفیکچرنگ پر پابندی عائد کر رہی ہے۔

II۔ حکومت لاہور میں چلنے والے Two Stroke انجن رکشاؤں کو مرحلہ وار باہر نکالنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

III۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے تمام متعلقہ محکموں اور ضلعی حکومتوں کو رکشاؤں

کے ناقص سائیلنسر تبدیل کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔تبدیلی کی مہم دوبارہ شروع کی گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ اس کا سوال بھی پڑھ لیں اور جواب بھی پڑھ لیں۔لگتا یہ ہے کہ یہ وزارت صرف اس لئے بنائی گئی ہے کہ ایک صاحب کو وزارت دے دی جائے لیکن عملی طور پر ان کا کوئی کام نہیں ہے ایک پارلیمانی سیکرٹری بھی رکھ لیا جائے اور سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین بھی بنا دیا جائے یہ تین کام کرنے کے لئے محکمہ بنایا گیا ہے۔آپ اس کے جواب میں دیکھ لیں کہ ایک سوال کا جزیہ ہے کہ حکومت نے جون 2004 تک کتنے رکشاؤں کے سلنسر تبدیل کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔ جواب دیا گیا ہے کہ ضلعی حکومتوں کے تعاون سے سلنسر تبدیل کرنے کی مہم چلائی گئی۔ ضلعی حکومتوں کو تو وفاقی حکومت کی قوالیاں گانے کے سوا کوئی کام نہیں ہے۔وہ کہاں پر عوام کے کسی مسئلہ کو حل کریں گے۔صورتحال یہ ہے کہ جز (ج) کے جواب میں دیکھیں کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ لاہور میں چلنے والے ٹو سٹروک انجن رکشاؤں کو مرحلہ وار باہر نکالنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔آج سے دو سال پہلے چنگ چی رکشاؤں کی تعداد لاہور میں اگر دو ہزار تھی تو اس وقت وہ بیس ہزار ہے۔یہ کہاں پر باہر نکال رہے ہیں؟ سوال یہ کیا ہے کہ یہ ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ کر رہے ہیں اور جواب میں جو بات کہی گئی ہے وہ کوئی خاص جواب نہیں ہے تو اس پر میں کیا ضمنی سوال کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! گاڑیوں کے سلنسر، رکشاؤں کا دھواں، گاڑیوں کا دھواں اس سلسلے میں پچھلی حکومتوں میں اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ موجودہ حکومت نے اس پر توجہ دی اور میں آپ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ یکم جنوری 2005 سے ٹو سٹروک انجن جو کہ combination of fuel and lubricants استعمال کرتا ہے اس پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ٹو سٹروک انجن والے نئے رکشے اب رجسٹرڈ نہیں ہو رہے اور اس کی اجازت نہیں دی جا رہی۔اس کے بعد حکومت پنجاب نے ایک ارب روپے کا گرین فنڈ برائے ماحولیات قائم کیا ہے، جو مینوفیکچررز تھے ان کو incentive دیا گیا ہے کہ آپ نئے رکشے بنائیں۔ نئے رکشے introduce ہو چکے ہیں اگر کوئی شخص نیا رکشا چلانا چاہے تو 28 ہزار روپے اپنی جیب سے دے گا اور پچیس ہزار روپے حکومت پنجاب اس کو گرانٹ دے گی باقی رقم پنجاب بنک سے بغیر سود کے قرض لے کر نیا رکشا لے سکتا ہے۔ یہ رکشا اچھا ہے، اس کا سلنسر بھی بہتر ہے، انجن بھی بہتر ہے اس کا ڈیزائن، اس کی سیٹیں اور شاک

وغیرہ اچھے ہیں۔ پرانے رکشے یکم جنوری 2008 کے بعد پانچ بڑے شہروں سے باہر نکال دیئے جائیں گے لیکن ابھی تک دو سال باقی ہیں اس وران بڑے شہروں میں جو پرانے رکشے چل رہے ہیں ہم نے سلنسر بدلنے کی پہلے بھی مہم چلائی تھی، ہزاروں کی تعداد میں سلنسر بدلے گئے ہیں اور اب ہم مزید اس کی مہم تیز کر رہے ہیں تاکہ باقی ماندہ جو رکشے چل رہے ہیں ان کے سلنسر بھی بدلیں اور جو دھواں پیدا ہوتا ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لئے بھی سپاٹ چیکنگ ہو رہی ہے تاکہ جو adulterated fuel استعمال ہوتا ہے وہ استعمال نہ ہو تاکہ دھوئیں پر بھی قابو پایا جا سکے لیکن یہ رکشاؤں کے سلنسر بدلنا، نئے رکشے لانا اور سی۔این۔جی متعارف کروانا موجودہ پنجاب حکومت کا کام اور کاوش ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ سابق حکومتیں جن میں آپ بھی ان کا حصہ رہے ہیں انہوں نے اس حوالے سے کچھ نہیں کیا تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ دیکھیں ایک تو میں نے سلنسر کے حوالے سے دو ٹوک بات پوچھی ہے کہ اگر آپ کے پاس سے رکشا گزر جائے تو یوں محسوس کرتے ہیں کہ جیسے مانسہرہ کا زلزلہ گزر گیا ہے۔ اس کے لئے کوئی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے؟ 2008 تک ہم انتظار کرتے ہیں کہ جس طرح وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ سارا کچھ ہو جائے گا تو پھر شاید ہماری قسمت کھل جائے گی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ 2008 سے پہلے نہ تو سلنسر ٹھیک ہوں گے اور نہ دوسرے مسائل کا کوئی حل ہوگا۔ یہ سوال ایک سال پہلے کا ہے لیکن اس دوران کچھ نہیں ہو سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! You should appreciate کہ آپ نے سلنسر بدلنے کی بات کی لیکن انہوں نے رکشا ہی بدل دیا مگر اس کے باوجود آپ ابھی بھی نہیں مانتے۔ رکشا ہی تبدیل ہو گیا تو وہ بہتر نہیں ہے کہ صرف سلنسر بہتر ہے؟ آپ اس چیز کو appreciate کریں کہ ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے ناقص رکشے کو تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے اور نئے رکشے سی۔این۔جی میں لا رہے ہیں جن سے انشاءاللہ بہتری آئے گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس بات کو appreciate کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ چنگ چی رکشا پہلے لاہور شہر میں دو ہزار تھا مگر اب دس ہزار ہو گیا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! you must consult Mukhdoom Sahib on this issue کہ انہوں نے سلنسر کی بجائے رکشے تبدیل کر دیئے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! یہ روزگار کا مسئلہ ہے کیونکہ جو لوگ رکشا چلاتے ہیں اور جو لوگ رکشا استعمال کرتے ہیں یہ ان کے روزگار کا مسئلہ ہے۔ رکشاؤں کو ایک دم سے بند نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! میں تیار ہوں کہ آج ہم سارے رکشاؤں کو بند کر دیتے ہیں لیکن جب جلوس نکلے گا تو یہ ان کے ساتھ ہوں گے، یہ حکومت کے خلاف ان کے ساتھ ہوں گے۔ چلیں یا تو یہ میرے ساتھ شامل ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: anyhow جی، شاہ صاحب نے وہ تسلیم کر لیا ہے کہ آپ نے رکشے تبدیل کرنے کی بجائے نئے رکشے دے دیئے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف رکشاؤں کے بارے میں فرمادیں کہ لاہور شہر کے اندر ماڈل ٹاؤن، ڈیفنس، جی۔ او۔ آر، بھاٹی اور رنگ محل کے درمیان جب رکشا چلتا ہے تو وہاں پر آلودگی کا معیار کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سماں صاحب! یہ fresh question ہے اور آپ out of the way نہیں کہہ سکتے۔ اب کیا پتا کہ کتنی آلودگی ہے اس کے لئے تو وہ۔۔۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کا محکمہ ہے، یہ وزیر کس لئے بنائے گئے ہیں، خزانے پر اتنا بوجھ کیوں ڈالا گیا ہے؟ لاہور اور دہلی کی آلودگی میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سماں صاحب! آلودگی کو assess کرنے کے لئے ایک ٹیکنیکل آدمی سے مشورہ کرنا ہوگا۔ اس طرح وہ کیسے جواب دے سکتے ہیں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اگر ٹیکنیکل آدمی سے مشورہ کر کے جواب دینا ہے تو پھر انہیں منسٹر رکھنے کا کیا فائدہ؟ یہ خزانے پر بوجھ ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال ہے۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا ہے کہ ہمارے پاس اصل میں تین پہیوں والے رکشے تھے لیکن انہوں نے چنگ چی کی شکل میں یہ بچے دیئے ہیں اور آپ بھی بخوبی

سمجھتے ہیں کہ موٹر سائیکل ایک یا دو آدمیوں کی سواری ہے لیکن اب اس موٹر سائیکل کے پیچھے باڈی لگا دی جاتی ہے اور چھ یا سات سواریاں بٹھا کر اس قدر زور سے رکشے چلاتے ہیں اور موٹر سائیکل میں تو اتنی سکت نہیں ہوتی کہ وہ اتنی سواریوں کو کھینچ سکے لیکن جب وہ ایکسیلیٹر زیادہ دے کر زیادہ زور لگاتے ہیں تو اس سے نہ صرف بہت زیادہ شور پیدا ہوتا ہے بلکہ pollution بھی پیدا ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس شور کو کب ختم کیا جائے گا اور اس چنگ چی رکشا کو ختم کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! ایک شخص کے پاس موٹر سائیکل تھا اور اس نے یہ اپنے ایک دوست کو دے دیا تو اس نے اس کا رکشا بنا دیا اور یہ کام illegal اور بغیر اجازت کے ہوا ہے لیکن اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اندرون شہر خاص طور پر ٹرانسپورٹ کا بہت سارا مسئلہ حل ہو گیا ہے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس کاروبار کو اگر ہم ایک دم سے بند کر دیں تو چونکہ یہ ایک سماجی مسئلہ ہے اور روزگار کا بھی مسئلہ ہے اور سمیع اللہ خان صاحب اچھی طرح جانتے ہیں اور اس مسئلے پر یہ میرے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔۔۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ایک موٹر سائیکل جو کہ ایک یا دو آدمیوں کے لئے بنی ہے تو اس کے ساتھ باڈی لگا دیں جس کا اپنا بھی وزن ہے اور وہ چھ یا سات آدمیوں کا وزن کیسے اٹھائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ کی بات بجا ہے لیکن یہ پاکستانی رکشا ہے جو کہ آپ کی ثقافت ہے۔ (قہقہے)

آپ باہر سے رکشے منگواتے ہیں لیکن یہاں پر پاکستانی رکشا بن گیا ہے تو آپ کو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 5723 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور، دریائے راوی میں فیکٹریوں کے زہریلے پانی کی ملاوٹ سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*5723: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ نہ ہونے کے باعث لاہور کی ہزاروں فیکٹریوں کا گندا

اور زہریلا پانی دریائے راوی میں پھینکا جا رہا ہے، جس کے باعث خطرناک بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مچھلیاں ختم، فصلیں تباہ اور اراضی بنجر ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ صورتحال سے نمٹنے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) یہ درست ہے کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ نہ ہونے کے باعث لاہور کی فیکٹریوں کا گندا اور زہریلا پانی دریائے راوی میں پھینکا جا رہا ہے۔

(ب) اس ضمن میں محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے WASA / ضلعی حکومت کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر لاہور شہر کے ان چھ مقامات پر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کا منصوبہ بنائیں۔ جہاں سے پانی دریائے راوی میں گر رہا ہے مزید برآں وفاقی حکومت سے بھی رابطہ کیا گیا ہے کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کے لئے حکومت پنجاب سے تعاون کرے۔

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر ماحولیات کو دیکھ کر تو خصوصاً یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سارے پنجاب کی ماحولیاتی آلودگی ختم ہو چکی ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ نہ ہونے کے باعث ہزاروں فیکٹریوں کا گندا اور زہریلا پانی دریائے راوی میں پھینکا جا رہا ہے جس کے باعث خطرناک بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے، مچھلیاں، فصلیں اور اراضی بنجر ہو رہی ہے۔ انہوں نے اس کا جواب بڑی ڈھٹائی کے ساتھ دیا ہے کہ یہ درست ہے یعنی یہ مانتے ہیں کہ میرا سوال درست ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے واسا کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ گندا پانی گرنے والی جگہوں پر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائیں تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ انہوں نے واسا کو ہدایات کس تاریخ کو جاری کی تھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاہور شہر کے بند روڈ پر چھ پوائنٹس سے راوی کے اندر municipal waste water pump کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ہڈیارہ ڈرین چلا آ رہا ہے۔ انڈس واٹر ٹریٹی میں بھی ایوب خان اور جواہر لال نہرو نے دستخط کئے تھے، اس میں لکھا گیا ہے کہ It has been agreed کہ پاکستان ہڈیارہ ڈرین کے flow کو دریائے راوی میں روکنے کی بجائے اس میں جانے دے گا لیکن ٹریٹمنٹ کے لئے پلانٹ لگائے جائیں گے۔ ہم نے واسا سے بارہا

meetings کی ہیں اور حکومت پنجاب کے ہر level پر بات چیت کی ہے اور یہ مسئلہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے۔ واسا نے سروے کر کے جو پلان تیار کیا ہے اس کے مطابق چھ پلانٹ لگنے ہیں جن کی قیمت 14۔ارب روپے ہے۔ میں یہ نقشہ آپ کو پیش کرتا ہوں کہ کہاں کہاں پلانٹ لگنے ہیں۔ میں مختصراً پڑھ کر بھی بتا دیتا ہوں کہ واسا اس پر کام کر رہا ہے اور 14۔ارب روپے چاہیئں لیکن فی الحال ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم ایک پلانٹ تو لگ جائے جو کہ بابو صابو کے علاقے میں لگے گا جو کہ 7200 کینال کے علاقے میں لگے گا جس کے لئے زمین خرید لی گئی ہے مگر اس کے لئے 4۔ارب روپے سے زیادہ روپیہ چاہئے جو کہ ابھی میسر نہیں ہے۔ میں یہ منصوبہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ جو واسا نے بنایا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر موصوف کی طرف سے دیئے جانے والے
منصوبے کا نقشہ فاضل ممبر کے حوالے کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! آپ سے یہ نہیں پوچھ رہے تو آپ انہیں کیوں فراہم کر رہے ہیں؟ ان کا جو سوال ہے اس کا جواب دیں کیونکہ یہ تو ایک تجویز ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! دریائے راوی کے اندر industrial waste water جا رہا ہے تو حکومت کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے کیونکہ بہت زیادہ پیسا چاہئے۔ یہ کوئی چھوٹی موٹی پانی کی ڈِگی نہیں بلکہ یہ ایک ٹریٹمنٹ پلانٹ ہے جس کے لئے اربوں روپیہ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنے محکمے کو ہدایت دیں کہ وہ صحیح جواب دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

This is no reply. It is making a mockery of the replies. [*************] I am telling the department sitting here, that these are all vague answers. These are no answers.

(نعرہ ہائے تحسین)

14۔ارب یا 10۔ارب یا 4۔ارب کا ذکر کر کے یہ اپنی جان چھڑانے کے لئے آپ کو آگے لا رہے ہیں
They should be prepared to give answers

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کام ریگولیٹری رول کا ہے اور ہمارا کام پلانٹ لگانا نہیں ہے۔ یہ انڈسٹریز، ٹرانسپورٹ، فوڈ، زراعت، آبپاشی کے محکموں نے خود کام کرنا ہے۔ میرا محکمہ پراجیکٹس نہیں بناتا ہم نے watch کرنا ہے کہ ایک نیشنل پالیسی بنی ہوئی ہے اس پالیسی پر ڈیپارٹمنٹ سے عملدرآمد کروانا ہوتا ہے۔ یہ مختلف ڈیپارٹمنٹس ہیں جو کام کرتے ہیں، یہ واسا کا کام ہے کہ اس کے لئے funding arrange کرے اور پنجاب حکومت سے لے، ہم نے صرف watch کرنا ہوتا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کیانی صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ شاید مخدوم صاحب بتا نہیں سکے فیڈرل گورنمنٹ نے یہ کام پلان کیا ہوا ہے اس پلان کے لئے اڑھائی ارب روپے منظور ہوا ہے اس پر کام in consultation with the District Government شروع ہو جائے گا میری یہ معلومات ہیں کہ اس پر بہت جلدی کام ہو رہا ہے پیسے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہ دینے پر آپ نے جو ڈیپارٹمنٹ کو تنبیہہ کی ہے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں اور میں آپ کی وساطت سے کیانی صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ آپ کی جگہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہ وقت آئے گا کہ یہ آپ کی جگہ لیں گے یہ جواب منسٹر صاحب نے دینا تھا اور اس کا جواب یہ دے رہے ہیں، ان کا یہ محکمہ نہیں ہے۔ اس وقت ہمارے پنجاب میں جو آلودگی کی فضا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان میں اور خصوصاً سب سے گندا ماحول پنجاب کا ہے اور یہ بڑھتا جا رہا ہے۔ میں نے سیالکوٹ کے حوالے سے منسٹر صاحب سے درخواست کی تھی اور اب بھی وہاں پر یہ ہو رہا ہے کہ وہاں پر 100 ٹرالیاں کوڑا روزانہ نکلتا ہے جو کسی جگہ dump نہیں ہوتا وہاں dump کرنے کی جگہ ہی نہیں ہے وہ کیا کرتے ہیں، وہ سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں۔ میں نے ان سے پرسوں یہ گزارش کی تھی کہ خدا کے لئے آپ وہاں جائیں، آپ ماحولیات کے وزیر ہیں آپ سیالکوٹ میں جائیں، آپ گوجرانوالہ میں دیکھیں اور لاہور میں دیکھیں

کہ وہاں پر واسا کیا کر رہا ہے، گوجرانوالہ میں T.M.A کیا کر رہی ہے، گوجرانوالہ کی ٹاؤن کمیٹی کیا کر رہی ہے، لوگوں کا وہاں پر جینا دوبھر کر دیا ہے جب وہاں پر کوڑا پھینکا جاتا ہے تو لوگ باہر نہیں نکلتے ان کا کہنا ہوتا ہے کہ ہمیں skin diseases اور سانس کی بیماریاں ہو گئی ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں اور ہمارے پاس کوئی funding نہیں ہے تو پھر اس منسٹری کو ختم کر دینا چاہئے اور یہ محکمہ کسی اور کے حوالے کر دینا چاہئے تاکہ اس میں بہتر کارکردگی پیدا ہو سکے، شکریہ

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! انہوں نے solid waste کی بات کی ہے تو میں لاہور کی مثال دوں گا، لاہور کی انتظامیہ اور ناظموں سے ہم نے مذاکرات کئے۔ انہوں نے دعویٰ یہ کیا کہ ہم 70 فیصد کچرا اٹھا لیتے ہیں، ہمارے figures یہ ہیں کہ 60 فیصد اٹھاتے ہیں اور 40 فیصد لاہور میں پڑا رہتا ہے ان کے پاس capacity نہیں ہے، ٹرک نہیں ہیں اور ان کے پاس آدمی نہیں ہیں، اربوں روپے تنخواہوں میں جاتا ہے پھر بھی capacity نہیں ہے، یہ ضلعی حکومتوں کا کام ہے کہ یہ solid waste کو اٹھائیں اور ان کو proper dump کریں۔ ہر شہر میں جو waste water اور solid water کی صفائی کا انتظام ہے اس میں من حیث القوم بہت پیچھے ہیں اس پر ضلعی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں لیکن ہمارے معیار کے مطابق وہ بہت پیچھے ہیں، یہ کچرا انہوں نے اٹھانا ہے، ہمارے وہاں دورے ہوتے رہتے ہیں، ہم وہاں جاتے رہتے ہیں ان کو کہتے رہتے ہیں لوگ Tribunal میں چلے گئے ہیں، ہم ان کے کیس Tribunal میں دیتے جا رہے ہیں۔ اب نئے الیکشن ہو گئے ہیں، اب ہماری دعا ہے کہ جو نئے ناظمین آئے ہیں وہ توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ خوراک جھنگ، 2002 تا حال، باردانہ سے متعلقہ تفصیلات

*5126: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ خوراک ضلع جھنگ نے کتنا باردانہ کتنی رقم کا خرید کیا؟

(ب) کتنا باردانہ کسانوں کو ان سالوں میں برائے خرید گندم فراہم کیا گیا؟

(ج) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خراب یا Damage ہوا؟

(د) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران محکمہ کے ملازمین نے خورد برد کر لیا؟

(ہ) خورد برد کرنے کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ خوراک ضلع جھنگ کو جو باردانہ گورنمنٹ پنجاب نے خرید کر کے دیا اس کی سکیم وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	خرید کردہ جیوٹ بوری	قیمت فی بوری	کل قیمت
2002-03	8,01600	49.95	4,00,39,920
2003-04	26,65,500	50.00	1332,75,000
2004-05	11,97,300	50.00	5,98,65,000
میزان	46,64,400		23,31,79,920
2002-03	4,47,000	10.10	45,14,700
2003-04	0	0	0
2004-05	16,00,000	12.25	1,96,00,000
میزان	20,47,000		2,41,14,700

(ب) زمینداران / کاشتکاران کو سکیم وار جو باردانہ تقسیم کیا گیا۔

سال	موجودہ باردانہ	خرید کردہ باردانہ (جیوٹ پی۔پی)	تقسیم کردہ باردانہ
2002-03	7,78,489	10,25,100	18,03,589
2003-04	0	2,56,600	23,67,742
2004-05	5,17,880	19,97,300	25,15,180

تمام تقسیم کردہ باردانہ بھر کر گندم کی صورت میں موصول ہوا۔

(ج) ان سکیموں میں کوئی باردانہ خراب نہ ہوا۔

(د) ان سکیموں میں کوئی باردانہ خورد بُرد نہ ہوا ہے۔

(ہ) ان سکیموں میں باردانہ خورد برد نہ ہونے کی وجہ سے کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی۔

اوکاڑہ، عبداللہ شوگر ملز سے پیدا شدہ آلودگی اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*5725: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں واقع عبداللہ شوگر ملز میں فلٹر نہ ہونے کی وجہ سے زہر آلود گیسیں اور مادے خارج ہو رہے ہیں۔ جن کے باعث کئی قسم کی وبائی امراض پھیل رہی ہیں۔ مویشی بھی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور زرعی پیداوار میں شدید کمی ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مل کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کو تیار ہے نیز ملز مالکان کو فلٹر لگانے پر راغب کیا جا سکتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) محکمہ تحفظ ماحول کے سروے کے مطابق یہ بات نوٹ کی گئی ہے کہ عبداللہ شوگر ملز انتظامیہ نے دھواں کنٹرول کرنے کے آلات نصب کئے ہوئے تھے مگر پھر بھی مکمل طور پر فضائی آلودگی پر قابو نہ پایا گیا۔ اس کے علاوہ پانی کی آلودگی ختم کرنے کے لئے بھی خاطر خواہ انتظام نہ پایا گیا۔

(ب) ان مسائل پر قابو پانے کے لئے عبداللہ شوگر ملز کو Environment Protection Order جاری کیا گیا۔ جونہی کرشنگ سیزن کا آغاز ہو گا۔ محکمہ کی ٹیم دوبارہ فیکٹری کا سروے کرے گی اور پھر بھی اگر اقدامات نہ پائے گئے تو اس کا کیس تحفظ ماحول ٹریبونل میں بھیج دیا جائے گا۔

پیکیجز فیکٹری لاہور سے نکلنے والے گندے پانی سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*6018: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کے سب سے مہنگے رہائشی منصوبے ڈیفنس میں پیکیجز فیکٹری لاہور سے نکلنے والے گندے پانی سے فضا میں سانس لینا مشکل ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گندے پانی کے تعفن سے الیکٹرک کی چیزوں سے گیس خارج ہو جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت فیکٹری کے مالکان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا فیکٹری کے مالکان اس پورے نالے کو کور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو کب تک؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) پیکیجز فیکٹری 1956 میں قائم ہوئی تھی۔ اس وقت یہ آبادی سے کافی دور تھی۔ فیکٹری سے نکلنے والے گندے پانی کو کافی حد تک Treat کیا جاتا ہے۔ فیکٹری کا پرائیویٹ نالہ زیادہ تر covered ہے، اس وجہ سے علاقہ کی فضا میں عام طور پر کسی تعفن یا بدبو کا اتنا اثر محسوس نہ کیا گیا ہے جس سے سانس لینا مشکل ہو جائے تاہم سیکٹر EE ڈیفنس میں بدبو کا کچھ مسئلہ ہے۔

(ب) گندے پانی کے تعفن سے برقی آلات کے خراب ہونے کی کوئی شہادت نہ ملی ہے۔

(ج) محکمہ ہذا نے فیکٹری انتظامیہ سے جواب طلب کیا تو انہوں نے اپنے جواب مورخہ 29-دسمبر 2004 میں تحریر کیا ہے کہ آلودگی کی روک تھام اور ماحول میں بہتری کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں جن میں قابل ذکر Primary & Secondary Treatment Plant اور Chemical Recovery Plant کی تنصیب شامل ہے۔ فیکٹری نے اب ایک Tertiary Treatment Plant لگانے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔

(د) فیکٹری کا پرائیویٹ نالہ زیادہ تر Covered ہے۔ باقی ماندہ نالہ کو Cover کرنے کے لئے فیکٹری ہذا نے مبہم تحریر دی ہے۔ وضاحت طلب کی جارہی ہے۔

تحصیل ٹیکسلا کی فضا میں گرد و غبار اور شور کے level کی زیادتی

*6047: جناب محمد وقاص: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ٹیکسلا میں محکمہ کی چیکنگ کے بعد فضائی آلودگی میں گرد و غبار کا level اور غیر مخصوص اوقات میں شور کا level بھی زیادہ پایا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے تحصیل ناظم کو مراسلہ لکھا کہ سالڈ ویسٹ اور سیوریج سے پیدا ہونے والی آلودگی پر قابو پایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پریشر ہارن کے استعمال کے خلاف D.C.O کو مراسلہ لکھا گیا؟

(د) اب تک ان ذمہ داران کی طرف سے مذکورہ مسائل کے حل کے لئے کیا کارروائی عمل میں آئی، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل ٹیکسلا میں گرد و غبار اور شور کا level زیادہ پایا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ تحصیل ناظم ٹیکسلا کو تحریر کیا گیا کہ سالڈ ویسٹ اور سیوریج سے پیدا ہونے والی آلودگی پر قابو پانے کے لئے مناسب انتظامات جلد از جلد کئے جائیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ D.C.O کو ایسا تحریر کیا گیا تھا۔

(د) تحصیل ناظم نے بذریعہ مراسلہ نمبر 687 TMAT/ مورخہ 04-10-18 مطلع کیا ہے کہ سالڈ ویسٹ اور سیوریج سے پیدا ہونے والی آلودگی پر قابو پا لیا گیا ہے۔ متعلقہ صفائی کا عملہ روزانہ شہر کی صفائی کرتا ہے۔ اب فضائی آلودگی نہ ہے۔ (Annex-1 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) ٹریفک سے پیدا ہونے والے شور کی آلودگی پر قابو پانے کے لئے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر راولپنڈی نے سپرنٹنڈنٹ پولیس ٹریفک راولپنڈی ریج کو ہدایات جاری کر دی ہیں (Annex-ii ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

ضلع راولپنڈی، گندم سٹور کرنے کے گوداموں سے متعلقہ تفصیل

*6811: جناب محمد وقاص: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام ہیں اور کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے محکمے کی ملکیت میں ہیں اور کتنے کرایہ پر ہیں؟

(ج) سال 2004 میں ضلع راولپنڈی کے لئے گندم سٹور کرنے کا کتنا ہدف تھا؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع راولپنڈی میں گندم سٹور کرنے کے لئے گودام مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

لوکیشن	نام پی آر سنٹر	نمبر شمار
سیکٹر4-11/1/1اسلام آباد	اسلام آباد-1	1۔
۔ایضاً۔	اسلام آباد-11	2۔
۔ایضاً۔	اسلام آباد-111	3۔
ٹیپو روڈ راولپنڈی	بنزراولپنڈی	4۔
نزد ریلوے سٹیشن گوجرخان	گوجرخان	5۔
نزد ریلوے سٹیشن سہالہ	سہالہ	6۔
پنجر روڈ کہوٹہ	کہوٹہ	7۔
نزد ایف جی بوائز ہائی سکول واہ کینٹ	واہ کینٹ	8۔
نزد ریلوے سٹیشن ٹیکسلا	ٹیکسلا	9۔
سنی بنک مری	مری	10۔

مندرجہ بالا جگہوں پر کل گودام 111 ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا تمام سنٹرز/گودام محکمہ خوراک پنجاب کی ملکیت میں ہیں۔ماسوائے ٹیکسلا پی آر سنٹر جس کی (Land) لینڈ محکمہ ریلوے کی ملکیت ہے۔

(ج) سال 2004 میں ضلع راولپنڈی کے لئے گندم سٹور کرنے کا ہدف چھ لاکھ میٹرک ٹن تھا۔

محکمہ خوراک میں فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت آٹا کی سپلائی کی تفصیل

*6859: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہذا نے سال 2004 سے آج تک کتنا آٹا فوڈ سٹیمپ سکیم کے مطابق عوام کو دیا۔ تفصیل بیان فرمائیں اور فوڈ سٹیمپ سکیم میں بیس کلو آٹا کا تھیلا کس قیمت پر سپلائی کیا گیا؟

(ب) فوڈ سٹیمپ سکیم کس تاریخ کو بند کی گئی اور اس کو بند کرنے کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) کیا فوڈ سٹیمپ سکیم کی طرز پر حکومت غریبوں کو کوئی رعائتی قیمت آٹا سکیم دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز فوڈ سٹیمپ سکیم پنجاب کے کن کن شہروں میں شروع کی گئی تھی ان شہروں کے نام کیا ہیں؟سٹیمپ

وزیر خوراک:

(الف) چونکہ فوڈ سٹیمپ سکیم عرصہ دراز سے ختم ہو چکی ہے اور اس کے متبادل وزیر اعلیٰ سستا آٹا پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس میں سکیم 04-2003 میں 14,83,155 تھیلا آٹا بیس

کلو گرام بحساب170 روپے فی تھیلا فروخت کیا گیا اور سکیم 05-2004 میں 93,94076 تھیلا آٹا وزن دس کلو گرام بحساب90 روپے فروخت کیا گیا۔

(ب) اکتوبر1994 کے بعد فوڈ سٹیمپ سکیم ختم ہو گئی تھی۔ چونکہ یہ سکیم حکومت پاکستان نے جاری کی تھی اور صوبائی سطح پر اس کو جاری رکھنے اور بند کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ دوران رمضان المبارک اور وزیر اعلیٰ سستا آٹا پروگرام کے تحت غریب عوام کو ارزاں نرخوں پر آٹا فراہم کیا جاتا ہے، فوڈ سٹیمپ سکیم پنجاب کے شہر لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد، جھنگ، ملتان، مظفر گڑھ، بہاول پور اور ڈی جی خان میں شروع کی گئی تھی۔

ضلع لاہور / شیخوپورہ، 2003، فلور ملوں کو جاری کوٹا گندم کی تفصیل اور متعلقہ دیگر معلومات

*6877: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور اور شیخوپورہ کی کس کس فلور مل کو کن کن تاریخوں میں کتنا کتنا کوٹا گندم یکم جنوری2003 سے2004 تک دیا گیا ہے، ان کے نام و پتا جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) زمیندار کو صحیح قیمت دینے کے لئے کیا محکمہ خوراک صوبہ کی تمام تحصیلوں سے گندم خریدنے کا پروگرام رکھتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) 2005 میں گندم کو سٹور کرنے کے لئے کتنے سرکاری اور کتنے پرائیویٹ گودام لئے گئے ہیں، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زمیندار کو صحیح قیمت دینے کے لئے محکمہ خوراک لاہور ڈویژن نے تمام تحصیلوں، ماسوائے اوکاڑہ ضلع کی وہ تحصیلیں جن میں پاسکو خریداری کرنے کا مجاز ہے، گندم خریدنے کا پروگرام بنایا ہے اور اس سلسلے میں تمام ضروری سہولیات ادائیگی وغیرہ کا بندوبست کیا ہے۔

(ج) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں کل سرکاری اور پرائیویٹ گوداموں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ضلع	سرکاری گودام	پرائیویٹ گودام
لاہور	5	-
شیخوپورہ	12	2

ضلع لاہور / شیخوپورہ، گندم کے گوداموں اور شیخوپورہ میں 2004 کے گندم کی خرید کے اہداف سے متعلقہ تفصیل

*6878: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ اور لاہور میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام ہیں اور کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) سال 2004 میں ضلع شیخوپورہ کے لئے سرکاری ہدف گندم جمع کرنے کا کیا تھا۔ کیا اس کے مطابق گندم جمع کی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) مذکورہ گوداموں میں کتنی گندم کو سٹور کیا گیا، کتنے سٹور ناکارہ ہیں اور کتنی گندم کھلی جگہ پر سٹور کی گئی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع شیخوپورہ اور لاہور میں گندم سٹور کرنے کے 17 گودام ہیں اور ایک عدد گودام ناکارہ ہے جو درج ذیل جگہ پر واقع ہیں:-

ضلع شیخوپورہ

1۔ شیخوپورہ	2۔ فاروق آباد	3۔ خانقاہ ڈوگراں
4۔ ڈھاباں سنگھ	5۔ سانگلہ ہل	6۔ شاہ کوٹ
7۔ پنواں	8۔ مانانوالہ	9۔ ننکانہ صاحب
10۔ واربرٹن	11۔ مریدکے	12۔ نارنگ

ضلع لاہور

1۔ بادامی باغ لاری اڈا	2۔ رکھ چھبیل نزد یادگار شہیداں ہربنس پورہ
3۔ رائیونڈ نزد ریلوے پھاٹک	4۔ مغل پورہ نزد ریلوے پھاٹک

5۔ گلبرگ نزد گورومانگٹ 6۔ سگنل شاپ نزد ریلوے سگنل (ناکارہ)

(ب) سال2004 ضلع شیخوپورہ میں متوقع خریداری ہدف90,000 میٹرک ٹن مقرر کیا گیا تھا جبکہ 29059 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی تھی۔ جس کی وجہ گندم کی آزاد پالیسی تھی، جس میں زمیندار کو حق حاصل ہوتا ہے کہ جہاں سے اس کو گندم کی رقم زیادہ ملے وہاں پر ہی فروخت کر سکتا ہے۔

(ج) مذکورہ گوداموں میں 132990.474 میٹرک ٹن گندم سٹور کی گئی۔ ایک عدد گودام واقع ریلوے سگنل شاپ ورکشاپ ناکارہ ہے اور5250.200 میٹرک ٹن گندم کھلی جگہ پر گنجیوں کی صورت میں سٹور کی گئی۔

گوجرانوالہ، رعائتی قیمت پر اور فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت آٹے کی سپلائی سے متعلقہ تفصیل

*6935: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ خوراک نے کتنا آٹا رعائتی قیمت پر سپلائی کیا۔ تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) محکمہ ہذا نے سال2004 سے آج تک کتنا آٹا فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت عوام کو دیا۔ تفصیل بیان فرمائیں اور فوڈ سٹیمپ سکیم میں بیس کلو آٹا کا تھیلہ کس قیمت پر سپلائی کیا گیا؟

(ج) کیا فوڈ سٹیمپ سکیم کی طرز پر حکومت غریبوں کو کوئی رعائتی قیمت آٹا سکیم دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، نیز فوڈ سٹیمپ سکیم گوجرانوالہ کے جن علاقوں میں شروع کی گئی تھی، ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) وزیر اعلیٰ سستا آٹا پروگرام کے تحت گوجرانوالہ ضلع میں دسمبر2004 سے15۔ مئی 2005 تک5,16,725 تھیلا آٹا وزنی10 کلو گرام بحساب90 روپے فی تھیلا تقسیم کیا۔

(ب) اس سلسلہ میں یہ بتانا ضروری ہے کہ فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت آٹے کی فراہمی اکتوبر1999 سے بند ہے۔ فوڈ سٹیمپ سکیم مرکزی حکومت نے شروع کی تھی، حکومت پنجاب نے وزیر اعلیٰ سستا آٹا پروگرام کے تحت سال2003-04 ضلع گوجرانوالہ میں 76,001 تھیلا آٹا وزنی بیس کلو گرام فی تھیلا بحساب170 روپے فی تھیلا تقسیم کیا جبکہ سکیم

2004-05 میں 5,16,725 تھیلا آٹا وزنی دس کلو گرام فی تھیلا بحساب 90 روپے فی تھیلا تقسیم کیا گیا۔

(ج) جی ہاں جیسا کہ پیرا (ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پنجاب وزیر اعلیٰ سستا آٹا سکیم کے تحت غریب عوام کو ارزاں نرخوں پر آٹا فراہم کرتی ہے، اس کے علاوہ ماہ رمضان میں بھی سستا آٹا فراہم کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، 2005 میں گندم کی خرید کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*6965: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں موجودہ گندم کے سیزن (اپریل 2005) میں کتنی گندم خرید کرنے کا حکومت کا پروگرام تھا؟

(ب) اس مقصد کے لئے ضلع ہذا میں گندم کی خرید کے لئے کس کس جگہ پر سنٹر قائم کئے گئے؟

(ج) گندم کی خرید کے لئے مذکورہ سیزن میں کتنی رقم حکومت کی طرف سے اس ضلع کو فراہم کی گئی؟

(د) گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ حکومت کی طرف سے اس ضلع کو فراہم کیا گیا؟

(ہ) کیا اس ضلع میں پیدا ہونے والی تمام گندم حکومت مقررہ نرخ پر کسانوں سے خریدنے کا پروگرام رکھتی ہے؟

(و) کیا گندم کسانوں سے حکومت خرید رہی ہے یا مڈل مین؟

وزیر خوراک:

(الف) موجودہ سیزن (اپریل 2005) ضلع گوجرانوالہ کے لئے حکومت پنجاب محکمہ خوراک کی طرف سے 1,50,000 میٹرک ٹن گندم خریدنے کا ہدف مقرر ہوا۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں خریداری گندم کے لئے درج ذیل سنٹر قائم کئے گئے۔

نمبر شمار	نام سنٹر	نمبر شمار	نام سنٹر
1۔	گوجرانوالہ-I	2۔	گوجرانوالہ -II
3۔	گوجرانوالہ-III	4۔	کامونکی
5۔	ایمن آباد	6۔	نوشہرہ ورکاں
7۔	گکھڑ	8۔	وزیر آباد
9۔	علی پور چٹھہ	10۔	احمد نگر (فلیگ)

11-	قلعہ دیدار سنگھ (فلیگ)	12-	نوکھر (فلیگ)
13-	تتلے والی (فلیگ)	14-	ورپال (فلیگ)

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں 1,50,000 میٹرک ٹن گندم کی خریداری کے لئے سال 06-2005 میں مبلغ 1504.5 روپے کی ادائیگی بذریعہ بنک برانچوں کے انتظامات کئے گئے۔

(د) حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے ضلع ہذا کو درج ذیل مقدار باردانہ فراہم کی۔

نمبر شمار	باردانہ کی قسم	بیل (تھیلے)
1-	PP تھیلا	1800 (5,40,000) تھیلے
2-	جیوٹ بیگ	23,200 (6,90,600) بیگ

(ہ) حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے نہ صرف ضلع گوجرانوالہ بلکہ پورے صوبہ پنجاب میں پیدا ہونے والی گندم مقررہ نرخ پر کسانوں سے خرید کرنے کا منصوبہ بنایا اور الحمدللہ عملی طور پر اس پر عملدرآمد کیا گیا۔

(و) امسال 2005 میں حکومتی پالیسی کے مطابق خریداری گندم پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہ کی گئی۔یوں کسانوں سے محکمہ خوراک حکومت پنجاب اور مڈل مین نے بھی گندم خرید کی۔

ملتان۔فضائی آلودگی کے خاتمہ کے لئے حکومتی اقدامات

*6980: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان شہر میں فیکٹریوں اور ٹرانسپورٹ کے دھوئیں کی وجہ سے فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے؟

(ب) کیا محکمہ اس فضائی آلودگی کو کم یا ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہا ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) ملتان میں فضائی آلودگی کی وجہ گاڑیوں کا دھواں اور کارخانے ہیں۔

(ب) آلودگی کم کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ "وزیر اعلیٰ گرین پروگرام" کے تحت دسمبر 2007 تک ملتان شہر میں 2 سٹروک انجن والے رکشے ختم کرکے ان کی جگہ CNG Fitted Kit 4 Stroke Engine

رکشے چلائے جائیں گے جس سے فضائی آلودگی میں خاطر خواہ کمی ہوگی۔

II۔ اسی طرح ملتان شہر سے باہر قائم شدہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں بحالی / تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے اسٹیٹ میں تمام بنیادی سہولیات مہیا کر دی گئی ہیں۔ اگلے چند سالوں میں ملتان شہر سے بیشتر کارخانے اس انڈسٹریل اسٹیٹ میں منتقل ہو جائیں گے جس سے فضائی آلودگی میں مزید کمی ہوگی۔

فضائی آلودگی میں کمی کے حکومتی اقدامات

اور شجاع آباد میں دفتر تحفظ ماحولیات کا قیام

*6981: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وزارت ماحولیات پنجاب نے آج تک فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے پنجاب میں جو بڑے اقدامات اٹھائے ہیں، ان کی تفصیل سے عوام کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا شجاع آباد (ملتان) میں فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی ادارہ کام کر رہا ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت وہاں تحفظ ماحولیات کا ادارہ قائم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) اس ضمن میں اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I۔ "وزیر اعلیٰ گرین پروگرام" کے تحت دسمبر 2007 تک 2 سٹروک انجن والے رکشے ختم کر کے ان کی جگہ CNG Fitted Kit 4 Stroke Engine رکشے چلنے لگیں گے جس سے فضائی آلودگی میں خاطر خواہ کمی ہوگی۔

II۔ لاہور، ملتان اور فیصل آباد جیسے بڑے صنعتی شہروں کے باہر انڈسٹریل سٹیٹس بحال / قائم کی گئی ہیں جن میں تمام بنیادی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔ اگلے چند سالوں میں شہروں سے بیشتر کارخانے ان انڈسٹریل سٹیٹس میں منتقل ہو جائیں گے، جس سے شہروں کے اندر فضائی آلودگی میں کمی آئے گی۔

(ب) ملتان شہر میں ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات کا دفتر قائم ہے۔ جو شجاع آباد تحصیل کے لئے بھی کام کرتا ہے۔

فیصل آباد، رہائشی علاقہ میں غیر قانونی ٹیکسٹائل انڈسٹری کے قیام اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*6997: جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مکان نمبر1123، 1147 اور 1148 بلاک (بی) سول کوارٹرز غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد میں ملک ارشد نامی شخص نے غیر قانونی ٹیکسٹائل انڈسٹری قائم کر رکھی ہے، جس سے پورا رہائشی علاقہ سخت پریشان ہے، پورے علاقے کی فضا آلودہ رہتی ہے، مشینوں کے شور سے آس پاس کے گھروں کا سکون تباہ ہو کر رہ گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) ضلعی افسر ماحولیات، فیصل آباد کی رپورٹ کے مطابق پلاٹ نمبر1123 میں کمپیوٹرائزڈ ایمبرائیڈری مشینری لگائی گئی ہے۔ پلاٹ نمبر1147 اور1148 سٹور کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں دوران سروے پایا گیا کہ مذکورہ انڈسٹری1996 میں لگائی گئی۔ مذکورہ انڈسٹری نے محکمہ ماحولیات سے زیر دفعہ12 ماحولیاتی ایکٹ1997 اجازت نہیں لی ہے۔

(ب) ذاتی شنوائی کے بعد قانونی کارروائی کی جائے گی۔

صوبہ میں قائم شوگر ملز اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*7120: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنی شوگر ملیں ہیں۔ ان میں کتنی پیداوار دے رہی ہیں۔ کتنی بند پڑی ہیں۔ ہر شوگر مل میں اوسطاً روزانہ کتنی چینی تیار ہوتی ہے اور اس کے لئے روزانہ کتنا گنا درکار ہوتا ہے؟

(ب) آئندہ سالوں میں کس کس جگہ نئی شوگر ملز لگانے کے لئے اجازت دی گئی ہے اور ہر شوگر مل کی اوسطاً روزانہ کیا پیداوار ہو گی؟

(ج) کتنی شوگر ملیں، کاٹن(Cotton)اور مونجی(Paddy)پیدا کرنے والے روایتی علاقوں میں قائم کی گئی ہیں۔ ان علاقوں میں شوگر ملز لگانے سے کیا کاٹن اور مونجی کی فصلات میں شدید کمی واقع نہیں ہو گئی؟

وزیر خوراک:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 39 شوگر ملیں ہیں۔ تمام ملیں چالو حالت میں ہیں۔ البتہ گزشتہ سیزن 05-2004 میں گنج بخش شوگر مل پسرور نے کرشنگ نہ کی تھی۔ پنجاب میں کوئی بھی شوگر مل بند نہ ہے۔ صوبہ پنجاب میں شوگر ملوں کی اوسط پیداواری استعداد 420 ٹن چینی یومیہ ہے جبکہ گزشتہ سیزن میں اوسطاً 414 ٹن چینی یومیہ پیدا ہوئی۔ پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن کی رپورٹ کے مطابق صوبہ پنجاب کی شوگر ملوں کی کل استعداد کے مطابق 2,01,600 ٹن گنا درکار ہے۔

(ب) نئی شوگر ملز کے قیام کی اجازت انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے۔ تاحال آئندہ سالوں میں نئی شوگر ملز لگانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ لہذا موجودہ شوگر ملوں کی پیداواری استعداد پر اس حوالے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

(ج) زیادہ تر شوگر ملیں گنا پیدا کرنے والے علاقوں میں قائم ہیں۔ کاٹن اور مونجی پیدا کرنے والے علاقوں میں بہت کم شوگر ملز قائم ہیں۔ لہذا ان علاقوں میں کاٹن یا مونجی کی پیداوار متاثر نہیں ہوتی۔

صوبہ پنجاب سے دیگر صوبوں اور ممالک کو فراہم کردہ گندم اور اس سے متعلقہ تفصیلات

*7121: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان کو سرکاری سطح پر گندم فراہم کرتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ دونوں صوبوں کو کتنی مقدار میں اور کتنی قیمت پر گندم فراہم کرتی ہے؟

(ج) کیا صوبہ پنجاب سے گندم وفاقی حکومت کو افغانستان اور بیرون ممالک کو برآمد کرنے کے لئے فراہم کی جارہی ہے اور اگر جواب اثبات میں ہے تو گزشتہ دو سال میں کتنی گندم اس مقصد کے لئے فراہم کی گئی اور اس کی مقدار بڑھانے کے لئے کیا تجاویز زیر غور ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت کی ہدایات پر صوبہ سرحد اور بلوچستان کو اور دیگر صوبہ جات ایجنسیز کو سرکاری سطح پر گندم فراہم کرتی ہے۔

(ب) سال 05-2004 صوبہ پنجاب نے صوبہ سرحد کو 74 میٹرک ٹن اور صوبہ بلوچستان کو 2151 میٹرک ٹن گندم بحساب 10950 روپے فی میٹرک ٹن فراہم کی۔

(ج) گزشتہ دو سال سے صوبہ پنجاب کی طرف سے وفاقی حکومت کو افغانستان اور دیگر بیرون ممالک برآمد کرنے کے لئے گندم فراہم نہ کی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی، 2005، گندم کی خرید، سنٹرز اور ٹارگٹ سے متعلقہ تفصیل

*7128: راجہ محمد طارق کیانی: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں اپریل 2005 میں کتنی گندم خرید کرنے کا حکومت کا پروگرام تھا؟

(ب) اس مقصد کے لئے ضلع ہذا میں گندم کی خرید کے لئے کس کس جگہ پر سنٹر قائم کئے گئے تھے؟

(ج) گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم حکومت کی طرف سے اس ضلع کو فراہم کی گئی تھی؟

(د) گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ حکومت کی طرف سے اس ضلع کو فراہم کیا گیا تھا؟

(ہ) اس ضلع میں گندم کی خرید کے لئے کتنا ٹارگٹ تھا اور کتنی گندم خرید کی گئی، اگر ٹارگٹ سے کم گندم خریدی گئی تو حکومت نے متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) 2005 میں ضلع راولپنڈی کے لئے محکمہ خوراک حکومت پنجاب کی طرف سے گندم خریدنے کا ہدف 2000 میٹرک ٹن مقرر ہوا۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں گندم خریدنے کے لئے درج ذیل مقامات پر خریداری سنٹر قائم کئے گئے۔

نمبر شمار	نام سنٹر
1-	اسلام آباد- II
2-	ٹیکسلا
3-	گوجر خان

(ج) گندم کی خرید کے لئے راولپنڈی ضلع کو مبلغ 2,00,60,000 روپے فراہم کئے گئے۔

(د) حکومت پنجاب محکمہ خوراک کی طرف سے ضلع راولپنڈی کو دو لاکھ پی پی تھیلا باردانہ فراہم کیا گیا۔

(ہ) ضلع راولپنڈی میں گندم خریدنے کا ٹارگٹ 2000 میٹرک ٹن مقرر کیا گیا تھا جب کہ 1492 میٹرک ٹن گندم خریدی گئی جو کہ ٹارگٹ کا 74.60 فیصد بنتی ہے۔ واضح کیا جاتا ہے کہ ضلع راولپنڈی گندم کے لحاظ سے پنجاب کا Deficit ضلع ہے۔ زیادہ تر علاقہ بارانی ہے اور گندم کم پیدا ہوتی ہے تاہم علاقے کے زمینداروں کی سہولت کے لئے محکمہ خوراک پنجاب نے راولپنڈی میں تین خریداری مراکز قائم کئے تاکہ مقامی زمیندار ضرورت سے زیادہ گندم محکمہ خوراک کو فروخت کر سکیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ضلع اوکاڑہ میں خالی اسامیوں پر فوڈ انسپکٹروں کی بھرتی کا مسئلہ

394: **محترمہ انجم سلطانہ**: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کافی عرصہ سے ضلع اوکاڑہ میں فوڈ انسپکٹروں کی بھرتی نہیں کی گئی ہے جبکہ بہت ساری سیٹیں خالی ہیں؟

(ب) کیا حکومت فوڈ انسپکٹر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع اوکاڑہ میں فوڈ انسپکٹروں کی کل اٹھارہ اسامیاں ہیں جو پر ہیں۔ تاحال فوڈ انسپکٹر کی ضلع اوکاڑہ میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ب) فی الحال حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتی پر پابندی ہے۔ جب پابندی ختم ہو گی تو قواعد وضوابط اور پالیسی کے مطابق خالی سیٹوں پر بھرتی کی جائے گی۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! روزنامہ "پاکستان" میں ایک خبر جلی حروف سے شائع ہوئی ہے جس میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں ایک دھمکی آمیز کال آئی ہے جس کی وجہ سے سکیورٹی الرٹ کر دی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کو بم سے اڑا دیا جائے گا یہ آج کی خبر ہے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون تو یہاں پر موجود نہیں ہیں جو بھی ان کے ذمہ دار یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اسمبلی سیکرٹریٹ کو جو threatening calls آئی ہیں یہ کس نے وصول کی تھیں اور اب تک کیا security measures adopt کئے گئے ہیں؟ یہ پنجاب کا سب سے اہم ترین ایوان ہے جس کو اگر security threat آیا ہے تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ آج ہم دیکھ تو رہے ہیں کہ باہر دو چار بیریئرز زیادہ لگائے گئے ہیں لیکن یہ ذرا بتائیں کہ انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں اور کس نے وہ کال کی تھی اور کس نے وہ کال وصول کی تھی؟ یہ خبر آج اخبار میں چھپی ہے اور تمام ممبران بہت پریشان ہیں، یہ خبر کس نے لگوائی ہے؟ یہ ذرا پوچھ کر بتا دیں یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عمران مسعود صاحب! He is officiating on behalf of Law Minister who is not available today

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جس issue کی نشاندہی کی ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے کوئی ایسی خبر جب بھی موصول ہوتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ حکومت اس پر ایک reaction show کرتی ہے لیکن جو انہوں نے مخصوص اسمبلی کے بارے میں بتایا ہے کہ کوئی threat call آئی ہے تو اس بارے میں تو آپ اپنے عملے سے پوچھ کر ہاؤس کو بتا سکتے ہیں لیکن ہمارا standard procedure ہے کہ ہم نے جو اہم ادارے ہیں جیسے اسمبلی ہے، سیکرٹریٹ ہے وہاں آپ ہی کے حکم کے مطابق سکیورٹی کا پورا پلان مرتب ہوا ہے جس کے ذریعے ہر معزز ممبر کی گاڑی کو چیک کیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا واقعہ ارد گرد اگر نظر آئے تو اس کو haul up کر لیا جائے۔ ان کی نشاندہی پر ہم مزید تحقیق کر لیں گے، اگر خدانخواستہ کوئی ایسی بات ہوئی تو اس کو بڑے صحیح انداز

میں tackle کیا جائے گا۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ کا مسئلہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو وزیر صحت سے متعلق ہے۔ پنجاب میں کچھ دن قبل میڈیکل کالج کے داخلے کے لئے جو ٹیسٹ ہوئے ہیں وہ پنجاب بھر میں ہوئے ہیں اس کے رزلٹ بھی کچھ دن پہلے شائع ہو چکے ہیں میں آپ کی توجہ رزلٹ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ان تین ڈویژنز سے تقریباً ستائیس سو طلباء وطالبات نے qualify کر کے QMC بہاولپور اور نشتر میڈیکل کالج ملتان میں امتحان دیئے آپ یہ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ وہ 2700 طلباء و طالبات جو فرسٹ ڈویژن لینے کے بعد اور qualify کرنے کے بعد اس ٹیسٹ میں appear ہوئے تھے ان میں سے صرف 60 کو پاس کیا گیا ہے جبکہ ایک لاہور کے سنٹر سے 1500 طلباء وطالبات کو پاس کر کے میڈیکل کالج کے داخلے کے لئے qualify کر دیا گیا ہے اور باوثوق ذرائع سے یہ confirm اطلاع ہے کہ لاہور میں ان 1500 طلباء اور طالبات کو ڈاکٹر بنانے کے لئے انہوں نے پرچہ پہلے خفیہ طریقے سے آؤٹ کرایا تھا جس کی وجہ سے لاہور کے ایک سنٹر سے 1500 طلباء وطالبات ڈاکٹر بننے کے لئے میڈیکل کالجوں میں داخلے لے رہے ہیں جبکہ پورے صوبے میں ڈاکٹرز کی تقریباً 2500 سیٹیں ہیں اور ساڑھے تین کروڑ کی آبادی سے سلیکٹ ہونے والے 2700 طلباء وطالبات جن کا تعلق بہاولپور ڈویژن، ملتان ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن سے تھا اور وہ 2500 اپنے اپنے بورڈوں سے ہائی فرسٹ ڈویژن لے کر 800, 900 اور 1000 نمبر لے کر appear ہوئے تھے ان میں سے صرف 60 کو پاس کیا گیا ہے، یہ بڑی گھناؤنی سازش ہے میں وزیر صحت سے عرض کروں گا کہ مہربانی کریں فوری طور پر اس معاملے کی تحقیقات کے لئے آج ہی کوئی انکوائری کمیٹی مقرر کریں کیونکہ اس طریقے سے ایک اور سازش ہمارے خلاف ہو جائے گی اگر وہ کہیں کہ وہ صحیح نہیں تھے تو پھر ایجوکیشن بورڈ کی انکوائری کروائیں۔ ملتان ایجوکیشن بورڈ، بہاولپور ایجوکیشن بورڈ اور ڈیرہ غازی خان ایجوکیشن بورڈ انہوں نے باقاعدہ ایف۔ایس۔سی کے امتحان لئے تھے اور باقاعدہ نتائج دیئے ہیں اور ان نتائج کے

مطابق90فیصد80فیصد اور 70فیصد نمبر لینے والے بچے اور بچیاں اس امتحان میںqualifyکر کے بیٹھی تھیں لیکن ملتان اور بہاولپور میں اگر اس طرف سے 2500طلباء و طالبات کو صرف 60کو داخلہ ملے اور لاہور کے ایک سنٹر کے لئے ان کو ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر بنانے کے لئے 1500کو داخلہ دے دیا جائے۔ یہ اتفاق کی بات نہیں ہے اور اگر یہ اتفاق ہے تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے ڈویژنوں کے لئے میڈیکل کالجوں کا کوٹا علیحدہ کیا جائے۔ ہمارے دو میڈیکل کالج ہیں ان کے لئے علیحدہ کوٹا مختص کیا جائے۔ ہمارا علیحدہ میرٹ بنایا جائے۔ ہم اس طرح لاہور، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے ساتھ competeکرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ہمیں ان پڑھ رکھنے کی اور ہمیں ڈاکٹر بننے سے محروم رکھنے کی یہ سازش ہو رہی ہے۔ ہیلتھ منسٹر صاحب بہت اچھے اور شریف آدمی ہیں، آج ہی فوری طور پر کھڑے ہو کر floorپر یقین دہانی کروائیں، اس معاملے کی فوری طور پر انکوائری کریں اور اگر یہ درست ثابت ہو تو اس کے خلاف ایکشن لیں اور ہمارا دوبارہ ٹیسٹ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کی بات کی پرزور تائید کروں گی۔ یہ بات میں نے پچھلی دفعہ بھی اس floorپر اٹھائی تھی کہ Entry Test جو ہے اس کو regulate کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔ پچھلے سال بھی یہی ہوا تھا کہ نوے فیصد طالبعلم لاہور سے تعلق رکھتے تھے اس لئے کہ یہاں پر جو اکیڈمیاں چل رہی ہیں، جو اس کی private assistanceکرتی ہیں ہم اس کے لئے آواز ضرور اٹھائیں گے کہ اگر یہ Entry Testاتنا importantہے تو تمام گورنمنٹ کالجوں میں اس انٹری ٹیسٹ کی تیاری کا کوئی سسٹم introduceکروایا جائے تاکہ پورے پنجاب پر یہ equalرہے۔ میں Entry Testکے خلاف نہیں ہوں، ٹھیک ہے اس سے quality educationآگے آتی ہے لیکن اس کی ٹریننگ کے لئے میں ضرور آواز اٹھاؤں گی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے اور میں آپ سے یہ چاہوں گی کہ آپ ہیلتھ والوں کو یہ سفارش کریں کہ اگر یہ Entry Testاتنا اہم ہے تو تمام پنجاب پر اس کی ٹریننگ کو ensureکرنے کے لئے گورنمنٹ کے کالجوں اور تمام ٹیچنگ کالجوں کو پابند کیا جائے تاکہ یہ جو brain drainہو رہا ہے یہ انتہائی seriousبات ہے کہ یہ brain drainصرف ایک جگہ پر localizeنہ کیا جائے۔ میں ڈاکٹر جاوید کی بات کی پرزور تائید کرتی ہوں اور اپنی سفارش بھی پہنچاتی ہوں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس بات کی تائید تو ضرور کرتا ہوں کہ جو ڈاکٹر صدیقی صاحب اور میری بہن نے بات کی ہے لیکن بات یہ ہے کہ سابقہ ادوار میں جو یہ انٹری ٹیسٹ لاگو کیا گیا ہے میری نظر میں یہ ظلم ہے کہ ساڑھے آٹھ سو نمبر لینے والا بچہ جو انٹری ٹیسٹ میں فیل ہو جاتا ہے، جو بچپن سے غریب آدمی کا بیٹا پڑھتا ہے اور ایف۔ ایس۔ سی تک پہنچتا ہے تو وہاں تک پہنچنے کے بعد وہ محنت کر کے ساڑھے آٹھ سو یا پونے نو سو نمبر لیتا ہے، محض وہ انٹری ٹیسٹ کی وجہ سے وہ جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بیہمانہ اور ایک ظالمانہ طریق کار ہے۔ اگر انٹری ٹیسٹ کو ختم کر دیا جائے تو یہ شکایت نہیں آئے گی کہ ملتان میں سات بچے پاس ہوئے اور یہاں پر پندرہ سو پاس ہوئے ہیں۔ مہربانی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو اعداد و شمار ڈاکٹر صاحب نے یہاں رکھے ہیں وہ یقیناً بڑے خوفناک ہیں۔ اس انٹری ٹیسٹ کے حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یقیناً یہ بات بالکل سچ ہے کہ جو ایجوکیشن کی سہولت central Punjab میں ہے وہ southern Punjab میں نہیں ہے۔ اس حوالے سے یہاں کے بچے کو اگر وہاں کے بچے کے ساتھ compete کروائیں گے تو یہ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ اس حوالے سے یہ جو اعداد و شمار آئے ہیں اس کے نتیجے میں پھر وہاں کے عوام کے اندر ایک reaction پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو بھی اقدامات تجویز کئے گئے ہیں وہ تو علیحدہ بات ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے پنجاب کے اندر جتنے بھی ایجوکیشن بورڈز ہیں، کسی زمانے میں یہ بڑا بوٹی مافیا چلتا تھا لیکن اس وقت جو صورتحال ہے کہ جتنے بھی ایجوکیشن بورڈز ہیں، اس حوالے سے کوئی اتنی لمبی چوڑی اجتماعی طور پر نقل کی اور بے ایمانیوں کی شکایات سامنے نہیں آ رہیں۔ اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایک بچہ بارہ سال محنت کرتا ہے اور محنت کرنے کے بعد بورڈ کے سٹینڈرڈ کے مطابق امتحانات کو clear کرتا ہے اور اس کے بعد پھر اس کے لئے انٹری ٹیسٹ کا کوئی جواز نہیں بنتا اور میں سمجھتا ہوں

کہ اگر یہ انٹری ٹیسٹ retain کیا جارہا ہے تو یہ ہمارے وزیر موصوف عمران مسعود صاحب کا failure سمجھا جاتا ہے کہ یہ محکمہ تعلیم کو چلا رہے ہیں اور بڑے اچھے طریقے سے چلا رہے ہیں اور بورڈز اچھے نتائج دے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ان کی کارکردگی پر عدم اعتماد ہے۔ پھر جب یہ انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ شروع ہوا تھا تو پہلے سال ہی اخبارات کے اندر بڑے سکینڈل آئے تھے کہ مخصوص لوگوں کو انھوں نے پرچے آؤٹ کروا دیئے تھے اور اس کے نتیجے کے اندر نمبر دو قسم کے لوگ جو ہیں، جو بچے زیادہ محنتی تھے وہ پیچھے رہ گئے اور ابھی بھی اگر یہاں اس کا data نکال کر دیکھا جائے تو بہت سارے ایسے بچے آپ کو ملیں گے کہ جنھوں نے بورڈز کے اندر تو بہت اچھے marks لئے ہوئے ہیں لیکن یہ ہے کہ وہ اس انٹری ٹیسٹ کے اندر رہ گئے ہیں کیونکہ انہیں پرچہ نہیں مل سکا، ان کو اس حوالے سے بوٹی نہیں مل سکی، ان کا امتحانی سسٹم کے اندر کوئی source نہیں تھا اس لئے وہ compete نہیں کر پائے اور پیچھے رہ گئے اور آئے دن ایسے طلباء ہمارے پاس آتے رہتے ہیں، والدین ہمیں شکایت کرتے ہیں کہ جناب! ہمارا بچہ تو 900 سے اوپر نمبر لے کر qualify نہیں کر سکا ہے اور یہ دوسرے علاقے لاہور اور فیصل آباد کا بچہ جو ہے جس نے بورڈ کے اندر ساڑھے سات سو یا آٹھ سو نمبر لئے ہیں وہ میڈیکل کالج کے اندر داخلے کے لئے qualify کر گیا ہے۔

جناب والا! یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے۔ اس حوالے سے لوگ ہمارے پاس اپنے مسائل کو لے کر آتے ہیں اور یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بہت گمبھیر مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر تعلیم صاحب اور وزیر صحت اور ایوان کے دو چار افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس مسئلے پر غور کرے۔ اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے اور یہ بالکل ہمارا مطالبہ اس حوالے سے حق بجانب ہے کہ یہ انٹری ٹیسٹ سسٹم کا جو سلسلہ ہے اس کو بالکل ختم کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سمرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! فاضل رکن ڈاکٹر جاوید صدیقی نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے، ہم سرائیکی بیلٹ سے تعلق رکھنے والے تمام ممبران یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ داخلوں سے پہلے اس معاملے کی انکوائری کی جائے اور پھر اس کے بعد میڈیکل کالجوں میں یہ داخلے شروع کئے جائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایک سال پہلے میں نے یہ سوال اسی اسمبلی میں اٹھایا تھا کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ پچھلے دور میں یہ انٹری ٹیسٹ کی بیماری جو ہے یہ ہمارے پنجاب میں رائج کی گئی تھی اور اس کے پیچھے ایک سازش تھی۔ وہ سازش یہ تھی کہ جتنا ٹیلنٹ تھا وہ غریب دیہاتوں سے، غریب علاقوں سے، کمزور علاقوں سے آتا تھا، غریبوں کے بچے نو، نو سو نمبر لیتے تھے اور جب وہ میڈیکل کالجوں میں آتے تھے اور وہ ہر جگہ آگے نکل جاتے تھے۔ اب یہ سازش کی گئی اور سازش کرنے والے لوگ یہاں پر بھی موجود تھے۔ انہوں نے پچھلی حکومت میں سازش کروا کر اس انٹری ٹیسٹ کو اس ملک میں رائج کروا دیا۔ ایک بچہ جو محنت کرتا ہے اور نو سو یا ساڑھے نو سو نمبر لیتا ہے، یہ کتنی توہین ہے کہ اس کو دوبارہ ایک اور پراسیس سے گزارہ جائے اور پھر وہ پراسیس ایک مشکوک پراسیس ہو۔

جناب والا! حکومت نے پچھلے دنوں میں یہ بیان دیا تھا کہ ہم اس انٹری ٹیسٹ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ظلم ہے، یہ انٹری ٹیسٹ ختم ہونا چاہئے۔ اس کا وجود ایک سازش تھی اور ایک سازش کے تحت اس پنجاب میں اس انٹری ٹیسٹ کو لاگو کیا گیا تھا۔ پچھلے دنوں ہمارے سیالکوٹ میں، بالکل میرے حلقے میں آرمی کے ایک ریٹائرڈ حوالدار کی بچی نے ساڑھے نو سو نمبر لئے ہیں اور وہ بچی انٹری ٹیسٹ میں شامل ہوئی ہے اور اس کو انٹری ٹیسٹ میں فیل کر دیا گیا ہے۔ وہ کیوں؟ کہ جس طرح ڈاکٹر صاحبہ نے کہا ہے کہ یہاں پر لاہور میں اکیڈمیاں بنی ہوئی ہیں اور وہ اکیڈمیاں بھی ایک مافیا ہیں، جو لوگ انٹری ٹیسٹ میں paper بناتے ہیں ان کے ساتھ ان کے رابطے ہوتے ہیں۔ وہ paper کسی نہ کسی طریقے سے leak out ہو جاتا ہے یا ان اکیڈمیوں تک ان کی کوئی نہ کوئی بھنک پہنچ جاتی ہے اور اس طریقے سے ان طالبعلموں کو تیار کروایا جاتا ہے جو ان اکیڈمیوں میں تیاری کرتے ہیں۔ لہذا وہ لوگ جو مستحق ہوتے ہیں، وہ بچے جو ساڑھے نو، نو سو نمبر لیتے ہیں وہ رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک ایسی بچی کا بھی علم ہے، ایک بنکر تھا اس کی بچی نے بھی 900 نمبر لئے۔ اس نے کہا کہ میں میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں لوں گی کیونکہ یہ میری توہین ہے کہ میں انٹری ٹیسٹ میں شامل ہوں۔ میں نے 900 نمبر لئے ہیں اور میں نے اپنی محنت کر کے یہ نمبر لئے ہیں یو میں حکومت اور وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ خدارا! اس انٹری ٹیسٹ کی لعنت کو اس پنجاب سے ختم کیا جائے اور ان بچوں کو جو میرٹ پر نمبر لیتے ہیں اگر کسی کا ڈیرہ غازی خان سے تعلق ہے، کسی کا رحیم یار خان سے تعلق ہے اور اس کا میرٹ K.E. میں بنتا ہے تو وہاں اس کو داخلہ دیا

جائے۔ میں اس کی پر زور تائید کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر میڈیکل میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ کے حوالے سے تنقید ہو رہی ہے اور اس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک سازش تھی، تو میں عرض کروں گی کہ یہ انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ میاں نواز شریف، شہباز شریف کے دور حکومت میں شروع ہوا تھا۔ اس وقت بوٹی مافیا عروج پر تھا، بورڈز کی حالت یہ تھی کہ پرچے خرید لئے جاتے تھے، سفارش پر نمبر لگائے جاتے تھے، جس کسی کا زور چلتا وہ پیسے دے کر پرچے نکلوا لیتا تھا اور اس بچے یا بچی کے نمبر زیادہ ہو جاتے تھے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اس چیز کو ختم کیا تھا لیکن اب بورڈوں میں وہ باتیں نہیں ہیں۔ پہلے نقل کروائی جاتی تھی، باہر سے پرچیاں جاتی تھیں اور امتحانی ہال کے اندر نقل کا سلسلہ جاری ہوتا تھا۔ انہی وجوہات کی بناء پر entry test شروع کیا گیا تاکہ جو بچے لائق ہیں وہی qualify کریں۔ یہاں پر یہ کہنا کہ یہ ایک سازش ہے غلط ہوگا کیونکہ یہ سازش بالکل نہیں تھی۔ لاہور کے بچے اگر انٹری ٹیسٹ qualify کر جاتے ہیں تو یہ اس لئے ہے کہ لاہور میں اکیڈمی کی سہولتیں میسر ہیں، انہیں اچھے tutors ملتے ہیں جبکہ ہمارے سرائیکی بیلٹ میں یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ میں خود بہاولپور سے تعلق رکھتی ہوں مجھے علم ہے کہ وہاں پر لاہور جیسی اچھی اکیڈمیاں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ، تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ یہ بہت اہمیت کا حامل سوال ہے، اس پر تفصیل سے بحث ہونی چاہئے۔ ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ district-wise نشستیں مختص کر دی جائیں۔ بہاولپور، ڈی جی خان اور ملتان ایسے علاقے ہیں کہ جہاں پر ایسی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ اگر ضلع کے حساب سے نشستیں مخصوص کر دی جائیں تو پھر یہ محرومی اور شکایت ختم ہو جائے گی۔ بچے نو نو سو نمبر لے کر بھی انٹری ٹیسٹ میں رہ جاتے ہیں، ہمارے پاس بچے روتے ہوئے آتے ہیں۔ اب تو بورڈز کا طریق کار بھی بڑا شفاف ہو گیا ہے اور امتحانی مراکز میں بھی نقل کا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔ لہذا یہ انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں، آپ کا point سمجھ میں آ گیا ہے اب اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔ اب میں وزیر صحت سے کہوں گا کہ وہ اس کا جواب دیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وزیر صحت کو جواب دینے دیں، آج ہمارا ایجنڈا بہت لمبا ہے۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم ڈاکٹر جاوید صدیقی اور باقی معزز ممبران نے جو views express کئے ہیں میں نے ان کا بڑا seriously notice لیا ہے۔ جن خدشات اور تحفظات کا اظہار معزز ممبران نے فرمایا ہے انھیں مدنظر رکھتے ہوئے میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ آج اس اجلاس کے اختتام پر میں سیکرٹری صحت کو اپنے دفتر میں بلاؤں گا اور ہدایت دوں گا کہ اس issue کی immediately inquiry شروع کروائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صرف تھوڑی سی clarification دینا چاہتا ہوں، محکمے کا دفاع نہیں کرنا چاہتا بلکہ ذاتی level پر ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انٹری ٹیسٹ کا جو phenomenon ہے اس کے بارے میں پچھلے دو تین سالوں سے بہت ساری باتیں کہی جا رہی ہیں۔ اس حوالے سے وزیر تعلیم کی بھی ایک رائے ہے۔ ہم نے deliberately اس کا جو weightage تھا وہ کم کیا ہے۔ پہلے 50/50 تھا اب ہم نے 65/35 فیصد کر دیا ہے یعنی انٹری ٹیسٹ کی weightage کافی حد تک کم کر دی گئی ہے۔ دوسری طرف انٹری ٹیسٹ ہمارا محکمہ منعقد نہیں کرواتا، ہم اپنے کسی ادارے سے نہیں کرواتے بلکہ ہم نے اسے out source کیا ہوا ہے، ایک neutral entity جسے یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کہتے ہیں وہ انٹری ٹیسٹ conduct کروا رہی ہے۔ پچھلے اڑھائی سالوں میں، جب سے ہماری حکومت ہے یا میں وزیر صحت ہوں سوائے anecdotal cases کے کبھی اس بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی۔ لیکن اگر اس مرتبہ ایسا کچھ ہوا ہے، جیسا کہ معزز ممبران نے اظہار کیا ہے کہ پرچہ آؤٹ ہوا ہے یا South and North کی کوئی disparity ہوئی ہے تو I take it very seriously. میں نے پچھلے اڑھائی سالوں میں محکمہ صحت میں جتنی ساؤتھ کو preference دی ہے I think وہ historic ہے۔ محکمہ صحت کے حوالے سے ہم نے جو ادارے جنوبی پنجاب میں بنائے ہیں، جو ہم نے جنوبی پنجاب کو support دینے کی کوشش کی ہے وہ سب ہم نے deliberately کیا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جنوبی پنجاب کا حق ہے۔ یہ ایک ایسا علاقہ ہے جو کہ backward ہے، یہاں کے بچوں کو وہ تمام سہولیات میسر نہیں جو کہ لاہور میں میسر ہیں اس کے بعد بھی اگر ان کے ساتھ بے انصافی کی جائے گی تو میں یہ بے انصافی اپنے دور میں انشاء اللہ کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ شکریہ

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یونیورسٹیوں میں بھی داخلے کے

وقت ایسا ہی ہوتا تھا، بہاولپور یونیورسٹی اور بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی میں جب داخلے ہوتے تھے تو 70% more then افراد لاہور، فیصل آباد یا راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے داخل ہو جاتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں ایک پالیسی بنائی کہ ہر یونیورسٹی کا جو area jurisdiction ہے 70 فیصد داخلے اس علاقہ سے کئے جائیں گے اور 30 فیصد داخلے انہوں نے اپر پنجاب کے لئے کر دیئے۔ Southern Punjab میں تین میڈیکل کالج ہیں اگر ان میں داخلے اسی طرح سے jurisdiction-wise کر دیئے جائیں تو اس سے جنوبی پنجاب کے علاقوں کو بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ تناسب میں اتنی بڑی کمی ہے کہ 90 فیصد داخلے لاہور اور 10 فیصد باقی سارے صوبے سے ہوتے ہیں۔ 1500 طلباء کو لاہور سنٹر سے داخلہ مل رہا ہے جبکہ Southern Punjab جس میں تین ڈویژن ملتان، بہاولپور اور ڈی جی خان ہیں، جو پنجاب کی آبادی کا 35 فیصد ہے وہاں سے approximately کوئی 70 لوگوں کو داخلہ مل رہا ہے۔ جب بھی یہ point out کیا جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی ایک سہانا خواب دکھا کر معاملے کو ٹال دیا جاتا ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ درجہ چہارم کے 28 ملازمین بہاولپور میں لاہور سے جا کر بھرتی ہوئے ہیں تو اسے مٹی میں ڈال دیا گیا۔ جب یہ کہا گیا کہ ترقیاتی فنڈز میں سے 10 فیصد Southern Punjab کو دیا گیا ہے، وہ بھی بھول گئے۔ جب یہ کہا گیا کہ ہر Divisional Headquarter میں یونیورسٹی ہے جبکہ ڈی جی خان میں نہیں ہے تو اسے بھی بھلا دیا گیا۔ جب یہ بات کی گئی کہ drought scheme کے تحت اضلاع کو پانچ پانچ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں ۔ یہ drought کے تحت، backwardness کی بنیاد پر دیئے جانے تھے، اس میں Southern Punjab کے صرف چار اضلاع کو شمار کیا گیا کہ وہاں پر پانی کی قلت اور drought ہے۔ اس کو بھی بھلا دیا گیا۔ جب ہم ان تمام باتوں کو ایک ایک کر کے اسی طرح نظر انداز کرتے چلے جائیں گے اور وعدے یہی کریں گے کہ ہم کر رہے ہیں، کرتے رہے ہیں اور ہم کریں گے تو پھر کیا ہماری محرومیاں بڑھیں گی نہیں؟ میری ان دس بارہ باتوں میں سے ایک کا بھی حکومت یہ جواب دے کہ اس بابت انہوں نے کوئی ایکشن لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اب پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر تو نہیں کی جا سکتی۔ آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے اور موضوع سے بھی ہٹ رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک آخری بات کر کے ختم کرتا ہوں۔ ان تمام

باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم کہتے ہیں کہ ہم اپر پنجاب سے علیحدگی چاہتے ہیں تو ہماری بات بالکل جائزاور صحیح ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نولاٹیا صاحب یہ صحیح نہیں ہے۔آپ انٹری ٹیسٹ کے بارے میں بات کرتے کرتے کہاں جا پہنچے ہیں۔ موضوع سے ہٹ گئے ہیں۔ اس وقت بڑے اہمissue پر بات ہو رہی ہے۔ معزز رکن ڈاکٹر صدیقی صاحب نے ایک بڑا اہمissueاٹھایاہےاور وزیر صحت نے اس کا جواب دیا ہے کہ وہ آج ہی اس حوالے سے سیکرٹری صحت کو بلائیں گے اور انکوائری کروائیں گے۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو وہ اس بارے میں مناسب ایکشن لیں گے۔ان کی یہ یقین دہانی کافی ہے۔جی، وزیر تعلیم صاحب!آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم: شکریہ۔جناب سپیکر!انہوں نے جو علیحدگی کی بات کی ہے یہ بڑی نامناسب ہے۔ ہم نے تو کبھی علیحدگی کا سوچا بھی نہیں بلکہ ہم تو اپنانے کی بات کرتے ہیں۔یہاں یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ شاید جنوبی علاقہ کوئیless privileged areaہے یااس کے خلاف کوئی سازش کی جارہی ہے۔ ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ معزز وزیر صحت نے یہاں پرassuranceدلوائی ہے اور میں بھی آپ کو اس کیassuranceدیتا ہوں کہalreadyیہ معاملہtake upہو چکا ہے۔ ہم نے academic sideپر ایف۔ایس۔سی کے65% marksرکھے ہیں اور 35% viva and objective testکے ہیں۔ میری اور ہیلتھ منسٹر صاحب کی وزیراعلیٰ صاحب سے بات ہوئی تھی اور ہم نے انہیں کہا کہ ہم انٹری ٹیسٹ کو ختم بھی کرانا چاہتے ہیں اور اس پر کچھdeliberationsبھی کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے ہماری بات پر پہلا یہstep adoptکیا تھا کہacademic sideپر15نمبر بڑھا دیئے تھے۔ پھر انھوں نے ہمیں یہtargetدیا کہ آپ اپنے محکمہ تعلیم کو بہتر بنایئے اور آپ کے بورڈز کیperformanceزیادہ اچھی ہو تاکہ ایک وقت آئے کہ ہم اسے بالکل ختم کردیں۔ وہ معاملہ چل رہا ہے۔آج ہاؤس میں کئی معزز ممبران نے یہ کہا ہے کہ محکمہ تعلیم اچھا کام کر رہا ہے۔1992اور1997 میں جیسے بورڈز میں نقلیں لگتی تھیں اور گھوسٹ سکول بنتے تھے۔ ہم نے اللہ کی مہربانی سے اسے ختم کر دیا ہے۔اب ہم ایک اچھی طرف گامزن ہیں۔

جناب والا!یہاں پر جو معاملہunanimously createہوا ہے کہ Entry Test is a denial of the basic rights of a childانشاء اللہ ہمchildکاrightضرور restoreکریں گے۔ شکریہ

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم Call Attention Notice take up کرتے ہیں۔
and the first one is 412 from Syed Ihsan Ullah Waqas

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں ابھی بات کرنا چاہتا تھا پھر تو یہ ٹائم ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ شروع کرنے دیں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ابھی Call Attention Notice آ گیا ہے لیکن معزز ممبر اور جناب سے بھی میری درخواست ہو گی کہ ہم نے آج دو Call Attention Notices take up کرنے ہیں۔ چونکہ آج لاء منسٹر صاحب ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے ان کے آنے تک pending کر دیں تاکہ لاء منسٹر صاحب ہی اس چیز کا جواب دے دیں۔ I think that its an important matter انہوں نے اس کی انکوائری بھی کی ہوئی ہے ڈی۔پی۔اوز کو بھی بلایا ہوا ہے and he is in the picture انہیں personally اس بات کا پتا ہے۔ چونکہ آج میں ان کی جگہ جواب دے رہا ہوں لیکن مجھے ابھی پتا چلا ہے so, may be, I would not able to answer ان کو satisfy نہ کر سکوں۔ لہٰذا اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو pending کر دیں؟

وزیر تعلیم: جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اگر کل کے لئے pending کرنا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو سوموار تک pending کر لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! سوموار تک نہیں کیونکہ اس طرح باقی kill ہو جائیں گے اور ان کا حق مارا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: He may not be able to come tomorrow اتنا ٹائم نہیں ہے لہٰذا اسے سوموار تک pending کر لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ سوموار اور جمعرات کو آنے ہوتے ہیں۔ اب اگر آپ یہ دونوں سوال سوموار کے لئے pending کر دیں گے تو پھر سوموار والے کدھر جائیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہم نے بھی Call Attention Notices دیئے ہوئے ہیں اگر یہ pending ہوتے ہیں تو پھر ہماری باری نہیں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب اکثر یہاں ہوتے ہیں لیکن آج نہیں ہیں

He has gone there for a very emergency meeting.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کو جواب موصول ہوا ہو گا۔ وہ جواب دے دیں اس پر بات کر لی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ انہیں depute کر کے نہیں گئے۔ لاء منسٹر صاحب کے پاس information ہے لیکن ان کے پاس نہیں ہے۔ Unless Law Minister is there

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! کوئی ایسی بات نہیں انہیں کل کے لئے pending کر لیں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! چونکہ Call Attention Notice کے لئے دن مقرر ہے اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ آج کے Call Attention Notice کا جواب کل دیا جائے۔ بلکہ جس دن ان کی باری آئے اسی دن take up ہوں گے۔ یہ choice پر نہیں ہے بلکہ rules میں ہے کہ اگر کوئی Call Attention Notice pending ہو گا تو وہ next working day پر ہو گا جس دن Call Attention Notice کا ٹائم ہو گا۔ اس لئے یہ کل نہیں ہو سکے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: تو اس میں یہ بھی ہے کہ اس کا جواب وزیر اعلیٰ نے دینا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ جواب نہیں دیتے، وزیر قانون نہیں دیتے لیکن کوئی وزیر تو جواب دے۔ this is mandatory اگر آپ pending نہیں کرتے تو concerned minister جواب دیں۔ ہمارا اپنا Call Attention Notice آنا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہ بھی tradition ہے کہ یہاں سوال pending کئے جاتے ہیں کیونکہ اگر متعلقہ وزیر کسی ایمرجنسی کی وجہ سے ہاؤس میں نہ ہو تو اسے pending کر کے صحیح جواب موصول کیا جاتا ہے اور اس کا جواب صحیح دینا ہوتا ہے۔ چونکہ لاء منسٹر محکمہ داخلہ کو deal کرتے ہیں اور انہوں نے ہی جواب دینا ہے لیکن وہ آج نہیں ہیں۔ چونکہ انہوں نے اس بارے میں ڈی۔پی۔او کو بلا کر تمام تحقیقات خود کی ہوئی ہیں۔ ممکن ہے کہ لکھے ہوئے جواب پر معزز رکن مطمئن نہ ہوں اس لئے ان کی ذاتی information ان کو satisfy کر سکتی ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے pending کر دیا جائے اور یہ ایک tradition بھی ہے۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ایسی روایات رہی ہیں کہ جب ہمارے فاضل اپوزیشن ممبر تشریف نہیں لاتے تو وہ بھی کبھی request کرتے ہیں کہ ہمارا بزنس pending کر دیا جائے۔ چونکہ اس کا وزیر اعلیٰ نے جواب دینا ہوتا ہے یا وزیر اعلیٰ کے ایماء پر لاء منسٹر جواب دیتے ہیں۔ لہٰذا اس کی تیاری بھی لاء منسٹر نے کی ہوتی ہے انہیں سارے واقعات کا پتا ہوتا ہے۔ اگر عمران مسعود صاحب پڑھ دیں گے یا کوئی اور منسٹر پڑھ دے گا تو اس سے یہ مطمئن نہیں ہوں گے۔ لہٰذا آپ سے میری بھی استدعا ہے کہ آپ ان کے آنے تک اسے pending کر دیں۔ وہ آئیں گے تو جواب دے دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں سوال پڑھ دیتا ہوں اور یہ جواب پڑھ دیں۔ باقی تفصیل کل کر لیں گے لیکن اس طرح سوموار تک pending نہ کریں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! اگر اس کا جواب پڑھا جائے گا تو پھر اس کے بعد یہ ختم ہو جائے گا اس لئے کل پر نہیں آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، درست ہے۔ اگر جواب پڑھ لیں گے تو پھر وہ dispose of ہو جائے گا اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو اس کا فائدہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اسے pending کر لیں۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: جناب والا! اسے کل تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاید کل بھی وہ نہ آ سکیں اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ سوموار کو ہوگا۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: سوموار کو take up کر لیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! سوموار کو اسے consider کر لیا جائے گا تو یہ سوموار تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب نے فرمایا کہ اس دن فاضل ممبر موجود نہیں تھے اس وجہ سے اسے pending کر دیا گیا۔ چونکہ فاضل ممبر کی جگہ اسے کوئی اور معزز ممبر take up نہیں کر سکتا تھا اس لئے انہوں نے pending کروایا لیکن اگر وزیر قانون یہاں تشریف فرما نہیں ہیں تو ان کی جگہ دوسرے وزراء صاحبان ہیں وہ جواب دے سکتے ہیں کیونکہ اگر آپ اسے اگلے سوموار تک pending کریں گے تو ہمارے Call Attention Notices جو اتنے عرصے سے جمع کرائے ہوئے ہیں اور وہ منظور بھی ہوئے ہوئے ہیں لیکن اس طرح تو next term میں بھی ان کی باری نہیں آئے گی اور بہت سارے important issues رہ جائیں گے۔ للہذا میری گزارش ہے کہ اگر یہ جواب دے سکتے ہیں تو انہیں take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ کی بات بجا ہے لیکن اگر ان کے جواب سے شاہ صاحب مطمئن نہ ہوئے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ چونکہ لاء منسٹر صاحب کا ڈیپارٹمنٹ ہے اس لئے وہی اس کی تفصیل بتائیں گے۔ عموماً لاء منسٹر صاحب حاضر ہوتے ہیں آج پہلی دفعہ غیر حاضر ہیں۔ انہیں کہیں ضروری جانا پڑا ہے اور انہوں نے request کی ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ خود اس بات کا اندازہ کریں کہ یہاں پر تقریباً چالیس کے قریب منسٹرز ہیں۔ Call Attention Notice کے chapter میں کسی جگہ یہ بات درج نہیں ہے کہ لاء منسٹر جواب دیں گے۔ اس میں یا تو وزیر اعلیٰ نے جواب دینا ہے یا پھر concerned وزیر نے جواب دینا ہے اور concerned منسٹر وہ ہوتا ہے جس کے ذمے اس دن کا بزنس لگے کہ اس نے take up کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں concerned minister means اگر اس کا اس ڈیپارٹمنٹ سے تعلق ہے تو وہ اس کا جواب دے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہاں ہاؤس میں اس بارے میں ایک سے زیادہ مرتبہ یہ پوائنٹ اٹھایا گیا اور Chair کی رولنگز ہیں کہ for the business of the House وہی concerned minister ہو گا جسے depute کیا گیا ہے تو لاء منسٹر کو on behalf of the Chief Minister depute کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر depute کیا گیا ہے تو لاء منسٹر کو on behalf of the Chief Minister depute کیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: آج کس کو depute کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ چھٹی لے کر گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہی تو بات ہے اگر وہ چھٹی لے کر گئے ہیں تو یہ معاملہ کسی کو depute ہوا ہے یہ بتایا جائے ورنہ پھر آپ گورنمنٹ کی seriousness دیکھیں کہ یہ ہاؤس کے بزنس کو چلانے کے لئے کس حد تک serious ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جو depute کی بات ہے۔ یہاں چونکہ چیف منسٹر صاحب کم و بیش آتے ہیں اس لئے انہوں نے انہیں مستقل طور پر depute کیا ہے۔ آج اگر عمران مسعود صاحب کو depute کیا گیا ہے---

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! He is the concerned minister یعنی جس دن House in session ہو تو یہاں پر وہ چھٹی پر نہیں ہو سکتے۔ آج اس بزنس کے لئے کوئی concerned minister ہے، جو ہے وہ اس کا جواب دے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ depute کرنا اور کسی محکمے کا نوٹیفکیشن ہونے میں تفریق ہے کیونکہ داخلہ کا incharge چیف منسٹر ہے۔ اس ہاؤس کے purpose of business کے لئے وزیر قانون کا نوٹیفکیشن ہوا ہے کہ وہ on the floor of the House داخلہ کو deal کریں گے۔ یہ depute کرنا اور نوٹیفکیشن میں فرق ہے۔ ایس۔ اینڈ۔ جی۔ اے۔ ڈی سے نوٹیفکیشن ہوا ہے کہ ہاؤس میں داخلہ کے امور وزیر

قانون deal کریں گے تو concerned minister اس طریقے سے بنتے ہیں کہ ان کا نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ depute کرنا یہ ہوتا ہے کہ فرض کریں کہ Housing Minister نہیں ہیں مجھے کہا جاتا ہے کہ آپ ان کے behalf پر ہاؤس کو inform کر دیں تو کوئی بات بھی اگر ان کے متعلقہ ہوگی تو میں کہہ دوں گا۔ میں جو جواب دے سکوں گا میں کر دوں گا یا میں کہوں گا کہ concerned minister کل یا پرسوں یہاں ہوں گے تو وہ اس کا جواب صحیح دیں گے کیونکہ وہ اس سے متعلقہ بزنس کو deal کرتے ہیں۔ جب نوٹیفکیشن ہوتا ہے تو وہ concerned minister بن جاتے ہیں تو اس لئے میں کہتا ہوں کہ رانا صاحب جو confusion پیدا کر رہے ہیں اس میں یہ فرق ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی confusion والی بات نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہاؤس کے بزنس میں کوئی چھٹی والا معاملہ اس طرح سے نہیں ہو سکتا۔ concerned minister جس کو وہ معاملہ تفویض ہوا ہے اس نے جواب دینا ہوتا ہے اور وہی concerned minister ہوتا ہے۔ اس میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ جس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ سوال ہوگا اس ڈیپارٹمنٹ کا منسٹر جواب دے گا۔ concerned minister means کہ جس کو وہ معاملہ تفویض ہوا ہے۔ اب اگر آج وزیر داخلہ چھٹی پر ہیں تو ان کی جگہ یہ معاملہ کسی نہ کسی کو تو depute ہوا ہے اگر نہیں ہوا تو پھر یہ گورنمنٹ بتائے کہ آج لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ تمام معاملات میں گورنمنٹ آج چھٹی پر ہے۔ آپ یہ رولنگ دے دیں کہ آج گورنمنٹ چھٹی پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ گورنمنٹ چھٹی پر نہیں ہے۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ نے ابھی اس معاملے پر رولنگ فرما دی ہے۔ ابھی آپ نے رولنگ دی ہے کہ میں نے اس کو سوموار کے لئے pending کر دیا ہے۔ کیا آپ کی رولنگ آنے کے بعد یہ معاملہ زیر بحث رہ سکتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہاؤس میں جاری proceeding کے متعلق raise ہو سکتا ہے۔ میں ایک دوسرا پوائنٹ جو آپ کے سامنے raise کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ rule کے تحت ابھی یہاں پر یہ بات ہو رہی تھی کہ اس کو کسی اور دن کے لئے pending نہیں کیا جا سکتا۔ یہ

اب اگر pendingہوگا تو next Mondayپر ہی جائے گا تو rule 67 یہ کہتا ہے کہ:

Rule-67. All notices of questions which are not included in the list of business on a day immediately following the said notice shall lapse and notices which, although brought on the agenda, are not disposed of because of expiry of time fixed for the purpose shall also lapse:

Provided that the questions brought on the list of the business for which the Speaker fixes another day, either himself or on the request of the Chief Minister or the minister concerned, shall not lapse.

MR DEPUTY SPEAKER: I have taken it to Monday.

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، نہیں۔جناب سپیکر!اس میں بڑا واضح ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ

It will not lapse as the Speaker fixes. I have fixed it already for Monday.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں جس پوائنٹ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ ہے another day۔

MR DEPUTY SPEAKER: Another day means fixation by me. I have fixed for Monday, as another day.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس کو Tuesdayکے لئے بھی کر سکتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, no. It is for me to fix. I fix it for Monday. Another day for me, it is Monday. I have fixed for Monday.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس کو جب pendingکریں گے تو اس دن جو call

Attention Notices ایجنڈے پر ہیں یہ ان پر پھر اثر انداز نہیں ہوں گے۔
MR DEPUTY SPEAKER: I will decide at the time.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! decided نہیں۔ یہ تو بات واضح ہے۔ اس کو آپ آج decide کریں۔ جب آپ نے اس معاملے کی cognizance لی ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی بات بجا ہے لیکن

Let me decide on that day. Today I have decided that if I would be in the Chair at that day, then I shall decide on that. If the Speaker would be there, he will decide on that day.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو، جو Monday question کو آنے ہیں ان کا decision تو Monday سے پہلے ہونا ہے۔ اس دن اس وقت نہیں ہو گا جس وقت آپ Chair پر تشریف فرما ہوں گے اس وقت یہ فیصلہ نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ جو Monday Call Attention Notices کو پیش ہوں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان Call Attention Notices کو Monday یا کل Tuesday کے لئے pending کرنے سے وہ Call Attention Notices جن کی Monday کو turn already آنی تھی وہ lapse نہیں ہوتے، وہ آنے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ اس میں legal position کیا ہے؟ دو سے زیادہ ہو سکتا ہے Can you guide me for that?

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ 67 rule پڑھ لیں۔ اس میں ہے کہ:

Provided that the questions brought on the list of the business for which the Speaker fixes another day.

اب another day میں Monday نہیں ہے۔ اس میں Monday ہو سکتا ہے، Tuesday ہو سکتا ہے، Saturday ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سنیں۔ اس میں یہ بھی ہے

Not more than two such questions shall be included in the list of business for a sitting.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ تو اس دن کی لسٹ ہو گی۔ ان کو تو آپ نے pending کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی تو آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ اس میں legal position کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری رائے یہ ہے کہ Monday کی لسٹ میں یہ include نہیں ہوں گے۔ وہ لسٹ independent ہو گی اور ان کو آپ نے pending فرمایا ہے، یہ آپ Monday کے لئے بھی کر سکتے ہیں، Tuesday کے لئے بھی کر سکتے ہیں، Saturday کے لئے بھی کر سکتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب فرما رہے ہیں جو Call Attention Notice آج پڑھا جائے گا اور اس کا جواب pending ہو گا وہ ان دو کے ساتھ attach نہیں ہو گا، اس کا جواب دے دیا جائے گا لیکن ان دو کو بھی take up کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ تو آج کی لسٹ میں آ گیا اور پڑھا گیا۔ pending کا جواب پانچ منٹ میں دے دیا جائے اور اس کے بعد لسٹ والے دو کو take up کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ It will be taken on Monday

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس کا طریق کار یہ ہو گا کہ mover اپنا question پڑھے گا تو تب ہے۔ وہ move کر دے اور اس کے بعد آپ ان کی request پر declare کریں کہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ آج گورنمنٹ چھٹی پر ہے لہذا اس کا جواب next day دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چھٹی پر نہیں ہے۔ وہ ضروری کام کے لئے گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا صاحب! آپ خود ہی فرما رہے ہیں کہ وہ دو take up کئے جا سکتے ہیں اور یہ بھی next day پر جا سکتے ہیں۔

If I permit them to do so and I have given them the permission.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ move نہیں ہوا تو pending کیسے ہو گیا؟ یہ move ہو کر pending ہو گا یعنی ہو گا یہ کہ یہ move ہو گا، move ہونے کے بعد یا تو concerned minister request کرے گا جیسا کہ رول 67 میں ہے اور اس پر یہ pending ہو گا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! بزنس کی لسٹ پر لانے کے لئے جس کا Call Attention Notice ہے اسے وہ پڑھنا پڑھے گا اور اس کے بعد آپ اس کو next day pending کر دیں گے، پھر اس کا answer آ جائے گا کیونکہ وہ آج take up ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو میں انہیں پڑھنے کے لئے کہوں گا۔ میں نے وہ reject نہیں کیا۔ میں نے یہ تو ان کی request کے لئے ویسے کہا ہے کہ پرسوں کے لئے ہے۔ میں نے انہیں یہ تو debar نہیں کیا کہ .They should not read it وہ بیشک پڑھ لیں۔

وزیر جیل خانہ جات: ٹھیک ہے جناب! اس کو پڑھنے دیں تاکہ وہ آج کے بزنس کی لسٹ پر آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پڑھیں، اس کا جواب سوموار کو آئے گا۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب کا جو ایجنڈا تھا۔ انہوں نے اپنا سارا ایجنڈا مجھے depute کیا ہوا ہے۔ I am working on deputation دوسری بات یہ ہے کہ I am prepare to answer the Call Attention Notice. I have got the files. I have the answers میں نے معزز ممبر کی سہولت کے لئے کہا تھا، ان کی تسلی کے لئے کہا تھا کہ شاید وزیر قانون صاحب مجھ سے بہتر جواب دے سکیں یا زیادہ مطمئن کر سکیں۔ آپ نے مہربانی فرمائی اور pending کیا اور آپ نے کہا کہ ٹھیک ہے وزیر قانون صاحب آ جائیں گے تو جواب دے دیں گے۔ قانون یہ کہتا ہے کہ محرک پڑھے گا اور پھر سپیکر صاحب اس کو pending کریں گے اور وہ اگلے ایجنڈے پر چلا جائے گا۔

جناب والا! محرک پڑھیں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو آج ہی یہاں پر take up کر لیں۔ میں تیار ہوں۔ ان کا Call Attention Notice بم دھماکے پر تھا جو اچھرہ لاہور میں ہوا۔ میں نے تو ان کی تسلی کے لئے کہا تھا کہ شاید وزیر قانون بہتر جواب دے سکیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ pending کروانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: بغیر پڑھے pending نہیں ہوں گے، ورنہ lapse ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر پڑھ لیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کروں گا کہ ہر سوال میں "کرم" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ اس کو تو ختم کروائیں۔ کرم کرنا تو صرف اللہ کی ذات کا کام ہے۔ آپ کرم کی بجائے نوازش کا لفظ استعمال کر لیں یا کوئی اور کر لیں کیونکہ کریمی اللہ کی صفت ہے۔ یہ لفظ ''کرم'' میں نے کبھی بھی نہیں لکھا لیکن جب بھی لکھا جاتا ہے تو کرم شامل کر دیا جاتا ہے۔ مہربانی کریں اور ''ازراہ کرم'' کی بجائے ''ازراہ نوازش'' کر دیں۔ ہم اس میں احترام کا لفظ ہی استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کرم کریمی سے نکلا ہوا لفظ ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ سوال آپ کی طرف سے ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میں نے ''کرم'' کا لفظ نہیں لکھا۔ میں نے تو ویسے ہی یہ گزارش کی ہے کہ ہر سوال کے جواب میں لکھ دیا جاتا ہے کہ وزیر فلاں ''ازراہ کرم'' بیان فرمائیں گے۔ میں نے ''کرم'' کا لفظ کبھی نہیں لکھا لیکن یہ خود بخود لکھ دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہر حال آپ جو بھی سوال کرنا چاہیں کریں اور آگے چلیں۔

آزادی چوک اور اچھرہ لاہور میں بم دھماکے

سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ کی خبر مورخہ 2005-09-23 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں آزادی چوک اور اچھرہ میں 2005-09-23 کو بم دھماکے ہوئے، جس میں کم از کم چھ افراد ہلاک اور 30 سے زائد زخمی ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بم دیسی ساخت کے تھے اور ایک سائیکل پر رکھے ہوئے تھے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی شروع کر دی گئی ہے، ملزمان کی گرفتاری اور کارروائی کی مکمل تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مورخہ 05-09-23کو بم دھماکہ ہوا بلکہ 05-09-22مینار پاکستان میں بم دھماکا ہوا۔ جس میں ایک شخص محمد عمران ہلاک ہوااور14اشخاص زخمی ہوئے۔ جس پر مقدمہ نمبر581/05بجرم302/7ATAاور3/5ایکسپلوزیو ایکٹ تھانہ لاری اڈالاہور درج رجسٹر ہوا ہے جو زیر تفتیش ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بم دیسی ساخت کا تھااور سائیکل کی سیٹ کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

(ج) مقدمہ ملزمان تاحال ٹریس نہ ہوئے ہیں جن کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے جونہی گرفتاری عمل میں آئی بعداز تکمیل تفتیش مقدمہ ہذاکے حقائق کی روشنی میں اس کو سامنے لایا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے خود کہا تھا کہ ملزمان trace کر لئے ہیں۔انہوں نے تو جواب بالکل غلط دے دیا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آج اس کا جواب دینا تھا۔اس لئے متعلقہ اتھارٹی کو بلایا گیا تھا۔ان کے بارے میں جو Act of terrorism تھا اس پر تفتیش جاری ہے۔آپ کو پتا ہے کہ اس قسم کے بے شمار حساس نوعیت کے واقعات ہوتے ہیں، پورے ملک میں ہوتے ہیں، پوری دنیا میں یہ سارا سلسلہ شروع ہے۔ ہم نے اس کو آئی۔بی اور سپیشل برانچ کے ساتھ ٹیمیں تشکیل دی ہیں۔ گورنمنٹ کو پولیس ڈیپارٹمنٹ نے یہ یقین دلایا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو ملزمان ہیں۔ان کو وہ ٹریس کریں گے اور پھر ہم ہاؤس کے سامنے ان کو لے کر آئیں گے اور اس میں جو بھی ملزمان شامل ہیں،ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ لاہور شہر کے اندر اتنا اہم واقعہ ہے کہ یہاں بم دھماکہ ہوتا ہے۔ جس میں افراد جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ مجھے لاء منسٹر صاحب نے خود فرمایا کہ ملزمان trace کر لئے گئے ہیں۔اب جو جواب دیا جا رہا ہے وہ گول مول جواب دیا جا رہا ہے۔ مجھے یہ واضح طور پر بتائیں کہ ملزمان trace کر لئے گئے ہیں یا نہیں اور ملزمان کا تعلق کس پارٹی سے ہے یا کس گروہ سے ہے اور وہ کہاں سے trace کئے گئے ہیں اور اس وقت وہ کس حال میں ہیں آیا ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا؟ مجھے یہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی معزز ممبر کو بتایا ہے کہ اس کے بارے میں سپیشل ٹیمیں

بنائی گئی ہیں اور وہ اس کو خاص انداز میں deal کرتے ہیں۔ آئی۔ بی کی مشاورت، سپیشل برانچ کی مشاورت ہوتی ہے اور ایسے ادارے جو یہ رپورٹس مرتب کرتے ہیں، مانیٹرنگ بھی کرتے ہیں اور prior information پر جو لوگ react کرتے ہیں۔ یہ ایک حساس قسم کا واقعہ ہے۔ اس پر حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی standing instructions ہیں کہ پوری تفتیش عمل میں لائی جائے اور ایسے گروپوں کو ڈھونڈا جائے جو اس قسم کی anarchy معاشرے میں create کرتے ہیں تاکہ ان کے خلاف کارروائی کر سکیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے دو چیزوں کی وضاحت درکار ہے۔ ایک تو یہ کہ جو سپیشل ٹیمیں بنائی گئی ہیں ان کو کون ہیڈ کر رہا ہے، اس کی سربراہی کس کے پاس ہے اور دوسرا یہ کہ جو افراد ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں ان کو معاوضہ دینے کے لئے یا ان کی دل جوئی کے لئے حکومت نے کوئی پیسے طے کئے ہیں یا ان کو امداد دی گئی ہے؟ پہلے تو یہ جواب دیں کہ اس ٹیم کا سربراہ کون ہے؟ اس میں کون کونسے افراد شامل ہیں اور ان کا اس طرح کے کیسز کو investigate کرنے کا کیا تجربہ ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس پر آئی۔ جی پنجاب کو اس ساری انکوائری کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ obviously ہوم ڈیپارٹمنٹ کی مشاورت کے ساتھ بنایا گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: آئی۔ جی تو ہو ہی نہیں سکتا۔ پولیس فورس کا آئی جی انوسٹی گیشن کا افسر نہیں ہو سکتا۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ کی standing instructions ہیں کہ اس قسم کے واقعات میں جب بھی کوئی بے گناہ شخص مارا جائے یا شہید ہو تو اس کے بارے میں جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ زخمی کو 50 ہزار روپے اور مرنے والے کو ایک لاکھ روپے دیتے ہیں۔ یہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اصل صورتحال یہ ہے کہ آج گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر چھٹی پر ہے۔ یعنی وزیر موصوف کو ان ٹیموں کے ہیڈز کا معلوم ہی نہیں ہے جو اتنے اہم واقعات کو وہ investigate کر رہی ہے، نہ ان کو ان ٹیموں کا پتا ہے کہ اس میں کون سے ارکان ہیں اور ان کو ہیڈ کون کر رہا ہے۔ جہاں تک آئی۔ جی صاحب کا تعلق ہے، آئی۔ جی صاحب Investigating Officer نہیں ہیں وہ کسی بھی انوسٹی گیشن ٹیم کو خود ہیڈ نہیں کرتے۔ ان سے کہیں کہ یہ آج چیئر سے request کر کے رجسٹری لے لیں کہ آج گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر چھٹی پر ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آئی۔جی پنجاب اس کو مانیٹر کر رہے ہیں، ڈی۔پی۔او لاہور اور ساتھ انوسٹی گیشن کی جو ساری ٹیمیں ہیں، ان کی سربراہی میں ایک ٹیم مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ یہ ایک sensitive issue ہے اس کے بارے میں بڑی سختی سے چیف منسٹر پنجاب نے ہدایات دی ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہاں ہاؤس میں آنے سے پہلے ہم نے لاء منسٹر کے چیمبر میں میٹنگ کی اور ڈی۔پی۔او لاہور سے current یا fresh تفتیش کے بارے میں پوچھا، میں احسان اللہ وقاص صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد ہی ہم کسی نہ کسی مقام پر ضرور پہنچ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 422 مخدوم سید محمد مختار حسین شاہ صاحب کا ہے۔

مہر خضر حیات ناظم یونین کونسل در کھانہ کبیر والا کے قاتلوں کے خلاف کارروائی

مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3-اکتوبر 2005 کو مہر خضر حیات ناظم یونین کونسل در کھانہ کبیر والا کو ہلاک اور نائب ناظم کو شدید زخمی کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتول کو ایک ماہ سے قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے باقاعدہ ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر خانیوال کو 29-اگست 2005 کو درخواست بھی دی تھی اور اس میں انہوں نے دھمکیاں دینے والے افراد کے نام بھی لکھے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرحوم نے اس سلسلے میں آئی۔جی پنجاب، گورنر پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر خانیوال کو ایک درخواست دی تھی جس میں انہوں نے کبیر والا سے منتخب ہونے والے ایک وفاقی وزیر اور اس کے کارندوں کی کرپشن کی نشاندہی کی تھی جس بناء پر انہیں قتل کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتول کے بھائی کی طرف سے نامزد ملزمان کے خلاف پرچہ درج کروایا گیا ہے مگر پولیس ان ملزمان کو گرفتار نہیں کر رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں نامزد ملزمان کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! سوال جز (الف) کا جواب ہے کہ یہ درست ہے کہ خضر حیات ناظم یونین کونسل در کھانہ کبیر والا کو ہلاک اور نائب ناظم کو زخمی کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 340 مورخہ 3-10-2005 بجرم 109/34/324/302ت پ تھانہ سرائے سدھو میں درج ہوا۔ ایف۔آئی۔ آر میں محمد اکرم برادر خضر حیات طورو نے تحریر کروایا کہ وہ مورخہ 3-10-2005 بوقت 9.15 بجے رات اپنے ڈیرہ پر ہمراہ برادر خضرت حیات طورو، احمد یار، رب نواز، محسن علی نائب ناظم و دیگر اشخاص بیٹھے ہوئے تھے اچانک چار مسلح اشخاص جن میں ایک سجاد عرف سجو شناخت ہوا آ گئے اور خضر حیات پر فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں خضر حیات طورو موقع پر جاں بحق ہو گیا جبکہ محسن علی نائب ناظم زخمی ہوا۔ مدعی نے تحریر کروایا کہ مقتول کو جناب رضا حیات ہراج (وفاقی وزیر مملکت)، اکبر حیات ہراج، غلام رضا دادوآنہ اور سکندر داراج کے ایماء پر قتل کیا گیا۔ کاپی FIR "A" annexure لف ہذا ہے۔

جناب والا! جز (ب) میں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر خانیوال، ڈی۔ ایس۔ پی انوسٹی گیشن کبیر والا، ایس۔ ایچ۔ او تھانہ سرائے سدھو کے ریکارڈ میں ایسی کوئی درخواست نہ ہے۔ تاہم یہ درست ہے کہ درخواست مورخہ 29-8-05 خضر حیات طورو نے ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر خانیوال کو دی تھی جس کی کاپی "B"annexure لف ہے۔ درخواست مذکور پر جناب ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر خانیوال نے اپنے حکم مورخہ 29-8-05 میں بازبان انگریزی تحریر فرمایا۔

Copy of the application shall be forwarded to the Officer-in-Charge Treasury Kabirwala to ensure safe custody of the election bags. Copies of the application shall also be forwarded to the District Coordination Officer Khanewal, District Police Officer Khanewal and District Accounts Officer Khanewal to ensure safe custody of the polling bags in the treasury offices in the District.

جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دینے سے پہلے خانیوال سے متعدد پولیس آفیسرز آئے تھے۔

(اذان ظہر)

مخدوم سید محمد مختار حسین: جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں کہ ڈی۔ایس۔پی اور ڈی۔پی۔او کو پہلے درخواست نہیں دی گئی لیکن میرے پاس درخواست موجود ہے جو receive بھی ہوئی ہے اور روزنامچے میں درج بھی ہے۔ اُس بندے نے جو قتل ہوا جب وہ زندہ تھا تو اس وقت اس نے قتل ہونے سے دو ماہ قبل درخواست دی تھی اور صدر پاکستان کو بھی درخواست دی تھی۔ ایک لیٹر ہے وہ بھی ساتھ ہے جو منسٹر نے ایس۔ایچ۔او کو لکھا تھا کہ یہ میرا ذاتی مخالف ہے اور اس کو درست کرنا۔ وہ لیٹر بھی موجود ہے۔ اس کے بعد اس نے ریٹرننگ آفیسر کو جو درخواست دی اس میں بھی اس نے nominate کیا کہ منسٹر صاحب یہ کر رہے ہیں اور انہوں نے مجھے قتل کروانا ہے اور یہ معاملات ہیں۔ اب اس وقت تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوئے اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا صورتحال ہے، کب تک گرفتار کئے جائیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو ایف۔آئی۔آر 302 کی درج ہوئی ہے اس میں ایک شخص سجو کا نام دیا گیا ہے اور تین لوگ اس میں نامعلوم درج کروائے ہیں۔ اس کیس میں 109 کے تحت قتل کرنا اس میں فیڈرل منسٹر رضا ہراج صاحب کا نام ہے، تحصیل ناظم صاحب کا نام ہے۔ جو مدعیوں نے ایف۔آئی۔آر دی ہے اس میں ان کا پرچہ درج ہو گیا ہے۔ اس میں جو nominated پرچہ ہے وہ سجو کے خلاف کیا ہے، سجو ایک پرانا اشتہاری ہے جو دس سال سے abscond کیا ہوا ہے، آج صبح پولیس افسر نیازی صاحب آئے ہوئے تھے انہوں نے یہی بتایا کہ اس سجو کی پوری history ہے اور یہ سجو مختلف ڈیروں پر رہتا رہا ہے۔ کبھی مدعیوں کے پاس اور کبھی کسی کے پاس رہتا رہا ہے۔ یہ ایک ہماری underground تفتیش تھی۔ آج انہوں نے صبح اس بات پر ensure کروایا ہے کہ سجو کو پکڑیں گے اور چونکہ ایک ہی nominated شخص involve ہے، ہم نے انہیں ایک time-limit دیا ہے اور ہم نے انہیں کہا ہے کہ آپ کم از کم ایک ہفتے کے اندر اندر کیس کو مکمل کر کے دیں۔ وہاں پر جو وفاقی وزیر ہیں وہ بیرسٹر ہیں۔ وہ delegation کے ساتھ ملک سے باہر سویڈن گئے ہوئے ہیں۔ جب تک تفتیش مکمل نہیں ہو گی، جب تک شہادتیں سامنے نہیں آئیں گی تب تک 109 ہو یا کسی کی abetment ہو وہ ساری تفتیش کے بعد ہی پتا چلے گا۔ پھر جا کر کارروائی چلے گی لیکن میں معزز ممبر کو ensure کرواتا ہوں کہ حکومت اس کی پوری تحقیق کروا رہی ہے اور تفتیش بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے اور چونکہ یہ جو اجرتی قاتل ہے اس کے خلاف بے شمار ڈکیتیوں اور چوریوں کے مقدمات ہیں، ساری پولیس کو پتا ہے اور پولیس نے ensure کروایا ہے اور میں مختار شاہ صاحب کو بھی

ensureکرواتاہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح انصاف اور میرٹ پر جو ملزمان اس میں شامل ہیں ان کو ضرور سزادی جائے گی۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب جو حالات بتارہے ہیں یہ ان کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ سجو تو وہاں پر دس بارہ سال سےoperative ہے اور وہاں پر وہ اغواء برائے تاوان کر رہا ہے، تقریباً تیرہ قتل پولیس والے اور دیگر کو قتل کر چکا ہے۔ وہ تو دس بارہ سال سے وہاں پرoperative ہے۔ سجو کا مقتول کے ساتھ ڈائریکٹ کوئی تعلق نہیں تھا۔ میرے پاس یہ ایک درخواست ہے جو صدر کے نام ہے،اس نے نیب کو بھی بھیجی ہے کہ منسٹر صاحب نے یہ یہ جائیداد بنائی ہے درخواست میں لکھا ہے کہ منسٹر نے ریونیو بورڈ سے بیس مربع زمین اپنے آدمیوں کے نام کروائی اور مقتول خضر نے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کو درخواست دے کر یہ الاٹمنٹ کینسل کروادی۔ اس کے بعد ایس۔ایچ۔او کو وزیر کی طرف سے لیٹر لکھا گیا وہ لیٹر موجود ہے پھر خود قتل ہونے والا لکھتا ہے کہ:

Due to the highlighting of the corruption and illegalities of the Minister and his companion, both are planning for my murder through their absconders

پھر آگے لکھتا ہے۔

The Minister and his companion would be responsible for that incident

جناب والا! سجو کا مسئلہ نہیں ہے وہ تو وہاں پر بارہ سال سےoperative ہے۔ یہ جو اس نے منسٹر کے خلاف کیا ہے یہ اس کی وجہ سے ہوا ہے۔ وزیر صاحب ہمیں یہ بتادیں کہ کب تک اس کی انویسٹی گیشن ہو گی اور کب تک یہ سامنے آئے گا۔ یہ تمام ریکارڈ موجود ہے۔ مرنے کے بعد اس کے اپنے دراز سے نکلا کہ اگر میں قتل کیا جاؤں تو میرے قاتل کون ہوں گے، وہ بھی اس نے لکھا، صدر کو بھی لکھا۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! سجو پر بے شمار قتل کے مقدمات ہیں، اگر مدعیوں نے یا الیکشن کے سلسلے میں کسی نے نیب میں درخواست دی ہے تو وہ ٹھیک ہو گی اگر یہیapplication ریٹرننگ آفیسر کو دی گئی ہے تو وہ بھی ٹھیک ہو گی۔ ان کا اپنا اپناparameter ہے۔ یہ جو تھانے میں مقدمہ درج ہوا ہے اس میں تین نامعلوم لوگ لکھے گئے اور ایکnominated لکھا گیا ہے۔ جس کا نام سجو ہے اور جس کے

بارے میں، میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ میں انہیں دوبارہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی ایسی معلومات ہیں تو تفتیشی کو ہم بلاتے ہیں معزز ممبر اس کو معلومات فراہم کریں اور اس میں جو لوگ بھی ملوث ہیں ہم ان کو ضرور پکڑیں گے۔ میں ایک دفعہ پھر ان کو یقین دہانی کراتا ہوں۔ پولیس اس میں emphatically کام کر رہی ہے اور ہم جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور آدھے گھنٹے کے لئے ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے۔

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی تحریک استحقاق ہے لیکن انہوں نے درخواست دی ہے کہ اس کو اگلے اجلاس تک pending کیا جائے اس لئے اس کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب جاوید حسن گجر صاحب کی ہے، یہ تحریک انہوں نے پیش کر دی ہوئی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، عمران مسعود صاحب!

ڈی۔پی۔او رحیم یار خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

(---جاری)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ رحیم یار خان سے اس کا جواب بھی منگوایا ہے اور ان سے بات بھی ہوئی ہے۔ آج صبح بھی ان سے میرا رابطہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں جاوید حسن صاحب کی رپورٹ پر ایک مقدمہ نمبر 426/05 درج ہوا۔ تفتیش عمل میں لائی گئی۔ ملزمان نزاکت علی، محمد اقبال، نذیر احمد وغیرہ گرفتار ہو چکے ہیں اور جسمانی ریمانڈ پر ہیں۔ ملزمان سے تاحال دو موبائل سیٹ برآمد ہو چکے ہیں۔ تفتیش جاری ہے، ملزمان سے دیگر برآمدگی عمل میں لائی جائے گی۔ یہ تھوڑی سی تفصیل ان کے کیس کی تھی۔

جناب والا! تحریک استحقاق کے حوالے سے انہوں نے جو کہا کہ ایس۔ایس۔پی کے گھر یہ گئے اور اس نے ملنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اس بات کو mind بھی کیا۔ ایس۔ایس۔پی سے رابطہ کرنے کے بعد جب ان سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ جس سے معزز

ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہو۔ ویسے بھی standing instructions ہیں کہ معزز ممبران چاہے جس طرف سے بھی ہوں تو آفیسرز کا فرض ہے کہ ان کا جو پروٹوکول اور استحقاق ہے وہ ان کو دیا جائے۔ یہاں پر اکثر دیکھنے کو ملتا ہے کہ buzzer بجائی اور لائن پر نہ آئے یا کسی نے کارڈ پھینک دیا تو ممبر کا استحقاق مجروح ہو گیا۔ اس واقعے میں ایسی کوئی چیز سامنے نہیں آئی ہے۔ جس معاملے کے لئے چودھری صاحب نے کہا تھا وہ سارا proceed ہو رہا ہے۔ جہاں تک استحقاق مجروح ہوا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی قسم کی خدانخواستہ کوئی insult نہیں کی گئی، شاید تھوڑی سی misunderstanding ممبر صاحب کو ہوئی ہو۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ اس کو press نہ کریں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

چودھری جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں اس کو زیادہ serious نہیں لینا چاہ رہا تھا لیکن موصوف عمران مسعود صاحب کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں پر میں سب کے سامنے اپنا استعفیٰ بھی پیش کرتا ہوں اور عمران مسعود صاحب بھی اپنا استعفیٰ پیش کر دیں۔ اگر وہ ڈی۔پی۔او کل شام تک میرے ساتھ اس نے رابطہ نہ کیا ہو اور اس نے مجھے یہ نہ کہا ہو کہ میں نے یہ کیا ہے اور دانستہ طور پر مجھ سے یہ ہوا ہے لیکن مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ جاوید حسن صاحب باہر کھڑے ہیں۔ یہ کتنی زیادتی والی بات ہے کہ ایک طرف ڈی۔پی۔او یہ کہہ رہا ہے کہ مجھ سے یہ ہوا ہے، آپ اس وقت آئے ہیں اور آج یہ وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اور استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ یہ کتنی زیادتی والی بات ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ واقعہ میرے ساتھ ہوا ہے اگر یہ کسی گورنمنٹ بنچوں سے تعلق رکھنے والے کے ساتھ ہوتا تو کیا کرتے؟ ہمارے خاندان کے ساتھ رحیم یار خان میں ستر سال میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے، سپیکر صاحب! آپ خود بھی ہمیں جانتے ہیں۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ میں اس کی کوٹھی پر خود گیا ہوں۔ میرے ساتھ بچے بھی تھے۔ رات دس، سوا دس بجے کا ٹائم تھا تو اس نے کہا کہ میں نے نہیں ملنا۔ یہ کل بھی بات ہوئی ہے اور پرسوں رات بھی ڈی۔پی۔او کے ساتھ بات ہوئی ہے۔ میں آج یہ بات نہیں کرنا چاہ رہا تھا لیکن ان کے انکار کی وجہ سے مجھے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے۔ یہ کتنی زیادتی والی بات ہے کہ ایک طرف ڈی۔پی۔او مجھے خود کہہ رہا ہے کہ خدارا! مجھے معاف کر دو اور اس معاملے کو نہ اٹھاؤ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ استحقاق مجروح ہی نہیں ہوا۔

اس تحریک استحقاق کا جو دوسرا سیکشن ہے وہ یہ ہے کہ ڈی۔ایس۔پی کا جیپ میں نہ ہونا۔ یہ کتنی زیادتی والی بات ہے۔اس کو وزیر صاحب take up نہیں کر رہے کہ ڈی۔ایس۔پی کے گشت کے ٹائم میں اس کی جیپ میں وہاں کے زمیندار کا موجود ہونا اور ڈی۔ایس۔پی کا نہ ہونا اور میرے واقعہ کے دو منٹ بعد اس کی جیپ کا وہاں پہنچنا اور میری گاڑی سے صرف چار فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر اس کے ڈرائیور کا ہارن دینا۔ کتنی زیادتی والی بات ہے۔اس کو یہ take up نہیں کر رہے۔ صرف ڈی۔پی۔او کے استحقاق کی بات کر رہے ہیں اور جو اصل واقعہ ہے کہ ڈی۔ایس۔پی نے جرم کیا ہے۔اس کی کوئی بات نہیں کر رہے۔اس کو admit کریں اور اس کو کمیٹی کے پاس بھیجیں تاکہ اس پر ایکشن لیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہائی کورٹ کے ججز، پولیس اور پولیس کے رویے کے متعلق ریمارکس روز اخبارات میں آرہے ہیں۔ دو دن پہلے ایک اخبار میں خبر تھی کہ ایس۔ایس۔پی نے ہائی کورٹ میں جا کر جھوٹ بولا تو اسی وقت ہائی کورٹ کے جج نے کہا کہ اس کو اسی وقت suspend کریں اور میرا دل چاہتا ہے کہ تمھیں گرفتار کروا کر ابھی جیل بھجواؤں۔

جناب والا! بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج عمران مسعود صاحب وہ part play کر رہے ہیں جو راجہ صاحب بھی کبھی نہیں کرتے۔ ایک فاضل ممبر جو اپنے بچوں کے ساتھ جا رہے ہیں، اس صورتحال میں وہ اپنے آپ کو سارا expose کر کے بتا رہے ہیں اور یہ موصوف اس کو defend کر رہے ہیں۔ کمیٹی میں جانے کا مقصد یہ تو نہیں ہوتا کہ کسی کو سزا ہو جاتی ہے یا ڈی۔پی۔او کو کسی نے پھانسی پر لگا دینا ہے، کچھ نہیں ہوتا لیکن اتنی تو تنبیہہ ہو کہ ہاؤس کے کسی فاضل ممبر کا اگر استحقاق مجروح ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو کمیٹی کے پاس جانے دیں اور کمیٹی کو اس پر فیصلہ کرنے دیں کہ اس بات میں کتنی سچائی ہے اور کتنی اور بات ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! عمران مسعود صاحب کا رویہ ماشاءاللہ ہمیشہ سے اپوزیشن بنچز کے ساتھ مثبت رہا ہے۔ان کی تعریف ہماری طرف سے ہوتی رہتی ہے۔ حالانکہ یہ بہت سے کام اپنے لوگوں کے کرتے ہیں۔ وہ ناشکرے لوگ ہیں، وہ ان کے کاموں پر ان کا شکریہ تک ادا نہیں کرتے۔

اگر انہیں کوئی مجبوری نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے دل کے مالک ہیں اور جمہوری سوچ رکھتے ہیں۔اگر ان پر کوئی مجبوری نہیں ہے تو یہ اپنے ساتھی کی عزت کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ مجھے پتا ہے کہ میاں صاحب کے اندر حوصلہ ہے یہ پولیس سے نہیں ڈرتے، یہ کسی ڈی۔پی۔او سے نہیں ڈرتے۔ یہ ایسے جرأت مند آدمی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ راجہ صاحب کی سو مصلحتیں ہوتی ہیں لیکن عمران مسعود صاحب کا گجرات سے تعلق ہے اور بہادر، جی دار آدمی ہیں۔انشاء اللہ یہ کھڑے ہو کر اپنے ایک دوست اور ساتھی کی عزت کی خاطر مجھے یقین ہے کہ یہ کہیں گے کہ میں اسے کمیٹی کے سپرد کرنے کا کہتا ہوں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے پاس تحریک استحقاق کے سوا اور کوئی آلہ نہیں ہوتا۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔اگر ہمارے اپنے بھائی اور ساتھی ہی ان معاملات میں ہمارا ساتھ نہیں دیں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عمران مسعود صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! تحاریک استحقاق پہلے بھی آتی ہیں اور admit ہوتی ہیں لیکن کسی دائرہ کار اور قواعد وضوابط میں رہنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو شاید میں یہ تحریک استحقاق نہ لے کر آتا کیونکہ ہر انسان کی اپنی ایک عزت ہوتی ہے لیکن جب ڈی۔پی۔او سے پوچھا گیا اور ان سے بڑی سختی سے کہا گیا کہ آپ نے معزز ممبر کے ساتھ کیوں اس طرح کا behaviour رکھا؟ ان کی جو رپورٹ ہے اور ان سے جو براہ راست بات ہوئی ہے تو انہوں نے on oath کہا کہ انہوں نے کوئی deliberately خدانخواستہ کوئی افسر کسی کے ساتھ گستاخی نہیں کرتا۔اگر کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ہاں اپنے طور پر ایس۔ایس۔پی یا ڈی۔پی۔او نے ان سے کوئی رابطہ کیا ہے اور آپس میں کوئی صلح صفائی کی ہے یا معذرت کی ہے تو یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے اور آخر میں، میں یہی ہو گا لیکن جہاں تک استحقاق مجروح ہونے کی بات ہے تو میں بڑے آنر ایبل انداز میں کہتا ہوں کہ کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔اس کو پریس نہ کریں۔ مجھے آپ حکم دیں میں ان کو بھی بلا لیتا ہوں۔ موصوف کو بھی بلا لیتا ہوں۔ جس طرح ان کی تسلی ہو گی اس طرح کر لیں گے۔ میں صرف یہ چاہ رہا تھا کہ کوئی ایسا precedent نہ بنے کہ جس کو quote کر کے آئندہ کے فیصلے کئے جائیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ان کی عزت کی ہم رکھوالی کریں گے۔اگر یہ مجھے موقع دیں اور ابھی اس کو پریس نہ کریں تو میں بعد میں ان کو بلا کر اس معاملے کو دیکھ لوں گا۔جہاں تک رولز کی بات ہے

تو ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا اور میں آپ سے چاہوں گا کہ اس کو dispose of کیا جائے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ یہ ذرا وضاحت کر دیں کہ استحقاق مجروح ہوتا کیسے ہے؟ تاکہ اس کے مطابق ہم آئندہ Privilege Motion move کریں۔ ایک ڈی۔پی۔او جو کہ سرکاری ملازم ہے اس کے گھر ایک عوامی کام کے لئے گئے ہیں اور انہوں نے ان کو ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیا آپ breach اسے سمجھتے ہیں کہ ان پر پرچہ دے کر ان پر کوئی حدود کا کیس بنا دیں تب ہی breach of privilege ہونا تھا۔ آپ ادھر custodian ہیں، آپ اس کو admit کریں the matter should be referred to the Standing Committee. وہاں فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں۔ منسٹر صاحب نے یہی کہا تھا کہ وہ he is not to oppose it بنیادی طور پر یہ بھی oppose نہیں کر رہے اور گجر صاحب اور عمران مسعود صاحب نے جو بات کی ہے اس میں، میں دونوں چیزوں کو مدنظر رکھ رہا ہوں۔ جیسے عمران مسعود صاحب اپنے ضلع سے ایک اچھے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اسی طرح گجر صاحب بھی ایک اچھے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا ذاتی اختلاف ڈی۔پی۔او سے ہے اور نہ ڈی۔پی۔او کا ان سے کوئی ذاتی اختلاف ہے لیکن

As a point of prestige of the House and the honourable member, I will send this to the Privilege Committee.

(نعرہ ہائے تحسین)

اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

این۔ایف۔سی ایوارڈ کی سفارشات کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160(5) کے مطابق ہر پانچ سال بعد NFC کا ایوارڈ پیش کرنا ضروری ہے۔ اس کے مطابق 2002 میں چھٹا ایوارڈ آنا چاہئے تھا۔ تین سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا

ہے۔ایوارڈ کی سفارشات تاحال پنجاب اسمبلی میں پیش نہیں کی گئیں جبکہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 128 کے تحت نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات اسمبلی میں پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ متذکرہ آرٹیکل میں درج ہے کہ:۔

"160(5) The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

آئین اور قواعد کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ NFC ایوارڈ کا معاملہ بڑا اہم معاملہ ہے اور ہمارے آئین میں اس کے بارے میں بہت رہنمائی موجود ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ تین سال سے مسلسل کبھی صدر کے پاس ریفر کر دیا جاتا ہے کبھی کس کے پاس چلا جاتا ہے لیکن اس کا کوئی فیصلہ نہیں کیا جارہا اور صوبے اپنے اپنے مؤقف پر قائم ہیں اور اس میں سب سے زیادہ جو کمزور مؤقف محسوس ہوتا ہے وہ پنجاب حکومت کا محسوس ہوتا ہے کیونکہ مختلف صوبوں کی طرف سے جو ڈیمانڈز آتی ہیں پنجاب حکومت کی طرف سے کبھی اس بارے میں اپنے کسی مؤقف کا اظہار نہیں کیا گیا۔ پنجاب بڑا بھائی ہے باقی سارے صوبوں کو ہم ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے اور ہماری یہ ذمہ داری بھی ہے کہ باقی صوبوں کے ساتھ بھی ہم بھائیوں جیسا سلوک کریں لیکن باقی صوبوں کو بھی یہ چاہئے کہ ہمارے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں۔ صوبہ سندھ کا ایک مخصوص گروہ، جو لسانی عصبیت کا شکار گروہ ہے اور جس گروہ کی اندرون سندھ کے اندر کوئی موثر قوت بھی موجود نہیں ہے وہ کراچی کی بنیاد پر باقی صوبوں کو بلیک میل کرتے ہیں اور NFC ایوارڈ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ اس وقت حکومت کے بھی وہ سب سے زیادہ چہیتے ہیں۔ وفاقی حکومت ان کو مکمل facilitate کر رہی ہے اور ان کی جو بھی بلیک میلنگ ہے اس پر کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے، ان کو اس بارے میں دوٹوک کہنے کی بجائے کہ سارے صوبے یہاں پر بھائیوں کی طرح ہیں اور پنجاب جو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا

صوبہ ہے۔ ہماری حکومت کو کسی لحاظ سے بھی پنجاب کے حقوق کے تحفظ سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ متعدد بار کبھی پرائم منسٹر کی قیادت میں اس کی meetings ہوئیں اور دراصل یہ بات بڑی واضح ہے اور یہ بالکل نظر آتا ہے کہ یہ ہمارا پارلیمانی نظام ایک show boy قسم کا نظام ہے، ہمارے پارلیمانی پرائم منسٹر صاحب کی حیثیت ایک show boy سے زیادہ بالکل کوئی نہیں ہے اور ان کے اختیارات بالکل کوئی نہیں ہیں۔ یہ ساری کی ساری چیزیں ایوان صدر سے شروع ہوتی ہیں اور وہیں جاکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس وقت بھی یہ سارے NFC ایوارڈ کے لئے بھی صدر صاحب پر فیصلہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ یہاں اور بہت سارے غیر آئینی معاملات اس ملک میں ہو رہے ہیں۔ زلزلے کا اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے اگر پارلیمانی نظام حکومت ہوتا، وزیر اعظم کی کوئی حیثیت ہوتی تو وزیر اعظم کا ریلیف فنڈ قائم کیا جاتا لیکن وزیر اعظم کو تو کسی معاملے میں پوچھنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں اور یہی NFC ایوارڈ کا معاملہ ہے تو اس کے لئے صدر کو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ صدر کو اختیارات دینا بھی غلط ہے۔ NFC ایوارڈ کے لئے آئین کے اندر جو پورا طریق کار دیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کر کے اس کا فیصلہ کرنا چاہئے اور میں پنجاب حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بارے میں اپنے پنجاب کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات کرے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس Privilege Motion کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ معزز رکن نے Privilege Motion کے علاوہ بھی بہت سی گفتگو فرمائی ہے۔ ہمارا جو last نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ تھا وہ 1998 میں آیا جس کو اس اسمبلی کے سامنے پیش کیا گیا جو اس وقت 1999 سے پہلے موجود تھی۔ 2000 کے اندر چھٹا مالیاتی کمیشن تشکیل دیا گیا جس کو بجا طور پر mover سید احسان اللہ وقاص صاحب نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ اس کی سفارشات تا حال پنجاب اسمبلی میں پیش نہیں کی گئیں۔ میں ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نیشنل فنانس کمیشن کی سفارش صرف وہ چیز بنتی ہے جس پر تمام stake-holders جو کہ پانچ ہیں ایک وفاقی حکومت اور باقی چار صوبائی حکومتیں ہیں۔ جس بھی issue پر ان تمام پانچوں stake-holders کا consensus ہو وہ نیشنل فنانس کمیشن کا recommendation بنتا ہے کیونکہ ابھی تک کچھ چیزوں پر

consensus ہوا ہے، کچھ پر consensus نہیں ہوا اس لئے وہ سفارشات نہ ہی تشکیل پائی ہیں اور نہ ہی ایوان کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جہاں تک انہوں نے ہمارے محترم وزیر اعظم صاحب کے متعلق اور صدر صاحب کے متعلق فرمایا ہے اور حکومت پنجاب کے اس مؤقف کے متعلق فرمایا کہ حکومت پنجاب کا مؤقف صحیح طور پر پبلک یا پریس میں نہیں آ تا رہا تو میں اس معزز ایوان کو جناب کی وساطت سے پوری طرح سے تسلی اور یقین دہانی کراتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے تمام مفادات اور مالی مفاد کا ہم ہر حوالے سے تحفظ کر رہے ہیں۔ اس فنانس کمیشن کا چیئرمین وفاقی وزیر خزانہ ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے موجودہ فنانس منسٹر صاحب جو کہ وزیر اعظم بھی ہیں وہ اس فنانس کمیشن کے چیئرمین ہیں، چاروں صوبائی حکومتوں کے فنانس منسٹرز اور نان آفیشل ممبرز اپنے اپنے صوبوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس وقت ساتواں فنانس کمیشن in place ہے جس کی deliberations جاری ہیں۔ انشاء اللہ جس وقت یہ کمیشن اپنی recommendations دے گا تو تمام صوبائی اسمبلیوں اور وفاقی حکومت کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی۔ اس وقت نہ ہی کوئی recommendations ہیں اور نہ ہی ان کو اسمبلی کے سامنے پیش کرنے کا جواز پیدا ہوتا ہے۔ اس تحریک استحقاق کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔ بہت شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ question hour ہو، تحاریک التوائے کار ہو یا تحاریک استحقاق ہو، ایک منسٹر کی ذمہ داری بھی ہے اور رولز بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس کا جواب definite ہونا چاہئے۔ ایک جنرل سٹیٹمنٹ جو ہے وہ ہاؤس میں کوئی پریس کانفرنس سیشن میں نہیں کی جا سکتی کہ ایک جنرل سٹیٹمنٹ دے دی جائے جس طرح آج سوالات کے جواب تھے اور ان کا آپ نے نوٹس بھی لیا۔ اب mover نے بڑی definite بات کی ہے کہ حکومت پنجاب کا NFC ایوارڈ سے متعلق کوئی مؤقف نہیں ہے۔ آج تک باقی صوبوں کا مؤقف سامنے آ تا رہا ہے لیکن پنجاب کا مؤقف نہیں ہے۔ اب اس کا انہوں نے جواب کیا دیا ہے؟ انہوں نے وہی جنرل سٹیٹمنٹ دی کہ آپ اس بات کی تسلی رکھیں، پنجاب حکومت پنجاب کے مالی مفادات کا تحفظ کرے گی۔ پالیسی کیا ہے، پالیسی کے متعلق انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ اب جب یہ تحریک استحقاق کے

ذریعے ایک سوالraiseہوا ہے تو اس کا کم از کم اگر انہوں نے جواب دینا ہے تو کوئیdefinite جواب دیں کہ مؤقف کیا ہے؟vital importanceکا اتنا بڑا issue ہے اس پر پنجاب حکومت کا مؤقف کیا ہے یہ بیان فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں بات یہ ہے کہ یہNFCایوارڈ اتناdelicatedایوارڈ ہے کہ اس میں چاروں صوبوں کا مسئلہ ہے۔ کئی ایسی چیزیں ہیں جوoff the recordہیں وہ اس وقت ظاہر نہیں کرنا چاہتے کیونکہ وہ اب اس ایوارڈ کے قریب پہنچ چکے ہیں اور شاید عنقریب اس کا ایوارڈ ہو جائے۔ یہ اس وقت کوئی ایسیstatementنہیں دینا چاہتے جس سے دوسرے صوبوں کی دل آزاری ہو یا وہ پھر اس کو انا کا مسئلہ بنالیں اور یہ کسی چیز پر نہ پہنچیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جیسے انہوں نے یہ سٹیٹمنٹ دی ہے، آپ پہلے اس کے نتیجے تک پہنچیں اور امید ہے کہ عنقریب جیسے فیڈرل گورنمنٹ سے بیانات آرہے ہیں اس پر کوئی نہ کوئیactionہونے والا ہے۔ اسactionکے بعد پھر آپ کوئی بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب وہ ہو جائے گا تو پھر اس کے اوپر کیا بات ہوگی؟ بات یہ ہے کہ یہاں ہاؤس میںoff the recordبات نہیں ہو سکتی۔ یہاں پرdefiniteبات ہونی ہے۔ تینوں صوبوں کا مؤقف ہے۔ سندھ والوں کا مؤقف ہے کہ جہاں پرcollectionہوتی ہے اس بنیاد پر تقسیم کی جائے، بلوچستان کا مؤقف ہے کہ رقبے کی بنیاد پر تقسیم کی جائے، سرحد کا مؤقف ہے کہ جوpovertyہے اس کی بنیاد پر تقسیم کی جائے، باقی تمام صوبوں کا مؤقف ہے، رولز بیان کرتے ہیں ان کی اسمبلیوں میں باقاعدہ اس پر بحث ہوئی ہے، قراردادیں پاس ہوئی ہیں تو پھر اس ہاؤس میں یہاں پر بات نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں بھی بحث ہوئی ہے۔ جو ان کا مؤقف ہے میرا خیال ہے کہ زیادہ تر آبادی کی بات ہوتی ہے جس پر یہ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس مسئلے پر باقی تین صوبوں میں قرارداد پاس ہو سکتی ہے ہر طرح سے بات ہو سکتی ہے تو اس ہاؤس میں باتoff the recordہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی اس ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایساdelicatedمعاملہ ہے جو ابھی چاروں صوبوں کی طرف سے زیر بحث ہے۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ اگر اس کو احتیاط سے برتا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! احتیاط والی بات تو یہ ہے کہ جب بجٹ سیشن ہو رہا تھا تو اس وقت بھی اسی پر ہم بات کرنا چاہتے تھے لیکن بعد میں پھر suspension کا معاملہ چل پڑا۔ بات یہ ہے کہ یہ جو معاملہ اٹھا ہے یہ اس ہاؤس کا استحقاق ہے کہ یہ جانیں کہ پنجاب حکومت کا NFC ایوارڈ پر کیا مؤقف ہے؟ اب جب یہ بات اٹھی ہے تو پھر یہ بتائیں یا پھر اس پر بحث کے لئے یقین دہانی کروائیں اور کوئی دن مقرر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے یہ ایک تحریک استحقاق ہے۔ Now Privilege Motion is going to the committee referred by the House اور فنانس کمیشن کا معاملہ National issues پر ہے اور استحقاق مجروح ہو رہا ہے پنجاب اسمبلی کا عملی طور پر ابھی تک استحقاق کمیٹی کے پاس جتنی تحاریک آئی ہیں، چاہے وہ تحاریک کسی ممبر کے خلاف کسی پولیس افسر کی زیادتی کی ہے یا کسی فورس ڈیپارٹمنٹ کے کسی گارڈ کی ہے یا کسی سپاہی کی ہے۔ Privilege Committee is basically functioning as a 'Musalehati' Body. وہ تو کام کر ہی نہیں رہی ہے۔ ایک دن میں ایک ایجنڈا ہوتا ہے and the exchequer which we pay from the pocket of the people. اس کے لئے جو ہمارے بلز بنتے ہیں، میں بھی استحقاق کمیٹی کا ممبر ہوں۔ once we sit there اس کمیٹی کو تو ہم نے خود مذاق بنا دیا ہے۔ کمیٹی کے پاس اگر آپ نے اس طرح کے National issues کو لے کر آنا ہے تو پہلے کمیٹی کی functioning and working ہونی چاہئے there should be regularity in a right manner. یہ Privileges Parliamentary کی جو لال کتاب ہمارے پاس ہے یہ موجود ہے۔ یہاں پر تو ہم ایک ممبر کے استحقاق کو پورے طریقے سے اس کا حق اس کو نہیں دے سکتے، سمری ٹرائیل کرنا ہے ہاں ہو گا۔ بعد میں ہوتا کیا ہے، ایک دن آپ میٹنگ رکھتے ہیں 17,18,19 تاریخ کو تین دن میٹنگ ہو گئی، چیک sign ہوئے، ہم نے اپنی جیبوں میں ڈالے، ہم گھر چلے گئے۔ ایسا National issue تحریک استحقاق پر لا کر آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کرنے جا رہے ہیں جس کا میرا خیال ہے کہ استحقاق کمیٹی نے ابھی تک 100 میں سے پانچ فیصد disposal نہیں دیا

ہوگا۔now National Finance Commission پر حکومت پنجاب کا مؤقف واضح ہے Minister Finance should explain it جو وہ کہنا چاہتے ہیں لیکن استحقاق کمیٹی جو اپنا کام کر رہی ہے، وہ استحقاق کمیٹی کم اور مصالحتی کمیٹی زیادہ ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! ملک صاحب نے جو وضاحت کی ہے تو ساتھ یہ بھی وضاحت کریں کہ اس کمیٹی میں پھر قصور کس کا ہے؟ اگر تو یہ غریب کی جیب سے لیتے ہیں، بنیادی طور پر روڈ پر تو ہر کسی پر ٹیکس پڑتا ہے، غریب سے لے کر امیر پر پڑتا ہے جس کی یہ تنخواہ لیتے ہیں پھر یہ واضح کریں۔ میرے ساتھ خالد محمود سرگانہ صاحب بیٹھے ہیں یہ بھی استحقاق کمیٹی کے ممبر ہیں، ملک صاحب خود بھی ممبر ہیں۔ سردار محمد علی خان صاحب بیٹھے ہیں وہ بھی سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبر ہیں تو پھر بتائیں کہ یہ قصور کس کا ہے؟ یہ nominate کریں کہ اگر کمیٹی ٹھیک طور پر کام نہیں کر رہی تو مہربانی کر کے راجہ صاحب تشریف لے آئیں اور اس کمیٹی کو فارغ کریں اور نئی کمیٹی بنائیں جو حقوق کا تحفظ کر سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! come to the point. بات یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی یا کسی کمیٹی کو refer کیا جانا چاہئے یا نہیں کیا جانا چاہئے؟ that is another thing میں کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا یہ استحقاق ہے کہ جب ایک پوائنٹ یہاں پر discuss ہوا ہے تو اس کا definite جواب منسٹر صاحب دیں کیونکہ منسٹر صاحب نے اس پر جنرل سٹیٹمنٹ دی ہے۔ انہوں نے یہ بات کی ہی نہیں کہ ہمارا اس پر مؤقف کیا ہے؟ میں تو اسی وقت چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کا NFC پر جو مؤقف ہے منسٹر زاس کو اس ایوان میں اس وقت بیان فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب بات کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ملک احمد صاحب بات کر کے فوراً یہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے

ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ جو مجلس استحقاقات ہے، اصل ہمارا استحقاق یہ ہے کہ جو آئین کی خلاف ورزی کی جارہی ہو اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں کسی اپنے بھائی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ تحریک استحقاق اس بات پر پیش کرنے کے لئے ہے۔ اب استحقاق کمیٹی کو تو پولیس اور اس طرح کے مسائل کے لئے رکھ دیا گیا ہے۔ اصل تو ہمارا استحقاق اس طرح کی چیزوں سے مجروح ہوتا ہے کہ آئین کے اندر دوٹوک لکھی ہوئی بات ہے اور اس پر ہمیں ابھی تک کبھی بھی کسی موقع پر بریف نہیں کیا گیا کہ وہاں پر کیا مسائل ہیں، پنجاب کا کیا مؤقف ہے؟ دوسرے جو لوگ ہیں وہ کس معاملے پر پنجاب کو بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہمارا اصل مؤقف کیا ہے؟ یہ دوٹوک آنا چاہئے کہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے یہ بہت بڑے پیمانے پر فراہم کرتا ہے اور اس ملک میں پنجاب معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن پنجاب حکومت کا اس بارے میں کوئی مؤقف بھی نہ آئے اور دوسرے صوبوں کے وزراء اپنا مؤقف کھل کر بیان کریں اور ہمیں یہ پتا ہی نہ ہو۔ یہ 2002 میں ایوارڈ آ جانا چاہئے تھا وہ کیوں نہیں آ رہا۔ اس بارے میں یہ اپنا مؤقف بتائیں اور ہمیں یہ اطمینان ہو۔ چلو دوسرے صوبوں کا کوئی مسئلہ ہے تو اس سے ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے لیکن ہمارے صوبے میں آئین کی اس شق پر عمل کرنے کے لئے پورا کردار ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ مؤقف صوبے کی طرف سے آ جائے اور اس میں پوری وضاحت ہو کہ ہم نے NFC ایوارڈ میں صوبہ پنجاب کے حقوق کے تحفظ کے لئے یہ یہ کردار ادا کیا ہے تو ٹھیک ہے میں اپنی تحریک استحقاق کو press نہیں کروں گا لیکن یہ ساری باتیں تو آئیں جس سے ہمیں محسوس ہو۔ صوبہ سندھ کے اندر کچھ ہوتا ہے یا صوبہ سرحد میں کچھ ہوتا ہے اس سے تو ہمارے استحقاق کا تعلق نہیں ہے لیکن پنجاب کے ساتھ تو ہمارا تعلق ہے لہٰذا پنجاب حکومت کا وہاں پر رول ہمارے سامنے آ جائے تو ٹھیک ہے میں اس کو زیادہ press نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کو پھر سے دہراؤں گا کہ آرٹیکل 160 کے سب آرٹیکل (5) کو انہوں نے quote کیا ہے تو میں اسے پھر ایک دفعہ پڑھتا ہوں اور اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ:

> The recommendations of the National Finance Commission, together with an explantory

memorandum as to the action taken thereon, shall be laid down before both Houses and the Provincial Assemblies.

اس میں فنانس کمیشن کی recommendationsکو explanatory memorandum کے ساتھ lay downکرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس وقت پانچواں فنانس کمیشن ایوارڈ in place ہے۔ چھٹے یا ساتویں ایوارڈ کی ابھی deliberationsجاری ہیں اور انشاء اللہ جس وقت اس پر consensusہوگا اور وہ in placeہوگا تو اس کی recommendationsیقیناً صوبائی اسمبلی کے سامنے lay downکی جائیں گی۔lay downکرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسمبلی کی انفارمیشن میں لائی جائیں گی اور اس پر بحث نہیں ہوگی بلکہ وہ اسمبلی کے سامنے صرف layکی جائیں گی جس طرح کل یا پرسوں میرے کولیگ ڈاکٹر طاہر صاحب نے میڈیکل رپورٹس layکیں یا مختلف رپورٹس layہونا چاہتی ہیں۔جہاں تک میرے معزز اراکین اور میرے بھائیوں کا اصرار ہے کہ حکومت پنجاب اپنا مؤقف بتائے۔فنانس کمیشن ایوارڈ ایک بہت complexاور پیچیدہ معاملہ ہے جس میں at the same timeپانچ یا چھ چیزیں ہیں جن پر آپ اپنی مختلف پوزیشن لیتے ہو۔ان پوزیشن کو اگر کوئی اپوزیشن بنچز کا ساتھی یا ٹریژری بنچز کا ساتھی privatelyمجھ سے پوچھنا چاہے تو میں ان کی مکمل طور پر تسلی و تشفی،ان کے ساتھ اپنا data shareکرنے کے لئے حاضر ہوں لیکن میں publically اس وقت کسی قسم کی کوئی statementدینا صوبے کے مفاد میں بہتر نہیں سمجھتا اور میں دوبارہ جناب کی وساطت سے معزز رکن کو التجا کروں گا کہ یہ اس کو press نہ کریں اور آپ اسے out of orderقرار دیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! این ایف سی ایوارڈ کے مسئلہ پر بڑے عرصے سے ملک میں بحث چل رہی ہے۔ پچھلے سیشن میں راجہ بشارت صاحب نے on the floor of the Houseیہ کہا تھا کہ چاروں صوبوں اور پانچویں وفاق نے صدر پاکستان پرویز مشرف کو لکھ کر دے دیا ہے کہ جو فیصلہ آپ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ہر صوبے نے جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ یہ off the recordہے۔کیا مفادات off the recordہوتے ہیں؟ سندھ یہ کہہ رہا ہے پورا سندھ

نہیں بلکہ ان کی پارٹی جو وہاں پر قابض ہے وہ کہہ رہی ہے کہ ریونیو پر ہمارا تصفیہ کیا جائے، بلوچستان کا مؤقف ہے کہ ہمارا رقبے پر آپ کریں، ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آبادی کی بنیاد پر کریں۔ یہ ہوتا بھی اسی طرح ہے کیونکہ پچھلے جو ایوارڈ ہوئے ہیں وہ آبادی کی بنیاد پر ہی ہوئے ہیں۔ اب بدقسمتی یہ ہے کہ پچھلے اجلاس میں ہاؤس میں جو لڑائی ہوئی تھی اور جو بحث چلی تھی اور راناصاحب کا سارا مسئلہ اسی پرcreate ہوا تھا کہ پنجاب حکومت یہ وضاحت کرے کہ این ایف سی ایوارڈ پر ان کا کیا مؤقف ہے؟ مؤقف بیان کرنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ ہمیں ساری وہ باتیں بتائیں۔ کم از کم یہ تو بتائیں کہ پنجاب حکومت کہاں کھڑی ہے؟

جناب سپیکر! دوسری انہوں نے جو بات کی ہے کہ جو رپورٹlay down ہوتی ہے اس پر بحث نہیں ہوتی اور انہوں نے پرسوں میڈیکل رپورٹ پیش کی ہے تو اس دن کے ایجنڈے پر لکھا ہوا ہے کہ جو رپورٹ یہاں اسمبلی میں پیش ہوگی، اس پر بحث بھی ہو سکتی ہے اور بحث بھی ہوگی لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر خزانہ پتا نہیں کس مصلحت کی بناء پر اور وہ کون سی مصلحت ہے؟ صوبہ پنجاب بڑا بھائی ہونے کے ناتے ہر بار یہ نیچے اور نیچے بیٹھتا جائے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے چھوٹے بھائیوں کو بھی بڑے بھائی ہونے کے ناتے ہماری عزت اور احترام کرنا چاہئے۔ پنجاب کا صوبہ پورے پاکستان کو گندم دیتا ہے اور اناج دیتا ہے اور سب سے زیادہ گالیاں بھی ہم کھاتے ہیں۔ ہمیں بلوچستان اسمبلی میں، ہمیں سندھ اسمبلی میں کھڑے ہو کر پنجاب کے نام پر گالیاں دی جاتی ہیں تو ماشاء اللہ انہوں نے اپنا مؤقف پچھلی میٹنگ میں بڑے اچھے طریقے سے پیش کیا تھا تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ کم از کم اس اسمبلی کو بتائیں تو سہی کیونکہ پنجاب اسمبلی سب سے بڑا فورم ہے اور یہ ایسا فورم ہے کہ جہاں پر کوئی سیکرٹ بات نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق آگئی ہے تو یہ اس کو بنیاد بنا کر بتا دیں کہ کم از کم پنجاب کا مؤقف اس سلسلے میں کیا ہے؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں اپنی آخری statement دیتا ہوں کہ پنجاب کا بہت candid, categoric اور definite مؤقف single linear یہ ہے کہ "ناانصافی باقی صوبے کے کسی ایک بندے سے کی جائے اور نہ ہی صوبہ پنجاب کے کسی ایک شہری کے ساتھ "Injustice should not be done to anybody اگر ہم باقی صوبوں کے لئے توقع کرتے ہیں کہ ان کے شہریوں سے ناانصافی نہ ہو تو likewise پنجاب کے بھی ہر شہری کے ہر مفاد کا تحفظ کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ مؤقف ہو سکتا ہے۔ اس single linear کو آٹھ کروڑ عوام کے اتنے بڑے صوبے کا مؤقف قرار دیا جا سکتا ہے؟ یہی بات budget speech کے وقت میں نے کہی تھی[******] اس لئے ان کا وہاں پر کوئی مؤقف نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ الفاظ کاروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب جو انہوں نے single linear کی بات کی ہے تو یہ بتائیں کہ کیا یہ مؤقف ہو سکتا ہے اور پھر یہ بھی فرما رہے ہیں کہ ٹریژری بنچوں سے یا اپوزیشن بنچوں سے کوئی بندہ میرے پاس آ جائے تو میں اس کو پورے data کے ساتھ ساری بات بتا کر satisfy کر دوں گا۔ it means کہ ایک ممبر کا status پورے ہاؤس سے زیادہ ہے یعنی یہ منسٹر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! احسان اللہ وقاص صاحب نے جو تحریک move کی ہے کہ پنجاب اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے تو مجروح تو اس وقت ہو جس وقت این۔ایف۔سی ایوارڈ سامنے آئے اور وہ آپ کے حق میں نہ ہو۔ اگر وہ آپ کے حق میں ہے تو پھر تو مجروح نہیں ہوا تو میری رائے میں چونکہ ابھی ایوارڈ نہیں آیا اس لئے یہ breach نہیں ہوا I dispose of this.

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ آ جائے گا تو اس کی رپورٹ یہاں lay ہو جائے گی تو احسان اللہ وقاص صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے وہ تو ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ رانا صاحب! اگر پنجاب کا اس ایوارڈ میں حق تسلیم نہ کیا گیا۔
Then that is the breach of privilege, then you can move it again.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس پر discussion ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ اس وقت discuss کریں اس پر سب کچھ کریں لیکن ابھی تو it is premature ابھی ایک فیصلہ ہوا نہیں تو آپ کیسے assume کر رہے ہیں کہ پنجاب کا مقدمہ صحیح معنوں میں plead نہیں کیا، breach اس وقت ہوگا جس وقت آپ پنجاب کا مقدمہ ہار جائیں تو اس وقت آپ کہیں کہ breach ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پنجاب کا مقدمہ ہی نہیں بتا رہے تو پھر یہ ہاریں گے کیا؟

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب!آپ کے فنانس منسٹرآپ کی طرف سے اپنا مؤقف پیش کر رہے ہیں اورآپ کی گورنمنٹ بھی پیش کر رہی ہے۔ جب این ایف سی ایوارڈ ہوگا تواس کے بعد ہی تعین کر سکیں گے کہ یہ چیزآپ کے خلاف گئی ہے یاآپ کے حق میں گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ہمیں بتائیں کہ پنجاب کا مقدمہ کیاہےاور انہوں نے وہاں پر کیا مؤقف اختیار کیاہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لا محالہ جو حکومت وہاں جا کر بیٹھے گی وہ اپنا مؤقف ضرور بیان کرے گی اور وہ کمزور مؤقف تو نہیں رکھے گی۔ مؤقف یہ ہے کہ انشاء اللہ آپ کے حق میں بہتر بات ہو گی۔ بگو صاحب یہ breach نہیں بنتی فی الحال I have gone through every thing آپ دیکھیں کہ میں نے آپ کو بھی موقع دیاہےاوران کوبھی موقع دیاہے and I have come to this کہ جب تک فیصلہ نہیں ہوتا تو اس کے بارے میں کوئی breach نہیں ہو گی۔ اگلی تحریک استحقاق سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

رکن اسمبلی پر قاتلانہ حملہ، تھانہ صدر چنیوٹ کا مقدمہ درج کرنے سے انکار (---جاری)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تحریک move ہو چکی ہے آج اس کا جواب آنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عمران مسعود صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ چنیوٹ کے ایس۔ ایچ۔ او کے خلاف انہوں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے---

معزز ممبران حزب اختلاف: ایس ایچ او نہیں، ڈی پی او ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عمران مسعود صاحب!آپ حسن مرتضیٰ صاحب کو ایس۔ ایچ۔ او اور ڈی۔ پی۔ او میں پھنسا رہے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر!اس سے پہلے تحریک استحقاق ڈی ۔پی۔ او کے خلاف تھی اور اب یہ ایس۔ ایچ۔ او کے خلاف ہے اور موصوف کا کہنا ہے تو میں تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں کہ اے۔ ایس۔ پی چنیوٹ اور ایس۔ ایچ۔ او تھانہ صدر چنیوٹ نے میرے ساتھ ہونے والے واقعے کی اطلاع کے باوجود

تینوں پولیس افسران میں سے کسی نے بھی مجھے فون کر کے حالات و واقعات سے آگاہی نہ کی۔ ان کا privilege اس طرح breach ہوا ہے کہ انہوں نے ایک واقعہ کی پولیس والوں کو اطلاع دی اور پولیس والوں نے respond back نہ کیا تو ایم۔پی۔اے صاحب کا privilege breach ہو گیا لہٰذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے یہ ان کا مؤقف ہے۔ میں پھر ایک بار یہ کہوں گا کہ مجھے افسوس ہے کہ ان کی جو بھی hurt feelings ہوئی ہیں لیکن پولیس نے جو matter کی cognizance لینی تھی وہ لے لی جو کہ ہم نے رپورٹ منگوائی ہے لیکن جہاں تک privilege breach ہونے کا تعلق ہے وہ کسی بھی صورت میں breach نہیں ہوا لہٰذا میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو press نہ کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب یہ take up ہوئی تھی تو وزیر قانون نے assurance دلائی تھی کہ ان کا مؤقف سن لیں یہ breach اس طرح ہوتی ہے کہ ایک فاضل رکن پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے ان کی گاڑی پر فائرنگ ہوتی ہے اور گولیوں کے جو خول ہیں وہ بھی لے کر چلے جاتے ہیں وہ D.P.O کو ٹیلی فون کرتے ہیں وہ ان کو respond نہیں کرتے، پھر A.S.P کو فون کرتے ہیں وہ respond نہیں کرتے پھر S.H.O کو فون کرتے ہیں وہ بھی respond نہیں کرتا اس کے باوجود یہ جو پرچہ درج ہوا ہے یہ Privilege Motion move ہونے کے بعد ہوا ہے ہمارا یہ مؤقف ہے کہ ایک فاضل رکن جس پر قاتلانہ حملہ ہوا وہ آپ کا colleague ہے اس کا آپ یہ جواب دے رہے ہیں کہ یہ breach of privilege نہیں ہے ایک فاضل رکن مر جاتا پھر اس کا privilege breach ہونا تھا kindly یہ ساری اپوزیشن اور گورنمنٹ کا بھی معاملہ ہے آپ ان issues کو اتنا lightly نہ لیں آپ اس کو admit کریں اور کمیٹی کو refer کریں یہ فاضل رکن وہاں پر ثابت کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا behaviour تھا اور آج تک بھی انہوں نے ان سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ کیا ایک فاضل رکن اتنا استحقاق بھی نہیں رکھتا کہ اس کا ٹیلیفون سنا جائے اور اس پر یہ بتا سکیں کہ میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ اس کو in order قرار دیتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ارشد بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! منسٹر صاحب پتا نہیں آج کیا کھا کر آئے ہیں آج انہوں نے روزہ

رکھا بھی ہے یا نہیں رکھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی فاضل ممبر کا breach of trust ہوتا ہے چاہے وہ اپوزیشن کا ہو یا حکومتی ممبر ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کا privilege breach ہوتا ہے یہ معمولی معمولی بات ہوتی ہے جب کمیٹی میں یہ بات آجاتی ہے تو یہ جلدی settle بھی ہو جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو آج اتنا مائنڈ نہ کریں اور اس پر اتنا سٹینڈ نہ لیں اس کو کمیٹی کے سپرد کر نے دیں وہاں پر یہ معاملہ settle ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس دن یہ معزز ممبر بھی موجود تھے اور وزیر قانون صاحب بھی موجود تھے اور میں نے ان کی تمام تقریر سنی تھی میرا خیال ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے لہٰذا اسے کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے میاں صاحب کی ساری کوششوں کے بعد بھی میرے اوپر مہربانی فرمائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ایسی بات نہ کریں۔ دیکھیں، وہ police بھی ایک ہماری فورس ہے

He does not want to demoralize them. We are here to look after your interests. The Law Minister has to see the interests of the force as well.

آپ کی اور ہماری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے لیکن ایک ممبر کی بلکہ ایک پاکستانی شہری کا بھی ایک احترام ہے اور اس کو مدنظر رکھنا چاہئے جو آپ کے ساتھ واقعہ ہوا ہے یہ واقعی ایسی چیز ہے کہ جس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! I believe that I was not explicit and last time you had kindly gracefully given the time to speak یہ آپ نے آج پھر چار یا پانچ تحاریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی ہیں لیکن اس کمیٹی نے فیصلہ نہیں کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں ناں، آپ پھر غلط بات کر رہے ہیں۔
I am not going to give you floor for this that you should criticize a thing.

استحقاق کمیٹی آپ کی بنی ہوئی ہے۔

> You are the member of that and now this is for you to decide. The House has given you the authority to decide about that. This is becoming up too personal.

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار ملک اصغر علی قیصر، چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی ہے۔ اس کا نمبر 441/05 ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، میاں صاحب!
وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ تو withdraw نہیں ہو گئی تھی؟ میرے پاس تو یہی رپورٹ ہے اور میرے پاس withdrawal کا letter ہے۔

> The said Adjournment Motion related to WASA/LDA had very kindly been withdrawn by the respective member Haji Muhammad Ijaz, MPA

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 441/05 ملک اصغر علی قیصر، چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی ہے۔
وزیر تعلیم: جناب والا! یہ وہی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن جو نام آپ لے رہے ہیں وہ اس میں نہیں ہے۔
وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس میں تین ممبرز کا نام ہے ملک اصغر علی قیصر، چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) یہ 441/05 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہی ہے اور آپ کہہ رہے تھے کہ ممبر حاجی محمد اعجاز نے withdraw کی ہے۔

وزیر تعلیم: جی ہاں، میرے پاس ان کی کاپی ہے 441۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس میں تو withdrawal کا کہیں نہیں لکھا۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں پہلے ان کا مسئلہ طے کر لیتے ہیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں 441 پڑھ دیتا ہوں۔ اب پتا نہیں آپ کے پاس کون سی ہے اور میرے پاس کون سی ہے؟ یہ ایم ڈی واسا کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! یہ ایم ڈی واسا کے بارے میں ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے پاس جو ریکارڈ ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک معزز ممبر نے اس کو واپس لے لیا لہذا ہم نے اس کو take up نہیں کیا اگر یہ اس کو take up کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس دن انہوں نے move کیا تھا لیکن اس دن Minister WASA موجود نہیں تھے اس لئے اس کو pending کیا گیا تھا۔

وزیر تعلیم: جناب والا! پھر آپ اس کو pending کر لیں۔ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ جی، اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں بات یہ کروں گی کہ بہت سارے دن ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ کی تحریک پہلے move ہو چکی ہے؟

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ pending ہے اور میں بات یہ شروع کرنا چاہ رہی تھی کہ تحریک التوائے کار کے درمیان آپ پوائنٹ آف آرڈر نہ دیں کیونکہ وقت اتنا short ہوتا ہے کہ سارا business اسی طرح رہ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی اپنی پارٹی پوائنٹ آف آرڈر کر رہی ہے، میں تو نہیں کرنا چاہتا۔

انوسٹی گیشن پولیس شرقپور کے وحشیانہ تشدد سے شہری کی ہلاکت

(۔۔جاری)

محترمہ فرزانہ راجہ: میں تو اپنی تحریک پڑھنا چاہ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ پڑھیں لیکن یہ تو آپ نے already پڑھی ہوئی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: یہ پڑھی ہوئی تھی اس کا جواب آنا تھا یہ آج کے دن کے لئے تھی۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ جہانزیب صاحب! کیونکہ she is on a very important issue, let her say and I will come back to you. جی، میاں صاحب فرمائیے!

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ پہلے move ہو چکی تھی اس کا جواب pending کیا گیا تھا اور اب جو fresh result یا انکوائری آئی ہے میں معزز ممبر کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ D.P.O ننکانہ کے پاس اس کی انکوائری ہے اور یہ تین لائنوں کی رپورٹ آئی ہے میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔ "تشدد سے موت واقع نہیں ہوئی تاہم حتمی وجہ موت بعد از وصولی رپورٹ Chemical examiner طے کی جائے گی۔ سر دست بیانات لواحقین ورثا متوفی سے ASI منیر احمد پر جرم دفعہ 302۔ت پ کا اطلاق نہ پایا گیا تاہم اس بابت محکمہ خود بھی انکوائری کر رہا ہے جو کہ تا حال مکمل نہ ہوئی ہے جونہی مکمل ہوئی تو رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔" اس میں موٹر سائیکل چھیننے والا جو واقعہ ہوا اور اس کے بعد جو یہ کرائم commit ہوا تو اس پر جو مدعی تھے، جس کے ساتھ یہ واقعہ ہوا، جو آدمی اس میں involve تھا اس کے اپنے رشتہ داروں نے کورٹ میں جا کر بیان یہ دے دیا کہ ملزم کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے یہ کورٹ میں لکھ کر دے دیا۔ یہ میرے پاس اس کی ایک رپورٹ آئی ہوئی ہے اور ہم نے معزز ممبر کے کہنے پر اس کی جو انکوائری تھی اس کو زیادہ initiate کیا، جونہی ہمیں کیمیکل ایگزامینر کی رپورٹ آئے گی تو اس سے آگے ہم proceed کریں گے۔ میں معزز ممبر کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی اس تحریک التوائے کار پر activity جو تھی وہ تیز ہوئی اور ان کی درست نشاندہی پر پولیس in action آئی اور اس بارے میں جو رپورٹ ہے وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے بی بی؟

محترمہ فرزانہ راجہ: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے withdraw کر لی ہے۔ للذا یہ disposed of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 587 بھی محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی ہے۔

پنجاب کے ہسپتالوں میں اہم ادویات کی مختلف قیمتوں پر خریداری

محترمہ فرزانہ راجہ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں کمیشن مافیا کے گٹھ جوڑ سے اہم نوعیت کی ایک جیسی ادویات کی مختلف قیمتوں پر خریداری سے حکومت اور محکمہ سوشل سکیورٹی کو بھاری مالی نقصان ہوا ہے۔ ان ادویات میں دل کے امراض کی ادویات انٹی بائیوٹک انجکشن، گولیاں اور کیپسول شامل ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق صوبہ کے کئی ہسپتالوں میں ایک کمپنی کا انجکشن Dobutamine جو 250 ملی گرام کا ہے سوشل سکیورٹی ہسپتال نے 175 روپے جبکہ سندھ حکومت نے صرف 72 روپے میں خریدا۔ ایک ہی کمپنی انجکشن Cimetadine سوشل سکیورٹی ہسپتالوں کو 2 روپے 47 پیسے جبکہ محکمہ صحت پنجاب کو 5 روپے میں بیچ رہی ہے اور اسی طرح جنٹامائسن انجکشن 80 ملی گرام سوشل سکیورٹی ہسپتال 3 روپے 90 پیسے میں جبکہ پنجاب اور سندھ میں یہی ٹیکہ ایک روپے 19 پیسے میں دیا جا رہا ہے۔ انٹی بائیوٹک انجکشن Ceftazidim ایک ہزار ملی گرام سوشل سکیورٹی ہسپتال کو 70 روپے جبکہ میو ہسپتال لاہور میں 42 روپے میں sale ہو رہا ہے۔ اسی طرح مزید کئی ادویات جن میں لنکومائسن کیپسول اور Lignocain انجکشن، ڈویامین ٹیکہ جات، گولیاں اور انفیوزن، آفلاکسن گولیاں اور پیٹ کے امراض کی گولیاں Albendozol سمیت درجنوں ادویات کی سپلائی اور خریداری میں گھپلے ہو رہے ہیں اور محکمہ صحت کے بعض افسران اور کمپنیوں کے ایجنٹ ملی بھگت کر کے ہسپتالوں میں اور ہسپتالوں کے ارد گرد فارمیسی مالکان زیادہ ادویات کا ریٹ کنٹریکٹ نہیں ہونے دیتے تاکہ جتنی ادویات کا ریٹ کنٹریکٹ ہو گا اتنی ہی لوکل پرچیز ہو گی جس کے لئے متعلقہ اداروں کو 75 فیصد زیادہ قیمت ادا کرنا پڑتی ہے اور خریدنے والوں کو زیادہ کمیشن ملتا ہے۔ ایک ہی کمپنی سندھ میں ادویات سستی اور پنجاب میں زائد قیمت پر دیتی ہے۔ حکومت اور محکمہ سوشل سکیورٹی کو بھاری نقصان پہنچانے کی وجہ سے صوبہ کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری

تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری چیئر اور معزز ممبر سے بھی request ہے کہ ہیلتھ منسٹر صاحب نے اس کے لئے request کی تھی کہ وہ اس کا جواب دیں گے لہٰذا اس کو pending کر دیا جائے۔ وہ ریلیف ورک میں شامل تھے۔

معزز اراکین: وہ بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہیلتھ منسٹر صاحب آئے ہوئے ہیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! کر لیتے ہیں۔

وزیر تعلیم: آپ کر لیں، sorry، میں نے آپ کو دیکھا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کا جواب میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں اور ساتھ ہی میرے پاس اس کے متعلق نوٹیفکیشن کی کاپی بھی ہے۔ یہ دوائیوں کی پرچیز کے متعلق جو معاملات ہیں ان کی پوری چھان بین کے لئے 6۔اکتوبر کو چیف منسٹر صاحب کے احکامات پر اور ان کے ان معاملات کو raise کرنے پر میں نے ایک کمیٹی notify کی ہے جس کے terms of references جو ہیں وہ exactly یہی issues ہیں، اس کمیٹی کے ممبروں میں سیکرٹری ہیلتھ ہیں، پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، پرنسپل علامہ اقبال میڈیکل کالج، ساؤتھ سے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کو اس کا ممبر بنایا، ای۔ڈی۔او ہیلتھ جھنگ، ڈائریکٹر ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری، منیجر گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو اور مسٹر توفیق الرحمٰن ڈرگ انسپکٹر لاہور، یہ آٹھ رکنی کمیٹی بنائی گئی ہے جس کو یہ آرڈرز دیئے گئے ہیں کہ آپ یہ تمام issues کہ ڈرگ پرچیز ڈفرنشل پرائس جو مختلف اضلاع میں ہوتی ہے ان issues کو address کریں، جو P.R.S.P کے تحت procurement processes ہیں ان کے بارے میں streamline کرنا، ان کو equitable basis پر بنانا وہ اس کے T.O.R میں شامل ہیں۔

To examine the open tender and single tender price difference, and propose the uniform pattern

یہ بھی اس کے T.O.R میں شامل ہیں۔

To examine the progress of the list of inclusion of new medicines

جو نئی دوائیاں آرہی ہیں ان کو ہماری جو T.V.M.S لسٹ ہے اس میں include کرنا تو ایک broad based T.O.Rs اس کمیٹی کو دیئے گئے ہیں تاکہ یہ price differential جو ہے کہ ایک دوائی راجن پور میں ایک پرائس کی ہے، اٹک میں اور پرائس کی ہے، کراچی میں اور پرائس کی ہے اس کو resolve کرنے کے لئے کمیٹی 6 ۔اکتوبر کو notify کر دی گئی تھی۔ دو مہینے کا ان کو ٹائم دیا گیا ہے کہ اپنی recommendations ہمیں پیش کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فاضل وزیر صحت نے جو ارشاد فرمایا ہے، مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس میں تو بہت ساری ادویات جو مہنگی خریدی گئی ہیں وہ سوشل سکیورٹی والوں نے خریدی ہیں۔ محترمہ فاضل ممبر نے جن چیزوں کی نشاندہی اپنی تحریک التوائے کار میں کی ہے اس میں پنجاب گورنمنٹ نے تو بیشتر وہ medicines سستی خریدی ہیں لیکن یہ جو سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں اندھیر مچا ہوا ہے اور وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ایک تصویر اس تحریک التوائے کار میں سامنے آتی ہے۔ یہ اس کا کیا سدباب کریں گے؟ وہ محکمہ تو ان کی منسٹری کے ماتحت نہیں ہے۔ وہ محکمہ ان کی منسٹری کے تحت نہیں آتا ہے۔ سوشل سکیورٹی والے جو اتنی مہنگی چیزیں خرید رہے ہیں اس کے سدباب کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر صحت: یہ بات درست ہے لیکن میں یہی عرض کر رہا تھا کہ چیف منسٹر صاحب نے، میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ منسٹر ہیلتھ نے یہ کمیٹی notify کی ہے، چیف منسٹر صاحب نے اس چیز کا احساس کرتے ہوئے چونکہ دوائیوں کی زیادہ سے زیادہ خرید جو ہے وہ traditionally ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے اس لئے انہوں نے مختلف شعبوں سے، ہمارے جو مختلف autonomous ادارے ہیں، مختلف districts کی ایک کمیٹی بنائی ہے جو پورے پنجاب کے drug purchase process کو مجموعی طور پر comprehensively دیکھے گی اس لئے میں نے سمجھا کہ میں اس چیز کا جواب دے سکتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER:- That also covers Social Security?

MINISTER FOR HEALTH:- Yes.

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اس میں یہ تھا کہ بہت اچھی بات ہے جو کمیٹی بنائی ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ہیلتھ منسٹری کو کام کرتے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں اور تین سال کے بعد اس تحریک التوائے کار کے آنے پر کمیٹی کا ان کو احساس ہوا یا اس سے پہلے شاید پتا ہی نہیں چلا کہ یہ سارا کچھ ہو رہا ہے۔

جناب والا! دوسرا یہ ہے کہ یہ اچھی بات ہے، اب اس کمیٹی کا رزلٹ کیا آتا ہے وہ دیکھا جائے گا لیکن میں request کرتی ہوں کہ اس کمیٹی کی جو بھی کارروائی ہو اور اس کے تحت جو بھی فیصلے ہوں اس کی کارروائی سے ایوان کو باخبر رکھا جائے اور یہ رپورٹ ایوان میں دی جائے۔ تب تک اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جائے تاکہ ہمیں یہ پتا چلے کہ اس کمیٹی نے کیا ایکشن لیا ہے اور جہاں جہاں پر یہ already دوائیاں مہنگی خریدی جا رہی ہیں ان لوگوں کے خلاف کیا ایکشن ہوا ہے؟

جناب سپیکر! پرائیویٹ ہسپتالوں اور گورنمنٹ ہسپتالوں میں بھی ایک پریکٹس یہ چل رہی ہے کہ جو ڈاکٹرز ہیں ان کے پاس Reps آتے ہیں جو ملٹی نیشنل کمپنیز ہیں، فارماسیوٹیکل کمپنیز ہیں ان کے Reps ان کے پاس آتے ہیں اور وہ ان کو کمیشن دیتے ہیں، اس کمیشن کی وجہ سے یہاں پر جو فارمیسیز ہیں وہ ان کو recommend کرتے ہیں کہ وہ medicines ان کمپنیوں سے خریدی جائیں جو کہ imported medicines ہے اور جو کہ مہنگی medicines ہیں تو اس میں ڈاکٹر involve ہیں، چاہے وہ سرکاری ہسپتالوں کے ہیں یا پرائیویٹ ہسپتالوں کے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو لوکل مینوفیکچرنگ ہے، جو فارماسیوٹیکل کمپنیاں ہیں ان کی help کی جائے اور ان کو support کیا جائے تاکہ اپنے ملک کے اندر یہ ادویات تیار ہوں تو کم پیسوں میں ملیں گی، اگر ہم ان کو امپورٹ کرائیں گے تو اسی طرح سے مہنگی ملیں گی۔ اس میں جو ڈاکٹر حضرات ہیں ان کے خلاف ایکشن لینے کی ضرورت ہے یا اس چیز کو مانیٹر کرنے کی ضرورت ہے تو منسٹر ہیلتھ یہ فرمائیں کہ اس کے لئے وہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی اس میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت پنجاب نے last year rate contract کیا تھا، یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ محکمہ صحت کی حد تک تمام ضروری ادویات، تقریباً 145 main medicines کا ہم نے rate contract کیا تھا جو کہ تمام اضلاع پر لاگو ہے اس سے پہلے کے حالات واقعی بہت خراب تھے۔ Ampiciline کی دوائی ایک ضلع 300 روپے میں

خرید رہا تھا، دوسرا 200 روپے میں خرید رہا تھا اور یہ جو price differential ہے اس کا بوجھ بنیادی طور پر مریض پر جاتا تھا تو ہم نے 2004 last year میں ان ادویات کے لئے ایک rate contract کیا تھا اور through out the Punjab ایک uniform price مقرر کی گئی ہے۔ ہمارے اضلاع کے تمام ہسپتالوں اور autonomous ہسپتالوں میں بھی اسی پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ ادویات کی فہرست 150 سے کہیں زیادہ ہے، پاکستان میں تقریباً over 2000 registered medicines ہیں۔ جو ضروری ادویات ہیں، جو most commonly used medicines, anti-biotics وغیرہ ہیں ہم نے ان کے لئے یہ rate contract کیا تھا۔ فی الحال یہ contract باقی ادویات تک extend نہیں کرتا لیکن معزز رکن کی تحریک کے بعد ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کمیٹی کا جو terms of reference, purview ہے وہ much broader ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ ان تمام ادویات پر لاگو ہو اور صرف محکمہ صحت کے ہسپتالوں پر ہی نہیں بلکہ محکمہ اوقاف کے ہسپتالوں، سوشل سکیورٹی کے ہسپتالوں پر بھی لاگو ہو۔ ان تمام ہسپتالوں میں اس کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد ہوگا اور یہ معاملات کافی بہتر ہو جائیں گے۔ محکمہ صحت نے last year اپنے طور پر most common medicines کے لئے already rate contract کیا ہوا ہے اور پورے صوبے میں ایک ہی قسم کا rate ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گی کہ جب تک اس کمیٹی کی رپورٹ نہیں آتی ہے یا یہ کمیٹی اپنی سفارشات نہیں دیتی اس وقت تک میری تحریک کو pending کیا جائے کیونکہ یہ صوبے کے عوام کے مفاد سے متعلقہ بات ہے۔ میں یہ بھی کہوں گی کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کے بارے میں ایوان کو بھی آگاہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب بڑے competent minister ہیں اور انہوں نے جو بات کی ہے اس پر عملدرآمد بھی کروائیں گے کیونکہ I think whatever he says he means it اس لئے you should not worry about it. دوسرا وزیر صحت آپ کو اس حوالے سے confidence میں بھی لیں گے۔ so I dispose of this motion.

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے مجلس استحقاق کی working کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اور ملک احمد خان حسب عادت ایک پھوکا فائر نکال کر باہر چلے گئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔ اگر ان میں moral courage ہے تو وہ اندر ہاؤس میں آئیں اور میری بات سنیں۔ میں نے ایک تحریک استحقاق جیل سپرنٹنڈنٹ اور آئی۔جی جیل خانہ جات کے خلاف دی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ استحقاق کمیٹی ایک سفارشیوں کا ٹولہ ہے۔ with few exceptions

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی سفارشیوں کا ٹولہ نہیں ہے۔

All are Honourable Members of the House who have been put into that committee whether it is a Privilege Committee or some other committee

جتنی بھی کمیٹیاں ہیں سب میں ایک نہ ایک ممبر ہے۔ اب اگر وہ اپنا part play نہیں کر سکتے، رول ادا نہیں کر سکتے تو .that is their personal thing یہ کسی کی سفارش پر نہیں آئے، سب ممبران کو یہ موقع دیا گیا ہے۔ یہ کمیٹیاں ہاؤس کی طرف سے بنائی گئی ہیں اور اس کو آپ سفارشی ٹولہ مت کہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! سفارشی ٹولے سے مراد یہ نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ سفارشیں کرتے ہیں۔ آفیسرز کے خلاف جو تحاریک آ جاتی ہیں یہ ان کے سفارشی بن جاتے ہیں۔ اب ملک صاحب کی بات دیکھیئے۔ میں نے جو تحریک استحقاق move کی تھی جب آئی۔جی جیل خانہ جات، پرویز رحیم راجپوت کو ایک بہتر assignment دے دی گئی، جب وہ ان کی range میں جا کر D.I.G لگے تو next استحقاق کمیٹی کی میٹنگ میں یہ آئے اور میٹنگ کے دوران He asked for a pardon انہوں نے مجھے request کی کہ میری دوسرے کمرے میں آ کر بات سنیں۔ مجھے یہ وہاں پر لے گئے ادھر جا کر انہوں نے کہا کہ میں آپ کی منت کرتا ہوں، میں آپ سے request کرتا ہوں کہ تم D.I.G کو چھوڑ دو کیونکہ اسے بہتر assignment مل گئی ہے۔ ملک جو کہ سپرنٹنڈنٹ جیل ہے، میرا عزیز بھی ہے ہم اس کو مل کر رگڑتے ہیں۔ This is how he behaved یہ اس طرح کی تو باتیں کرتے ہیں۔ پھر ادھر آ کر بات کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ جناب آپ کے پارلیمانی سیکرٹریز اور یہ کمیٹی صرف لوگوں کی بھاگ بھاگ کر سفارش کرنے کے لئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ بالکل سفارشیوں کا ٹولہ ہے with few exceptions اور ملک

صاحب کو چاہئے کہ اپنی یہ عادت بدلیں، یہ پھوکے فائر نکال کر باہر لابی میں بیٹھ جانا مناسب نہیں ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no point of order. جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! ملک احمد خان اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ معزز رکن کو چاہئے تھا کہ جس وقت وہ ہاؤس میں بیٹھے ہوتے تب بات کرتے۔ دوسرا ایسے بیسیوں cases ہیں کہ جن میں ان کے معزز ممبران جو کہ استحقاق کمیٹی میں موجود ہیں وہ بھی ہمارے حکومتی ممبران کو request کرتے ہیں۔ یہ کوئی ایک ملک صاحب کا قصور نہیں ہے۔ ملک صاحب جس وقت ایوان میں آئیں گے تو ان کو جواب دے کر مطمئن کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس بحث میں الجھ کر اپنے معزز ممبران کی خود ہی تضحیک کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف ایسی باتیں کرنے سے کسی کا فائدہ نہیں ہو رہا۔ یہ ذاتی معاملات ہیں،

This is nothing to do with the Punjab Assembly. These are the personal issues. For God sake do not bring personal issues over here.

MR JEHANZEB IMTIAZ GILL: Mr Speaker! This is not a personal issue, this is the ground reality.

MR DEPUTY SPEAKER: May be a ground reality but I would not allow these things to take place here.

میرے خیال میں lets go down to very important issue.

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended for another half an hour.

جی، مخدوم صاحب فرمائیے!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے دوران سوال نمبر 5723 اٹھایا گیا تھا جو کہ دریائے راوی میں فیکٹریوں کے زہریلے پانی کی ملاوٹ سے پیدا شدہ مسائل کے بارے میں ہے۔ یہ سوال میرے محکمہ کے علاوہ دوسرے محکمہ جات سے بھی متعلقہ تھا۔ لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس سوال کے حوالے سے آپ نے جو remarks دیئے ہیں کہ محکمہ ماحولیات کو چارج شیٹ کیا

جائے" وہ expunge کر دیئے جائیں، انہیں withdraw کر لیا جائے۔ اس کے متبادل طور پر تاکید کی جائے کہ آئندہ جوابات بہتر طور پر پیش کئے جائیں۔ اس سوال کا تعلق واسا، پبلک ہیلتھ اور ہاؤسنگ سے بھی ہے۔ اگر میں پہلو تہی کرتا تو جواب نہ دیتا اور کہہ دیتا کہ یہ میرے محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے لیکن میں نے اس سوال کا جواب دیا اور بتایا کہ واسا اس پر کام کر رہا ہے۔ اس کے لئے 14۔ارب روپے چاہئیں۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اپنے remarks کو withdraw کر لیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے معلوم نہیں کہ وزیر ماحولیات کیا مخول کر رہے ہیں لیکن میں ایک سنجیدہ بات آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس ایوان نے نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ پاس کیا۔ اس کا کیا بنا، میں ان سے یا حکومت کے کسی بھی ذمہ دار وزیر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 42۔ارب روپے کے اس منصوبے کا موجودہ status کیا ہے؟ عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ وزیر ماحولیات اس بارے میں کیا کچھ کر رہے ہیں؟ سپریم کورٹ نے بھی اس حوالے سے suo moto نوٹس لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات کے وقت آپ ایوان میں موجود نہیں تھے، اگر آپ اس وقت سوال کرتے تو وزیر صاحب شاید جواب دے دیتے۔ Let's go to basic task. اب ہم non-official business شروع کرتے ہیں۔

مسودات قانون

(جو پیش ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

MR DEPUTY SPEAKER: Now we take up the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004. Mr Tanvir Ashraf Kaira Sahib!

MR TANVIR ASHRAF KAIRA: Sir, I move that:

> The University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004, as recommended by Standing

Committee on Agriculture, be taken in to consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that:

The University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004, as recommended by Standing Committee on Agriculture, be taken in to consideration at once.

MINISTER FOR EDUCATION: I oppose it, sir. But I would like to make a request here.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: Sir it was also decided in the last sitting کہ اس کا جواب محترم وزیر زراعت دیں گے but I am sorry کہ ان کی طرف سے in writing چھٹی آئی ہوئی ہے اور آپ نے ہی منظور کی تھی۔ وہ relief work کے لئے وہاں تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ سپیکر پنجاب اسمبلی کے نام ان کی ایک درخواست آئی ہوئی ہے لہٰذا اسے pending کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! درخواست آئی ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کیا کوئی منسٹر اس طرح سے چھٹیاں لے کر ہاؤس کے بزنس کو adjourn کروا سکتا ہے؟ رولز اس بات کو permit نہیں کرتے۔ اگر متعلقہ منسٹر کسی وجہ سے مصروف ہیں تو ان کی جگہ ان کا پارلیمانی سیکرٹری ہوتا ہے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہ ہو تو پھر دوسرے منسٹرز اور پارلیمانی سیکرٹریز ہوتے ہیں۔ اب یہاں پر تقریباً 83 بندے بیٹھے ہیں اور پھر بھی یہ چھٹیاں لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن چونکہ آج کل حالات اس قسم کے ہیں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کون سے حالات ہیں؟ یہاں پر ایسے کوئی حالات نہیں ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Ministers have to take the assignment in all the earthquake areas.

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔دوسرے منسٹرز ہیں لیکن چھٹی لے کر ہاؤس کے بزنس کو adjourn کروانا، رولز اس کو permit نہیں کرتے۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ انہوں نے آپ کے سیکرٹریٹ کو inform کیا ہے اور درخواست بھیجی ہے اور وجوہات یہ لکھی ہیں کہ زلزلہ زدگان کے لئے انہیں اوپر سے assignment ملی ہے۔اس وقت ملک میں ایمرجنسی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان کی درخواست پڑھ دوں کہ انہوں نے وجوہات کیا لکھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

MINISTER FOR FOOD: Federal Relief Commissioner Pakistan, through Chief Secretary Punjab, has demanded a sufficient number of petty stocks for use in the earthquake-affected Northern area and in District Mansehra for relief measures. The honourable Minister for Agriculture is very much busy to arrange petty stocks to meet the task-assignments by the Federal Relief Commissioner that's why he is not available to participate in the discussion of the subject Bill. It is, therefore, earnestly requested that the discussion on the subject Bill may kindly be adjourned for the next time.

جناب والا! یہ انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: I think it is a genuine request.

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے جس cause کی بات کی ہے اس سے پورا ملک concerned ہے۔ ہمیں بھی پورا concern ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہاؤس کے بزنس کے لئے منسٹرز کو اسی لئے پارلیمانی سیکرٹری دیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر minister concerned کی گنجائش ہے کہ اگر وہ نہیں ہیں تو ان کی جگہ کوئی دوسرا منسٹر بزنس conduct کر سکتا ہے لیکن یہ روایت ڈال رہے ہیں کہ منسٹر صاحب چھٹی پر ہیں ان کی درخواست دیں اور بزنس adjourn ہو جائے یہ غلط ہے، اسے رولز permit نہیں کرتے، ایسا نہیں ہو سکتا۔

وزیر خوراک:.He is on business. He is not on leave وہ چھٹی پر نہیں ہیں بلکہ وہ تو ایمرجنسی میں کام کر رہے ہیں۔ چونکہ ان کا subject ہے، ان کا محکمہ ہے اس لئے وہ خود اس پر بات کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان کو تو appreciate کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری بھی اتنا ہی competent ہے۔ وہ بھی اسی ہاؤس کا ممبر ہے۔ اگر اسے منسٹر بنا دیا جائے تو وہ بھی ڈیپارٹمنٹ کو run کر سکتا ہے تو بتایا جائے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کدھر ہیں؟ یا تو ان کی چھٹی کی درخواست لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:In any case میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ علیحدہ بات ہے لیکن ان سے پارلیمانی سیکرٹری کا پوچھ لیں کہ کیا وہ بھی چھٹی پر ہیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بعض اوقات ان کی طرف سے بھی اس طرح request آتی ہے تو ہم اسے honour کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی debatable point نہیں ہے۔ انہیں ہمارے ساتھ agree کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اپوزیشن اور گورنمنٹ کا فرق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:In any case میں کائرہ صاحب سے request کروں گا کہ Let's pend this till the minister comes اسے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر/چیف وہپ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر/چیف وہپ: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے پچھلی دفعہ کیا تھا کہ اسے پہلے نمبر پر لے کر آئے تھے۔ اگر بار بار منسٹر صاحب نہ آئیں تو پھر آپ آئندہ کے لئے کم از کم یہ تو کر دیں کہ اگر وہ نہیں آ رہے تو پھر ان کے پارلیمانی سیکرٹری آ جائیں تاکہ یہ مسئلہ کسی طریقے سے حل ہو جائے۔

مسودہ قانون (تنسیخ) شادی تقریبات (امتناع نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005

جناب ڈپٹی سپیکر: Anyhowاسے دوبارہ first priorityپر take upکیا جائے گا۔
Next is the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005. This is again by Mr. Tanveer Ashraf Kaira.

MR TANVIR ASHRAF KAIRA: Sir, I move

> "That leave be granted to introduce the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is :

> "That leave be granted to introduce the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses)(Repeal) Bill 2005."

MINISTER FOR EDUCATION: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کائرہ صاحب! short statementدیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 143 کے مطابق کوئی بھی صوبہ وفاقی قانون سے متصادم قانون نہیں بنا سکتا۔ 2003 میں حکومت پنجاب نے اسمبلی سے شادی بیاہ کے موقع پر کھانوں کے حوالے سے ایک قانون بنوایا جس کے تحت ولیمہ کے موقع پر کھانے کی اجازت دی گئی حالانکہ اس سلسلے میں 2002 سے وفاقی حکومت کی طرف سے آرڈیننس موجود تھا جس کے تحت کھانے پر مکمل پابندی تھی۔ اس طرح وفاقی قانون سے تصادم کی بناء پر یہ غیر آئینی تھا۔ اس بناء پر اسے عدالت میں چیلنج کیا گیا اور عدالت عظمیٰ نے 5۔ نومبر 2004 کو صوبائی قانون کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا۔ بعد ازاں inter court appealکی گئی لیکن وہ بھی مسترد ہو گئی۔ سپریم کورٹ کی جانب سے کالعدم قرار دیئے جانے کے بعد ضروری تھا کہ اس قانون کو پنجاب اسمبلی سے repealکروایا جاتا کیونکہ اسے اسی اسمبلی نے پاس کیا تھا۔

جناب سپیکر! یاد رہے کہ عدالت کسی قانون کو کالعدم تو قرار دے سکتی ہے لیکن اسے منسوخ کرنے کا اختیار اس کے پاس نہیں ہے۔ یہ کوئی پہلا کیس نہیں ہے بلکہ اس سے قبل بھی 1998 میں Provincial Motor Vehicles Ordinance 1965 میں ایک ترمیم کے ذریعے فرنچائزڈ سسٹم متعارف کروایا گیا لیکن اس ترمیم کو بھی عدالت میں چیلنج کر دیا گیا اور سپریم کورٹ نے اس ترمیم کو کالعدم قرار دیا۔ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرانے کے لئے پنجاب حکومت نے ہنگامی بنیاد پر اسی سال یعنی 2005 میں آرڈیننس جاری کیا اور پھر اسے صوبائی اسمبلی سے پاس کروایا۔ جہاں تک اس قانون کو منسوخ کرنے یا اس کے اثرات کا تعلق ہے تو میں نے اس مسودہ قانون میں ایک saving clause بھی دی ہے جس کے تحت اس صوبائی قانون کے تحت کئے گئے تمام اقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس تفصیلی وضاحت کے بعد وزیر صاحب کے پاس اسے oppose کرنے کی وجہ نہیں رہ جاتی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ایک معزز ایوان ہے and is supposed to be run under certain rules. اب بات یہ ہے کہ یہ مسودہ قانون منسٹری آف لا سے متعلقہ ہے۔ کوئی similarity کوئی parity تو ہونی چاہئے۔ آج ہم ایک مذاق کی صورت میں ہاؤس چلا رہے ہیں۔ ایک بار تو کہتے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب چھٹی پر ہیں۔ لہٰذا چونکہ concerned minister نہیں ہیں تو اس بزنس کو adjourn کر دیا جائے۔ میرے خیال میں اس ہاؤس کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک منسٹر کی درخواست آ گئی کہ چونکہ وہ چھٹی پر ہیں اس لئے ان کا بزنس pending کر دیا جائے۔ اب یہ بل لاء منسٹر کے متعلقہ ہے لیکن اس کا جواب وزیر تعلیم دے رہے ہیں۔ کوئی similarity تو ہونی چاہئے۔ ہم آج کے ہی بزنس میں کچھ similarity لے آئیں کہ چلو آج جو منسٹر چھٹی پر ہیں ان کے متعلقہ بزنس کو pending کر دیا جائے۔ یہ میری نظر میں تو against the rules ہے، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری ہوتا ہے، دوسرے منسٹر ہوتے ہیں لیکن اگر انہوں نے Chair سے آج یہ رولنگ ہی لی ہے تو پھر کم از کم اس کو ہی تسلیم کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا رولنگ دلوائی ہے جی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! رولنگ یہی دلوائی ہے کہ منسٹر صاحب چھٹی پر ہیں لہٰذا ان کا بزنس pendingہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہوں نے کوئی ایسی رولنگ نہیں دلوائی۔ یہ آپ کی رولنگ ہے، میری رولنگ نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! تو پھر آپ نے پہلے والا مسودہ قانون کیسے pendingکیا؟ منسٹر صاحب کی applicationتھی ناں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رولنگ میں نے کوئی نہیں دی۔

رانا ثناء اللہ خان: چلو، آپ نے ویسے pendingکر دیا۔ اب یہ لاء منسٹر صاحب کا جواب ایجوکیشن منسٹر صاحب کیسے دے رہے ہیں؟ اسی بات کو آپ لے لیں تو اس کو بھی آپ پھر pendingفرما لیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! تنویر اشرف کائرہ صاحب یہاں پر جو amendmentلے کر آئے ہیں۔ یہ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ یہ سپریم کورٹ کی instructions تھیں جن کے تحت یہ law repeal ہونا تھا اور پھر صوبوں نے اس کو نیا لاء بنانا تھا، because Federal Law already exist کرتا ہے اور جب Federal Law exist کرے تو provinces اس کو take up نہیں کر سکتے۔ for the information of the Chair and as well as the Honourable House یہ جو proposed Bill تھا which has been admitted by Mr. Speaker اور چونکہ حکومت خود repeal act لے کر آ رہی ہے اور اس کو already submit کروا دیا گیا ہے یہ میں تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں۔

The proposed Bill which has been admitted by Mr. Speaker under Rule- 89 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and has already been taken by the Law Department for repeal as soon as it is received, it shall be presented to Cabinet for the process in accordance with law.

تو جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا point بالکل ٹھیک ہے لیکن حکومت نے already اس کو take up کر لیا ہے اور Chair نے اس کو admit بھی فرما دیا ہے۔ اس قانون کی تیاری ہو رہی ہے اور یہ Cabinet سے approval کے لئے جائے گا۔ پھر یہ ہاؤس میں lay ہو گا اس کے بعد یہ repealing بنے گا تو لہٰذا میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کی ابھی کوئی گنجائش نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ اگر اس میں ان کا کوئی مشورہ ہے تو ہم انہیں ساتھ ملا لیں گے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہماری قانون سازی کا آپ اس سے اندازہ لگا لیں۔ فاضل منسٹر نے بھی تسلیم کیا ہے اور میرے فاضل بھائی نے بالکل درست یہ amendment دی تھی۔ ایک قانون اس اسمبلی نے پاس کیا ہے اسے سپریم کورٹ نے ختم کر دیا ہے۔ دوسرا نیو مری کے حوالے سے یہاں قانون سازی کی تھی اسے بھی سپریم کورٹ نے روک دیا ہے اس پر بھی وہاں پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ ہم نے جو دیگر مسودات قانون پاس کئے ہیں ان میں ایک Smoking Bill تھا اس پر ایک دھیلے کا عملدرآمد نہیں ہو رہا تو گورنمنٹ کی طرف سے جو قانون سازی کی جاتی ہے یہ ایک مذاق ہے۔ اس کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ کچھ سوچا نہیں جاتا، کچھ دیکھا نہیں جاتا کہ کیا قانون سازی کرنی ہے اور یہاں پر اپنی اکثریت کے بل بوتے پر تیزی سے اسے منظور کروا لیتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ چیزیں سپریم کورٹ سے reject ہو جاتی ہیں اور کوئی پبلک میں، تو اس طرح سے قانون کی کوئی حیثیت ہی نہیں بنتی ہے۔ اس پر بھی میں درخواست کروں گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے جو قانون سازی کی جاتی ہے اس پر دس دفعہ سوچنا چاہئے۔ اوپر سے فیصلہ آ جاتا ہے اور ایک منٹ میں یہاں پر قانون پیش کر دیا جاتا ہے۔ آج گورنمنٹ کے بزنس میں بھی آپ نے جو مدرسہ آرڈیننس میں amendment کا بل رکھا ہوا ہے وہ جب یہاں پیش ہو گا تو میں اس کے بارے میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس کو بھی حکومت تیزی سے پاس کرنا چاہتی ہے حالانکہ وہ قانون 1860 کا بنا ہوا ہے اور وہ سارے کا سارا ایکٹ revise ہونے والا ہے لیکن اس میں ایک چھوٹی سی amendment یہاں پر پیش کی جا رہی ہے تو میں ارباب اختیار سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس بات پر غور فرمائیں کہ ان کی قانون سازی کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ کوئی سپریم کورٹ میں جا کر ختم ہو رہی ہے، کسی پر پبلک میں عملدرآمد نہیں ہو رہا تو انہیں اس بات پر غور کرنا چاہئے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ صوبائی اسمبلی نے record legislation کی ہے اور یہ ایک law matter تھا۔ ایسا لاء جس کا law federal کے ساتھ

legislation ہو رہا ہے تو یہ ایک قانونی بات ہے۔ ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو یہاں پر conflict ہوتی ہے وہ اس کے خلاف کورٹس میں چلے جاتے ہیں۔ اپیلیں کرتے ہیں، writ petitions ہوتی ہیں تو یہ ایک سارا قانونی سسٹم ہے لیکن یہاں پر اتنی بات کہنا ضروری ہے کہ قانون سازی آپ کی موجودگی میں یہاں پر ہوتی ہے۔ سارے honourable Members اس میں deliberate کرتے ہیں، وہ for an again اپنی recommendations لے کر آتے ہیں، first reading ہوتی ہے، second reading ہوتی ہے، سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جاتا ہے، کیبنٹ اس کو لے کر آتی ہے تو یہ کوئی مذاق والی بات نہیں ہے، سارا ایک rule ہے۔ لاء بنانا is something else اور لاء کی implementation that is another aspect تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ ہم لوگ انہی کی لائی ہوئی amendments adopt کرتے ہیں، انہی کی لائی ہوئی amendments کو ہم unanimous legislations کر کے اس کو legislate کرتے ہیں تو میں بڑے مودبانہ انداز میں کہوں گا اور خاص طور پر اس issue پر جو ابھی تنویر اشرف کائرہ صاحب نے اٹھایا ہے اس کو گورنمنٹ نے already take up کیا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو admit کیا ہوا ہے، کیبنٹ میں یہ جائے گا تو ابھی اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح کہ احسان اللہ وقاص صاحب نے بھی پہلے وضاحت کی ہے کہ اس ہاؤس نے کوئی 44 کے قریب مسودات قانون منظور کئے ہیں۔ independent bill بھی پیش کئے ہیں اور اس میں amendments بھی پیش کی ہیں۔ ہم جو amendments انہیں دیتے ہیں اور اس پر ہم ان سے یہ request بھی کرتے ہیں اور یہاں پر بھی جتنی efforts ہوتی ہیں ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لئے اس کو دیکھ لیں، اس کو پرکھ لیں، اس کو تھوڑا سا پبلک میں جانے دیں اور جب کچھ لوگوں کی رائے آ جائے گی تو اس کے بعد آپ اس کو قانون بنائیں۔ یہ پنجاب کا سب سے معزز اور مقدس ہاؤس ہے اگر یہاں پر کوئی قانون پاس ہوتا ہے یا کوئی بل پاس ہوتا ہے اور اس کی تذلیل ہاؤس سے باہر ہوتی ہے تو یقین کیجئے اور میں بڑی معذرت سے کہوں گا کہ وہ اس ہاؤس کی تذلیل ہے۔ یہاں پر جب انہوں نے شادیوں پر کھانے کی پابندی کا قانون بنایا تھا تو ہم نے اس وقت بھی ان سے request کی تھی کہ میاں محمد شہباز شریف کے دور میں سب سے اہم point جس پر لوگوں نے ان کی پذیرائی کی تھی، لوگوں نے انہیں بہت appreciate کیا تھا کہ شادیوں پر انہوں نے کھانا منع کر دیا تھا۔ غریب لوگ جو اپنی جوان بیٹیاں گھروں میں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اس پر خدا کا شکر

ادا کیا تھا اور ہم نے ان سے چیخ چیخ کر کہا تھا کہ اس کو as it is رہنے دیں لیکن انہوں نے اس وقت تو اس پر عمل نہیں کیا اور پھر سپریم کورٹ نے وہی قانون ان پر لاد کر رکھ دیا کہ یہ لو، یہ قانون اپنے پاس رکھو۔ میں ان سے کہوں گا کہ قانون بنانا اسمبلی کا کام ہے لیکن قانون کا نفاذ کرنا ان کا کام ہے، ہمارا کام نہیں ہے۔ ان کا وہاں پر احترام نہیں ہوتا، قانون پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو اس ہاؤس کی تذلیل ہوتی ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ ہاؤس کو صرف یقین دہانی کرا دیں کہ یہ اس پر مسودہ قانون کب لانا چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جس قانون اور جس implementation کی بگو صاحب نے یہاں پر بات کی ہے۔ Parliamentary form of Government میں اس کی بڑی خوبصورتی ہے یہ جو ہماری پبلک اکاؤنٹ کمیٹی ہے، یہ کمیٹیاں اسی لئے قائم کی جاتی ہیں اور ان کمیٹیوں کی sanctity کو ممبران نے ہی safe guard کرنا ہے اور ان کی importance کو اجاگر کرنا ہے۔ اس Parliamentary form of Government میں یہ وہ check and balance ہے جس کے ذریعے آپ اس آفیسر کو answerable and cognisable بناتے ہیں اور اس کو پبلک اکاؤنٹ کمیٹی اور Privilege Committee کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ابھی یہاں پر Privilege Committee کے بارے میں جو ریمارکس دیئے گئے وہ سب نے سنے تو جب تک ہم نے ان اداروں اور ان کمیٹیوں کو powerful نہیں رہنے دیں گے، جب تک ہم پی۔اے۔سی کے issue ہونے والے directives کو total letirance پر implement نہیں کریں گے تب تک good governance نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ نے good governance کرانی ہے تو آپ کو ان اداروں کی sanctity کو safe guard کرنا پڑے گا۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قانون کے حوالے سے آج جو بات ہو رہی ہے اگلے اجلاس میں ہم اس کو ہاؤس میں ضرور lay کر دیں گے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ کے پاس پورا ایک سال تھا۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ 2004 میں آیا تھا اور گورنمنٹ نے اب تک اس کو take up نہیں کیا۔ اب اس قانون کو صرف repeal کرنے کے لئے میں نے یہ دیا ہے اور repeal کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ چاہے پرائیویٹ ممبر پیش کر دیتا ہے۔ میری طرف سے پہلے پیش ہوا ہے اس لئے ان کو accept کرنا چاہئے۔ یہ اپنی سفارشات کمیٹی کے اندر پیش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس بل کو کمیٹی میں بھیجنا چاہئے اور پرائیویٹ ممبر کو discourage نہیں کرنا چاہئے کہ جو Bills پر اتنی محنت کرتے ہیں

اور یہاں پرBillsکوkillکیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایسے مواقع کم ہی آتے ہیں کہ جب قانون سازی کے اندر کسی ایک چیز پر اتفاق ہوتا ہے ورنہ بالعموم آپ دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ کوئی چیز پیش کرتی ہے تو ہمopposeکرتے ہیں۔ ہماری طرف سے کوئی چیز آتی ہے تو وہ اس کو opposeکرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اس طرح چلتا ہے کبھی کبھی کوئیconsensusہوتا ہے۔اس میں پہلی دفعہ ایسی بات آئی ہے کہ گورنمنٹ بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس کوrepealہونا چاہئے اور ہمارے فاضل ممبر نے بھی یہی بات پیش کی ہے کہ اس کوrepealکیا جائے۔اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو عزت بے عزتی کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔یہ ایک اچھاgestureآنا چاہئے کہ اپوزیشن نے کوئی چیز پیش کی ہے تو اسے گورنمنٹ نے قبول کیا ہے۔یہ ایک اچھا gestureہے۔اس لئے میں عمران مسعود سے گزارش کروں گا کہ اس کوopposeنہ کریں اور آنے دیں۔آپ بھی جو چیز پیش کریں گے کمیٹی اس کو زیر غور لے آئے گی۔یہ بھی اس کے ساتھ ہی آجائے گا اور ایک اچھا ماحول اس حوالے سے پیدا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر بحث ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمران مسعود صاحب نے جو تجویز دی ہے۔اگر آپ دونوں اس پر متفق ہوں تو بہتر ہو گا بجائے اس کے کہ یہ ہاؤس میںputکی جائے اورkillہو جائے۔اس لئے افہام و تفہیم سے کام لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے مسودہ قانون پیش کیا ہے۔لہذا ان کو چاہئے کہ یہ میرا ساتھ دیں۔

وزیر تعلیم: میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان سے رابطہ رکھیں گے۔ان سے میرا ویسے بھی رابطہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کےviewsسن لیں۔

وزیر تعلیم: میں نے ان کےviewsسنے ہیں۔انہوں نے اپنیshort statementمیں اپنے viewsدیئے ہیں۔یہاں پرduplicationہو رہی ہے۔اگر ہم اس کو ابھیadoptکر لیں تو جو ہم نےadopt procedureکیا اس کا کیا بنے گا اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اس کوpressنہ کریں۔جب کمیٹی بنے گی اورmeetکرے گی تو ہم ان کو بلا لیں گے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میں اگر بل بعد میں دوں تو پھر duplication ہو گی لیکن duplication تو تب ہو گی جب یہ مسودہ قانون اسمبلی میں دیں گے۔ میرا مسودہ قانون اسمبلی میں پہلے آیا ہے لہذا اس کو کمیٹی کو refer کرنا چاہئے اور کمیٹی میں گورنمنٹ جو بھی سفارشات دیتی ہے، وہ دے دے۔ کمیٹی بھی ہاؤس کی کمیٹی ہے کوئی باہر کی نہیں ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میری بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ جو بل زیر غور ہے یہ کابینہ کی منظوری کے لئے کابینہ کے سامنے پیش ہو گا۔ اس کے بعد ہاؤس میں آئے گا۔ اس میں عمران مسعود صاحب سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ ان کی جو input ہے اس کو ساتھ شامل کیا جائے تاکہ مسئلہ افہام و تفہیم سے جیسے آپ نے فرمایا ہے اسی طرح حل ہو جائے۔ یہ اس کا بہتر حل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ ٹھیک ہے؟

جناب تنویر اشرف کائرہ: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کائرہ صاحب withdraw کرتے ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی برادری والوں کا حکم مانا ہے، ہمارا نہیں مانا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے محکمہ ماحولیات کے متعلق ایک رولنگ دی تھی۔ اس پر میں نے ان کو تنبیہ کی تھی کہ وہ جوابات درست دیں۔ وزیر ماحولیات اور سیکرٹری ماحولیات میرے چیمبر میں آئے تھے and they have assured کہ in future جو جوابات related to their department ہوں گے only those will be put in the House اور جو ان کے department کے نہیں ہیں ان کے بارے میں یہ جو unnecessary جوابات آج پیش کئے گئے ہیں۔ اس میں they will not interfere تو as such وہ جو remarks تھے that were only meant for the betterment of the working of the department and I would like to bring it in the House... میں ان ریمارکس کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کیونکہ ڈیپارٹمنٹ نے assurance دی ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ:

> In future they should be careful and proper answers should be brought into the House. So in view of that I

would like to withdraw my remarks which I had already given and giving them a chance and other departments also to come up with genuine answers in the House. So those remarks should be expunged.

لہذااب اجلاس بروز جمعہ مورخہ 21۔اکتوبر 2005 صبح نو بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

263

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔اکتوبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

1۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

گزشتہ یوم کی کارروائی (اگر کوئی ہو)

265

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 21۔اکتوبر 2005

(یوم الجمع، 16۔رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ أَرۡضِي وَٰسِعَةٞ فَإِيَّٰيَ فَٱعۡبُدُونِoكُلُّ نَفۡسٖ ذَآئِقَةُ ٱلۡمَوۡتِۖ ثُمَّ إِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَoوَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ غُرَفٗا تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ نِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَoٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَoوَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٖ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ٱللَّهُ يَرۡزُقُهَا وَإِيَّاكُمۡۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُo

سُوۡرَۃُ العَنكبوت آیات 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کروo ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گےo اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم بہشت کے اُونچے اُونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہےo جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیںo اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہےo

وما علینا الاالبلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ طاہرہ منیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ تعلیم کا مڈل کلاسوں کے نصاب سے معاشرتی علوم ختم کر کے بدھ مت اور ہندو ازم متعارف کرانے کا فیصلہ

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! 21۔ ستمبر کے "نوائے وقت" میں ایک خبر چھپی تھی کہ اگلے سال چھٹی سے آٹھویں تک معاشرتی علوم ختم کی جارہی ہے اور بدھ مت اور ہندو ازم پڑھایا جائے گا۔ میں نے پہلے بھی یہاں بات کی تھی تو وزیر قانون صاحب نے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ میں اگلے سیشن میں اس کے متعلق تفصیل سے بتاؤں گا تو براہ مہربانی یہ نصاب کے متعلق بتادیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں آخری دن جو بات ہوئی تھی وہ محترمہ نے نصاب کے حوالے سے کوئی بات یہاں پر کی تھی اور میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ نصاب کو بدلنے یا اس میں amendment کی کوئی instructions ہمیں فیڈرل گورنمنٹ سے نہیں آئیں کیونکہ نصاب کے معاملے کو فیڈرل گورنمنٹ deal کرتی ہے، صوبہ اس کو deal نہیں کرتا۔

سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 571 ہے۔

لاہور میں کار اور موٹر سائیکل چوری کی وارداتوں کی تفصیل

*571: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گزشتہ سال 2002 میں ضلع لاہور میں کتنی کاریں اور موٹر سائیکل / سکوٹر چوری ہوئے ان میں سے کتنی کاریں اور موٹر سائیکل / سکوٹر برآمد کئے گئے اور کتنے تاحال برآمد نہیں ہوئے؟

(ب) لاہور ضلع میں مندرجہ بالا چوری کی سب سے زیادہ وارداتیں کس تھانہ میں ہوئیں اور کس تھانہ نے سب سے زیادہ برآمدگیاں کیں، اینٹی کار لفٹنگ سٹاف نے کتنی برآمدگیاں کیں اور کتنے کیسز ان کے پاس درج ہوئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کاریں چوری کر کے قبائلی علاقہ اور صوبہ سندھ کے دیہات میں پہنچا دی جاتی ہیں، جہاں کاروں کے مالک کار چوروں کے ایجنٹوں کو دے دلا کر اپنی چوری شدہ کاریں واپس لاتے ہیں۔

(i) کیا حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب سے باہر دوسرے صوبہ کو جانے والی سڑکات پر چوری شدہ کاروں کے صوبہ سے باہر جانے سے روکنے کے لئے ناکہ بندی کے کیا مستقل انتظامات کئے ہیں؟

(ii) دوسرے صوبہ کی پولیس / ایجنسیوں سے کار چوری میں کیا کیا تعاون طلب اور حاصل کیا گیا ہے جس سے کار چوری کا انسداد ہو سکے؟

وزیر داخلہ:

(الف) سال 2002 کے دوران ضلع لاہور میں 607 کاریں اور 1339 موٹر سائیکل / سکوٹر چوری و چھینی گئیں جن میں سے 197 کاریں اور 333 موٹر سائیکلیں / سکوٹرز برآمد کئے گئے۔ جبکہ 410 کاریں اور 1006 موٹر سائیکل / سکوٹر برآمد ہونا بقایا ہیں۔

(ب) چوری / کاریں چھیننے کی وارداتیں سب سے زیادہ تھانہ گلبرگ اور موٹر سائیکل / سکوٹر تھانہ اقبال ٹاؤن میں ہوئیں۔ عرصہ 2002 میں جملہ مقدمات کی تفتیش ہائے شعبہ انوسٹی گیشن A.C.L.S کے پاس تھیں اس لئے تمام برآمدگیاں A.C.L.S لاہور نے کی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ چوری شدہ کاریں قبائلی علاقہ اور صوبہ سندھ کے دیہات میں پہنچائی جاتی ہیں اور صوبہ سرحد کے رسہ گیر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بعض مالکان سے رقم وصول

کر کے چوری شدہ گاڑیاں واپس کرتے ہیں۔

(I) ضلع لاہور پولیس نے لاہور شہر سے دیگر اضلاع کو جانے والی سڑکوں پر جن مقامات پر ناکہ بندی کی ہے ان میں پرانا راوی پل، نیو راوی پل، سگیاں راوی پل، موٹر وے شیرا کوٹ، موٹر وے موہلنوال اور گجو متہ روہی نالہ شامل ہیں۔ صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبوں کو رابطہ سڑکوں پر جن مقامات پر متعلقہ مقامی پولیس نے ناکہ بندی کی ہے ان میں ہیڈ بلوکی، ہیڈ تریموں، ہیڈ سلیمانکی، دریا خان، شاہ پور سرگودھا، ٹیکسلا جناح بیراج اور اٹک پل شامل ہیں۔

(II) دیگر صوبہ جات خصوصاً صوبہ سرحد کی پولیس اس سلسلہ میں تعاون نہ کرتی ہے لہذا دیگر صوبہ جات کے عدم تعاون کی وجہ سے مسروقہ کاروں کی برآمدگی میں مشکل پیش آرہی ہے اس ضمن میں دیگر صوبوں کا تعاون بے حد ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کاریں چوری ہو کر دوسرے صوبوں میں چلی جاتی ہیں تو جز (ج) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ چوری شدہ کاروں کو صوبے سے باہر جانے سے روکنے کے لئے دوسرے صوبوں کو جانے والی سڑکات پر ناکہ بندی کے مستقل انتظامات کئے گئے ہیں اور مختلف مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے تو جب یہ ناکہ بندی کی گئی ہے تو اس کے باوجود کاریں کیسے چوری ہو کر دوسرے صوبوں میں چلی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محترم معزز رکن نے یہ کہا ہے کہ جب دوسرے صوبے کے بارڈرز پر ناکہ لگا ہوتا ہے تو یہ گاڑیاں کیسے چلی جاتی ہیں تو اس سلسلے میں حکومت کو یہ شکایت تھی اور بارہا یہ مسئلہ Inter Provincial Coordination Committee میں بھی اٹھایا گیا ہے اور اب آکر اس سلسلے میں صوبوں سے تجاویز مانگی گئی ہیں کہ ہماری صوبائی سرحدوں پر دونوں صوبوں کے اشتراک سے Inter Provincial Check Posts قائم کی جائیں تو ہماری یہ کوشش ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ Inter Provincial Check Posts بننے سے اس سلسلے میں کمی واقع ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اس سلسلے میں جلد ہی کوئی مثبت فیصلہ کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شاہ صاحب! اس پر سوچ بچار ہو رہا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک دفعہ میری اپنی کار چوری ہوئی اور میں وہاں پیسے دے کر کار لے کر آیا اور ناکے کی یہ کیفیت تھی کہ جب میں نے انہیں کہا کہ آگے ناکہ ہے اور آپ نے ناکہ پار کر کے مجھے کار دینی ہے تو وہ ناکے پر جب پہنچے تو انہوں نے ہاتھ سے کوئی خاص قسم کا اشارہ کیا۔ وہ ساری کاریں جو ادھر سے آ رہی تھیں انہیں روک کر پوچھ رہے تھے اور اس کار کو وہ خود ساتھ جا کر پنجاب کے بارڈر کے اندر چھوڑ کر آئے جس کے میں پیسے دے کر وہاں سے ان سے کار لے کر آیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس کا سد باب کرنے کے لئے سوچ بچار ہو رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوچ بچار کب تک ہوتی رہے گی، کب اس کا کوئی فیصلہ کریں گے؟ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ لاہور میں روزانہ تین سے چار گاڑیاں اور پانچ چھ موٹر سائیکلیں average چوری ہو رہی ہیں کیا tribal area پاکستان کا حصہ نہیں ہے، کیا اپنے ملک کے حصے میں سے گاڑی لانے کے لئے پیسے دینے پڑتے ہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ اس جواب کے part-II میں لکھا ہے کہ "لہذا دیگر صوبہ جات کے عدم تعاون کی وجہ سے"، جناب! Provincial Harmony یہی ہے کہ آپ کے پاس Inter Provincial Coordination Committee ہوتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ صوبوں کی آپس میں اتنی بھی ہم آہنگی نہیں ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ help کر سکیں؟

تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے محترم بھائی راجہ بشارت صاحب کی بھی گاڑی چوری ہوئی تھی۔ کیا 197 کاروں میں ان کی گاڑی شامل ہے جو برآمد ہو گئی ہیں کیونکہ وہ ہمارے لئے ایک test case تھا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن کے سوال پر انھوں نے پہلے دوسرے صوبوں

کے عدم تعاون کی بات کی ہے۔ اسی سلسلے میں، میں نے پہلے ایک گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ Inter Provincial Coordination Committee میں اٹھایا گیا تھا۔ جب ہم دوسرے صوبے سے تعاون چاہتے ہیں تو وہ حکومتی سطح پر ہی ہو سکتا ہے اور کسی ایسے فورم پر ہی بات کی جا سکتی ہے کہ جہاں پر دونوں صوبوں کے حکام مل بیٹھیں۔ میں نے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ زیر غور ہے اس سلسلے میں جلد کوئی مثبت بات سامنے آئے گی۔ جہاں تک میری اپنی گاڑی کا تعلق ہے تو جو برآمد شدہ کاریں ہیں ان میں اس کا نمبر شامل نہیں ہے۔ وہ ابھی تک برآمد نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب نے فرمایا کہ ان کی اپنی گاڑی ابھی تک برآمد نہیں ہوئی۔ انھوں نے جو ratio بتائی ہے کہ 2002 میں اتنی گاڑیاں چوری ہوئیں اور اتنی برآمد ہوئی ہیں تو جو بقایا گاڑیاں ہیں جس طرح راجہ صاحب کی گاڑی بھی برآمد نہیں ہوئی ان کے مالکوں کا کیا قصور ہے، ان کی گاڑیاں کیوں برآمد نہیں کی جاتیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے، میری کار کیوں برآمد نہیں ہوئی؟

حاجی محمد اعجاز: آپ تو گورنمنٹ ہیں اسی لئے میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کوشش کر رہے ہیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو 197 کاریں اور 333 موٹر سائیکلیں برآمد ہوئی ہیں اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ برآمد شدہ گاڑیاں ان کے مالکان کو دے دی گئی ہیں، اس پر یقینی طور پر بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس طرح گاڑیاں ملتی ہیں اسی طرح مالکان کو لوٹائی جاتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں دو تین دن پہلے کی بات ہے کہ اخبارات میں آیا تھا کہ مالکان کو گاڑیوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔

جناب سپیکر: جناب سماں صاحب!

جناب اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ درج ذیل مقامات پر ناکہ بندی کی گئی ہے۔ اس میں بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ جس طرح ضلع رحیم یار خان میں کوٹ سبزل، تھانہ ماچھکا جو دس میل سندھ سے گزر کر پھر دوبارہ پنجاب میں شروع ہوتا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ کچے کا راستہ بنگلہ منٹھار کے پیچھے سے چولستان کے نیچے سے جاتا ہے۔ یہ جو Inter Provincial کہہ رہے ہیں کہ ہم ناکہ بندی کرتے ہیں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ گجرات جس طرح ہیڈ مرالہ سے جلالپور جٹاں کی طرف سے ہو کر ایک تھانہ ٹانڈا ہے، ایک ککرالی ہے جس طرح اسی ایوان کے ممبران ہیں اور ایک حکومت کے مشیر ہیں۔ وہ جب آزاد کشمیر میں داخل ہو رہے تھے تو وہاں پر پولیس مقابلے میں ایک پولیس والا مارا بھی گیا۔ وہ پرچہ درج ہوا اور ہمارے معزز ممبر کا بھی پرچہ درج ہوا لیکن وہ گاڑیاں جو آزاد کشمیر میں ہمارے علاقے سے جاتی ہیں ان کا اس ناکے میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا اسی طرح حضرو کی طرف سے تربیلا ڈیم کی طرف جائیں تو اس کا ذکر نہیں کیا گیا چکوال میں ایک شاہ محمدی ہے جو کوہاٹ میں ونہار کے پیچھے سے جاتے ہیں میائے ڈرنال کے درمیان کا ذکر نہیں کیا گیا، یہ سارا ادھورا سا جواب ہے جس میں محکمے نے کوئی خاص کام نہیں کیا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ اچھی تجاویز ہیں۔ جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں جو ratio شعبہ انوسٹی گیشن کے حوالے سے آئی ہے کہ اتنی برآمدگی ہوئی ہے۔ لاہور میں شعبہ انوسٹی گیشن کی کارکردگی یہ ہے کہ کاروں کی برآمدگی 30 فیصد ہے اور موٹر سائیکلوں کی 25 فیصد کے قریب ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر کوئی اضافی ڈیوٹی آجائے تو آپریشن مختلف جگہوں پر ڈیوٹی ادا کرتے ہیں، کیا شعبہ انوسٹی گیشن کوئی دوسری ڈیوٹی ادا کر سکتا ہے اگر حکومت کو کہیں پر ضرورت پڑ جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہوں گا کہ کاروں کی برآمدگی کے سلسلے میں جواب میں بھی لکھا گیا ہے کہ Anti Car Lifting Squad تفتیش کرتا ہے، برآمدگیاں کرتا ہے اس سے انوسٹی گیشن کے عملے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی تجویز ہے جو ان کے محکمے کے لئے اچھی ہے۔ آج کل کاروں میں ایک ٹریکنگ سسٹم آیا ہے جس کے ذریعے سے کاروں کا پتا چل جاتا ہے کہ اگر کوئی چور لے بھی گیا ہے تو وہ کہاں پر پہنچی ہوئی ہے۔ کیا حکومت کے زیر غور اس طرح کی کوئی تجویز ہے کہ اس کو سبسڈائز کر کے مناسب قیمت پر تمام کاروں میں وہ لگ جائے تو اس سے چوری کی وارداتیں بہت کم ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر572

پولیس ملازمین کے لئے میس کی سہولت

*572: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا پولیس ملازمین جو 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں ان کے لئے افواج پاکستان کی طرح کھانے کے میس بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) کیا حوالات میں بند ملزمان کو کھانا پہنچانے کے لئے بھی حکومت کی طرف سے خوراک کا شیڈول موجود ہے، اگر موجود ہے تو کیا، اس میں کوئی ترمیم کر کے اس شیڈول کو بہتر بنایا جا سکتا ہے، حوالات میں بند ملزمان کو کھانا فراہم کرنے کی ذمہ داری تھانہ میں کس کے سپرد ہوتی ہے؟

وزیر داخلہ:

(الف) یہ درست ہے کہ پولیس ملازمین 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ پولیس ملازمین کے لئے صرف ڈسٹرکٹ پولیس لائنز میں ہی میس کی سہولت موجود ہے باقی جگہوں پر تعینات ملازمین اس سہولت سے محروم ہیں۔ افواج پاکستان کی طرح تمام پولیس ملازمین کو میس کی سہولت مہیا کی جانی انتہائی ضروری ہے تاکہ انہیں مناسب، اچھی، متوازن اور حفظان صحت کے اصولوں پر تیار کردہ خوراک سرکاری طور پر آسان اور باقاعدگی سے فوج کی طرح بروقت اور ڈیوٹی والی جگہ پر فراہم کی جا سکے تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی زیادہ خوش اسلوبی سے ادا کر سکیں اور انفرادی طور پر ہوٹلوں اور دکانوں سے غیر معیاری اور مہنگے داموں کھانے خود

تلاش کر کے کھانے سے نجات پا سکیں۔

پولیس ملازمین کو درج ذیل حساب سے ماہانہ راشن الاؤنس دیا جاتا ہے۔

ہیڈ کانسٹیبل / کانسٹیبل 681 روپے

سب انسپکٹر / اے ایس آئی 390 روپے

ماتحتان اعلیٰ وادنیٰ ایلیٹ فورس 1000 روپے

(ب) خوراک ملزمان مطابق پولیس رولز فقرہ نمبر 27-26 افسران مہتمم تھانہ جات ایسے ملزمان کی خوراک کا انتظام کریں گے جنہیں پولیس نے گرفتار کیا ہو وہ خود اپنی خوراک کا بندوبست نہ کریں۔ ہر ایک شخص کی خوراک کا خرچ صوبائی گورنمنٹ کے وقتاً فوقتاً مقرر کردہ پیمانہ سے تجاوز نہ ہوگا۔ پولیس تاریخ کی گرفتاری کی خوراک اور اس کے بعد اس تاریخ تک بشمول یوم حوالگی کی خوراک کا انتظام کرے گی۔ جب ملزم مجسٹریٹی حوالات میں رکھا جائے گا۔ زیر تجویز قیدیوں کو جن کی بطور اعلیٰ رتبہ قسم بندی کی گئی ہے (اے) اور (بی) کلاس کے قیدیوں کے لئے مجوزہ معیار کی خوراک دی جائے گی ان زیر تجویز قیدیوں کو جن کو بطور معمولی قسم بندی کی گئی ہے اسی معیار کی خوراک دی جائے گی۔ جو "سی" کلاس کے سزا یافتہ قیدیوں کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ ہر دو کلاس کے زیر تجویز قیدیوں کو اجازت ہوگی کہ وہ پولیس افسروں کی وساطت سے پرائیویٹ طور پر خرید کر کے خوراک مذکورہ اضافہ کریں۔ اے، بی اور سی کلاس کے سزا یافتہ قیدیوں کو جیل میں خوراک کا انتظام ضمیمہ نمبر (I) 27-26 میں کیا گیا ہے۔

ضمیمہ (I) 27-26 اے، بی اور اعلیٰ درجہ کے ان زیر تجویز قیدیوں کے لئے مقررہ مقدار خوراک جو مشرقی طرز معاشرت کے عادی ہو چکے ہوں۔

نام اشیاء	مقدار
روٹی	8 چھٹانک
مکھن	1/2 چھٹانک
مٹن (بھیڑ کا گوشت)	4 چھٹانک
آلو	3 چھٹانک

پیاز	2چھٹانک
ملے جلے مصالحہ جات	1/3چھٹانک
کھانڈ	2چھٹانک
کوکو	1/8چھٹانک
گھی	1/2چھٹانک
چائے	1/8چھٹانک
دودھ	3چھٹانک
چاول	2چھٹانک
دلیا	2چھٹانک
چوب	2سیر
جیل خانہ کے بالے سے	4چھٹانک
تازہ سبزی	4چھٹانک

مندرجہ بالا تین وقتوں میں جاری کی جائے گی اے،بی اور اعلیٰ درجہ کے ان زیر تجویز قیدیوں کے لئے معیار خوراک جو مشرقی طرز کی معاشرت کے عادی ہوں۔

نام اشیاء	مقدار
آٹا	10چھٹانک
گھی	ڈیڑھ چھٹانک
نمک	1چھٹانک
کھانڈ	4چھٹانک
سبزی	4چھٹانک
دودھ برائے چائے	2چھٹانک
دال	سوا چھٹانک
آلو	2چھٹانک
مصالحہ جات	1/4 چھٹانک

چائے	1/8 چھٹانک
دودھ	6چھٹانک یادہی4چھٹانک
چوب سوختنی	2سیر

گوشت خوروں کے لئے:۔

مذکورہ بالا خوراک جاری کی جائے گی سوائے ہفتہ کے پانچ دنوں کے جن میں 6چھٹانک دودھ کے عوض4 چھٹانک گوشت یا 4 چھٹانک مچھلی یا4انڈے جن کی قیمت تقریباً 2آنے ہوگی جاری کئے جائیں گے۔

نوٹ: یہ خوراک ہر ایک دن میں وقتوں کے لئے ہوگی۔

سی کلاس اور معمولی زیر تجویز قیدیوں کے لئے۔

نام اشیاء	مقدار
ہفتہ میں دو بار	
دال ارواں	سواچھٹانک روزانہ
دال مسور عام	سواچھٹانک روزانہ
ہفتہ میں ایک بار	
دال رواں سرخ	سواچھٹانک روزانہ
دال چنا	سواچھٹانک روزانہ
سبزی	2چھٹانک
لکڑی	6چھٹانک
گندم	8چھٹانک
بھنانے کے لئے چنے	1چھٹانک
نمک	1/4چھٹانک
مصالحہ جات	1/8چھٹانک
سرسوں کا توریا کا تیل	1/4چھٹانک
گڑ	

مطابق پولیس رولز 1934 باب نمبر 26 فقرہ 27 تھانہ کی حوالات میں بند ملزمان کو کھانا فراہم کرنے کی ذمہ داری متعلقہ S.H.O کی ہے جس کے اخراجات کی ادائیگی صوبائی حکومت کرتی ہے۔

عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ ملزمان کی خوراک کے اخراجات حکومت کے خزانہ سے حاصل کرنا نہ صرف بہت پیچیدہ ہے بلکہ ان کی شرح غیر مناسب ہے جس سے بڑھتی ہوئی مہنگائی میں ملزمان کو کھانا فراہم نہ کیا جا سکتا ہے اس لئے ملزمان کو کھانا ان کے ورثاء ہی فراہم کرتے ہیں جن ملزمان کے ورثاء ایسا نہ کر سکتے ہوں یا جن ملزمان کے ورثاء نہ ہوں ان کے کھانے کے اخراجات متعلقہ تفتیشی آفیسر یا محرر تھانہ گرہ خود سے ادا کرتا ہے۔اس قباحت کو ختم کرنے کے لئے سرکاری خزانہ سے ملزمان کی خوراک کے اخراجات کی ادائیگی کے طریق کار کو نہ صرف آسان بنایا جانا ضروری ہے بلکہ اخراجات کی شرح بھی مناسب حد تک بڑھائی جانی چاہئے تاکہ ملزمان کو دوران حراست بہتر خوراک فراہم کی جا سکے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بہت تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔ میں ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ صفحہ نمبر 4 پر گوشت خوروں کے لئے بتایا گیا ہے کہ جو حوالاتی ہیں ان کو چار چھٹانک گوشت یا چار چھٹانک مچھلی یا چار انڈے جن کی قیمت تقریباً دو آنے ہو گی جاری کئے جائیں گے۔ یہ دو آنے کے چار انڈے کس جگہ سے ملتے ہیں اور کہاں سے ملتے ہیں اور یہ آنے کہاں سے ملتے ہیں، اس کی تفصیل مجھ کو ذرا فراہم کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ہمارے جو پولیس رولز ہیں، یہ اسی کا extract جو یہاں پر دیا گیا ہے اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ابھی کل کی بات ہے کہ میں اسلام آباد جس میٹنگ میں گیا ہوا تھا وہاں پر وزیر اعظم پاکستان نے تمام صوبوں کو اس بات کی ہدایت کی ہے جن میں صوبہ پنجاب بھی شامل ہے کہ ہمارے جو پرانے رولز ہیں ان کو update کریں۔ یہ ہمارے پرانے رولز ہیں یا جیل مینوئل ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اب ہم یہ Diet Rules تبدیل کر چکے ہیں۔ وزیر جیل خانہ جات میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ موجودہ گورنمنٹ نے

برسر اقتدار آنے کے بعد Diet Rules کو تبدیل کیا ہے اور اس میں بہتری لائی گئی ہے اور خوراک کے سکیل کو تبدیل کیا گیا ہے۔ بہرحال میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پرانے رولز ہیں اس سے extract لیا گیا ہے اور ان رولز کو update کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی current issue اسمبلی میں پیش ہوتا ہے تو حکومت اس مسئلے پر یقین دہانی کرادیتی ہے کہ ہم یہ تیار کررہے ہیں، اس پر بات کررہے ہیں، اس پر بات ہو چکی ہے، اس پر ہمیں ہدایات آچکی ہیں اور یہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ issue ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد حکومت بھی سو جاتی ہے اور جو سوال بھیجنے والے ہوتے ہیں یا جواب لینے والے ہوتے ہیں وہ بھی سو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پرانا جیل مینوئل چلا آرہا ہے کب تک جیل مینوئل کو amend کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو میں نے extract بتایا ہے یہ پولیس رولز سے متعلقہ ہے جیل مینوئل سے متعلقہ نہیں ہے۔ جیل مینوئل کو update کرنے کے متعلق جیل ریفارم کمیٹی بنی تھی۔ اس نے اپنی سفارشات دی تھیں اور اسی کے مطابق جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ Diet Rules کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اسی طرح پولیس رولز کو update کرنے کی ضرورت ہے اس سلسلے میں خاصا کام پولیس آرڈر کے آنے سے ہو چکا ہے لیکن اس میں جو خامیاں باقی رہتی ہیں یا ان کو update کرنے کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ایک محکمے کی نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے تمام محکموں کی صورتحال یہ ہے کہ ان کے رولز کو update کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے محترم بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ سارے قوانین کا اطلاق 1835 اور 1865 سے سلسلہ چلا آرہا ہے ان سب کو update کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے جس طرح پہلے معزز ایوان کو بتایا ہے کہ کل جو میٹنگ ہوئی اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ سارے صوبے اپنے rules and laws کو update کریں تو اس سلسلے میں رات ہی ہماری

میٹنگ ہوئی تھی۔ میں on the record یہ بات اس معزز ایوان کے نوٹس میں لا رہا ہوں کہ ہم ایک علیحدہ سیل بنا رہے ہیں اس سیل کو ہم ذمہ داری دے رہے ہیں کہ وہ پورے پنجاب کے جتنے محکمہ جات ہیں ان کے rules and laws کو update کریں اس کے لئے ہم ایک علیحدہ سیل قائم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال تھا کہ کب تک یہ سارا process مکمل ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ چیف منسٹر صاحب آج ہی واپس تشریف لائے ہیں۔ میری کوشش یہ ہو گی کہ آئندہ تین ماہ کے اندر اندر یہ cell قائم ہو جائے اور اپنا کام کرنا شروع کر دے لیکن گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ ہم ایک علیحدہ legal expert hire کر رہے ہیں کیونکہ وہ تمام محکموں کے ساتھ coordinate کر کے یہ کام کرے گا مگر گزارش ہے کہ یہ تین مہینے میں کام مکمل نہیں ہو گا، تین ماہ میں شروع ضرور ہو جائے گا لیکن مکمل ہونے کے لئے اس پر ٹائم درکار ہو گا۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں تھوڑا سا معاملہ confuse کیا جا رہا ہے۔ جو بگو صاحب نے سوال کیا ہے کہ جو جیل مینوئل ہے اس کو تبدیل کب تک کیا جائے گا؟ یہ بات پولیس کے حوالات میں جو لوگ ہوتے ہیں ان کی ہو رہی ہے۔ جیل کا مینوئل تو چیف منسٹر کی ہدایت پر تبدیل ہوا ہے اور اس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں اور وہ ہو چکا ہے اور اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اس پر کمیٹی بنی تھی، اس نے recommendations دیں اور ایک دو ہفتوں میں فائنل ہوئیں اور اس وقت جیلوں میں تمام recommendations پر بجٹ بھی sanction ہو گیا اور اس کی approval بھی ہو گئی اور اس پر عملدرآمد بھی ہو گیا۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں یہ confusion پیدا ہو رہا تھا جیل میں جو changes یا reforms تھیں وہ مکمل ہو چکی ہیں اور اس پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بڑی معذرت کے ساتھ اپنے دونوں بھائیوں سے کہوں گا کہ

بڑے میاں سو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ وزیر قانون فرما رہے تھے کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق بتا رہے تھے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے Jail Manual کا بھی کہا۔۔۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پہلے میں وضاحت کر لوں پھر وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بگو صاحب کو خود بات کی سمجھ نہیں آئی اور بلا جواز یہ کہہ دینا کہ چھوٹے میاں چھوٹے میاں، بڑے میاں سبحان اللہ۔ پہلے آپ خود بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ نے Diet Rules کی بات کی جس کا جواب سعید اکبر نوانی صاحب نے دے دیا۔ میں نے پولیس رولز کو amend کرنے کی بات کی ہے کہ ہم اس کے لئے کمیٹی بنا رہے ہیں آپ کو خود اپنی سمجھ میں بات نہیں آ رہی۔

MR. ARSHAD MEHMOOD BAGGU:I am on point of clarification.

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ نکال لیں کہ جو بات چل رہی ہے وہ اس سوال کے متعلق چل رہی ہے کہ رولز کو amend ہونا چاہئے۔ میں نے اس میں Jail Manual کا بھی ذکر کر دیا۔ اب جنرل بات ہو رہی ہے اور وزیر قانون اس کا جنرل جواب دے رہے ہیں کہ یہ cell بن رہا ہے اور اس میں ہم یہ کر رہے ہیں اور یہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے Jail Manual کا نام لیا ہے، یہ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، اس میں ان کی آواز موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم Jail Manual میں پولیس رولز میں تبدیلی کر رہے ہیں، cell بنا رہے ہیں، میٹنگز ہوئی ہیں اور فلاں کر رہے ہیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ماشاء اللہ وزیر قانون ہیں اور باخبر آدمی ہیں ان کو پتا ہونا چاہئے کہ Jail

Manual میں تبدیلی ہو چکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو سعید اکبر نوانی صاحب نے بتادیا ہے، اس کا ریکارڈ موجود ہے وہ سن لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: وہ تو نوانی صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب تو پولیس رولز کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: معزز رکن پھر ایک بات کو confuse کر رہے ہیں۔ Jail Manual میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے، Diet Rules میں تبدیلی ہوئی ہے، بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو ہم کیا کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! 2003 میں یہاں پر یہ discussion ہوئی تھی اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بھی discuss ہوا تھا کہ ہمارے جو laws ہیں ان کو update کرنا چاہئے۔ یہاں پر آپ کے پاس 43 سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں اور ان کا کام یہی ہے کہ بزنس ان کو refer ہو اور وہ اس پر discuss کر کے اپنی رائے دیں۔ میری یہ رائے ہے کہ آپ cell ضرور بنائیں لیکن آپ کے پاس already committees exist کر رہی ہیں، آپ متعلقہ محکمہ کو کہیں کہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ بیٹھ کر ان رولز کو update کرنے کے لئے بزنس کریں۔ ایک تو آپ کی کمیٹیاں operative ہو جائیں گی اور ان کو کام بھی مل جائے گا۔ کچھ ممبران کا بڑا اعتراض ہے کہ ہماری کمیٹی کا ابھی تک الیکشن ہی نہیں ہوا ہے، کوئی کہہ رہا ہے کہ ہمارا بزنس نہیں ہے۔ ہر محکمے نے اپنی اپنی قانون سازی لے کر آنی ہے اس میں آپ لاء ڈیپارٹمنٹ سے help لے سکتے ہیں۔ جیسے آپ دیکھیں کہ اس سوال میں ہیڈ کانسٹیبل کو 681 روپے مل رہے ہیں، سب انسپکٹر کو 390، سپاہی کو ایک ہزار روپے مل رہے ہیں یہ ایک مہینے کا diet الاؤنس ہے اس کو تو آپ amend نہیں کر رہے جیسے انہوں نے Diet Allowance کر لیا ہے اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ نے جو کمیٹیاں بنائی ہیں یہ معاملہ متعلقہ محکمہ کی کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور ان کو تین چار یا پانچ ماہ کا ٹائم دے دیا جائے تاکہ وہ اپنی proposals لے کر آئیں اور رولز کو update کر لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ بہت اچھی proposal ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے اور بہت وضاحت کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے، میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ بہت اچھا جواب دیا ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ پولیس ملازمین کے لئے فوجی میس کی طرح انتظام ہونا چاہئے تاکہ وہاں سے انہیں کھانا ملے اور وہ وہاں پر اپنی ڈیوٹی بہتر انداز سے دے سکیں۔ اس بات کو درست تسلیم کیا گیا ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب تک کرنے کا امکان ہے؟ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ بہت سارے ایسے حوالاتی ہوتے ہیں جن کے کوئی پیچھے نہیں ہوتے، نہ پولیس والے گھسنے دیتے ہیں اور نہ ہی ان کا والی وارث ہوتا ہے، کھانے کے لحاظ سے ان کے لئے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ جواب میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ ملزمان کی خوراک کے اخراجات حکومت کے خزانہ سے حاصل کرنا نہ صرف بہت پیچیدہ ہے بلکہ ان کی شرح غیر مناسب ہے۔ اس کے حوالے سے بھی کوئی رہنمائی فرمائیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کمیٹی کو refer کریں گے یا اس پر کوئی الگ سے غور و خوض کر کے اس کی اصلاح کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے سوال میں تجاویز دی تھیں ہم نے ان کو اسی لئے appreciate کیا ہے اور اسی نظریے کے تحت appreciate کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان پر غور کریں گے اور ان کو adopt کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 1401۔ (معزز رکن نے جناب محمد وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1401 دریافت کیا)

چوکی نمبر2 تھانہ واہ کینٹ کے انچارج کی شکایت

*1401: جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ واہ کینٹ چوکی نمبر2 کا انچارج سب انسپکٹر فیصل منظور کافی عرصے سے علاقہ واہ کینٹ میں تعینات ہے اور کوئی اسے دوسری جگہ تبدیل نہیں کر سکتا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ علاقہ میں فحاشی کے اڈوں کی خصوصی نگہداشت کر رہا اور ایسی کئی خواتین سے اس کے ذاتی تعلقات ہیں؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اہلکار کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ:

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل منظور سب انسپکٹر کافی عرصہ سے علاقہ تھانہ واہ کینٹ تعینات ہے البتہ اچھا کردار رکھنے کی وجہ سے اسے تبدیل نہ کیا گیا ہے۔

(ب) ایس۔آئی فیصل منظور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے جس کے خلاف فحاشی کا اڈا چلانے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(ج) کسی بھی قسم کی کوئی عوامی شکایت مذکورہ سب انسپکٹر کے خلاف نہ ہے۔ بدیں وجہ کافی عرصہ سے چوکی نمبر4 پر تعینات ہے البتہ محکمانہ فرائض کی انجام دہی میں غفلت کی صورت میں قانون سے بالاتر نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ تھانہ واہ کینٹ چوکی نمبر2 کا انچارج سب انسپکٹر فیصل منظور کافی عرصہ سے علاقہ واہ کینٹ میں تعینات ہے اور کوئی اسے دوسری جگہ تبدیل نہیں کر سکتا؟ اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست ہے کہ فیصل منظور سب انسپکٹر کافی عرصہ سے علاقہ تھانہ واہ کینٹ میں تعینات ہے البتہ اچھے کردار رکھنے کی وجہ سے اسے تبدیل نہ کیا گیا ہے۔ جز(ب) یہ ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ علاقہ میں فحاشی کے اڈوں کی

خصوصی نگہداشت کر رہا ہے اور ایسی کئی خواتین سے اس کے ذاتی تعلقات ہیں؟ اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ سب انسپکٹر فیصل منظور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے جس کے خلاف فحاشی کا اڈا چلانے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ یہ ایک معزز فاضل ممبر نے یہ سوال پوچھا اور جب سوال ایک Public Representative جو ڈیڑھ لاکھ لوگوں کا نمائندہ ہے، جب وہ سوال پوچھے گا تو تحقیق پر مبنی ہوگا تو کیا یہ عوامی شکایت پر مشتمل نہیں ہوگا؟ میرا وزیر قانون سے یہ سوال ہے کہ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ اس کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے، فاضل ممبر کے اس سوال پر شکایت consider کرنے پر تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن پھر یہ کہیں گے کہ انہیں پتا نہیں ہے۔ ایک سوال اسمبلی میں کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کے متعلق یہ سنا گیا ہے کہ وہ یہ کام کرتا ہے تو اس سوال کو شکایت کس طرح تسلیم کیا جائے؟

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایم۔پی۔اے صاحبان کی credibility کے حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے لئے ہر لحاظ سے محترم اور قابل احترام ہیں اگر انہوں نے صرف یہ لکھ دیا ہے کہ اس کے خلاف یہ شکایت ہے یا اس کے متعلق یہ بات مشہور ہے تو اس کو شکایت تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسی سوال میں میرے معزز بھائی نے یہ کہا ہے کہ اس کو آج تک ٹرانسفر نہیں کیا گیا لیکن میرے پاس اس کی کوئی پندرہ پوسٹنگ کے قریب لسٹ موجود ہے جہاں وہ مختلف عرصوں میں اس دوران تعینات رہا ہے۔ تھوڑی سی misconception ہو سکتی ہے کہ کہیں غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے خدانخواستہ اس بات کو اس contest میں نہ لیا جائے کہ ایم۔پی۔اے صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے کیونکہ کہیں disinformation بھی ہو سکتی ہے۔ معزز رکن یہاں پر موجود ہیں اور اگر انہیں کوئی شکایت ہے تو وہ بتائیں جو بھی ان کی شکایت ہوگی اس کی تفتیش کی جائے گی اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں محترم لاء منسٹر صاحب کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ فروری میں میرا سوال ایک شخص کے بارے میں آیا تھا کہ کیا وہ ہیروئن فروش ہے تو یہاں اس اسمبلی میں اس کا جواب آیا کہ نہیں وہ اچھے کردار کا مالک ہے۔ لطیفے کی بات یہ ہے کہ جس دن وہ سوال پیش ہوا تو اس دن وہ جیل کے اندر تھا اور 1200 پی شراب کا اس پر کیس تھا اور پھر لاء منسٹر صاحب نے راولپنڈی ضلع کی پولیس کے اندر ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور سخت ایکشن لے کر اس ڈی۔ایس۔پی کے خلاف چارج شیٹ کیا کہ تم نے غلط جواب کیوں دیا ہے۔ اس سوال کا جواب بھی اسی ڈی۔ایس۔پی حسن اختر نے دیا ہے تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ڈی۔ایس۔پی پہلے بھی غلط جواب دے چکا ہے۔

جناب سپیکر! وہ عرصہ دس سال سے واہ کینٹ تھانے کے اندر گھوم رہا ہے یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ تھانے کے اندر کبھی ایک چوکی پر لگا دیتے ہیں اور کبھی دوسری چوکی پر اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے وہ فحاشی کا اپنا سارا یونٹ دوسری چوکی میں لے جاتا ہے اور وہاں سے ٹرانسفر ہوتا ہے تو تیسری جگہ لے جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا اب ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو عرض کیا ہے اس پر میں قائم ہوں، بالکل ٹھیک ہے اور انہیں نیچے سے جواب غلط ملا ہے اور ایک دفعہ پہلے مل چکا ہے جس پر وہاں انہوں نے اس ڈی۔ایس۔پی کے خلاف سخت کارروائی بھی کی تھی، ذرا اب بھی یہ خیال کریں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اگر کسی نے غلط جواب دیا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میرے پاس اس سوال کا جواب موجود ہے اور latest update میں جواب معزز رکن کی خدمت میں پیش کر دوں گا اور اگر اس میں کوئی غلط بات ثابت ہوئی جو معزز رکن point out کریں گے تو انشاء اللہ غلط جواب دینے والے کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اچھے کردار کی وجہ سے انہیں تبدیل نہیں کیا گیا اور وہ صوم وصلٰوۃ کے پابند ہیں۔ اگر ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے تو پھر محکمہ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ پتا کرے کہ یہ صوم وصلٰوۃ کا پابند ہے یا نہیں۔ پلیز اس کا مجھے جواب دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ جب کوئی ممبر یہاں پر سوال دیتا ہے یا کوئی دوسرا بزنس یہاں پر آتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے ان کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ میرے پاس اس کی updates معلومات ہیں اور وہ میں فاضل ممبر کو دکھا دوں گا اور اگر ان کی کوئی grievance ہو گی تو میں اس کو redress کروں گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر جو سوال raise کیا گیا ہے تو اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کے پاس جو updates ہیں وہ پورے ایوان کے سامنے رکھیں تاکہ پتا چلے کہ ایک معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اور پھر انہوں نے ایک relevant بات بھی یہاں رکھی ہے کہ پہلے بھی حسن اختر ڈی۔ ایس۔ پی نے معزز ایوان کو mislead کیا تھا اور اب بھی اگر اس کی وہی روش ہے اور اب بھی وہ بندہ تھانہ واہ کینٹ میں تعینات ہے تو اس کو تبدیل کیوں نہیں کرتے اور اس کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیتے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! معزز رکن نے خود تسلیم کیا ہے کہ جس آدمی نے غلط جواب دیا تھا اس کو سزا بھی ملی ہے اور اب بھی لاء منسٹر صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے کہ اگر اب بھی انہوں نے غلط جواب دیا ہے تو انشاء اللہ ان کو سزا ملے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر قانون کے پاس جو updates ہیں وہ ایوان کے سامنے رکھیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جواب ایوان کے سامنے آیا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں تفصیل میں جا کر معزز ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ معزز رکن نے کہا تھا کہ آج تک اسے وہاں سے تبدیل نہیں کیا گیا تو اس کے ٹرانسفر آرڈرز اور عرصہ تعیناتی جہاں جہاں اسے اس عرصہ کے دوران ٹرانسفر کیا گیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے اور میں معزز ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں اور جس رکن کو دیکھنا ہو وہ دیکھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ روایت کے مطابق جس دن داخلہ کی بحث ہوتی ہے تو اس دن ہوم سیکرٹری صاحب تشریف لاتے ہیں۔ ماضی میں بھی بہت شور وغل رہا ہے لیکن چونکہ وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر تھے اور انہیں یہاں لانا مشکل تھا لیکن اب تو لگتا ہے کہ ایک شریف آدمی اور سول سروس کے سیکرٹری داخلہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: صدیقی صاحب! وہ بھی شریف آدمی تھے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اگر انہیں بلا لیا جائے اور وہ یہاں موجود ہوں گے تو میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے معاملات کو زیادہ بہتر طریقے سے سنیں گے اور بہتری بھی آئے گی، اگر ان کی کوئی بہت ایمرجنسی نہیں ہے تو انہیں بلا لیا جائے تو ان کی موجودگی میں شاید ایوان کو زیادہ فائدہ ہو گا کیونکہ وہ نوٹس لیں گے اور ہدایات بھی بہتر طریقے سے جاری کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ، صدیقی صاحب!

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کا جواب دیا گیا ہے وہ بندہ عرصہ دس سال سے تعینات ہے تو اس وجہ سے ہے کہ وہ بڑے اچھے کردار کا حامل ہے تو میں آپ سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ فرمائیں کہ کیا یہ criteria ہے کسی افسر کو دس دس سال ایک جگہ پر رکھنے کا کہ اگر اس کا کردار اچھا ہے تو اس کو دس سال تک ایک جگہ سے move نہ کیا جائے جبکہ قانون میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی افسر تین سال

سے زیادہ عرصہ ایک جگہ پر نہ رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کمزوری تو اس کے اندر رہے یا حکومت کے نمائندوں میں ہے کہ یہ جان بوجھ کر اس کو کسی فائدے یا مفاد کے لئے وہاں سے تبدیل نہیں کر رہے۔ اس سوال کے جواب سے جائز بات یہی نظر آ رہی ہے It is not correct کہ وہ اچھے کردار کا حامل ہو تو اس کو دس بیس سال ایک ہی جگہ پر تعینات رکھیں، اس کی وجہ کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرے سوال کا بھی جواب دیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! منسٹر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب میں نے جواب دیا ہے تو محترمہ توجہ نہیں فرما رہی تھیں اور میں نے یہ کہا ہے کہ وہ دس سال سے وہاں تعینات نہیں ہے بلکہ دس سال میں اس کو بار ہا وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل میں ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں آپ ملاحظہ فرما لیں۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ فیصل منظور سب انسپکٹر کافی عرصہ سے تھانہ واہ کینٹ میں تعینات ہے۔ آگے اس میں ایک اور جگہ بھی لکھا گیا ہے یعنی یہ تو مانا گیا ہے کہ وہ کافی عرصہ سے وہاں پر تعینات ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کافی عرصہ سے مراد دس سال نہیں ہوتا لیکن میں اس کی مکمل تفصیل پڑھ دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ٹائم ضائع ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر یہ وقت ضائع کروانا چاہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ 1997 سے اس کی postings and transfers کا میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ 06-01-1997 کو اس کو فالکن سکواڈ پولیس لائنز نمبر 1 میں پوسٹ کیا گیا، 1-5-1997 کو وہ بندہ Ex-Pakistan Leave گیا، 31-7-1997 کو واپس تھانہ واہ کینٹ میں آیا، 8-7-1999 میں وہ تھانہ نیو ٹاؤن میں گیا، 18.12.1999 کو تھانہ بنی میں پوسٹ ہوا، 22.3.2000 میں اپر کلاس کورس کے لئے سہالہ گیا اس کے بعد 21.9.2000 کو پولیس لائنز نمبر 1 میں اسے پوسٹ

کیا گیا،2.10.2000 کو انچارج چوکی تھانہ واہ اسے لگایا گیا، 19.6.2002 کو پھر وہ پولیس لائنز میں آیا،11.3.2003 کو پھر سہ سالہ ٹریننگ کے لئے اسے بھیجا گیا،4.5.2004 کو پولیس پٹرولنگ پوسٹ ہائی وے پٹرولنگ میں اسے بھیجا گیا،17.3.2005 کو پھر وہ واپس واہ آیا اور 19.4.2005 کو فاروق آباد پولیس کانسٹیبلری میں اسے بھیجا گیا اور اب وہ29.6.2005 سے واہ میں موجود ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال نمبر1998 جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو:سوال نمبر1998 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بچت اور سہولت کے لئے جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس کا قیام

*1998:جناب ارشد محمود بگو:کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں اور حوالاتیوں کو پیشی پر لے کر جانے آنے میں ہر سال حکومت کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس بنانے سے اس سلسلہ میں حکومت کا کروڑوں روپیہ بچایا جاسکتا ہے؟

(ج) کیا حکومت جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نیز اس سلسلہ میں حکومت کو کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے اور اس سلسلہ میں کتنی رقم کی بچت ہو گی؟

وزیر داخلہ:

(الف) یہ درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں، حوالاتیوں اور ملزمان کو جیل سے عدالت تک لانے اور لے جانے پر نہ صرف کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں بلکہ آج کل کے دور میں جدید ہتھیاروں کے سبب ملزمان کو ان کے جیل سے باہر ساتھی ملزمان / مجرمان اور دہشت گرد پولیس کی حراست سے چھڑا لے جانے کی وارداتیں کرتے ہیں۔ نتیجتاً پولیس مقابلے ہوتے ہیں جن میں پولیس ملازمین اور ملزمان کی ہلاکت واقع ہوتی ہے۔یہ صرف عدالتوں کا جیل کے نزدیک نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا

ہے۔ عدالتی کورٹس کا جیلوں کے قریب ہونے سے نہ صرف گورنمنٹ کے کروڑوں روپے بچ سکتے ہیں بلکہ دیگر مسائل اور حادثات سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ عدالتی کورٹس کا جیلوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ کا کروڑوں روپے کا خرچہ جو ملزمان، حوالاتیوں اور قیدیوں کو جیل سے عدالت اور عدالت سے جیل لے آنے اور لے جانے پر لگتا ہے، بچ سکتا ہے۔

(ج) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں اور حوالاتیوں کو پیشی پر لے جانے، آنے میں حکومت کو ہر سال کروڑوں روپے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے تفصیلی جواب میں یہ دیا ہے کہ ہاں بالکل نہ صرف ہمارے کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں بلکہ حادثات بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ملزمان بھاگ جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی اچھی تجویز آتی ہے اور حکومت اس کو appreciate بھی کرتی ہے اور ہاں میں جواب بھی دیتی ہے تو چاہئے تو یہ کہ اس proposal کو حکومت یہ کہہ دے کہ یہ بڑی اچھی proposal ہے اور اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے ہم سوچ رہے ہیں یا ہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں میں ملاحظہ فرمالیں کہ جتنے حادثات ہوئے ہیں راستے میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہوتی ہے اور وہاں پر بیچارے پولیس والے مارے جاتے ہیں یا کوئی اور شہری لوگ مارے جاتے ہیں اور وہ بھاگ جاتے ہیں میرا سوال یہ تھا کہ جیلوں کے ساتھ بے شمار جگہ اور زمین ہے اور کورٹ تو نئی بنی ہیں اور سیالکوٹ میں تمام پرانی کورٹس گرا کر نئی بنا رہے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ کچھ کورٹس جیل premises میں بنا دیتے تاکہ اخراجات اور دیگر مشکلات سے ان کا چھٹکارا ہو جاتا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت میری اس تجویز پر کوئی غور و خوض کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! غور و خوض کرنے کے لئے ضرور تیار ہیں لیکن عملدرآمد کے لئے وسائل درکار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دم سے پورے پنجاب میں یہ فیصلہ کر دینا کہ جیلوں کے ساتھ کورٹس قائم کر دی جائیں گی یہ ناممکن سی بات ہے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے اور جیسے ہی

وسائل میسر ہوں گے یا حالات نے ہمیں اجازت دی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کیا جائے گا۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیلوں کی بات ہوئی ہے تو بگو صاحب نے جو تجویز دی تھی تو جب میں نے take over کیا تو اس کے بعد سے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور جو بھی نئی جیل بنا رہے ہیں بلکہ ایک دو جگہ پر میں نے خود sides change کروائی ہیں اسی بنیاد پر کہ کورٹس اور پولیس لائنز کا فاصلہ جیل سے زیادہ نہ ہو کیونکہ جب بھی کوئی incident ہوتا ہے تو وہاں ہمیشہ لائنز سے سکیورٹی آتی ہے اور اگر جیل پولیس لائنز اور کورٹس کے قریب ہو تو یہ مسئلہ نہ ہو۔ انگریز کے زمانے میں جتنی بھی جیلیں تھیں وہ کورٹس اور پولیس لائنز کے درمیان تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت جگہ دستیاب تھی اور اس کے بعد جس طرح پاپولیشن بڑھی تو جگہ کم ہوتی گئی اور اب ہم اس لحاظ سے پوری طرح کوشش کر رہے ہیں کہ جو بھی نئی جیلیں بنیں وہ اسی طرح کے ماحول میں ہوں کہ جہاں کورٹس اور پولیس لائنز نزدیک ہو اور قیدیوں کو لانے اور لے جانے میں بھی کم وقت خرچ ہو اور distance کم ہو اور سکیورٹی بھی ان کے ساتھ ہو۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص کا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2006 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جیل میں پیدا ہونے والے اور خواتین کے ہمراہ قید بچوں کے مسائل

*2006: جناب محمد وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پنجاب بھر کی جیلوں میں ایسی خواتین ہیں جن کے ہاں دوران قید بچے کی ولادت ہوئی؟

(ب) ایسی قیدی خواتین جن کے ساتھ شیر خوار بچے بھی قید ہیں؟

(ج) ایسے بچوں کو کہاں رکھا جاتا ہے؟

(د) ان بچوں کی صحت اور دیگر ضروریات کا کیا بندوبست ہے؟

(ہ) کیا ایسے بچوں کی ماؤں کی سزا میں تخفیف کا کوئی قانون ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں! پچیس ایسی خواتین جن کے ہاں دوران قید بچے کی ولادت ہوئی ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسی 115 خواتین جن کے ساتھ شیر خوار بچے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایسے شیر خوار بچے اپنی ماؤں کے ساتھ مقیم رہتے ہیں مزید برآں ان کو دوسری خواتین سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔

(د) ان بچوں کی صحت اور دیگر ضروریات کا بندوبست بمطابق جیل مینوئل کیا جاتا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت پاکستان ایسی خواتین جن کے ساتھ شیر خوار بچے ہوتے ہیں سزا میں تخفیف کرتی رہتی ہے صدر پاکستان نے 2003 میں ایک سال کی معافی دی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ تسلیم کیا گیا ہے کہ 25 ایسی خواتین ہیں کہ جن کے ہاں دوران قید بچے پیدا ہوئے اور 115 ایسی خواتین ہیں جن کے ساتھ شیر خوار بچے بھی قید ہیں تو سب سے پہلے تو میں اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ دوران قید پیدا ہونے والے 25 بچوں کا کیا قصور تھا اور 115 شیر خوار بچوں کا کیا قصور ہے اس لئے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ ایسی خواتین جو بہت بڑے جرائم مثلاً قتل یا حدود کیس میں نہ ہوں تو ان کے اگر بچے ہوں تو ان کی سزا معاف کی جائے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شیر خوار بچوں والی خواتین یا جن کے ہاں ولادت ہوتی ہے تو انہیں جیل کے اندر کیا اضافی سہولیات دی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیلوں میں تمام شیر خوار بچوں اور ان کی ماؤں کو اضافی خوراک دی جاتی ہے۔ ایسے بچوں کو عرصہ ایک سال کی عمر میں 467 گرام دودھ روزانہ اور 29

گرام چینی دی جاتی ہے اور جب وہ ایک یا ڈیڑھ سال کے ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں ہفتے میں تین بار 117 گرام تازہ موسمی پھل بھی دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی ماؤں کو بھی جب وہ pregnant یا delivery کے دوران ہوں تو انہیں دودھ اور چینی دینے کے ساتھ ساتھ اضافی خوراک بھی دی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کے علم میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں جو کہ ان کے محکمہ کے لئے بڑی اہم ہے۔ اس وقت تقریباً 55 ہزار لوگ پنجاب کی 30 بڑی جیلوں میں قید ہیں اور under trial ہیں۔ آپ کی ٹوٹل capacity is 17000 which means 311 percent زیادہ آپ کے پاس ہیں اور ان میں سے 6733 are condemned prisoners اور اگر ان condemned prisoners کے بارے میں law دیکھیں تو 332 Rule میں ہے کہ Every condemned prisoner shall be confined in a cell apart from all other prisoners. آپ دیکھیں کہ 6733 لوگوں کو ایک death cell میں گیارہ گیارہ، بارہ بارہ رکھے جاتے ہیں which is against the Prison Rules

جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال وزیر قانون سے متعلقہ ہے۔ اس میں واضح طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ Legal circles point out that slow adjudication process in the country is the major factor for the prisoners. آپ کہتے ہیں کہ ہمیں نفرت جرم سے ہے، انسان سے نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر ان حالات میں جیل میں رہنے والے لوگوں کو ٹی بی، ملیریا، traumatic diseases اور یہ سب چیزیں ہو رہی ہیں This is becasue of overcrowding جیسے آپ نے ان بچوں کا بتا دیا ہے تو وہاں پر جتنے قیدی ہیں ان میں سے تقریباً پچاس فیصد کا راشن باہر سے جاتا ہے اور اس میں سے بھی 25 فیصد جیل کا عملہ consume کر دیتا ہے اور آپ کی جیلوں میں ملاقات کے پیسے ہیں، بیرک میں جانے کے بھی پیسے ہیں، فیکٹری میں کام کرنے اور نہ کرنے کے پیسے ہیں۔ یہ بتائیں کہ میں نے جو چیزیں بتائی ہیں کیا یہ

درست ہیں اوران کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی رانا آفتاب صاحب نے جو کہا ہے اس سوال کے متعلق اس کا واسطہ نہیں ہے جو کہ under discussion ہے لیکن میں ان کی information کے لئے جو وہ فرما رہے ہیں تو انہوں نے بالکل صحیح فرمایا کہ ہمارے پاس ساڑھے 17 ہزار آدمیوں کی capacity ہے اور ہمارے پاس عموماً جو شام کو lock up ہوتا ہے وہ پچھلے تین، چار یا پانچ سالوں سے 52 ہزار، 54 ہزار، 55 ہزار اور کبھی 51 ہزار یعنی above 50 thousand ہے۔ جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی تو جہاں وزیر اعلیٰ نے دوسرے محکموں میں ریفارمز کیں تو پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا کہ جیل ریفارمز کے لئے کمیٹی بنی اور اس کمیٹی نے جو بھی سفارشات دیں انہیں من و عن تسلیم کر کے اقدامات کئے گئے۔ سب سے پہلے diet کو دیکھا گیا جو کہ 1800 something کے وقت کا ایک پروگرام چل رہا تھا جس کے لئے ایک کمیٹی بنی اور اس نے اپنی سفارشات دیں تو پورے ہفتے کا menu change کر دیا گیا اور اس کے لئے سالانہ تقریباً ساڑھے پندرہ کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا جو کہ اس حکومت کا ایک اقدام ہے۔ ہیلتھ سیکٹر کو change کیا گیا اور میڈیسن کے بجٹ میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے اضافہ کیا گیا اور تقریباً 16 جیلوں میں ایمبولینسوں کا بندوبست کیا گیا جس میں سے کچھ آ چکی ہیں اور کچھ آ رہی ہیں، لیب کا بندوبست کیا گیا اور وہاں پر الٹرا ساؤنڈ کا بندوبست کیا گیا، آپریشن تھیٹر کا بندوبست کیا گیا اور یہ اقدامات health side پر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! over population کا رانا آفتاب صاحب نے ذکر کیا جو کہ نہایت اہم point ہے جو انہوں نے اٹھایا ہے تو اس کے لئے ہم نے اس وقت تقریباً 8 جیلوں پر کام شروع کیا ہوا ہے۔ دو جیلیں وہاڑی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مکمل ہو چکی ہیں اور عید کے بعد ہم take over کر رہے ہیں اور تقریباً 20 یا 25 جیلوں میں اضافی بیرکس اور اضافی ڈیتھ سیل 32,32 اور دو دو، تین تین بیرکس کہیں پر مکمل ہو چکی ہیں اور کہیں ہو رہی ہیں۔ ہم نے انہی چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تمام اقدامات کئے ہیں کہ لوگوں کو بہت تکلیف ہے۔ ہمارے Prison Rules کی بھی violation ہو رہی تھی اس وجہ سے کہ وہاں پر accommodation کم ہے، capacity کم ہے اور پاپولیشن زیادہ ہے۔ آپ خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ three times ہمارے پاس قیدی زیادہ

ہیں جس کے لئے ہم پورے اقدامات کر رہے ہیں اور اس پر عملدر آمد بھی ہو رہا ہے یہ نہیں ہے کہ ہم کریں گے۔diet پر پچھلے سال سے عملدر آمد ہو رہا ہے، ہیلتھ پر ہو رہا ہے، سکیورٹی کے لئے ہم نے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس طرح کہا کہ کرپشن ہے تو میں on the floor of the House اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کی برائی ہے۔اگر میں یہاں on the floor of the House یہ کہوں کہ کرپشن نہیں ہے تو شاید یہ بات کوئی بھی تسلیم کرنے والی نہیں ہے۔ میرا اپنا بھی ضمیر یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ بات نہیں ہے لیکن جب سے ہم نے چارج لیا ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہم نے اتنی محنت کی ہے اور ہم اتنی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کرپشن کو جتنا بھی minimize کیا جا سکے ہم کریں۔ میں اس ایوان کی information کے لئے کہ انشاء اللہ جس طرح ہم جیل ریفارم کے اقدامات کر رہے ہیں ہم ایک سال کے اندر اندر جو بھی population ہے اسی تعداد پر ہم لے آئیں گے اور اس میں، میں یہ Prison Rules کے تحت بات وثوق سے کہتا ہوں کہ اب جیلوں کی حالت diet کے حساب سے، health care کے حساب سے بہت بہتر ہے اور میں رانا صاحب کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ جیل جا کر visit کریں اور اس کے بعد اپنے comments دیں۔ میں نے ان کو یہ نہیں کہا کہ جن کو جیل بھیجا جاتا ہے ان کو دعوت نہیں دی جاتی، ان کو دوسرے طریقے سے لے لیا جاتا ہے۔ میں اس بات کی دعوت دے رہا ہوں کہ جس طرح کے وہاں حالات ہیں ہم نے ان کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے اور آئندہ مزید بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح انہوں نے کم از کم پچھلے ایک سال کی کارکردگی رکھی ہے اور انہوں نے آخر میں فرمایا کہ جو میں دعوت دوں گا اگر اصل جیل کے حالات دیکھنے ہیں تو وہ دعوت کے ساتھ نہیں چونکہ میں بھی آج سے تقریباً سال ڈیڑھ سال پہلے کوٹ لکھپت جیل کا visit کر چکا ہوں اس visit کرنے میں اور آپ گرفتار ہو کر جائیں اس میں بہت فرق

ہے۔ یہ ایوان اور آپ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب کے عوام سمجھ گئے ہیں کہ جب ہم منسٹر صاحب کی دعوت پر کسی جیل کا visit کریں گے اس وقت کی حالت کوئی اور ہو گی اور اگر کوئی بندہ جیسے پنجاب کی جیلوں میں ہزاروں قیدی ہیں اس حالات میں فرق ہوتا ہے۔ اس ملک میں، میں کہوں گا کہ فنڈز بڑھانے کا مطلب ہے کہ کھانے میں یعنی کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا کیک ہے جس کا جتنا سائز بڑھائیں گے وہ جیل کے حوالدار سے لے کر سپرنٹنڈنٹ اور جاتے جاتے آئی۔ جی جیل خانہ جات اور شاید منسٹر کا نام بھی آ جائے کہ اگر جیل پر پہلے بجٹ دس کروڑ روپے تھا تو فنڈ کی leakage پانچ کروڑ کرپشن کی صورت میں ہوتی تھی اور اگر دس سے بڑھ کر پچاس کروڑ ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ جو سپرنٹنڈنٹ پہلے ایک ماہ کا پانچ لاکھ کماتا تھا وہ اب دس لاکھ کمائے گا اور اسی ratio سے اس کا حصہ آگے بڑھتا جائے گا میں جیل میں گیا ہوں پہلے یہ تھا کہ پانی اسی طرح سے تھا پہلے اس میں دال ہوتی تھی اب اس میں چکن کے چار پیس تھے یہ فرق تھا باقی عام انسان جو اپنے گھر کھانا کھاتا ہے وہ کھانا اس طرح کا نہیں تھا تو میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کرپشن کو کنٹرول نہیں کریں گے جو کہ انہوں نے اپنی گفتگو میں مان لیا ہے، جب تک آپ کرپشن کو کنٹرول نہیں کریں گے، فنڈز کا مطلب ہے کہ ایک ایسا کیک بڑا کرتے جا رہے ہیں جو حوالدار سے لے کر آئی۔ جی اور منسٹر تک اس کا حصہ بڑھتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ اس کو minimize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، سو فیصد تو ختم نہیں ہوتی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! I am on personal explanation

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ایک تو میں ہمیشہ surprise visit کرتا ہوں اور میں نے اس وزٹ میں یہ دیکھا ہے کہ وہاں کا کھانا بہتر ہے پھر جب میں بیرکس میں جاتا ہوں تو وہاں میں کوئی آدمی بھی ساتھ نہیں لے جاتا، میں اکیلا جاتا ہوں اور ان سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ پہلے سے اور اب میں کتنا فرق ہے تو تمام prisoners یہ admit کرتے ہیں کہ اب کھانا جس طرح ملتا ہے اسی طرح کھا لیتے ہیں ان کو تڑکا لگانا یا جو پہلے رواج تھا وہ نہیں ہے۔

دوسری بات کرپشن کی کی گئی کہ نیچے سے لے کر اوپر تک، جناب! ایک بات تو میں

on the floor of the House کہتا ہوں کہ جب میں کبھی ان منسٹری میں تھا جہاں بڑے بڑے سکینڈل تھے رانا آفتاب صاحب اور میں اکٹھے تھے تو اس وقت بھی رانا آفتاب صاحب اور میرا کبھی کسی سکینڈل میں نام نہیں آیا اور کرپشن میں کبھی بھی کوئی نام نہیں آیا اور آج بھی میں چیلنج کرتا ہوں کہ جو حکومت اس وقت ہے میں تو یہ بھی کہنے کے لئے تیار ہوں کہ پوری کیبنٹ کو ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں کہ کسی منسٹر کے خلاف بھی کوئی سکینڈل نہیں ہے اور کوئی کرپشن کا چارج نہیں ہے۔

آوازیں: آپ صرف اپنی بات کریں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اپنی ذات کی بات کرتا ہوں کہ جس دن سے میں نے حلف لیا ہے آج تک، میں حلف دینے کے لئے تیار ہوں کہ میں ڈیپارٹمنٹ کے ایک پیسے کا روادار نہیں ہوں اور میں یہ چیلنج کرتا ہوں یہ میں اس لئے نہیں کر رہا ہوں کہ میں اپنی مشہوری چاہتا ہوں میرا ذہن اور ضمیر اس بات کو نہیں مانتا اور میں اپنے ذہن اور ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ میں نے کبھی کوئی کرپشن نہیں کی، ہم نہ اس کرپشن میں involve ہیں۔ ہم کرپشن کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم اس کو کرتے رہیں گے اور میں آج on the floor of the House چیلنج کرتا ہوں اور دعویٰ کرتا ہوں کہ اس محکمے میں اب کرپشن بہت کم ہے اگر ہے تو کوئی چوری ہے، ڈکیتی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب محمد وقاص صاحب نے جو سوال کیا تھا جیل میں پیدا ہونے والے بچے اور خواتین کے جو مسائل ہیں اس سلسلے میں، میں نے پہلے بھی تحریک التوائے کار اور قرارداد کی شکل میں اس issue کو highlight کیا اور منسٹر صاحب نے یقین دھانی بھی کرائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جی، میں سوال کرنے لگی ہوں۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ انشاء اللہ ان بچوں کی بہتر تعلیم اور صحت کی سہولتوں کے لئے کام کریں گے۔ ابھی انہوں نے جواب جز(ج) میں کہا کہ ایسے شیر خوار بچے اپنی ماؤں کے ساتھ مقیم رہتے ہیں مزید برآں ان کو دوسری خواتین سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ میں نے متعدد جیل visit کیے ہیں جن میں ظاہر ہے بچے ماؤں کے ساتھ

ہوتے ہیں لیکن میں نے یہ نہیں دیکھا کہ بیرکس میں ان کو الگ کہیں رکھا گیا ہو۔ اگر وزیر صاحب یہ فرما دیں کہ ان بچوں کو کہاں الگ رکھا جاتا ہے؟ میرا تو ایک سوال یہ ہے اور دوسرا ابھی صحت کے حوالے سے وزیر موصوف نے فرمایا کہ قیدیوں کا بھی خیال رکھا جاتا ہے اور تمام جیلوں میں بہت سہولتیں دی جا رہی ہیں۔ یقیناً جس طرح آپ نے اپنے لئے کہا کہ آپ کرپشن سے دور ہیں اور آپ اس طرح کی چیزوں میں involve نہیں ہیں ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں اور خوش آئند بات ہے لیکن میں اس وقت ان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ میانوالی جیل میں پچھلے تین مہینے سے ڈاکٹر موجود نہیں ہے، دو ہزار سے زائد قیدی ہیں اور ہسپتال بھرا ہوا ہے اور اس ہسپتال میں صرف ایک پیرا میڈیکل سٹاف یا جس کو ڈسپنسر کہتے ہیں وہ ہے اور بہت سارے قیدی مریض مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں اس کے علاوہ چھ مریض ایسے ہیں جن کی ذہنی طور پر حالت خراب ہے اور ان کو اپنا پتا تک نہیں وہ یا تو اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں یا پھر دوسروں کے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں وہاں پر یہ پوزیشن ہے لیکن وہاں ڈاکٹر موجود نہیں ہے اور بارہا یہ گزارش آئی۔ جی جیل خانہ جات کو بھجوائی جا چکی ہے اور یہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میانوالی جیل کے دو ہزار سے زائد قیدیوں کو جو سزائیں مل رہی ہیں وہ صرف اور صرف ایک شخص جو کہ سیاسی قیدی ہے اور میرا شوہر ہے اس کی وجہ سے مل رہی ہیں۔ خدارا! اگر میرے شوہر کو مارنا چاہتے ہیں تو مار دیں لیکن براہ مہربانی ان قیدیوں کا خیال رکھیں جو دو ہزار لوگ وہاں پر موجود ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں اور حکومت پنجاب کو متعدد بار یہ گزارش کی جا چکی ہے اور لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: محترمہ نے جو سوال کیا ہے وہ شاید اس میں confuse کر رہی ہیں کہ یہ جو شیر خوار بچے ہوتے ہیں یہ تو ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں، شاید یہ ان بچوں کی بات کر رہی ہیں جو کسی جرم میں آتے ہیں ان کے لئے تو بیرکس بھی علیحدہ ہوتے ہیں وہ اس میں رہتے ہیں ان کو پڑھانے اور تعلیم دینے کے لئے ہمارے پاس تمام جیلوں میں بندوبست ہے ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ جو شیر خوار بچے ہیں یہ تو ماؤں سے علیحدہ رکھے ہی نہیں جا سکتے وہ اپنی ماؤں کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور کوئی ماں ایسی نہیں ہے جو اپنے اس عمر کے بچے کو اپنے سے علیحدہ رکھے تو یہ confusion میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ محترمہ نے جس طرح میانوالی جیل کی بات کی ہے اس میں ڈاکٹر resign کر گیا ہے اور اس

کے لئے جو ہسپتال ہے ہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی سے روزانہ on call ڈاکٹر بلاتے ہیں وہ روزانہ ان مریضوں کو وزٹ کرتے ہیں اور اس میں جو بھی کوئی سپیشل قسم کا کوئی کیس ہو اس پر بھی ہم سپیشلسٹ کو request کرتے ہیں وہ بھی جیل میں visit کرتے ہیں اور جس قسم کا بھی جو مریض ہو ہم اس کا چیک اپ کراتے ہیں اور ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے کوآرڈینیشن رہتا ہے وہاں سے ڈاکٹر بلائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2318 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولیس سٹیشن ڈسکہ سٹی میں درج ایف۔آئی۔آر نمبر 303/2002 کی تفصیلات

*2318: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مقدمہ نمبر 303/2002 بجرم 392 تھانہ سٹی ڈسکہ میں کب اور کن افراد نے کس کس جرم کے تحت کن افراد کے خلاف درج کروایا؟

(ب) اس مقدمہ میں کتنا مال چوری ہوا، کتنے اور کون کون مجرم گرفتار ہوئے ان کے نام، ولدیت، پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا اس مقدمہ میں جو سامان چوری ہوا اس کی برآمدگی ہوئی تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا اس مقدمہ میں برآمد شدہ سامان مالکان کو واپس بھی کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو مالکان کی طرف سے وصول کردہ سامان کی رسید فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ:

(الف) مقدمہ نمبر 303/202 بجرم 392 تھانہ سٹی ڈسکہ میں مدعی وقاص محمود کے بیان پر درج رجسٹر ہوا۔ مقدمہ کے واقعات کے مطابق مدعی وقاص محمود ولد شوکت محمود قوم شیخ ساکن مجاہد روڈ سیالکوٹ مورخہ 16-8-2002 وقت 3:30 بجے صبح مع دیگران اپنی کار نمبری S.T.F/22 پر لاہور سے سیالکوٹ کی طرف جا رہا تھا جب وہ چونگی نمبر 8 ڈسکہ روڈ

پر پہنچا تو ایک کار نمبری L.X.W/681 کرولا پر سوار چار کس نامعلوم مسلح ملزمان نے اس کی کار کو روکا اور اسلحہ کے زور پر مدعی کی کار، دو عدد موبائل فون اور خواتین سے زیورات اور نقدی چھین کر فرار ہو گئے۔ دوران تفتیش وقوعہ ہذا میں چار کس ملزمان (1) عباس ولد محمد صادق قوم جٹ سندھو ساکن چک نظام گوجرانوالہ، (2) محمد افضل عرف زکی عرف کمانڈو ولد محمد اسلم قوم جٹ کھرل ساکن چک نمبر W.B/125 تھانہ صدر وہاڑی، (3) ارشاد گرنیڈ ولد محمد صادق قوم جٹ سندھو ساکن چک نظام گوجرانوالہ اور (4) شمشاد عرف شکرا ولد محمد نواز قوم جٹ وڑائچ ساکن چک نمبر G.R/56 ہارون آباد ضلع بہاولنگر وقوعہ ہذا میں ملوث پائے گئے، مقدمہ میں دو کس ملزمان عباس اور محمد افضل گرفتار ہوئے۔ دوران تفتیش انہوں نے بیان کیا کہ ان کو دو، دو ہزار روپے ملے تھے جو وہ خرچ کر چکے ہیں۔ دوران تفتیش انہوں نے ایک بیگ بھی برآمد کروایا ہے انہوں نے مزید بتایا کہ ایک انگوٹھی ملزم ارشاد کے پاس ہے جس کی گرفتاری بقایا ہے جو مقدمہ نمبری 2001/159 مورخہ 15-12-2001 جرم 34/353/392/302 ت پ نہ تھانہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں گرفتار ہو کر ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں بند ہے۔ اس مقدمہ کی عدالت انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ میں سماعت ہو رہی ہے۔ مقدمہ ہذا میں ملزم کو گرفتار کرنے کے لئے تحرک کیا گیا ہے۔ مدعی کی کار نمبری S.T.F/22، موبائل فون ہائے اور زیورات شمشاد احمد ملزم کے پاس ہیں جو مقدمہ ہذا و دیگر مقدمات میں اشتہاری ہے۔ دوران تفتیش یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملزمان نے کار کا نمبر فرضی لگایا ہوا تھا۔

(ب) مدعی کے بیان کے مطابق ملزمان نے مدعی کی کار نمبری S.T.F/22 اور دو موبائل فون اور خواتین سے زیورات، نقدی مالیتی دو لاکھ روپے اسلحہ کے زور پر چھینے۔ مقدمہ ہذا میں دو کس ملزمان (1) عباس ولد محمد صادق قوم جٹ سندھو ساکن چک نظام گوجرانوالہ (2) محمد افضل عرف زکی عرف کمانڈو ولد محمد اسلم قوم جٹ کھرل ساکن چک نمبر 125 W.B تھانہ صدر وہاڑی گرفتار ہوئے ہیں۔

(ج) دوران تفتیش ماسوائے ایک بیگ کے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی ہے۔ بیگ مال خانہ تھانہ میں

موجود ہے۔

(د) برآمد شدہ بیگ مال خانہ تھانہ میں موجود ہے جو مدعی نے ابھی تک سپرداری پر حاصل نہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ڈکیتی 2002 میں ہوئی تھی۔ ڈسکہ کے قریب سیالکوٹ کی ایک فیملی جا رہی تھی ڈاکوؤں نے اسے لوٹ لیا۔ عورتوں کے زیورات اتار لئے، گاڑی چھین لی اور بدتمیزی کی اس کے بعد پولیس نے ان ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ "کیا جو ملزم گرفتار ہوئے تھے ان سے کوئی چیزیں برآمد ہوئی تھیں؟" انھوں نے کہا ہے کہ "صرف ایک خالی بیگ برآمد ہوا ہے۔"

جناب سپیکر! جتنے ڈکیتی کے پرچے ہوتے ہیں پولیس کی ان میں روش یہ ہوتی ہے کہ اگر چار ملزم ہیں ان میں سے تین پکڑے گئے ہیں اور ایک پکڑا نہیں گیا اور اس میں ایک کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ تین کروڑ روپیہ جو بھاگ گیا ہے اس کے پاس ہے اور جو تین پکڑے ہیں ان سے کچھ برآمد نہیں ہوا، یہ ان کی روش ہے۔ اس سلسلے میں، اس میں بھی انھوں نے یہ کیا ہے کہ دو ملزم پکڑے گئے ہیں اور ان سے صرف خالی بیگ برآمد ہوا ہے، نہ زیورات برآمد ہوئے ہیں، نہ کسی سے کوئی پیسا برآمد ہوا ہے اور نہ ہی گاڑی برآمد ہوئی ہے۔ اب میں نے یہ سوال جو کیا تھا یہ 2003 میں کیا تھا۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ "صرف خالی بیگ برآمد ہوا ہے۔" اب میں راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ جب یہ سوال وہاں پر گیا، اس پر تھوڑا سا ان پر پریشر پڑا تو وہ گاڑی بھی برآمد ہو گئی لیکن اس میں انھوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اب ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان کو اس سوال کا پورا جواب نہیں دیا کیا یہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جواب غلط نہیں دیا گیا بلکہ جو تاریخوں کی sequence بنتی ہیں ان کے مطابق صحیح دیا گیا ہے۔ یہ سوال 14-6-2002 کو کیا گیا تھا۔ ہمیں 17-5-2003 کو ملا اور اس کا جواب ہم نے 30-5-2003 کو دیا ہے لیکن اس وقت اس

کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جس طرح محترم ارشد بگو صاحب فرمارہے ہیں کہ گاڑی بھی برآمد ہو چکی ہے، رقم بھی برآمد ہوئی ہے۔ یہ 2003-8-11 کو برآمد ہوئی ہے اور اس کا اضافی جواب میں نے بریفنگ کے دوران دیا تھا، اضافی مواد میرے پاس موجود ہے اور میں نے موجودہ صورتحال سے آپ کو آگاہ کرنا تھا۔

جناب سپیکر! اس میں بحوالہ رپٹ نمبر 15 مورخہ 2003-8-11 کو یہ جو سامان کی برآمدگی ہوئی ہے یہ مدعی کو دے دیا گیا ہے اور انھوں نے وصول کر لیا ہے۔ ملزم گرفتار ہو چکا ہے اور چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس میں جو point out کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جتنی ڈکیتیاں ہوئی ہیں، سیالکوٹ میں اسی طرح تین اغواء کے کیس ہوئے وہ پکڑ کر لے گئے اور ان سے ایک کروڑ روپیہ برآمد ہوا جو recovery ہوئی اس میں پولیس نے یہ لکھ دیا کہ جو recovery ہے وہ اس لئے نہیں ہو سکی کہ جو تین ملزمان ہیں وہ پکڑے گئے ہیں، جو چوتھا ملزم ہے وہ بھاگ گیا ہے اور recovery اس کے پاس ہے۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ کیونکہ لوگوں کے پیسے بھی جاتے ہیں، لوگوں کا مال بھی جاتا ہے اور کسی کو ایک ٹکا بھی نہیں ملتا۔ میرا آپ سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس میں لوگوں کو جن کی ڈکیتی ہوتی ہے ان کو مال دلانے کے لئے، ان کو ان کی recovery دلانے کے لئے کوئی بہتری لانے کی کوشش کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ اسی جواب میں پہلے یہ کہا گیا تھا کہ دو ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔ ایک بھاگ گیا ہے اور recovery اس کے پاس ہے اور بعد میں اس کو بھی گرفتار کر لیا گیا لیکن میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک recovery کا معاملہ ہے اس کو تھوڑا سا اب ہم پھر مانیٹر کرتے ہیں کہ جو recovery ہوتی ہے اس کو اصل مالکان تک پہنچایا جائے۔ اس کو ہم مانیٹر کر رہے ہیں بہر حال میرے بھائی criminal کے بہت اچھے وکیل ہیں، میں ان سے رہنمائی چاہوں گا کہ کسی دن میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا، سیالکوٹ کے حوالے سے بالخصوص اور

بالعموم جو تجاویز recovery کے پراسیس کو مزید بہتر بنانے کے لئے وہ دیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب کی نیت پر تو ہمیں شک نہیں ہے مگر میں یہ بات پورے ایوان اور خاص طور پر راجہ صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جیسے ہمارے فاضل دوست نے کہا ہے کہ جب بھی کوئی ڈکیتی ہوتی ہے تو اس کے ملزم فوراً trace out نہیں ہوتے۔ ایک سال بعد ملزم trace out ہوتے ہیں اور پھر جب ایک سال کے بعد trace out ہوتے ہیں تو اس میں پولیس کی طرف سے یہ رپورٹ آتی ہے کہ جناب! ایک سال بعد یہ trace out ہوئے ہیں اس لئے یہ سارا پیسا کھا گئے ہیں اور مدعی کو کچھ نہیں ملتا۔ پھر recently جو ڈکیتیاں ہوئی ہیں ان کی کبھی برآمدگی نہیں ہوتی۔ پولیس دانستہ طور پر ایسا کرتی ہے کہ اس کی میعاد زیادہ گزر جائے تاکہ یہ excuse بن جائے کہ چوروں نے مال کھا لیا ہے اس لئے برآمدگی نہیں ہو سکی۔ میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ اس چیز کا بھی نوٹس لیں کہ جو ڈکیتیاں برآمد ہو رہی ہیں وہ وہی برآمد ہو رہی ہیں جو زائد المیعاد ہو جاتی ہیں، جن کا عرصہ دراز گزر جاتا ہے اس لئے اس چیز کو بھی آپ دیکھیں اور اس کا بھی کوئی سدباب کریں۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، جواب کس نے دینا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ ایک مثبت تجویز ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی۔

ججوں کی طرح ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز کو بھی پیس آف جسٹس بنانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، کریمینل پروسیجر کورٹ میں سیکشن 22(a) میں پیس آف جسٹس کے عہدے سے متعلق discussion کی گئی ہے۔ صوبائی حکومت ہر سال یا from time to time ایک نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے جس میں پیس آف جسٹس کا تعین کیا جاتا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق آج سے دو تین سال پہلے جو ایم۔این۔ایز یا ایم۔پی۔ایز ہوتے تھے وہ پیس آف جسٹس ہوتے تھے لیکن پنجاب گورنمنٹ نے جو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اس میں ہائی کورٹ کے جج، سیشن جج اور ایڈیشنل جج ہیں۔ یہ ضرورت اس لئے پڑی ہے کہ پرسوں میرے پاس ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ میرے خاوند کی موت واقع ہو گئی ہے اور ساڑھے چار ہزار روپیہ بنک میں پڑا ہے، اب بنک نے یہ قانون بنایا ہے کہ پچاس ہزار سے کم جو روپیہ ہے اس کے لئے اگر کوئی affidavit دے، بانڈ دے اس کو اس علاقے کا کوئی ذمہ دار آدمی تصدیق کر دے کہ یہ درست کہہ رہی ہے اور پھر آخر میں پیس آف جسٹس اس کو recommend کرے تو پھر وہ ساڑھے چار ہزار روپیہ اس کو دیا جائے گا۔ وہ مجھے کہنے لگی کہ آپ چونکہ ایم۔پی۔اے ہیں، آپ اس کو تصدیق کر دیں۔ میں نے جب وہ نوٹیفکیشن دیکھا تو اس میں ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے کا ذکر نہیں تھا۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز کا یہ استحقاق ہے کہ ان کو پیس آف جسٹس بنایا جائے۔ اگر صوبائی حکومت نے نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ اس سلسلے میں غور کریں کیونکہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں، ہم سے لوگ ان چھوٹے چھوٹے مسائل پر بات کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب! آپ اس میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کو examine کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: پہلے ایم۔پی۔ایز ہوتے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس کو examine کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی۔

وقفہ سوالات کو موثر بنانے کے لئے وزراء اور اراکین اسمبلی کے تاثرات

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج وقفہ سوالات میں ایک گھنٹے کے اندر چھ سوالات پر ضمنی سوالات کئے گئے۔ یہ کافی عرصے سے پریکٹس چل رہی ہے۔ پہلے ادوار میں میرے ساتھ رانا ثناء اللہ خان اور رانا آفتاب احمد خان یہ بھی اس اسمبلی کے منتخب ممبران رہے ہیں، ایک سوال پر تین ضمنی سوالات مختص کر دیئے جاتے تھے۔ اب آپ یہ دیکھئے گا کہ ایک سوال جو کہ 2003-10-8 کا کیا ہوا ہے، اس کا نمبر 3072 ہے اور اس کی باری نہیں آئی۔ اب ایک سوال پر دس دس منٹ تک ضمنی سوالات کی بجائے تقاریر ہوتی ہیں، اپنا مافی الضمیر بیان کیا جاتا ہے، وہ کسی اور طریق کار سے بھی ہو سکتا ہے۔ عوام کا استحقاق ہوتا ہے وہ اسمبلی کے ممبران اپنے اختیارات کی وجہ سے یہاں سوالات کی شکل میں کرتے ہیں، میری ایک تجویز ہے کہ اگر اس کا طریق کار ایسا کر لیا جائے کہ سوال کا محرک ایک سوال پر دو ضمنی سوال کر لے اور بعد میں ایک یا دو جو بھی تعداد آپ مناسب سمجھیں وہ دوسرے کر لیں اور وہ ضمنی سوالات بھی ایسے ہونے چاہئیں کہ جس سے تجاویز بھی بہتر آ سکیں اور بہتری کی صورتحال پیدا ہو سکے۔ اب یہ 35 سوالات میں سے صرف چھ سوال ایک گھنٹے کے وقفہ میں لئے گئے ہیں باقی سارے dispose of ہو گئے ہیں۔ اس صورتحال کو اگر مناسب سمجھا جائے تو میری تجویز ہے کہ ہمارے ٹریژری بنچوں کی طرف سے بھی جو سوالات کئے جاتے ہیں ان سے بھی میری نہایت ادب سے آپ کے پاس گزارش ہے کہ کوئی طریق کار ایسا اختیار کر لیا جائے کہ جس سے یہاں پر جو printed سوالات آتے ہیں وہ تمام کے تمام take up ہو جایا کریں۔ اب صورتحال ایسی ہے کہ زیادہ سے زیادہ 10 سوالات آتے ہیں، آج 6 سوالات آئے ہیں۔ میری نظر

میں یہ لمحہ فکریہ ہے آپ اس بارے میں غور فرمائیے گا اگر ایوان کو میری تجویز سے اختلاف ہو تو میں اس کی بھی قدر کروں گا اور اگر آپ سب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں تو پھر ہم سب مل کر کوئی ایسا طریق کار اپنالیں کہ تمام کے تمام سوالات highlight ہو سکیں۔ یہ عوام کے مسائل ہیں لہذا انھیں highlight ہونا چاہئے۔ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے جانے کا بار بار اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تو بعد میں بھی کئے جا سکتے ہیں۔ وقفہ سوالات کو پورے طور پر عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو سنجیدگی سے لیا جائے اور وقفہ سوالات کو کارآمد وقفہ سوالات بنایا جائے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب تک ساہی صاحب بیٹھے رہے ہیں چودھری صاحب کھڑے نہیں ہوئے جیسے ہی وہ چلے گئے ہیں یہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین: جی، ارشد محمود بگو صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ بعض سوالات public interest کے ہوتے ہیں جن کو thrash out کرنے کی ضرورت ہوتی ہے بعض سوالات ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں یہ سوال پر منحصر ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کے حوالے سے آج جتنے سوالات تھے وہ بہت ہی اچھے تھے اور ان پر جتنے بھی ضمنی سوالات کئے گئے ہیں وہ to the point کئے گئے ہیں۔ دوسرا پوائنٹ آف آرڈرز بھی اس ایوان کی روایات ہیں اور وہ بزنس سے ہی related ہوتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا ہر فاضل رکن کو حق ہے۔

جناب چیئرمین: ایک تو وقفہ سوالات کا time extend کیا جانا چاہئے، اس حوالے سے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ اپنی سفارشات مرتب کرے۔ دوسرا اگر ضمنی سوالات بھی کم کئے جائیں تو بہتر ہے اس سے بھی وقت کی بچت ہوگی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! آپ درست فرما رہے ہیں کہ کمیٹی بنی ہوئی ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی کی میٹنگ ہونی چاہئے اور یہ کمیٹی اس حوالے سے بھی اپنی سفارشات پیش کرے۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئر مین! میں اپنے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا۔ اصولی طور پر تو یہ بات اپوزیشن کے بھائیوں کو کہنی چاہئے تھی، انھیں اس بات کا نوٹس لینا چاہئے تھا کیونکہ زیادہ تر سوالات ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔ سوال دینے کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام کی بھلائی ہو اور محکمہ کی کارکردگی سامنے آسکے۔ میرے بھائی نے وزیر ہوتے ہوئے ایک اچھی بات کہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے چیئر بھی contribute کرے اور جو بات irrelevant ہو اسے allow نہ کیا جائے اس طرح وقفہ سوالات کو بہت بہتر کیا جا سکتا ہے۔ آج بہت سارے سوالات تھے لیکن صرف دو تین سوالات ہو سکے ہیں باقی رہ گئے ہیں۔ لہذا اس بات کا ضرور نوٹس لینا چاہئے اور آئندہ آنے والے دنوں میں کوشش کی جائے کہ یہاں وقفہ سوالات کے دوران زیادہ سے زیادہ سوالات discuss ہو جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! میں ایک لمحہ کے لئے بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ نے وقفہ سوالات ختم کیا ہے تو اس کے بعد میں مسلسل اس کوشش میں ہوں کہ میں جناب کی اجازت سے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھوں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جیلوں میں بند اقلیتی خواتین اور بچوں کے لئے سہولیات کی فراہمی

*2515: محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ کی جیلوں میں قیدی اقلیتی خواتین کے نام، جرم اور تعداد، جیل وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا ان خواتین کی مذہبی / دنیوی تعلیم کے لئے انتظام کیا گیا۔ کیا انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کے لئے وقت اور جگہ فراہم کی جاتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اقلیتی قیدی خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی بندوبست نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے قیدی خواتین کو سخت پریشانی کا سامنا ہے؟ ان

بچوں کی جیل وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت ان افسران / اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جو اقلیتی قیدی خواتین کو قانون کے مطابق سہولیات مہیا نہیں کرتے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مقید قیدی اقلیتی خواتین کے نام، جرم اور تعداد جیل وار ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اقلیتی خواتین کو ان کے مذہب کے مطابق مکمل مذہبی اور دنیوی تعلیم دی جاتی ہے اور باقاعدہ عبادت کے لئے الگ جگہ اور وقت فراہم کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں عبادت کے لئے باہر سے اقلیتی خواتین پادری انہیں جیل میں مذہبی تعلیم دیتی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ اقلیتی قیدی خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کا مکمل بندوبست کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں خواتین ٹیچرز متعین ہیں اور مختلف NGO's بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرتی ہیں۔ ان بچوں کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جیل قواعد کے تحت ڈسپلن کے اندر رہتے ہوئے تمام اسیران بشمول اقلیتی کو اپنے اپنے مذہب اور عقیدہ کے مطابق عبادت کا حق حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں شاید ہی کبھی کوئی شکایت پیدا ہوئی ہے۔ تاہم جان بوجھ کر رکاوٹ پیدا کرنے والے ملازم کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی امر مانع نہ ہے۔

صوبہ میں محکمہ جیل خانہ جات کی ملکیتی اراضی اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*2540: محترمہ عابدہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ جیل خانہ جات کی ملکیتی اراضی کی تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ب) سال 2001 تا جون 2003 جیل خانہ جات کی زمین کی جیل وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) محکمہ جیل خانہ جات پنجاب کی ملکیتی اراضی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں درج ہے جیل خانہ جات پنجاب کی زمین وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل بھی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں دوران قید فوت ہونے والے قیدیوں کی تفصیلات

*2691: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں 01-2000 اور 03-2002 میں کتنے قیدی دوران قید انتقال کر گئے ان کے نام، ولدیت وغیرہ کیا ہیں؟

(ب) ان قیدیوں میں سے کتنے قیدیوں کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا اور ان کی وجہ موت کیا تھی؟

(ج) اگر بعض قیدیوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا تو اس کی کیا وجوہات تھیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل میں یکم جنوری 2000 سے 30-اگست 2003 تک وفات پانے والے اسیران کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	تاریخ وفات	وجہ موت
1۔	فیض ولد منظور	12-01-2000	طبعی
2۔	یونس ولد تاج دین	20-01-2000	۔ایضاً۔
3۔	عبدالوحید ولد محمد یسین	15-02-2000	۔ایضاً۔
4۔	ذوالفقار ولد سلیم مسیح	22-03-2000	۔ایضاً۔
5۔	ظفر عباس ولد صادق	18-04-2000	۔ایضاً۔
6۔	غلام محمد ولد پہلوان	26-04-2000	۔ایضاً۔
7۔	عمر حیات ولد احمد دین	07-05-2000	۔ایضاً۔
8۔	جعفر ولد سردار	25-05-2000	۔ایضاً۔
9۔	بیربل ولد سلطان	30-05-2000	۔ایضاً۔

10۔	امیر ولد صالحوں	08-08-2000	۔ایضاً۔
11۔	طارق علی ولد فقیر محمد	13-08-2000	۔ایضاً۔
12۔	محمد یعقوب ولد غلام محمد	05-09-2000	۔ایضاً۔
13۔	نواز ولد گہنا	10-10-2000	۔ایضاً۔
14۔	بشیر احمد ولد حبیب اللہ	10-10-2000	۔ایضاً۔
15۔	اللہ جوائی زوجہ ماجھی خان	31-12-2000	۔ایضاً۔
16۔	طالب حسین ولد احمد بخش	18-03-2001	۔ایضاً۔
17۔	بی بو زوجہ اللہ بخش	30-04-2001	۔ایضاً۔
18۔	ذوالفقار ولد محمد شفیع	03-05-2001	۔ایضاً۔
19۔	ذوالفقار ولد محمد یعقوب	31-08-2001	۔ایضاً۔
20۔	غلام عباس ولد احمد خان	05-09-2001	۔ایضاً۔
21۔	غلام سرور ولد غلام مصطفی	11-01-2002	۔ایضاً۔
22۔	غلام قادر ولد میاں	27-02-2002	۔ایضاً۔
23۔	وائز مسیح ولد اقبال مسیح	09-04-2002	۔ایضاً۔
24۔	ملازم حسین ولد لال محمد	08-04-2002	۔ایضاً۔
25۔	تاج محمد ولد حیدر	28-06-2002	۔ایضاً۔
26۔	محسن عباس ولد عمر دراز	31-07-2002	۔ایضاً۔
27۔	غلام شبیر ولد محمد ارشد	15-10-2002	۔ایضاً۔
28۔	عادل حسین شاہ ولد حیدر شاہ	03-01-2003	۔ایضاً۔
29۔	لال ولد اللہ بخش	18-02-2003	۔ایضاً۔
30۔	شہباز ولد الطاف حسین	18-05-2003	۔ایضاً۔
31۔	باقر ولد مہامند	19/20-05-2003	۔ایضاً۔
32۔	احمد علی ولد اللہ یار	08-06-2003	۔ایضاً۔
33۔	عمران شاہ ولد فضل شاہ	09-08-2003	۔ایضاً۔

(ب) 33 قیدیوں میں دو قیدیوں کا سول ہسپتال جھنگ میں پوسٹ مارٹم ہوا اور وہ طبعی موت مرے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اسیران کی اوسط تعداد 2500 کے قریب ہے جن میں سے 138 قیدی اور 2003 حوالاتی اور سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد 336 کے قریب

ہے۔ دوران سال2000 سے لے کر2003 تک 33اسیران کی اموات ہوئیں جن میں13 اسیران کی موت جیل کے اندر ہوئی جبکہ باقی اسیران کی موت بوجہ بیماری جیل سے باہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہوئی۔ ان اسیران میں سے 2کا پوسٹ مارٹم ہوا جبکہ باقی اسیران کا پوسٹ مارٹم مرنے والے کے لواحقین کی درخواست پر نہ کروایا گیا کیونکہ از راہ قاعدہ پاکستان جیل رولز اگر قیدی یا حوالاتی فوت ہو جاتا ہے تو جیل کے میڈیکل آفیسر اس کی وجوہات اور بیماری سے متعلق تفصیلات ڈیتھ رجسٹر میں درج کرتے ہیں۔ اگر کوئی قیدی تشدد یا کسی دیگر مشکوک حالت میں فوت ہوا ہو تو اس کے بارے میں پوسٹ مارٹم کرانے کی سفارش کرتا ہے جس پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے التماس کی جاتی ہے کہ judicial inquest کروانے سے متعلق حکم جاری فرمائیں۔ اس طرح موت کی حقیقی وجوہ اور حالات و واقعات کا جائزہ لے کر متعلقہ جوڈیشل مجسٹریٹ اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں اگر کسی موت کے سلسلہ میں تشدد ثابت ہو جائے تو متعلقہ جیل ملازمین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں بند قیدیوں، ان کے جرائم اور دیگر تفصیل

*2707: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ جیل میں کتنے قیدی ہیں، سنگین جرائم اور معمولی جرم والے قیدی کتنے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گنجائش سے بہت زیادہ قیدی جیل میں بند ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پھانسی کی سزا پانے والے قیدی ایک ایک کوٹھری میں گنجائش سے زیادہ ہیں، کیا حکومت جن قیدیوں کی سزا بہت تھوڑی رہ گئی ہے یا جن کے جرم معمولی نوعیت کے ہیں چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ایسا ممکن ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ضلع شیخوپورہ جیل میں2065 اسیران ہیں سنگین جرائم میں 1807 اسیران قید ہیں اور معمولی جرم میں86 اسیران قید ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں سزائے موت قیدیوں کی تعداد 125 ہے جن کے لئے صرف 14 سیل بنے ہوئے ہیں نیز معمولی جرم میں بند افراد کو ہر مہینے کے آخری جمعہ میں سیشن جج صاحب جیل میں آکر ان افراد کو رہا کر دیتے ہیں اور جن قیدیوں کی سزا تھوڑی رہ جاتی ہے ان کو معافی دے کر رہا کر دیا جاتا ہے۔

معمولی جرائم میں بند قیدیوں کی رہائی کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*2725: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ کی جیلوں میں قیدی بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور ضعیف العمر افراد کی تعداد کیا ہے جو معمولی جرم کرنے پر گرفتار ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ معمولی جرم میں گرفتار افراد صرف اس لئے سالہا سال سے قید ہیں کہ وہ مقدمہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے؟

(ج) کیا حکومت نے ایسے قیدیوں کی رہائی کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں؟

(د) اگر جز (ب تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ قیدیوں کو کب تک رہا کر دے گی اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں معمولی جرائم میں مقید بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور ضعیف العمر افراد کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

I۔ معمولی جرم میں مقید بچے 68

II۔ معمولی جرم میں مقید عورتیں 32

III۔ معمولی جرم میں مقید نوجوان 4451

IV۔ معمولی جرم میں مقید ضعیف العمر

(ب) یہ درست نہ ہے۔ معمولی جرائم میں ملوث اسیران کی کثیر تعداد کو ہر ماہ سیشن جج صاحبان

جیل میں جاکر رہا کرتے ہیں لیکن نئے اسیران کی آمد کی وجہ سے یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

(ج) معمولی جرائم میں مقید اسیران کے لئے ہر مہینے کے آخری جمعہ میں سیشن جج صاحبان جیل میں تشریف لاتے ہیں اور ان افراد کو رہا کر دیتے ہیں۔

(د) معمولی جرائم میں ملوث اسیران کے علاوہ بھی ایسے افراد جو اپنے مقدمات کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ان کے لئے جیلوں میں مختلف NGO'sاور ایڈووکیٹ کام کر رہے ہیں جو ان افراد کو فری لیگل ایڈ مہیا کرتے ہیں اور جو قیدی جرمانے کے عوض سزا کاٹ رہے ہوتے ہیں مخیر حضرات ان کا جرمانہ جمع کروا کر ان کو رہائی دلاتے ہیں۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی گنجائش
اور دستیاب دیگر سہولیات کی فراہمی

*2735: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے کہیں زیادہ ہے قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد و گنجائش کی تفصیل بیان فرمائیں، حکومت قیدیوں و جیلوں کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ب) اڈیالہ جیل میں خواتین / بچوں کی تعداد بیان فرمائیں، خواتین کی بیرکوں کے ساتھ غسل خانوں کی سہولت، ایک غسل خانہ کتنی خواتین کے زیر استعمال و نیز خواتین و بچے و دیگر قیدیوں کو ملنے والی سہولیات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) گزشتہ تین برسوں میں اس جیل کے لئے کتنے فنڈز مختص ہوئے یہ فنڈز کہاں اور کس مد میں استعمال ہوئے نیز پرائیویٹ افراد یا N.G.O'sکی جانب سے قیدیوں کو ملنے والی امداد / سہولیات کی تفصیل کیا ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں اڈیالہ جیل میں بیمار قیدیوں کی تفصیل، دوائیوں پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل، جیل ہسپتال میں اوسط داخل شدہ مریض، ایسے مریض جن کا علاج

جیل ہسپتال میں نہیں ہو سکتا کیا انہیں سرکاری ہسپتالوں سے علاج کی سہولت دی جاتی ہے ایسے مریضوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں! اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے کہیں زیادہ ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ منظور شدہ تعداد قیدی / حوالاتی	1996
2۔ قیدی / حوالاتی تعداد مورخہ 29۔اگست 2003	5331

(ب)

مورخہ 2003-08-29 خواتین کی تعداد	158
مورخہ 2003-08-29 بچوں کی تعداد	20

خواتین کی بیرکوں کے ساتھ غسل خانوں کی سہولت موجود ہے۔ ایک غسل خانہ آٹھ عورتوں کے زیر استعمال ہے دیگر سہولیات میں تعلیم پہلے نمبر پر ہے۔ خواتین کو سلائی و کڑھائی کی تعلیم، دینی تعلیم تمام خواتین، بچوں اور قیدیوں کے لئے ملاقات کی سہولت۔

(ج) گزشتہ تین برسوں میں اڈیالہ جیل راولپنڈی کو جتنے فنڈز مختص ہوئے اور یہ جس مد میں استعمال ہوئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ عرصہ میں تقریباً 4500 بیمار قیدیوں کا علاج اڈیالہ جیل راولپنڈی میں کیا گیا۔ دوائیوں پر ہونے والے خراجات کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں سالانہ اوسط تعداد داخل شدہ مریض تقریباً 1500 ہے۔ ایسے مریض جن کا علاج جیل ہسپتال میں نہیں ہو سکتا انہیں سرکاری ہسپتالوں سے علاج کی سہولت دی جاتی ہے۔ ایسے مریضوں کو مندرجہ ذیل سرکاری ہسپتالوں میں بھیجا جاتا ہے:

1۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی
2۔ آر کیو ایچ ہسپتال، راولپنڈی
3۔ پی آئی ایم ایس ہسپتال، اسلام آباد

تفصیل مریضاں:

مریض جن کی حالت بہت خراب ہو اور ڈاکٹر انچارج جیل ہسپتال انہیں فوری طور علاج کے لئے باہر بھجوانے کا مشورہ دیں ان میں عموماً:۔

1۔ امراض دل میں مبتلا مریض

2۔ زچگی

3۔ آپریشن

4۔ ایمرجنسی کیس شامل ہوتے ہیں۔

آتش بازی پر پابندی کے قوانین پر عملدرآمد کی صورتحال

*2741: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر آتش بازی پر پابندی کا قانون لاگو ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شادی ہالوں سے باہر اور شادی کی تقریبات کی مختلف جگہوں پر اس قانون کے باوجود آتش بازی ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قانون پر سختی سے عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز اب تک اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں آتش بازی پر پابندی کا قانون لاگو ہو چکا ہے۔

(ب) شادی ہال کے مالکان کو آتش بازی پر پابندی کے قانون سے مطلع کیا گیا ہے شادی ہالوں یا شادی کی دیگر جگہوں پر تقریبات پر آتش بازی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) شادی بیاہ یا دیگر تقریبات پر آتش بازی پر پابندی پر سختی سے عملدرآمد کیا جا رہا ہے اس سلسلہ میں کڑی نگرانی کی جا رہی ہے اگر کوئی شخص آتش بازی کے قانون کی خلاف ورزی

کرتا ہو پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی نیز آتش بازی کا سامان فروخت کرنے والوں کے خلاف سال رواں میں 30 مقدمات درج کئے جا چکے ہیں۔

گاڑیوں کی باڈی سے باہر سریے / گارڈروں سے حادثات اور سدباب کے لئے حکومتی اقدامات

*2807: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے دوران ٹرک یا ٹریکٹر ٹرالی کی باڈی سے باہر ہوتے ہیں جو شہریوں کی جان کے لئے خطرناک ہے اور اس سے کئی حادثات ہو چکے ہیں، کیا حکومت اس کے سدباب کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

یہ درست ہے کہ سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے دوران ٹرک یا ٹریکٹر ٹرالی 4 کی باڈی سے باہر ہوتے ہیں اگر لوڈ شدہ میٹریل کے متعلق حفاظتی اقدامات نہ کئے گئے ہوں تو یقیناً خطرے کا باعث ہوتے ہیں۔ لہذا ایسی گاڑیاں جن پر یہ سامان لوڈ کرنے کے دوران حفاظتی اقدامات نہ کرنے پائے گئے تو سال رواں میں ماہ جولائی تک ایسی 26816 گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس پنجاب نے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی ہے۔ مزید یہ کہ ایسی گاڑیاں جو ٹریفک پولیس کے مجاز افسران کی طرف سے واضح ہدایات کے باوجود دانستہ حفاظتی اقدامات کرنے سے گریزاں ہیں۔ جن سے لوگوں کی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو تو ان کے خلاف زیر دفعہ 279 ت۔پ، 93-291/290 ت پ کے تحت مقدمات درج رجسٹر کئے جاتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں سہولیات کی فراہمی

*2816: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاول نگر میں قیدیوں کے دور دراز سے آنے والے ملاقاتیوں کے بیٹھنے، پینے کے پانی اور گرمی، سردی سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدیوں کے لئے ایمرجنسی کی صورت میں ہسپتال لے جانے کے لئے ایمبولینس کی سہولت بھی نہ ہے۔

(ج) اگر جز (الف)تا(ب)کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں اسیران کی ملاقات پر آنے والے ملاقاتیوں کے بیٹھنے کے لئے ایک ملاقات شیڈ تعمیر کیا گیا ہے جس میں پنکھے نصب کئے گئے ہیں۔ بیٹھنے کے لئے بنچ بھی رکھے گئے ہیں اور پانی پینے کیلئے پلاسٹک واٹر کولر رکھے گئے ہیں ان میں پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے برف ڈال دی جاتی ہے جب کہ الیکٹرک واٹر کولر کے لئے مخیر حضرات سے رابطہ جاری ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں کوئی ایمبولینس نہ ہے ایمرجنسی کی صورت میں الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل بہاولنگر سے ضرورت کے تحت فوراً منگوالی جاتی ہے۔

(ج) درج بالا جواب جز(الف،ب)مفصل ہیں۔

موجودہ D.S.P صدر سرکل بہاولپور کی تعیناتی اوراس سے قبل مقدمات کی تفصیلات

*2866: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) D.S.P صدر سرکل، بہاولپور میں کب تعینات ہوئے ان کی تعیناتی سے قبل اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں پچھلے دو سال کے دوران رجسٹرڈ ہونے والے زنا، چوری، ڈکیتی اور قتل کے مقدمات کی تفصیل فراہم کریں اور ان کی تعیناتی کے بعد سے آج تک ان تھانہ جات میں اس سلسلہ میں کتنے مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل جرائم، تھانہ وار

فراہم کی جائے؟

(ب) ان کے ماتحت تھانوں کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں درج ڈکیتی، قتل، چوری اور زنا کے کتنے نامزد ملزمان اشتہاری ہیں اور کتنے ملزمان چالان ہو کر جیل پہنچ چکے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) D.S.P صدر سرکل، بہاولپور کی اس سرکل میں تعیناتی مورخہ 03-03-7 کو ہوئی ان کی تعیناتی سے قبل اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں پچھلے دو سال کے دوران رجسٹر ہونے والے زنا، چوری، ڈکیتی اور قتل کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تھانہ جات	مقدمات قتل	مقدمات ڈکیتی	مقدمات چوری	مقدمات زنا
صدر بہاولپور	8	۔	128	21
مسافر خانہ	16	4	219	30
سمہ سٹہ	9	2	87	14
عباس نگر	9	2	130	20
میزان	42	8	564	85

ان کی تعیناتی کے بعد سے آج تک ان تھانہ جات میں اس سلسلہ میں جو مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل جرائم، تھانہ وار درج ذیل ہے۔

نام تھانہ جات	مقدمات قتل	مقدمات ڈکیتی	مقدمات چوری	مقدمات زنا آرڈیننس
صدر بہاولپور	–	–	3	–
مسافر خانہ	6	1	31	6
سمہ سٹہ	3	–	22	5
عباس نگر	1	1	22	10
میزان	10	2	78	21

(ب) ڈی۔ایس۔پی صدر سرکل کے ماتحت تھانوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ تھانہ صدر 2۔ تھانہ مسافر خانہ 3۔ تھانہ سمہ سٹہ 4۔ تھانہ عباس نگر

(ج) اس وقت اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں درج ڈکیتی، قتل اور چوری، زنا کے نامزد ملزمان اشتہاری اور جو ملزمان چالان ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تھانہ جات	تعداد ملزمان اشتہاری	تعداد ملزمان چالان شدہ
صدر بہاولپور	_	53
مسافر خانہ	5	78
سمہ سٹہ	_	37
عباس نگر	_	77
میزان	5	245

تھانیدار کو زدوکوب کرنے والے ملزمان کے خلاف کارروائی

*2866(A): ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے چند روز قبل صدر سرکل، بہاولپور میں تھانیدار معراج کو چند ملزمان نے زدوکوب کیا اور ان سے ان کی سرکاری رائفل بھی چھین لی تھی؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ کسی تھانہ میں درج ہوا ہے تو اس مقدمہ کا نمبر اور اس میں نامزد ملزمان اور گرفتار ہونے والے ملزمان کی تفصیل فراہم کریں اور اشتہاری ملزمان کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ چند روز قبل صدر سرکل بہاولپور کے تھانہ سمہ سٹہ کے سب انسپکٹر محمد معراج احمد کو چند ملزمان نے زدوکوب کیا اور ان سے سرکاری رائفل بھی چھین لی تھی۔

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 2003/145 مورخہ 03-05-24 بجرم 353/365/395-186 ت۔پ ATA 7 تھانہ مسافر خانہ میں درج ہوا ہے اس مقدمہ میں نامزد ملزمان، گرفتار ہونے والے ملزمان اور اشتہاری ملزمان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نامزد ملزمان

1۔محمد اسلم ٹنڈی 2۔محمد ریاض اوتیر 3۔محمد علی عرف مڑیچہ 4۔اجمل عرف پپی

5۔محمد حسین عرف حسنی 6۔جندوڈہ ہیتلا و بھانجا خود اور 7۔شاماں گھلو

گرفتار ملزمان

1۔عاشق حسین ولد اللہ وسایا قوم ہیتلا سکنہ وڑھیلاں (بھانجہ جندوڈہ ملزم)

ملزمان اشتہاری

1۔محمد اسلم ٹنڈی 2۔محمد ریاض اوتیر 3۔محمد علی عرف مڑیچہ 4۔اجمل عرف پپی
5۔محمد حسین عرف حسنی 6۔جندوڈہ میتلا 7۔شاماں گھلو

گوجرانوالہ 03-2002 میں قتل ہونے والے افراد اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*2913:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں سال 03-2002 میں کتنے افراد قتل ہوئے، کتنے افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا، کتنے مفرور اور کتنے عدالتی اشتہاری ہیں تھانہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کا گراف 2000 سے آج تک کیا رہا ہے جرائم کے تدارک کے لئے محکمہ نے گوجرانوالہ میں کیا اقدامات کئے ہیں، وضاحت فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کے لحاظ سے پولیس کی نفری کم ہے اگر کم ہے تو اس سال کے دوران حکومت کے لئے ضلع گوجرانوالہ میں کتنے ملازمین بھرتی کرنے کی گنجائش ابھی باقی ہے اور وہ بھرتی کب تک ہو گی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2002تا2003، 528۔افراد قتل ہوئے اور اسی عرصہ میں 764۔افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور 44۔افراد قتل کے مقدمات میں مفرور ہیں جبکہ عدالتی اشتہاری کی تعداد NIL ہے۔ فہرست تھانہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کا گراف سال وار درج ذیل ہے:۔

سال2000	10707
سال2001	14676
سال2002	11037
01-01-03تا 15-8-03	8795

مندرجہ بالا گراف سے واضح ہے کہ سال 2000 کی نسبت سال 2001 میں جرائم کے گراف میں 3969 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے جبکہ سال 2002 میں مذکورہ بالا تعداد

مقدمات میں قابل ذکر کمی واقع ہوئی ہے جو کہ ضلع گوجرانوالہ پولیس کی فرض شناسی کی بدولت کنٹرول کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کے لحاظ سے پولیس کی نفری انتہائی قلیل ہے اس وقت ہیڈ کانسٹیبل 557 اور 4879 کانسٹیبلان کی مزید بھرتی درکار ہے جس کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

گوجرانوالا، گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتیوں دیگر وارداتوں کی تفصیل اور مقدمات کی صورتحال

*2914: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتیوں، زنا بالجبر اور گینگ ریپ کے کتنے واقعات ہوئے، کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان کو سزا ہوئی، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کے ابھی تک چالان مکمل نہ ہوئے ہیں؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2000 سے آج تک چولہا پھٹنے یا آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک یا زخمی ہونے کے مقدمات کا اندراج ہوا ہلاک ہونے والوں کے نام، ملزمان کے نام اور مقدمہ کے فیصلہ سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) حکومت ایسے مقدمات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی کے 121 زنا بالجبر کے 133 اور گینگ ریپ کے 33 واقعات ہوئے ہر وقوعہ کی نسبت مقدمات درج ہوئے جن کی تعداد 287 ہے ان مقدمات میں 424 ملزمان گرفتار ہوئے جن میں 82 ملزمان کو سزا ہوئی اور 67 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ تمام درج شدہ مقدمات میں چالان مکمل کر کے داخل عدالت کئے گئے ہیں کوئی ایسا مقدمہ باقی نہیں جس میں ابھی چالان مکمل نہ ہوا ہے سال وار تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2000 سے آج تک چولھا پھٹنے یا آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک یا زخمی ہونے کے دو مقدمات درج ہوئے جن میں سے ایک مقدمہ میں مسمات شازیہ بی بی زوجہ اورنگ زیب قوم مغل سکنہ فیصل کالونی گوجرانوالہ ہلاک ہوئی۔ مسمی اورنگ زیب ولد محمد شفیع قوم مغل سکنہ فیصل کالونی RT گوجرانوالہ مقدمہ میں ملزم تھا جس کے خلاف چالان پیش عدالت کیا گیا اور اسے عدالت سے 14 سال قید بامشقت کا حکم ہوا ہے جبکہ دوسرے مقدمہ میں مسمات شبانہ کوثر دختر عبدالرشید سکنہ رحمن پورہ گوجرانوالہ ہلاک ہوئی۔ مسمی محمد لطیف ولد محمد بوٹا قوم مغل سکنہ رحمن پورہ گوجرانوالہ ملزم ہے جو کہ گرفتار ہو چکا ہے مقدمہ ابھی زیر تفتیش ہے۔

(ج) چولھے تیار کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ چولھا تیار کرتے وقت درست میٹریل استعمال کریں ناقص میٹریل استعمال کرنے والے کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی، زنا بالجبر اور گینگ ریپ کی تفصیل

سال	نوعیت	تعداد واقعات	تعداد مقدمات درج ہوئے	تعداد ملزمان جو گرفتار ہوئے	تعداد ملزمان جن کو سزا ہوئی	تعداد ملزمان جن کے چالان زیر سماعت ہیں	تعداد مقدمات جن کے چالان مکمل نہ ہوئے ہیں۔
2000	ڈکیتی	26	26	55	14	10	_
	زنا بالجبر	50	50	50	07	13	_
	گینگ ریپ	06	06	18	03	01	_
2001	ڈکیتی	49	49	79	16	07	_
	زنا بالجبر	33	33	33	08	04	_
	گینگ ریپ	07	07	19	06	02	_
2002	ڈکیتی	46	46	72	12	09	_
	زنا بالجبر	50	50	50	09	12	_
	گینگ ریپ	20	20	48	07	09	_

صوبہ کی جیلوں میں بند سیاسی قیدیوں اور انہیں دستیاب سہولیات کی تفصیل

*2979: **محترمہ نور النساء ملک:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ کی جیلوں میں سیاسی قیدیوں کی تعداد کیا ہے اور انہیں کن دفعات کے تحت

گرفتار کیا گیا ہے۔

(ب) جیلوں میں سیاسی قیدیوں کو کون کون سی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں یا عام مجرموں کی طرح جیلوں میں قید کیا ہوا ہے وضاحت کی جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب کی کسی بھی جیل میں کوئی سیاسی قیدی مقید نہ ہے۔

(ب) جیلوں میں اس وقت کوئی سیاسی اسیر نہ ہے تاہم اگر کوئی سیاسی اسیر جیل میں مقید ہو تو جیل قوانین کے مطابق اس کو سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

پولیس چوکی کوٹ شاکر ضلع جھنگ پٹرولنگ کے لئے گاڑی کی دستیابی

*2982: جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹرولنگ کے لئے پولیس کے پاس گاڑی کا ہونا بہت ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی پی۔82 جھنگ کی پولیس چوکی کوٹ شاکر کا بہت بڑا ایریا ہے جس میں اس نے پٹرولنگ کرنی ہوتی ہے لیکن اس میں پولیس کے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع جھنگ میں پولیس کے پاس گاڑیاں موجود ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ پولیس چوکی کو گاڑی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ پٹرولنگ کے لئے پولیس کے پاس گاڑی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔82 جھنگ کی پولیس چوکی کوٹ شاکر کا بہت بڑا ایریا ہے جو کہ تھانہ اٹھارہ ہزاری کی حدود میں آتا ہے۔ اٹھارہ ہزاری کے پاس نئی گاڑی موجود ہے اور وہ روزانہ اپنے علاقہ بشمول چوکی کوٹ شاکر گشت پر ہوتی ہے۔ ضلع ہذا میں گاڑیوں کی کمی کے پیش نظر چوکی کوٹ شاکر کو سرکاری گاڑی مہیا نہ کی جاسکتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں پولیس کے پاس گاڑیاں موجود ہیں جو کہ تھانہ کے پاس ہیں اور ہر تھانہ کی گاڑی اپنے اپنے علاقہ میں روزانہ گشت پر ہوتی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں جُزہائے بالا میں مفصل جواب تحریر کیا جا چکا ہے۔

زنانہ جیل ملتان میں گنجائش اور بند قیدیوں کی تعداد نیز سب جیلوں کی تعمیر کا مسئلہ

*3004: محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کے لئے صرف ایک سپیشل زنانہ جیل ملتان میں ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جیل میں کتنی خواتین قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت اس میں کتنی قیدی خواتین ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرائل کے بعد پورے پنجاب سے خواتین اسیران ملتان جیل جا کر اپنے وکلاء سے اپنے خاندان سے بالکل cut off ہو جاتی ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خواتین کے لئے نئی سب جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور کہاں کہاں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کے لئے صرف ایک سپیشل زنانہ جیل ملتان میں واقع ہے۔

(ب) زنانہ جیل ملتان میں اس وقت 915 قیدی خواتین مقید ہیں جبکہ اس جیل میں 104 خواتین اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) جن قیدی خواتین کو سزا ہو جاتی ہے ان کو زنانہ جیل ملتان منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں ان کو ان کے لواحقین اور وکلاء صاحبان کو جیل رولز کے مطابق ملاقات کروائی جاتی ہے۔ یہ امر درست نہ ہے کہ وہ اپنے وکلاء اور خاندان سے بالکل cut off ہو جاتی ہے۔

(د) حکومت خواتین کے لئے مزید جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال راولپنڈی اور فیصل آباد ڈویژن میں خواتین کے لئے ایک ایک علیٰحدہ جیل بنانے کا منصوبہ ہے جس کی

وزیر اعلیٰ پنجاب نے حال ہی میں منظوری دی ہے اور اس کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کیا جا رہا ہے۔ فنڈز مہیا ہو جانے کی صورت میں ان جگہوں پر جلد جیلیں بنائی جائیں گی۔

موٹر سائیکل / سکوٹر سوار کے لئے ہیلمٹ کا لازمی استعمال اور خلاف ورزی پر کارروائی کی تفصیل

*3005: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل / سکوٹر چلانے والے افراد کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا شہری حدود کے اندر سڑکوں پر ہیلمٹ پہننا لازمی ہے یا صرف بین الاضلاعی سڑکوں پر اس شرط کا اطلاق ہوتا ہے؟

(ج) اس شرط کی خلاف ورزی پر صوبہ میں یکم جنوری 2003 سے آج تک کتنے افراد کے چالان ہوئے اور ان سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل / سکوٹر چلانے والے افراد کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی ہے۔

(ب) زیر دفعہ A/89 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 شہری حدود اور بین الاضلاعی سڑکوں پر دونوں صورتوں میں ہیلمٹ پہننے کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ج) اس خلاف ورزی پر صرف موٹر وے پولیس ہی چالان کرتی ہے، چالان اور جرمانہ کی نوعیت کے بارے میں موٹر وے پولیس سے معلوم کیا جا سکتا ہے البتہ حکومت اگر اس قانون میں مناسب ترمیم کرے تو ٹریفک پولیس پنجاب قانون کی پاسداری کے لئے ہر ممکن اقدامات کرے گی۔

موٹر گاڑیوں کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے والوں کے لئے سیٹ بیلٹ کا لازمی استعمال اور خلاف ورزی پر ہونے والی کارروائی کی تفصیل

*3006: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس (آرڈیننس نمبر19 آف 1965) کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے والے افراد کے لئے سیٹ بیلٹ باندھنا لازمی ہے؟

(ب) اگر جزُ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ آرڈیننس کے تحت یہ شرط شہری علاقوں کی حدود کے اندر یا صرف بین الاضلاعی سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں پر لاگو ہوتی ہے؟

(ج) مذکورہ آرڈیننس کی خلاف ورزی پر یکم جنوری 2001 سے آج تک صوبہ میں کتنے چالان اس جرم پر ہوئے ہیں اور ان موٹر وہیکل سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت اس آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس 19 آف 1965 کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے والے افراد کے لئے سیٹ بیلٹ باندھنا لازمی ہے۔

(ب) مذکورہ آرڈیننس کے تحت یہ شرط شہری حدود کے علاوہ بین الاضلاعی سڑکوں پر بھی چلنے والی تمام گاڑیوں پر لاگو ہوتی ہے۔

(ج) مذکورہ آرڈیننس کی خلاف ورزی پر چالان نہ کیا جا رہا ہے البتہ حکومت اس بارہ میں مناسب حکم جاری کرے تو ٹریفک پولیس پنجاب اس پر عملدرآمد کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لائے گی۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

لاہور۔جنوری تا اگست 2003 چوری و دیگر وارداتوں کی تفصیل اور شعبہ تفتیش کی کارکردگی

*3026: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2003 سے اگست 2003 تک لاہور میں چوری، ڈکیتی، قتل اور خواتین کے ساتھ زیادتی کے کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے؟

(ب) شعبہ تفتیش لاہور نے مذکورہ بالا کیسز میں سے کتنے کیسز کا سراغ لگایا اور کتنے ابھی نامکمل ہیں؟

(ج) کیا شعبہ تفتیش لاہور کی موجودہ کارکردگی پولیس آرڈر 2002 پر عملدرآمد سے پہلے کے مقابلہ میں بہتر ہے اگر بہتر ہے تو شعبہ تفتیش لاہور کے قیام سے پہلے 8 ماہ کی کارکردگی بیان کی جائے؟

(د) حکومت شعبہ تفتیش لاہور کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مورخہ 2003-01-01 سے 2003-08-31 تک مقدمات کی تفصیل:۔

قتل 335 ڈکیتی 46

چوری 2444 عورتوں کے ساتھ زیادتی 278

(ب) تفصیل نتیجہ مقدمات:۔

نوعیت	چالان	عدم پتا	خارج	زیر تفتیش
قتل 335	130	17	07	181
ڈکیتی 46	09	07	0	32
چوری 2444	536	566	101	1241
عورتوں کے ساتھ زیادتی 278	80	02	42	154

(ج) شعبہ تفتیش کے قیام سے پہلے آٹھ ماہ کی کارکردگی درج ذیل ہے:۔

15-06-2001 تا 15-02-2002

نوعیت	رپورٹ	تسلیم	ٹریس	چالان	عدم پتا	خارج	زیر تفتیش
قتل	306	298	251	216	51	08	31
ڈکیتی	55	53	31	28	23	02	02
چوری	2662	2534	1233	1100	1131	128	300
عورتوں کے ساتھ زیادتی	161	122	122	119	03	59	0
میزان	3204	3007	1637	1663	1211	197	333

(د) حکومت شعبہ تفتیش کی کارکردگی بنانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔

فیصل آباد۔صدر سب ڈویژن کے پولیس سٹیشنوں
اور درج مقدمات کی تمام تفصیلات

*3072: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صدر سب ڈویژن فیصل آباد کے پولیس سٹیشنوں کی تعداد، نام اور ان میں تعینات انچارج کے نام کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ پولیس سٹیشنوں میں یکم جنوری 2000 سے اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ان میں کتنے کیسوں کے ملزمان پکڑے گئے، ان کو کیا سزا ہوئی اور کتنے کیس ابھی زیر التواء وزیر تفتیش ہیں تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صدر سب ڈویژن میں کل چار تھانے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	تھانہ جات	نام آفیسر انچارج
1۔	صدر	سیف اللہ بھٹی I/SHO
2۔	چک جھمرہ	ظفر اقبال SI/SHO
3۔	ٹھیکریوالہ	مظفر حسین SI/SHO
4۔	ڈجکوٹ	راجہ غلام حسین I/SHO

(ب) یکم جنوری 2000 سے لے کر مورخہ 31-08-2003 تک مذکورہ تھانوں میں کل 12699 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں سے کل 12341 ملزمان گرفتار ہوئے درج مقدمات میں سے 1227 مقدمات سزا ہوئے جبکہ 7133 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں مزید برآں 434 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔

سوڈیوال ملتان روڈ لاہور، ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتیں
اور حکومتی اقدامات

*3082: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بدر کالونی سوڈیوال نوانکوٹ ملتان روڈ لاہور میں تین چار ماہ میں تقریباً 9 ڈکیتی کی وارداتیں ہو چکی ہیں جن میں مکینوں اور مسافروں کی نقدی لوٹنے کے علاوہ

انہیں زدوکوب کر کے زخمی بھی کیا گیا جس سے اہل علاقہ میں سخت خوف وہراس پیدا ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2003-9-12 کو ہونے والی ڈکیتی کی واردات میں ڈاکوؤں کے موٹر سائیکل کا نمبر بھی پولیس کو مہیا کیا گیا، لیکن ابھی تک پولیس ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے؟

(ج) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ڈکیتی کی وارداتوں کو روکنے اور مجرموں کو گرفتار کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور ڈاکوؤں کو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بدر کالونی سوڈیوال ملتان روڈ لاہور میں گزشتہ تین ماہ سے ڈکیتی اور سرقہ بالجبر کی کوئی واردات نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے۔

(ب) مورخہ 03-09-12 کو تھانہ نوانکوٹ میں ڈکیتی یا سرقہ بالجبر کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے اور نہ ہی موٹر سائیکل کا نمبر پولیس کو دیا گیا ہے۔

(ج) ڈکیتی اور سرقہ بالجبر کے انسداد وتدارک کے لئے گشت ناکہ بندی کو مؤثر بنایا گیا ہے علاوہ ازیں ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔

نئی جیلوں کی تعمیر اور سزائے موت کے قیدیوں کے لئے مناسب رہائشی سہولیات کی فراہمی

*3102: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سزائے موت کے آٹھ آٹھ قیدیوں کو ایک 8x8 کی چکی میں اکٹھا رکھا جاتا ہے کیا ایسا کرنا جیل مینول کے مطابق درست ہے اگر نہیں تو موت کے منتظر قیدیوں کو مزید اذیت کیونکر دی جاتی ہے؟

(ب) کیا رواں مالی سال میں نئی جیلیں بنائے جانے کا منصوبہ زیر غور ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کچھ جیلوں میں سزائے موت کے آٹھ آٹھ قیدیوں کو سیل میں اکٹھا رکھا جاتا ہے ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مالی سال 03-2002 میں 11 جیلوں میں اضافی سزائے موت کے سیل تعمیر کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں اور تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ان کی مرحلہ وار تکمیل جاری ہے۔

(ب) حکومت جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش کے مطابق کرنے کے لئے مختلف اقدامات کر رہی ہے جبکہ نئے 11۔اضلاع میں نئی جیلیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔اس وقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ضلع وہاڑی کی دونوں جیلیں تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ مندرجہ ذیل اضلاع میں جیل کی تعمیر کو سالانہ ترقیاتی منصوبہ 04-2003 میں شامل کر لیا گیا ہے:۔

1۔	لیہ	مبلغ 172.134 ملین روپے
2۔	بھکر	مبلغ 155.000 ملین روپے
3۔	اوکاڑہ	مبلغ 232.600 ملین روپے
4۔	پاکپتن	مبلغ 231.036 ملین روپے

اس کے علاوہ خواتین کی دو نئی جیلوں، بچوں کی ایک جیل اور ایک سنٹرل جیل کی تعمیر کے لئے بھی ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔مزید برآں حکومت تمام ڈویژن ہیڈ کوارٹرز میں جہاں جوڈیشل لاک اپ نہیں ہیں یا زیر استعمال نہیں تعمیر کر کے اور زیر استعمال لانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ان اقدامات کے بعد قیدیوں کی رہائشی سہولتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا۔

صوبہ کی جیلوں میں بند غیر ملکی قیدیوں کی تمام تر تفصیلات

*3198: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں غیر ملکی سزا یافتہ و under trial قیدیوں/افراد کے

نام، جرم، ملک، تاریخ گرفتاری، جیل کا نام عرصہ قید و سزا وغیرہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں کتنے غیر ملکیوں کو کیا سزا ہوئی۔ کتنے افراد سزا بھگتنے کے بعد ڈی پورٹ ہوئے نیز کتنے افغانی قیدی ضمانت پر رہا ہوئے۔ کتنے ایسے قیدی ہیں جنہیں ضمانت منظور ہونے کے باوجود bail bond جمع نہ کر سکنے کی وجہ سے رہائی نہ مل سکی نیز راولپنڈی اور اٹک جیلوں میں سزا یافتہ و under trial افغانی قیدیوں کی تعداد، نام، جرم و عرصہ قید کی تفصیل بیان فرمائی جائے، کیا معمولی جرائم میں ملوث غیر ملکی قیدیوں کی حکومت bail bond کے بغیر رہائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس وقت مندرجہ ذیل غیر ملکی اسیران پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں جو ترتیب وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	اسیران	کل تعداد	ضمیمہ
1۔	حوالاتی	198	الف
2۔	قیدیاں	92	ب
3۔	سزائے موت	04	ج
4۔	انٹرنی	130	د
	کل تعداد	424	

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں 1942 غیر ملکی افراد کو سزائیں ہوئیں اور ان میں سے 1254 اسیران اپنی سزا بھگتنے کے بعد جیلوں سے رہا ہو گئے اس طرح 403 افغان اسیران پچھلے پانچ سالوں میں رہا ہوئے اور تین افراد بوجہ surety bond رہا نہ ہو سکے۔ ڈسٹرکٹ جیل اٹک میں اس وقت کوئی افغان قیدی مقید نہ ہے تاہم سنٹرل جیل راولپنڈی میں اس وقت 3۔افغان قیدی اپنی سزا بھگت رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ح) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور حوالاتی ضمیمہ (الف) پر نمبر شمار 118 تا 136 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ غیر ملکی قیدیاں PAA Section-59,3 of Official Secret Act,1923, 9C-ANF, Exp-Act میں مقید ہیں۔ جہاں تک ان غیر ملکی قیدیوں کو bail bound کے بغیر رہا کرنے کا سوال ہے یہ حکومت سے متعلقہ ہے۔

جیلوں میں بند قیدیوں اور ان کے ملاقاتیوں کے مسائل اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3274: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ جیل میں اس وقت گنجائش سے کس قدر زائد قیدی بند ہیں؟

(ب) کیا جیلوں میں موجود مقید خواتین اور خصوصاً اُن کے ساتھ بلا جرم ٹھہرے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے انتظامات موجود ہیں اور مستقبل کے حکومتی منصوبہ جات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے جس سے یہ سزا یافتہ افراد معاشرہ کا عضو ناکارہ بننے کے بجائے اچھے شہری بن سکیں؟

(د) حکومت جیلوں میں منشیات کی بھرمار اور قیدیوں کے آپس میں لڑائی جھگڑوں کے خاتمہ کے لئے کیا قانونی اصلاحی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) جیل میں ملاقات کے لئے دور دراز سے آنے والے ملاقاتیوں کے لئے انتظار گاہ، پینے کا پانی و دیگر سہولیات کا کیا انتظام ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس وقت سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 3369 اسیران مقید ہیں جبکہ اسیران رکھنے کی گنجائش 913 ہے۔ اس طرح 2456 اسیران گنجائش کے لحاظ سے زائد ہیں تاہم اس مسئلہ پر قابو پانے کے لئے اسیران کے لئے سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں آٹھ بارکیں اور 32 سیل تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے جن میں سے چھ بارکیں اور سولہ سیل تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ دو بارکیں اور سولہ سیل ابھی زیر تعمیر ہیں جبکہ نئی جیل کی تعمیر کے لئے ڈی۔سی۔او گوجرانوالہ کو تحریری درخواست کی گئی ہے کہ وہ 100 ایکڑ اراضی کا بندوبست کریں تاکہ نئی جیل کی تعمیر ہو سکے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) اس وقت خواتین اسیران کے ساتھ ساتھ بچوں کے لئے مذہبی تعلیمات کا بندوبست موجود ہے۔

(ج) تمام اسیران کو مذہبی اور اخلاقی تعلیمات دی جاتی ہیں اس کے علاوہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں قیدی اسیران کو مختلف پیشہ جیسا کہ قالین بانی، فرنیچر بنانا، کپڑوں کی سلائی اور دیگر

فنون سکھائے جاتے ہیں۔

(د) تمام جیلوں میں منشیات کے اسیران کو باقی اسیران سے علیحدہ رکھا جاتا ہے اور ان کی مکمل دیکھ بھال کی جاتی ہے اور ان کی صحت کی بحالی کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

(ہ) اسیران کی ملاقات پر آنیوالے تمام لوگوں کے لئے بہترین انتظار گاہ ہے اور پینے کے لئے وافر مقدار میں صاف پانی اور دیگر سہولیات موجود ہیں۔

سابق D.S.P بورے والہ، ٹرانسفر سے قبل مقدمات اور چالانوں کی تفصیلات

*3283: ڈاکٹر نذیر احمد منٹھو ڈوگر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سابق ڈی۔ایس۔پی چودھری نذیر گجر، بورے والہ نے اپنی ٹرانسفر سے قبل دو ہفتہ کے دوران کتنے اور کون کون سے مقدمات کی تفتیش کی۔ان مقدمات کے نمبر اور تھانہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ڈی۔ایس۔پی نے ان مقدمات میں سے کتنے مقدمات خارج کر دیئے اور کتنے اور کون کون سے مقدمات کا چالان کیا؟ جن مقدمات کو خارج کیا ہے ان کی تفصیل نیز ان کو خارج کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سابق D.S.P خالد پرویز نے اپنی ٹرانسفر سے قبل دو ہفتوں کے دوران مندرجہ ذیل مقدمات کی تفتیش کی۔

1۔ مقدمہ نمبر 205 مورخہ 18-07-03 بجرم 16/7/79-IL تھانہ ساہوکا۔

2۔ مقدمہ نمبر 233 مورخہ 25-08-03 بجرم 16/7/79-IL تھانہ ساہوکا۔

3۔ مقدمہ نمبر 250 مورخہ 18-09-03 بجرم 452/149337/148/A1 ت پ

4۔ مقدمہ نمبر 329 مورخہ 01-09-03 بجرم 10/7/79۔ IL سٹی بورے الہ

(ب) سابق DSP/Burewala خالد پرویز نے مندرجہ بالا مقدمات کی تفتیش کی اور اخراج مقدمہ کو درست قرار دیا تفصیل مقدمات اور وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ مقدمہ نمبر205 مورخہ18-07-03 بجرم16/7/79-IL تھانہ ساہو کا مقامی پولیس دوران تفتیش حالات مقدمات جھوٹے پاکر مورخہ25-09-03 کو مقدمہ خارج کیا جس کی تصدیق01-01-03کو D.S.P خالد پرویز نے اور اخراج مقدمہ کو درست قرار دیا۔

2۔ مقدمہ نمبر233 مورخہ25-08-03 بجرم16/7/79-IL تھانہ ساہو کا، مقامی پولیس نے مغویہ کے بیان روبرو مجسٹریٹ کی روشنی میں مقدمہ خارج کیا جس کی تصدیق D.S.P صاحب مذکورہ نے کی۔

3۔ مقدمہ نمبر250 مورخہ18-09-03 بجرم452/337AI/148/149 ت پ تھانہ ساہو کا دوران تفتیش دفعات149/148/452ت پ واقعات ثابت نہ ہوئے جو کہ جرائم149/148/452ت پ حذف کئے گئے۔ بقیہ جرائم ناقابل دست اندازی ہونے کی وجہ سے مقامی پولیس نے اخراجات رپورٹ تیار کیا جس کی تصدیق مورخہ29-09-03 کو سابق D.S.P/S.D.P.O بورے والہ نے کی۔

4۔ مقدمہ نمبر329 مورخہ01-09-03 بجرم10/7/79-IL سٹی بوریوالا بمطابق تفتیش D.S.P Burewala خالد پرویز مقامی پولیس نے دریافت درخواست کی تھی اور اپنی تفتیش میں درخواست جھوٹی قرار دی تھی، ایس۔ پی ٹیلی پنجاب لاہور نے انکوائری کر کے درخواست جھوٹی قرار دی۔ لیڈی ڈاکٹر کی رائے میں وقوعہ پرانا تحریر ہے لاگ بک میں ملزم کی حاضری تھانہ فتح شاہ میں پائی گئی ہے۔ مقدمہ جھوٹا اور بے بنیاد سابقہ رنجش کی وجہ سے درج ہونا قرار دیا اور اخراج رپورٹ کا حکم دیا جس پر مورخہ08-10-03 کو اخراج رپورٹ مرتب ہوئی جس کے بعد بحوالہ درخواست نمبر4353-CC مورخہ10-10-03 زیر دستخطی کے حکم پر تفتیش D.S.P انوسٹی گیشن وہاڑی نے کی جنہوں نے دونوں ملزمان کو گنہگار تحریر کیا ملزمان شاہد تبسم اور عثمان اشتہاری قرار دیئے جا چکے ہیں ابھی مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

وائرلیس آپریٹر پولیس سٹیشن سٹی بورے والہ کے خلاف درج مقدمہ کی تفصیل اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3321: ڈاکٹر نذیر احمد مٹھوڈوگر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہد نامی وائرلیس آپریٹر تھانہ سٹی بورے والہ کے خلاف اسی تھانہ میں مقدمہ نمبر 2003/329 مورخہ 2۔ ستمبر 2003 رجسٹرڈ ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ملزم نے پنچایت کے سامنے اپنے مذموم فعل کی معافی مانگی اور تحریری طور پر اپنا جرم تسلیم کیا تھا جس پر معززین علاقہ کے دستخط موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کے D.S.P نے مذکورہ مقدمہ کی تفتیش مقامی تھانہ سے لے کر خود اپنے پاس رکھ لی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ D.S.P نے اپنے ماتحت کو بچانے کے لئے مقدمہ کی تفتیش کئے بغیر اس کو خارج کر دیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزم کی ضمانت سیشن کورٹ بورے والہ سے خارج ہونے کے باوجود ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس واقعہ کی تفتیش کسی ایماندار اعلیٰ پولیس ملازم سے کروانے اور ملزم کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 329 ہے جبکہ تاریخ اندراج مقدمہ 03-09-02 کی بجائے 03-09-01 ہے جو کہ مقدمہ بجرم IL-10/7/79 تھانہ سٹی بورے والہ میں درج ہوا جو کہ ملزم شاہد وائرلیس آپریٹر تھا مورخہ 02-11-02 بروز وقوعہ تھانہ فتح شاہ میں تعینات تھا جبکہ تاریخ اندراج مقدمہ پر بھی تھانہ فتح شاہ میں تعینات تھا۔

(ب) اقرار نامہ بابت ثالثی فیصلہ نمبری 86 مورخہ 03-01-08 ریکارڈ میں شامل ہے جو الزام علیہ فریق D.S.P خالد پرویز کے سامنے مؤقف بیان اختیار کیا ہے کہ الزام علیہ کے والدین نے سردار نذیر احمد مٹھوڈوگر ایم پی اے صاحب کے دباؤ پر سفید اشٹام پیپرز پر اندراج مقدمہ کے خوف سے دستخط کرائے تھے۔

(ج) یہ غلط ہے کہ تفتیش D.S.P خالد پرویز نے از خود اپنے پاس رکھ لی تھی دراصل ملزم شاہد تبسم کی درخواست نمبر CC-3620 مورخہ 03-09-08 پر حکم جناب ڈی پی او صاحب وہاڑی تفتیش D.S.P خالد پرویز نے کی تھی انہوں نے از خود ایسا نہ کیا تھا۔

(د) یہ غلط ہے کہ مذکورہ D.S.P نے اپنے ماتحت کو بچانے کے لئے مقدمہ کی تفتیش کئے بغیر اس کو خارج کرایا انہوں نے دونوں فریقین کو سنا، ریکارڈ کا ملاحظہ کیا اور اخراج مقدمہ کی ہدایت کی جواب صورتحال یہ ہے کہ بحکم جناب صاحب تفتیش D.S.P انوسٹی گیشن کو منتقل ہوئے جنہوں نے ملزمان کو گنہگار تحریر کرایا ہے ملزمان اشتہاری۔

(ہ) ملزمان کی گرفتاری کی کوشش کی گئی جو کہ ملزمان گرفتار نہ ہو سکے مفرور ہو گئے ہیں انہیں اشتہاری قرار دیا جا چکا ہے۔ جن کی گرفتاری کے لئے بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔

(و) متعلقہ صوبائی حکومت۔

B.M.P اور بلوچ لیوی ڈی۔جی۔خان کا محکمہ پولیس میں ادغام کی وجوہات

*3323: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بارڈر ملٹری پولیس B.M.P اور بلوچ لیوی، ڈیرہ غازی خان کو محکمہ پولیس میں ضم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں مقامی نمائندوں سے کوئی مشورہ نہیں کیا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس میں مقامی بلوچ قبائل کے افراد کو بھرتی کیا جاتا ہے اور روزگار کا ذریعہ ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) بحوالہ جناب پراونشل پولیس آفیسر پنجاب لاہور میمورنڈم نمبر dt:3-11-03 5228/PA مورخہ 28۔اگست 2003 کو ہونے والی میٹنگ زیر صدارت جناب صدر پاکستان و وزیر اعظم پاکستان میں درج ذیل فیصلہ کیا گیا۔

"The entire districts Rajanpur and D.G Khan be made as Police areas by extending the Police jurisdiction to these areas. There should be no levies or B.M.P

working in these areas for Policing."

دفتر ہذا کو متذکرہ بالا فیصلہ کی روشنی میں مزید اقدامات کرنے اور ایک Resource Person مقرر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جو اس سلسلہ میں سنٹرل پولیس آفس پنجاب لاہور کو ہفتہ وار progress دے گا۔ مطابق ہدایت معاملہ انڈر پراسس ہے۔

ضم کرنے کی وجوہات:۔

1۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع سے ملحقہ قبائلی علاقہ شمال سے جنوب کی جانب ایک پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ مجرمان واشتہاری مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقہ میں ارتکاب جرم کرنے کے بعد قبائلی علاقہ میں چلے جاتے ہیں جہاں پولیس کو ان کی گرفتاری کے لئے داخل ہونے کا اختیار نہ ہے اور B.M.P ایسے مجرمان کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

2۔ قبائلی علاقہ کے پیشہ ور مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے settled area میں اور بالخصوص راجن پور کے سرکل روجھان کے علاقہ میں اور انڈس ہائی وے پر قتل، ڈکیتی، راہزنی، موٹر وہیکل سنیچنگ اور اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کر کے قبائلی علاقہ میں چھپ جاتے ہیں یا پناہ لے لیتے ہیں۔ جن کو کنٹرول کرنے میں B.M.P ناکام رہی ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور پولیس کو قبائلی علاقہ میں داخل ہونے کا اختیار نہ ہے اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

3۔ مجرمان اشتہاری جو قبائلی علاقہ کو اپنی پناہ گاہ کے لئے جنت سمجھتے ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کو ضم کرنے سے انہیں باآسانی گرفتار کیا جاسکے گا اور ارتکاب جرم کی وارداتوں کو کنٹرول کیا جاسکے گا۔

4۔ قبائلی علاقہ کو مسروقہ گاڑیوں کے لئے ایک dumping ground کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اب مسروقہ گاڑیوں کی برآمدگی ممکن ہو سکے گی۔

5۔ قبائلی علاقہ کے راستوں سے ناجائز اسلحہ ومنشیات کی سمگلنگ کو چیک کیا جاسکے گا

اور روکا جا سکے گا۔

6۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی لاء اینڈ آرڈر situation بہتر ہو گی۔

(ب) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔

(ج) ڈیرہ غازی خان قبائلی علاقہ 07 تمن ہائے، تمن لغاری، بزدار، کھوسہ، لنڈ، قیصرانی اور کھیتران پر مشتمل ہے جس کی 26B.M.P posts ہیں جن کو تھانہ بھی کہا جا سکتا ہے جو تمن وائیز اس طور پر تقسیم ہیں۔

(1)	Tumman Laghari	=	08
(2)	Tumman Buzdar	=	08
(3)	Tumman Khusa	=	03
(4)	Tumman Lund	=	01
(5)	Tumman Qaisrani	=	05
(6)	Tumman Khitran	=	01

کل 26 ہیں۔

راجن پور قبائلی علاقہ 03 تمن ہائے، تمن گورچانی، دریشک اور مزاری پر مشتمل ہے جس کی 19B.M.P posts ہیں جن کو بھانہ بھی کہا جا سکتا ہے جو تمن وائیز اس طور پر تقسیم ہیں۔

Tummans	BMP Posts
Tumman Gurchani	09
Tumman Dreshak	04
Tumman Mazari	06
Total	19

دراصل B.M.P ایک تمنداری اور سرداری فورس ہے جو متعلقہ قبائل کے ساتھ زیادہ وفادار ہے۔ جس کی ریکروٹمنٹ حق کے طور پر ancestral and hereditary system کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ لہذا فورس جس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قبائلی علاقہ میں تعینات کی جاتی ہے۔

قبائلی علاقہ جات میں B.M.P، بلوچ لیوی
اور پولیس کی کارکردگی و موازنہ

*3324: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قبائلی علاقہ میں جہاں بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیوی تعینات ہے اور میدانی علاقہ میں جہاں پولیس تعینات ہے، جرائم کی شرح میں فرق بیان فرمائیں؟

(ب) کیا پولیس کی کارکردگی بلوچ لیوی اور بارڈر ملٹری پولیس سے زیادہ بہتر ہے؟

(ج) کیا یہ حکومت وضاحت کرے گی کہ وہ کونسی ناگزیر وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے B.M.P اور بلوچ لیوی کو پولیس میں ضم کیا جارہا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جرم کا انحصار آبادی اور رقبہ پر ہوتا ہے۔ ڈیرہ غازی خان کا میدانی علاقہ جس کا انتظام وانصرام ضلع پولیس کے سپرد ہے، کا کل رقبہ 1612596۔ایکڑ ہے اور اس کی کل آبادی 518118 افراد پر مشتمل ہے جبکہ اس کے برعکس قبائلی علاقہ 1425814۔ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور اس کی آبادی 125000 نفوس پر مشتمل ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے میدانی علاقہ کو 14 پولیس سٹیشنز میں تقسیم کیا گیا ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان سے ملحقہ قبائلی علاقہ 26-B.M.P پوسٹ پر مشتمل ہے اس طرح ضلع کا میدانی علاقہ قبائلی علاقہ کے مقابلے میں آبادی کے اعتبار سے بہت ہی زیادہ گنجان ہے اور رقبہ بھی زیادہ ہے۔ ضلع راجن پور کی کل آبادی 1197378 نفوس پر مشتمل ہے جبکہ B.M.P کے علاقہ کی آبادی 14000 نفوس پر مشتمل ہے۔ ضلع راجن پور سے ملحق قبائلی علاقہ B.M.P کی 19 پوسٹوں پر مشتمل ہے جبکہ راجن پور کا میدانی علاقہ 12 پولیس سٹیشنز پر مشتمل ہے۔ دونوں اضلاع کے پولیس سٹیشن میدانی علاقہ میں واقع ہیں اور دونوں اضلاع کے میدانی علاقے قبائلی علاقہ کے مقابلے میں آبادی کے اعتبار سے زیادہ گنجان آباد ہیں اور رقبہ بھی زیادہ ہے۔ قبائلی علاقہ کے لوگ قبائلی علاقہ میں جرم کرنے کے بعد قبائلی علاقہ میں چھپ جاتے ہیں یا وہ پناہ لے لیتے ہیں۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان کے جرائم پیشہ لوگ بھی میدانی علاقہ میں جرم کرنے کے بعد ملحقہ قبائلی علاقہ میں پناہ لے لیتے ہیں اس سے میدانی علاقے کے جرائم

میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ قبائلی علاقے میں جرائم کی شرح کم ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ جرائم کی شرح کے حساب سے قبائلی علاقہ میں جرائم زیادہ ہوتے ہیں مگران کا اندراج بھی ہو سکتا ہے۔ میدانی پولیس کو اپنے جرائم پیشہ افراد کو پکڑنے کے لئے قبائلی علاقہ میں جانے کا اختیار نہ ہے۔

(ب) محکمہ پولیس ایک منظم ادارہ ہے جو ایک settled علاقہ میں قائم ہے جبکہ بارڈر ملٹری پولیس مخصوص قبائلی علاقہ میں کام کرتی ہے اور بلوچ لیوی اس کی بطور ریزرو فورس ہے جسے ایمر جنسی وقت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پولیس کی تربیت کے لئے ٹریننگ سنٹر قائم ہیں جبکہ B.M.P کی تربیت کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہے۔ لہٰذا تربیت یافتہ پولیس کی کارکردگی B.M.P کے مقابلہ میں کئی گنا بہتر ہے۔

(ج) ضم کرنے کی وجوہات:۔

1۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع سے ملحقہ قبائلی علاقہ شمال سے جنوب کی جانب ایک پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ مجرمان واشتہاری مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقہ میں ارتکاب جرم کرنے کے بعد قبائلی علاقہ میں چلے جاتے ہیں جہاں پولیس کو ان کی گرفتاری کے لئے داخل ہونے کا اختیار نہ ہے اور B.M.P ایسے مجرمان کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

2۔ قبائلی علاقہ کے پیشہ ور مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے settled area میں اور بالخصوص راجن پور کے سرکل روجھان کے علاقہ میں اور انڈس ہائی وے پر قتل، ڈکیتی، راہزنی، موٹر وہیکل سنیچنگ اور اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کر کے قبائلی علاقہ میں چھپ جاتے ہیں یا پناہ لے لیتے ہیں جن کو کنٹرول کرنے میں B.M.P ناکام رہی ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور پولیس کو قبائلی علاقہ میں داخل ہونے کا اختیار نہ ہے۔ اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

3۔ مجرمان اشتہاری جو قبائلی علاقہ کو اپنی پناہ گاہ کے لئے جنت سمجھتے ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کو ضم کرنے سے انہیں باآسانی گرفتار کیا جاسکے گا اور ارتکاب جرم کی وارداتوں کو کنٹرول کیا جاسکے گا۔

4۔ قبائلی علاقہ کو مسروقہ گاڑیوں کے لئے ایک dumping ground کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اب مسروقہ گاڑیوں کی برآمدگی ممکن ہو سکے گی۔

5۔ قبائلی علاقہ کے راستوں سے ناجائز اسلحہ و منشیات کی سمگلنگ کو چیک کیا جاسکے گا اور روکا جاسکے گا۔

6۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی لاء اینڈ آرڈر situation بہتر ہو گی۔

پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ایک ہی جگہ تین سال یا زائد تعینات آفیسروں کی تفصیل اور جواز

*3332: جناب فیض اللہ کموکہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پولیس ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کے کتنے افسران کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ پر 3 سال یا اس سے زیادہ ہو چکا ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی بتائی جائے؟

(ب) (ایگزیکٹو اور منسٹریل) ان افسران کی مقررہ وقت سے زیادہ ایک ہی جگہ تعیناتی کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک، ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہر کیس کے بارے میں الگ الگ وضاحت کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) پولیس ڈیپارٹمنٹ میں گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کے (منسٹریل) افسران جو ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال یا اس سے زیادہ تعینات ہیں کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ایگزیکٹو) افسران کی لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کارکردگی تسلی بخش ہونے اور کسی قسم کی شکایت نہ ہونے کی بناء پر ایک ہی جگہ پر عرصہ دراز سے تعینات ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع بھکر میں جیل کی تعمیر کا مسئلہ

285: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بھکر ضلع 1982 میں وجود میں آیا لیکن ابھی تک یہاں جیل نہ بن سکی ہے۔ قیدی روزانہ میانوالی جیل سے عدالتوں میں حاضری کے لئے آتے ہیں، آنے جانے میں اور قیدیوں سے ورثا کے ملنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے؟

(ب) ابھی تک بھکر میں جیل کیوں نہ بن سکی ہے، حکومت کب تک بھکر میں جیل کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) میانوالی جیل میں بھکر کے قیدیوں کی آمد و رفت اور سالانہ اخراجات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ضلع بھکر میں ڈسٹرکٹ جیل کے قیام کے سلسلہ میں 75 ایکڑ اراضی کے حصول کے لئے بذریعہ محکمہ امور داخلہ پنجاب / سیکرٹری بورڈ آف ریونیو پنجاب، محکمہ جنگلات سے N.O.C دینے کی استدعا کی گئی ہے جیسے ہی محکمہ جنگلات نے N.O.C فراہم کیا حکومت پنجاب سے منظوری کے بعد اس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائیگا۔ سکیم اس سال A.D.P میں سیریل نمبر 837/280 پر آچکی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں تحریر کیا گیا ہے کہ موضع T.D.A/32 تحصیل و ضلع بھکر میں محکمہ جنگلات سے زمین محکمہ جیل خانہ جات کی ٹرانسفر کا کیس زیر غور ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پہلے ہی بھکر میں جیل کی جلد از جلد تعمیر کا حکم دے چکے ہیں زمین ملتے ہی ضروری رسمی کارروائی مکمل کرنے کے بعد تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

(ج) جہاں تک بھکر کے قیدیوں کو میانوالی جیل آمد و رفت اور دوسرے اخراجات کا تعلق ہے آمد و رفت کا خرچہ محکمہ پولیس ادا کرتا ہے لہذا اس امر کی تفصیل محکمہ پولیس سے منگوانے کی استدعا ہے۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی، تعینات ملازمین کی تعداد و تفصیل

301: محترمہ فائزہ احمد: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل میں کل تعینات ملازمین کے نام مع عہدہ اور تاریخ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ ملازمین مقرر مدت سے زیادہ مذکورہ جیل میں تعینات ہیں، کیا حکومت ان کو کسی دوسری جگہ تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اڈیالہ جیل میں تعینات ملازمین کی کل تعداد 353 ہے۔ جن کے نام مع عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 127 ملازمین مقررہ مدت سے زیادہ مذکورہ جیل میں تعینات ہیں جن کے پے سکیل درج ذیل ہیں:۔

1۔	پے سکیل۔14	1
2۔	پے سکیل۔08	1
3۔	پے سکیل۔07	6
4۔	پے سکیل۔06	3
5۔	پے سکیل۔05	111
6۔	پے سکیل۔04	1
7۔	پے سکیل۔01	04
	میزان	127

انہیں مرحلہ وار تبدیل کیا جا رہا ہے۔

مری۔ دو سگی بہنوں کے قتل پر حکومتی کارروائی

322: جناب عامر فدا پراچہ: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل ملزم یاسر رزاق نے جھینگا گلی مین بازار مری کے ایک گھر میں داخل ہو کر دو بہنوں کو قتل اور ایک کو شدید زخمی کر دیا جس کا مقدمہ نمبر 125 زیر دفعہ 122/302ت۔پ درج رجسٹرڈ ہوا؟

(ب) اس مقدمہ میں کتنے ملزم نامزد کئے گئے تھے ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پولیس نے اس مقدمہ کے کتنے ملزمان گرفتار کئے ہیں ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس مقدمہ کی تفتیش کرنے والے پولیس ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس قتل کے مقدمہ کا مرکزی ملزم یاسر رزاق سر عام راولپنڈی شہر میں گھومتا پھرتا ہے جس کی اطلاع متعدد دفعہ مدعی پارٹی نے تھانہ کوہ مری کو دی ہے مگر پولیس اس کو گرفتار نہیں کر رہی ہے، بلکہ اس کی سرپرستی کر رہی ہے؟

(و) کیا حکومت اس قتل کے مقدمہ کے مرکزی ملزم یاسر رزاق کو گرفتار کرنے اور اس کی سرپرستی کرنے والے تھانہ کوہ مری کے پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی قانونی و محکمانہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ ملزم یاسر رزاق ولد عبدالرزاق قوم مغل جو کہ علاقہ تھانہ صادق آباد راولپنڈی کا رہائشی ہے نے مورخہ 2004-04-11 کو علاقہ تھانہ مری جھینگا گلی میں دو بہنوں مسماۃ مسعودہ، مسماۃ ندا کو قتل کیا اور مسماۃ میمونہ کو مضروب کیا اور بعد از وقوعہ موقع سے فرار ہو گیا جس پر مقدمہ نمبر 125 مورخہ 04-4-11 بجرم 324/302 ت پ تھانہ مری درج رجسٹر ہوا۔

(ب) اس مقدمہ کی F.I.R میں ایک ملزم یاسر رزاق ولد عبدالرزاق قوم مغل سکنہ صادق آباد، راولپنڈی نامزد ہے جبکہ دوران تفتیش گواہان کے بیانات زیر دفعہ 161 ض ف کی روشنی میں مورخہ 2004-04-11 کو جرم 109 ت پ برخلاف مسماۃ رشیدہ رزاق بیوہ عبدالرزاق قوم مغل سکنہ مکان نمبر B-1/1228 گلی نمبر 6 مسلم ٹاؤن صادق آباد راولپنڈی ایزاد کیا گیا۔

(ج) اس مقدمہ میں مورخہ 04-04-14 کو ملزمہ مسماۃ رشیدہ رزاق بیوہ عبدالرزاق قوم مغل مکان نمبر 1228/ B-1-1 گلی نمبر 6 مسلم ٹاؤن صادق آباد راولپنڈی کو گرفتار کیا گیا جبکہ ملزم یاسر رزاق ولد عبدالرزاق قوم مغل سکنہ صادق آباد راولپنڈی مجرم اشتہاری ہے جس کی گرفتاری کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔

(د) اس مقدمہ کی تفتیش مورخہ 04-4-11 سے لے کر مورخہ 04-07-12 تک مقامی پولیس تھانہ مری کے (1) غلام محمد SI پے سکیل نمبر 14، (2) محمد افسر انسپکٹر پے سکیل نمبر 16، (3) محمد کریم خان A.S.P پے سکیل نمبر 17، (4) عارف محمود انسپکٹر پے سکیل نمبر 16 (5) محمد جمیل SI پے سکیل نمبر 14، (6) اظہار علی شاہ پے سکیل نمبر 14 نے کی۔ اب مورخہ 04-4-11 سے لے کر تاحال ارشد حسین شاہ S.S.P ریجن کرائم راولپنڈی کی زیر نگرانی عمر حیات انسپکٹر ریجن کرائم پے سکیل نمبر 16 عمل میں لا رہے ہیں۔

(ہ) یہ درست نہیں۔ کہیں سے بھی ایسی کوئی اطلاع پولیس کو موصول نہ ہوئی ہے بلکہ ملزم یاسر رزاق بدستور مجرم اشتہاری ہے جس کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

(و) دوران تفتیش مقدمہ ملزم یاسر رزاق کی عدم دستیابی کی وجہ سے اسے عدالت مجاز سے مجرم اشتہاری قرار دلوایا گیا ہے جس کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔ تاہم تھانہ مری کا کوئی بھی ملازم ملزم کی سرپرستی کرنے میں ملوث نہ پایا گیا ہے البتہ ایسا کوئی ملازم نوٹس میں آیا تو اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

پولیس اہلکاران کے ہاتھوں خاتون کی جنسی harassment پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

327: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس ایک خاتون عاصمہ افتخار کو جنسی طور پر خوفزدہ کر رہی ہے اور یہ افسوسناک معاملہ مورخہ 2۔ فروری 2005 کو روزنامہ "نیوز" میں بھی آچکا ہے؟

(ب) اگر درست ہے تو آئی جی پنجاب پولیس نے مذکورہ معاملے کو حل کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ج) اخبار کے مذکورہ آرٹیکل میں پولیس کے جن افسران کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے ان افسران کے خلاف تحریری یا زبانی کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مسماۃ عاصمہ افتخار محلہ اقبال پارک علاقہ تھانہ ڈیفنس میں کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر تھی اسی مکان کے اوپر والے حصہ میں کوثر راشد نامی عورت اپنے خاوند اور بچوں کے ہمراہ رہتی تھی عاصمہ افتخار کی محلہ میں شہرت اچھی نہ تھی یہ محلہ داروں کو آتے جاتے گالی گلوچ کرتی تھی اور مالک مکان کو کرایہ بھی نہ دیتی تھی۔ محلہ داروں نے مالک مکان پر دباؤ ڈالا کہ اس لڑکی سے مکان خالی کروایا جائے جس پر مالک نے دونوں کا سامان باہر نکال دیا۔ وقوعہ کی اطلاع بذریعہ 15 پا کر محمد افضل A.S.I تھانہ ڈیفنس موقع پر پہنچا جس کو مسماۃ کوثر راشد نے ایک درخواست دی جس پر مقدمہ نمبر 78/05 مورخہ 30-1-05 جرم 448 ت۔پ تھانہ ڈیفنس درج کیا گیا۔ مسماۃ عاصمہ نے پریس کٹنگ میں تحریر کیا کہ کوثر اس کی بہن ہے یہ درست نہ ہے۔ تاہم محمد اشرف انسپکٹر S.H.O تھانہ ڈیفنس ایریا یا کسی دیگر پولیس آفیسر کا مکان پر قبضہ کروانا ثابت نہ ہوا ہے جبکہ پولیس افسران پر جنسی تشدد کے جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ بھی درست نہ ہیں۔

(ب) پولیس افسران پر لگائے گئے الزامات درست ثابت نہ ہوئے ہیں۔

(ج) جن افسران پر الزامات لگائے گئے ہیں وہ بے گناہ ہیں۔ کوئی الزام ثابت نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

تھانہ حجرہ شاہ مقیم، مقدمہ قتل کے اندراج و تفتیش پر ایس ایچ او کا اختیارات سے تجاوز اور حکومتی اقدامات

331: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 25/26-5-2004 کی درمیانی شب تھانہ حجرہ شاہ مقیم سکنہ 22/D ضلع اوکاڑہ میں امیر علی ولد کرم الٰہی نامی ایک غریب آدمی قتل ہوا، قتل کے صرف آدھا گھنٹہ بعد ایس۔ایچ۔او عبدالرؤف چشتی موقع پر پہنچ گیا، لاش کو زبردستی سرکاری

گاڑی میں ڈال کر ہسپتال حجرہ لے گیا اور مقتول کی والدہ کی طرف سے ملزمان کے نام بتانے کے باوجود نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ نمبر 323/04 درج کر لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب حکام بالا کے علم میں احتجاج کرتے ہوئے یہ بات لائی گئی تو تفتیشی محمد اسلم سب انسپکٹر نے ضمنی نمبر 5 میں ملزمان کو نامزد کر دیا اور گرفتاری کے لئے چھاپے مارنا شروع کر دیئے جب ایس ایچ او کو علم ہوا تو اس نے فوری طور پر مسل سب انسپکٹر سے واپس لے کر ضمنی نمبر 5 کو کاٹ کر نمبر 6 کر دیا اور ضمنی نمبر 5 کو دوبارہ تحریر کر کے ملزمان کو بے گناہ کر دیا۔ ضمنی کو تبدیل کرنے کے متعلق ایس۔ایچ۔او کے خلاف تفتیشی محمد اسلم سب انسپکٹر نے تحریر دے دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سب انسپکٹر عالمگیر نے بھی ایس۔ایچ۔او کے کہنے پر ملزمان کو بے گناہ ثابت کر دیا، دوبارہ ڈی۔ایس۔پی انویسٹی گیشن نے تفتیش کی تو ملزمان نے قتل کا اعتراف کیا ایک ملزم محمد حسن اس وقت جیل میں ہے اور ایک ضمانت پر ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قتل ایس ایچ او عبدالرؤف چشتی کی ملی بھگت سے ہوا اس نے ملزمان کو پورا پورا تحفظ دینے کے لئے ضمنی تبدیل کی، تفتیش غلط کی اور بطور ایس۔ایچ۔او زبردستی تفتیش پر اثر انداز ہو کر ملزمان بچانے کی کوشش کی ہے اپنے پیشہ ورانہ فرائض سے غفلت، غیر ذمہ داری اور اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے تجاوز کیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اختیارات سے تجاوز پر مذکورہ ایس۔ایچ۔او کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ وقوعہ کی اطلاع پا کر S.H.O عبدالرؤف موقع پر پہنچا۔ مورخہ 26-5-2004 مسماۃ سیداں بی بی مدعیہ نے محمد اسلم ایس۔آئی کو بیان تحریر کرایا کہ 11/30 بجے رات بارش و آندھی کی وجہ سے اپنے پوتے پوتیوں کے ہمراہ کمروں میں سوئے ہوئے تھے امیر علی دکان میں سو گیا۔ آہٹ پر کبوتروں کے کھڈا کے پاس پہنچا تو نامعلوم اشخاص نے اسلحہ آتشیں سے امیر علی پر فائر کیا۔ فائر کی آواز پر وہ مع محمد رزاق پوتا و بہو سرداراں کھڈا کی طرف گئے تو امیر علی جاں بحق ہو چکا تھا۔ بوقت اندراج مقدمہ

مدعیہ نے کسی ملزم کو نامزد نہ کیا تھا۔ یہ بات بھی درست نہ ہے کہ اس کا انگوٹھا سفید کاغذ پر لگوایا بلکہ معززین علاقہ دیہہ کی موجودگی میں مدعیہ کا بیان محمد اسلم S.I نے تحریر کیا جس پر مدعیہ کا انگوٹھا لگوایا۔

(ب) دوران تفتیش مدعی فریق نے تفتیشی افسر محمد اسلم ایس۔آئی پر 15000 روپے کا الزام لگایا جس پر محمد اسلم ایس۔آئی کے خلاف رپورٹ مرتب کر کے بھجوائی گئی اور ایس۔آئی مذکور معطل کر کے تبدیل لائن کیا گیا محمد اسلم ایس۔آئی نے مدعی فریق کی منت سماجت کی وہ ملزمان محمد یار وغیرہ کو چالان کروائے گا جو مدعی فریق محمد اسلم S.I کا سہارا لے کر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور امانت علی S.I ان کے ہاتھوں آلہ کار بن کر غلط طور پر تتمہ بیان جس میں ملزمان کو نامزد کیا گیا تھا کا سہارا لے کر بے گناہ ملزمان کو چالان کروا دیا۔ تتمہ بیان میں محمد یار نمبردار، محمد حسن عرف حسنی کو نامزد کیا اور دو نامعلوم بھی تحریر کرائے۔ بعد ملاحظہ مسل انکوائری و تفتیش S.H.O گوگیرہ کو مارک کر دی۔ ضمنی نمبر 7 میں S.I محمد اسلم نے مسل مقدمہ S.H.O عبدالرؤف انسپکٹر کے حوالے کی جس نے اس دوران کوئی ضمنی تحریر نہ کی ہے۔ انسپکٹر S.H.O عبدالرؤف نے کسی شخص کو بے گناہ تحریر نہ کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ S.I عالمگیر ایک ایماندار، دیانتدار پولیس افسر ہے اس نے اپنی تفتیش کے دوران سامنے آنے والے حالات کے پیش نظر ملزمان کی گرفتاری التواء میں رکھنی تحریر کیا۔ تفتیش D.S.P/Inv کو مارک ہوئی جو آئندہ S.I امانت علی نے کی جو S.I نے آٹھ کس ملزمان کو گنہگار قرار دیا اور D.S.P/Inv ملک حامد محمود نے اس کی تفتیش سے اتفاق کیا بعد ازاں D.S.P/Inv ملک حامد محمود کو اس بناء پر تبدیل کر دیا کہ وہ مقدمات سنگین نوعیت میں غلط تفتیش کرنے اور اپنے ماتحت عملہ کی غلط تفتیش کی تصدیق کرنے کے مرتکب پائے گئے تھے جس پر موجودہ D.S.P/Inv نے مقدمہ ہذا کی مکمل تفتیش کی اور ملزمان محمد حسن عرف حسنی، ریاض عرف دانا، ریاض ولد نواز، محمد یار نمبردار کو بے گناہ تحریر کیا۔ چونکہ ملزمان پہلے ہی چالان ہو چکے تھے محمد حسن کے سوا تینوں ملزمان برضمانت رہا ہوئے جبکہ محمد حسن حوالات جوڈیشل میں تھا اور فیصلہ عدالت کی صوابدید پر چھوڑ دیا نیز دیگر چار کس اعظم عرف اجو، محمد حسین عرف مکو، منظور ولد رنگ علی اور محمد شریف عرف

پٹواری کے بارہ میں تحریر کیا کہ ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے حالات گرفتاری نہ پائے جاتے ہیں اور امانت علی S.I کے خلاف غیر ذمہ درانہ تفتیش مقدمہ کرنے پر محکمانہ کارروائی کرنے کی استدعا کی جس پر S.I مذکور کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری ہوا۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ قتل S.H.O انسپکٹر عبدالرؤف چشتی کی ملی بھگت سے ہوا اور اس نے ملزمان کو تحفظ دیا، تفتیش غلط کی اور اثر انداز ہو کر ملزمان کو بچانے کی کوشش کی بلکہ ایس ایچ او انسپکٹر عبدالرؤف چشتی نے مقدمہ کی تفتیش نہ کی ہے۔ S.I محمد اسلم نے اول تفتیش کی بعد ازاں میرے حکم پر عالمگیر S.I نے تفتیش کی اور پھر D.S.P انوسٹی گیشن کی نگرانی میں امانت علی S.I نے تفتیش کی جس کی تفتیش سے موجودہ D.S.P انوسٹی گیشن نے اتفاق نہ کیا اور از خود مقدمہ ہذا کی تفتیش عمل میں لاکر چار کس ملزمان کو بے گناہ تحریر کرتے ہوئے عدالت کے رحم و کرم پر رپورٹ 173 ض ف بھجوائی گئی جبکہ دیگر چار کس کے بارہ میں تحریر کیا کہ ان کی گرفتاری کے حالات نہ پائے جاتے ہیں۔

(ہ) اس سلسلہ میں محکمانہ انکوائری کرائی جا رہی ہے اگر اس میں کوئی بھی پولیس افسر مع S.H.O کے قصوروار ہوا تو اس کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ اس مرحلہ پر تحریر کرنا ضروری ہے کہ اس وقت مقدمہ ہذا کی تفتیش S.S.P صاحب ریجنل کرائم شیخوپورہ ریچ کر رہے ہیں جن کی رپورٹ کی روشنی میں آئندہ مقدمہ یکسو ہوگا۔

سال 2003 تا اپریل 2005، خواتین و بچوں سے متعلقہ درج مقدمات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

346: محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2003 سے اپریل 2005 تک خواتین اور بچوں کے قتل، کاروکاری، اغواء، اغوا برائے تاوان، تیزاب سے جلانے، اعضاء کاٹنے (مثلاً ناک کاٹنے) اور زخمی کرنے کے کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

(ب) حکومت نے ان جرائم کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ صوبہ پنجاب میں سال 2003 تا اپریل 2005 خواتین بچوں کے قتل، کاروکاری، اغوا خواتین وبچگان، اغوا برائے تاوان، تیزاب سے جلانے، اعضاء کاکاٹنا اور زخمی کرنا کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	خواتین اور بچوں کا قتل	2432
2۔	کاروکاری	54
3۔	اغوا	8620
4۔	اغوا برائے تاوان	109
5۔	تیزاب سے جلانے	49
6۔	اعضاء کاٹنے (مثلاً ناک کاٹنے)	6
7۔	زخمی کرنا	1894

(ب) حکومت پاکستان نے تعزیرات پاکستان، ضابطہ فوجداری اور انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 میں بذریعہ ایکٹ نمبر 2005/1 مورخہ 11۔جنوری 2005 ان مقدمات کی سزا میں ترمیم کر کے سزائیں بڑھادی ہیں تاکہ ملزمان کو سخت سزا دلوائی جائے اور ملزمان کی حوصلہ شکنی ہو۔

صوبہ میں بورسٹل / بچوں کی جیلوں اور قیدی بچوں کی عمر وار تعداد و تفصیل

347: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جیلوں میں قید 15 تا 18 سال اور 15 سال سے کم عمر بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ساہیوال کا سرٹیفائیڈ سکول کیوں بند کیا گیا ہے؟

(ج) بورسٹل / بچوں کی جیلوں کی تعداد کتنی ہے، ان میں کتنے قیدی بچے ہیں اور یہ جیلیں کن کن اضلاع میں واقع ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں قید 15تا18 سال کے بچوں کی تعداد 994 ہے اور 15 سال سے کم عمر بچوں کی تعداد 262 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سرٹیفائیڈ سکول محکمہ پیرول کے ماتحت تھا لہذا اس کے بند ہونے کے بارے میں مذکورہ محکمہ ہی بتا سکتا ہے علاوہ ازیں سنٹرل جیل ساہیوال سے معلوم ہوا ہے کہ دو نو عمر قیدی فرار ہو گئے تھے جس کی وجہ سے سکول بند کر دیا گیا۔

(ج) پنجاب میں صرف دو بورسٹل جیلیں ہیں۔

1۔بورسٹل جیل، فیصل آباد

2۔بورسٹل جیل، بہاولپور

ان میں بند قیدی بچوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

	قیدی	حوالاتی	میزان
بورسٹل جیل، فیصل آباد	121	120	241
بورسٹل جیل بہاولپور	96	86	182

محکمہ جیل میں بھرتی خاتون ملازمین، زیر سماعت مقدمات والی / سزا یافتہ خواتین اور دستیاب سہولیات سے متعلق تفصیلات

348: محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سزا یافتہ خواتین کی تعداد کیا ہے اور جن خواتین کے مقدمات زیر سماعت ہیں، ان کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا راولپنڈی اور فیصل آباد کی خواتین کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کو اپنے خاندان کے افراد سے ملاقات کی سہولت دینے کے لئے بیرکیں بنائی جا رہی ہیں؟ اس سلسلے میں کئے گئے اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) محکمہ جیل خانہ جات میں خاتون ملازمین کی تعداد کتنی ہے ان کی ترقی کے کیا امکانات ہیں، کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کیا انہیں رہائشی سہولتیں میسر ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں سزا یافتہ خواتین کی تعداد 298 ہے اس کے علاوہ زیر سماعت مقدمات حوالاتی خواتین کی تعداد 785 ہے۔

(ب) ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(ج) محکمہ جیل خانہ جات میں خواتین ملازمین کی تعداد 210 ہے۔ان کی ترقی محکمانہ طور پر خالی ہونے والی جگہ پر کی جاتی ہے۔خواتین کی 32 اسامیاں خالی ہیں نیز خواتین ملازمین کو ممکنہ رہائشی سہولیات جیل کالونی حدود میں فراہم کی جاتی ہیں۔

جنوری 2004 تا جون 2005، زناء بالجبر کے درج مقدمات
اور متعلقہ دیگر تفصیل

390: محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جنوری 2004 سے جون 2005 تک زناء بالجبر کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے ملزموں کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا؟

وزیراعلیٰ:

جنوری 2004 سے جون 2005 تک زناء بالجبر کے کل 2763 مقدمات درج ہوئے اور 3266 ملزمان کو مختلف عدالت ہائے میں پیش کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! اس ایوان میں ایک کمیٹی بنی تھی جس نے موجودہ Rules of Business کو amend کرنا تھا، آپ بھی اس کے ممبر ہیں۔اس میں وقفہ سوالات کے بارے میں بھی فیصلہ ہونا تھا کہ اس کا time بڑھایا جائے مگر unfortunately ایک سال ہونے کو ہے لیکن اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔جس کمیٹی نے Rules of Business میں amendment کے لئے proposals لانی تھیں اس کی آج تک میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔میں وزیر قانون صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا۔Rules of Business update کرنے کے لئے جو کمیٹی form ہوئی ہے مہربانی کر کے اس کی میٹنگ بلائیں تاکہ رولز کو update کر کے amend کیا جائے۔دسمبر تک ہم یہ کام مکمل کر کے ایوان میں بتائیں کہ موجودہ رولز آف بزنس میں ہم نے کیا کیا ترامیم

تجویز کی ہیں؟

جناب چیئر مین: رانا صاحب!پیر کو ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہے اس معاملے کو وہاں پر take up کیا جائے گا۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کر لوں؟

جناب چیئر مین: محترمہ نشاط افزاء اور سید احسان اللہ وقاص صاحب کھڑے ہیں۔ دونوں ہی میرے لئے محترم ہیں، اب پہلے کون بات کرے گا؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون راجہ بشارت صاحب جو کہ میرے لئے بڑی قابل احترام شخصیت اور بڑے قابل احترام وزیر ہیں سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ہماری تنقید کو برائے تنقید نہ لیا کریں کیونکہ ہماری آپس میں کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ کوتاہیاں آپ سے بھی ہو سکتی ہیں، کوتاہیاں ہم سے بھی ہو سکتی ہیں، لاپرواہیاں ہم بھی کرتے رہے ہیں اور لاپرواہیاں آپ بھی کر رہے ہیں۔ لہذا ہماری تنقید کو برائے تنقید لینے کی بجائے آپ اس کو تنقید برائے اصلاح لیا کریں کیونکہ جب تک کسی کوتاہی یا غلطی کو point out نہیں کیا جاتا اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی، اس کا ازالہ نہیں ہو سکے گا۔ جب تک تنقید نہ کی جائے کوئی معاشرہ فلاح نہیں پا سکتا اور نہ ہی وہ ترقی کر سکتا ہے۔ تنقید ہمیشہ اصلاح کی خاطر کی جاتی ہے تو میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گی کہ میں اسلام آباد سے آ رہی تھی، راوی پُل پر جو پولیس تعینات ہے اس کی کارکردگی میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ وہاں پر ایک بہت بڑا امدادی کیمپ لگا ہوا ہے جس پر بہت زیادہ سامان پڑا ہوا ہے، وہاں پر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور کپڑے نکال کر ناپ ناپ کر لے رہے ہیں۔ میں نے وہاں پر گاڑی کھڑی کی اور وہاں پر موجود پولیس والے کو بلوایا اور کہا کہ بھائی دیکھو یہ آپ کی موجودگی میں یہاں کیا ہو رہا ہے؟ راجہ صاحب اکثر کہتے ہیں کہ جی ہماری پولیس قانون کی محافظ ہے، ہم perfect ہیں۔ میں معزز وزیر سے کہتی ہوں کہ کوئی بھی انسان perfect نہیں ہے perfect تو صرف خدا کی ذات ہے۔ ہم میں بہت ساری خامیاں ہیں تو جب میں نے اس پولیس والے سے کہا کہ یہ آپ کی موجودگی میں کیا ہو رہا ہے تو اس نے آگے سے جواب دیا کہ جی عوام نے دیا ہے، عوام کے کام آنے دیں آپ اپنا

راستہ ناپیں جناب! آپ ان کی دیدہ دلیری کا اندازہ لگائیں۔ میری گاڑی پر ایم۔پی۔اے کی پلیٹ لگی ہوئی ہے، میں خود اتری ہوں اور اسے بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ یہاں تو ہر قدم پر ایک ایم پی اے کھڑا ہوا ہے۔ آپ ان کی rudeness اور کارکردگی کا اندازہ لگائیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہو گئی ہے، آج جمعہ ہے اور میں نے ساڑھے بارہ بجے اجلاس wind up کرنا ہے۔ آپ اپنی باقی باتیں پیر کو کر لیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تجویز دینا چاہتی ہوں کہ جو سوالات ایجنڈے پر آتے ہیں وہ ضرورت سے زیادہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے سب سوال discuss نہیں ہوتے اس طرح سے اسمبلی کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئر مین: محترمہ! اس حوالے سے رانا آفتاب صاحب بھی پہلے بات کر چکے ہیں۔ رولز میں ترامیم کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اور اس کمیٹی میں وقفہ سوالات کی بابت بات چیت ہوئی ہے۔ ہم یہ تجاویز ایوان میں لائیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ کی پانچ تحاریک ہیں لیکن قاعدہ 70 کے تحت آج صرف ایک پڑھی جا سکتی ہے، آپ کونسی پڑھنا چاہتے ہیں؟

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: جناب! میں تحریک استحقاق نمبر 43 پڑھوں گا۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل (4)230 اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 131 کے مطابق کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی (Council of Islamic Ideology) کی سالانہ عبوری رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جانی ضروری ہے تاکہ اسمبلی اس پر بحث کر کے رپورٹ ہذا کی روشنی میں قوانین مرتب کر سکے۔ سال 2003 اور سال 2004 کی

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہ ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہمارا ایوان پنجاب کا سب سے اہم منتخب ایوان ہے لہذا یہاں پر آئین اور Rules of Procedure کے تحت چیزیں آنی چاہئیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھی ان میں بہت زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ میرے خیال میں ان میں دلچسپی لینے کا طریقہ بھی یہی ہوگا کہ ہم نے جو رولز بنائے ہیں یا جو چیزیں آئین میں موجود ہیں انھیں یہاں پر پیش کریں۔ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی آئین کے تحت ایک بہت اہم ادارہ ہے اس کے ذمے وفاقی اور صوبائی قوانین کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کے مطابق فریضہ سونپا گیا ہے۔ اب دو سال سے اس کی رپورٹ یہاں پر نہیں آئی۔ میڈیکل کالجوں کی رپورٹ ہر سال اسمبلی میں آنی ضروری تھی لیکن وہ نہیں آرہی تھی میں نے اس کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی تو وزیر صحت نے مہربانی کرتے ہوئے اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کروا دیا۔ جب یہ تحریک استحقاق منظور ہوئی تو دوسرے دن وہ ٹرکوں پر رپورٹیں بھر کے یہاں پہنچا گئے۔ اسمبلی کا وقار اسی میں ہے کہ جو چیزیں یہاں پر طے ہیں اور خاص طور پر جو چیز آئین میں موجود ہے اگر وہ چیز بھی یہاں پر نہ آئے تو پھر کوئی نہ کوئی تو اس کا ذمہ دار ہے۔ عموماً یہ مجھ سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ ہم فلاں تاریخ تک پیش کر دیں گے لیکن آج میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد فرمائیں تاکہ وہاں ہم اس چیز کا تعین کریں کہ اس چیز کا کون ذمہ دار ہے جو بروقت رپورٹیں یہاں پر نہیں لانے دیتے۔

جناب والا! آپ ایک بار اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کریں وہاں اس کی تحقیق ہوگی اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ سب لوگ بروقت کارروائی کیا کریں گے اس لئے میری درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق جو ایک آئینی مسئلے پر ہے کہ اسمبلی کے Rules of Procedure کے مطابق ہر صورت ہونا چاہئے اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری اقبال صاحب!

وزیر خوراک: جناب والا! ہمارا track record اس طرح کا نہیں ہے جس طرح سید احسان اللہ وقاص صاحب فرما رہے ہیں۔ جب کبھی انھوں نے کسی معاملے کی طرف نشاندہی کی ہے تو ہم نے پوری

تندہی سے کاوش کی ہے انھیں جواب بھی دیا ہے اور ہمیشہ ان کی باتوں پر عملدرآمد بھی کرواتے ہیں۔ I am extremely sorry یہ مجھے مل نہیں سکی۔ آج ہی مجھے ملی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اسے next sitting کے لئے pending فرمادیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی۔ پچھلے سیشن میں اس سے ملتی جلتی تحریک محمد وقاص کی تھی اور یہاں پر ہی ہوئی تھی اور چودھری صاحب نے کھڑے ہو کر اس کا جواب دیا تھا بلکہ انھوں نے oppose کیا تھا۔

وزیر خوراک: یہ نہیں تھی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، یہ تحریک ہے۔

جناب چیئرمین: چلو اسے pending کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میری درخواست ہے کہ جو آئینی مسائل ہوتے ہیں انھیں serious لینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! یہ سوموار تک جواب لے آئیں گے ورنہ اسے منظور کر لیں گے لہذا یہ تحریک استحقاق سوموار تک pending کی جاتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جمعہ کا دن ہے۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بی بی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! آج کے روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ ڈنمارک کے کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ "جالندھر پوسٹن" میں 30-ستمبر 2005 کو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ اس میں یہ شہ سرخی ہے کہ نعوذ باللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کر دیئے، پاکستان سمیت ممالک کا احتجاج۔"

جناب چیئرمین! اس خبر سے پورے عالم اسلام میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ مسلم ممالک نے اس ناپاک جسارت اور شرمناک حرکت پر سخت احتجاج کیا ہے۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! میں رولز کی بات کرنا چاہتا ہوں جو اس وقت violation ہو رہی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

پوائنٹ آف آرڈر
ایوان میں بزنس کے لئے مختص اوقات میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی ممانعت

وزیر جیل خانہ جات: جب بھی رولز کی violation ہو رہی ہو تو اسے point out کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس وقت رولز کی violation ہو رہی ہے لہذا میں اسے point out کرنا چاہتا ہوں۔ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔ جب کسی مخصوص ٹائم میں بزنس ہو رہا ہوتا ہے تو ہمیشہ یہ روایت رہی ہے اور رولز بھی اسی لئے بنائے گئے ہیں کہ اس وقت اور کوئی بزنس take up نہیں کیا جاتا۔ جب یہ تحریک التوائے کار ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ رولز میں جو کسی بزنس کے لئے time limit دی جاتی ہے تو اس کا خیال رکھا جاتا ہے میں یہی بات کرنا چاہتا تھا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: میں اس بات کو مانتی ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب بھی اس ایوان میں اسلام کی کوئی بات کی جاتی ہے تو اس وقت ان کو رولز یاد آ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ انھوں نے قانونی بات بتائی ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جی، ٹھیک ہے۔ میں اس کے بعد بات کر لوں گی۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 441 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کا وزیر ہاؤسنگ کی طرف سے جواب آنا تھا لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔ راجہ صاحب! یہ پہلے ہی pending چلی آ رہی ہے۔ وہ کہیں عمرے پر تو نہیں گئے ہوئے؟ کیا وزیر ہاؤسنگ کے ایماء پر کوئی صاحب جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے پاس جواب نہیں ہے اگر ہوتا تو میں ضرور دیتا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! یہ تو پہلے بھی دو تین بار pending ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب آئیں گے تو جواب دیں گے۔ یہ تحریک سوموار تک pending کی جاتی ہے اور سوموار کو ہر حال میں اس کا جواب آئے گا اگر وزیر صاحب نہیں آئیں گے تو کوئی دوسرے وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 588 چودھری زاہد پرویز صاحب!

حکومت کی جانب سے بکر منڈی بند روڈ لاہور پر منظور شدہ پرائیویٹ بس سٹینڈ کو زبردستی بند کروانا

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بکر منڈی بند روڈ لاہور پر پرائیویٹ سیکٹر میں کروڑوں روپے کی لاگت سے بس سٹینڈز قائم کئے گئے تھے اور یہ بس سٹینڈز باقاعدہ متعلقہ حکومتی اداروں کی طرف سے اجازت حاصل کرنے کے بعد چلائے جا رہے تھے مگر حکومت نے اب زبردستی یہ تمام بس سٹینڈز بند کروا دیئے ہیں اور ان بس سٹینڈز پر پولیس تعینات کر دی گئی اور یہ تمام کچھ بغیر کسی قانونی جواز کے کیا گیا ہے۔ ماسوائے عبداللہ ٹریولز کے بس سٹینڈ کے اور یہ تمام کچھ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے نجی شعبہ میں قائم کردہ سکندریہ ترمینل کو کامیاب کرانے کے لئے کیا گیا ہے۔ جن بس سٹینڈ کو بند کیا گیا ہے ان سے روزانہ ہزاروں لوگ مستفید ہوتے تھے اور ان کے بند کرنے سے یہ لوگ دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ان بسوں

کے بند ہونے سے نہ صرف بس مالکان کو نقصان ہو رہا ہے بلکہ جو رقم حکومت کے خزانہ میں ٹیکس کی مد میں جمع ہوتی تھی اب وہ بھی نہ ہو رہی ہے۔ اس طرح حکومت کے خزانہ کو لاکھوں روپے وزانہ کا نقصان ہو رہا ہے جس کی وجہ سے شدید اضطراب ان بسوں سے مستفید ہونے والے مسافروں میں پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! جواب تو وزیر ٹرانسپورٹ دیں گے لیکن میری ذاتی رائے میں وہاں بڑا رش تھا اس لئے اڈے باہر ہی جانے چاہئیں۔ جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب چیئرمین! یہ درست ہے کہ بکر منڈی بند روڈ پر پرائیویٹ سیکٹر میں پانچ ڈی کلاس سٹینڈ قائم کئے گئے تھے۔ ان کی باقاعدہ طور پر زیر قاعدہ 253 موٹر وہیکل رولز 1969 منظوری دی گئی تھی۔ رولز 263 موٹر وہیکل رولز 1969 شرائط لائسنس کی رو سے پرائیویٹ سیکٹر میں قائم شدہ ڈی کلاس سٹینڈ کے مالکان اپنے اڈوں سے صرف اپنی ملکیتی گاڑیاں جن کی تعداد 8 تھی ان کو چلانے کے پابند ہیں جبکہ کسی اڈا مالک کے مطابق قاعدہ 1963 کسی اضافی گاڑی کو چلانے کی اجازت طلب کی اور نہ ہی ایسی کوئی اجازت دی گئی۔ مگر ان اڈوں پر قانون کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اڈا مالکان نے کمیشن پر گاڑیاں چلانا شروع کر دیں اور یہ اڈے جنرل بس سٹینڈ کی شکل اختیار کر گئے جس پر ان اڈوں سے غیر قانونی طور پر چلنے والی گاڑیوں کو روک دیا گیا اور یہ بھی وضاحت کی جاتی ہے کہ ان اڈوں کے مالکان کو اس خلاف ورزی پر متعدد بار شوکاز نوٹس بھی جاری کئے گئے تھے جس پر ان اڈا مالکان نے مثبت رد عمل کا مظاہرہ نہ کیا جبکہ کچھ اڈا مالکان نے اس ضمن میں لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر دی جو کہ زیر سماعت ہے۔ تاہم سکندریہ کالونی بس سٹینڈ پر کافی تعداد میں آمدورفت کی غرض سے ٹرانسپورٹ موجود ہونے کی وجہ سے مسافروں کو کوئی تکلیف نہ ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ اس Adjournment Motion کا ہم نے تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے لہذا اس کو dispose of کر دیا جائے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! جب یہ اڈے بنائے گئے تھے تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور پراونشل گورنمنٹ نے انہیں اجازت دے کر وہاں پر اڈے بنائے۔ جب ریلوے سٹیشن سے اڈے اٹھائے گئے تو مسافروں کو مینار پاکستان کے قریب ذلیل کیا گیا جہاں پر کوئی انتظام نہیں تھا۔ لاہور ایک بڑا شہر ہے

جہاں سے مسافر بہت زیادہ تعداد میں آتے اور جاتے ہیں۔ پھر ٹرانسپورٹرز نے کروڑوں روپے لگا کر وہاں پر اپنا کام شروع کیا۔ وہ انٹرچینج نزدیک ہونے کے باعث مسافروں کو بھی سہولت ہوئی اور وہاں پہ کام شروع ہو گیا اس کے دوران ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے وہاں پر ایک اڈا بنا دیا جو باوجود کوشش کے نہ چل سکا۔ پھر وہاں پر شعیب خان نیازی کا اڈا نیازی ایکسپریس کے نام سے چل رہا تھا جس کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے۔ بلدیاتی الیکشن سے پہلے اسے pressurize کیا گیا کہ تم مسلم لیگ (ق) join کرو تو پھر تمہارا اڈا چلنے دیں گے اور جب وہ خدا کا بندہ نہ مانا تو سب سے پہلے نیازی ایکسپریس اڈے کو سیل کیا گیا اور اس کی آڑ میں دوسرے اڈے بند کئے گئے۔ اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جو اڈا بنایا ہے وہاں پر نہ مسافروں کے بیٹھنے کا کوئی انتظام ہے وہاں پر وہ اپنی من مانیاں کرتے ہیں۔ پرانی اور دو نمبر بسیں وہاں پر کھڑی ہوتی ہیں جو دوسرے شہروں کو جاتی ہیں اور بڑے اڈوں والے بڑے ٹرانسپورٹرز کو سزا دینے کے لئے اور ان کے ساتھ انتقامی کارروائیاں کرنے کے لئے وہ اڈے بند کئے گئے ہیں جو بالکل خلاف قانون ہے۔

جناب چیئرمین: کتنے اڈے بند کئے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: سارے اڈے بند کئے ہیں۔

جناب چیئرمین: گورنمنٹ نے صرف نیازی صاحب کا اڈا بند نہیں کیا بلکہ سارے اڈے بند کئے ہیں ویسے مسافروں کو تکلیف تھی کیونکہ میں وہاں سے ایک دو دفعہ گزرا ہوں۔ بہر حال میں اس تحریک کو rule out کرتا ہوں اگلی تحریک التوائے کار نمبر 589 حاجی محمد اعجاز صاحب!

مسلم ٹاؤن لاہور میں سرکاری گاڑی میں سوار نشہ میں دھت افراد کے ہاتھوں ہوٹل کے ویٹر کا قتل

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔ستمبر 2005 کے ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق رات کو 3 افراد نشے میں دھت سرکاری نمبر پلیٹ لگی گاڑی میں مسلم ٹاؤن لاہور کے علاقے میں ایک ہوٹل میں آئے۔ انہوں نے ویٹر خالد کو کھانا لانے کا آرڈر دیا۔ ویٹر کسی وجہ سے کھانا دیر سے لایا تو تینوں نے مشتعل ہو کر اسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا اور

اسے سر عام کان پکڑوا دیئے۔ ٹھڈے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے دو اور دوستوں کو بلا لیا اور فائرنگ کر کے خالد محمود کو ہلاک کرنے کے بعد فرار ہو گئے۔ ہوٹل ملازمین نے پانچ قدم دور موجود مجاہد سکواڈ کے اہلکاروں کو زیادتی کے بارے میں بتایا انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا علاقہ نہیں ہے۔ مجاہد سکواڈ گروپ کے اہلکار کارروائی کرتے تو تین معصوم بچوں کا بے گناہ باپ ان کے ہاتھوں قتل نہ ہوتا۔ اس واقعہ کے خلاف تمام تاجروں نے احتجاجی جلوس منعقد کئے اور ان میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس میں حقائق تھوڑے سے درست نہ ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر پر مبنی ہے اور اس میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ملزمان سبز نمبر پلیٹ کی گاڑی میں آئے تھے یہ بات درست نہ ہے۔ جس طرح تحریک التوائے کار میں کہا گیا ہے کہ تین پہلے آئے اور دو کو بعد میں بلایا گیا۔ یہ حقیقت نہیں ہے بلکہ پانچوں ملزمان پہلے سے وہاں پر موجود تھے اور پانچوں نے یہ واردات کی ہے اور بعد میں مورخہ 2005-10-1 کو پانچوں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں ان سے آلہ قتل بھی برآمد ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جو مجاہد سکواڈ کی گاڑی کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہاں پر گاڑی موجود تھی اس بات کی بھی وہاں پر تصدیق نہیں ہوئی ہے کیونکہ اس کے لئے مجاہد سکواڈ کے انچارج ایس۔پی سے کہا گیا تھا کہ وہ اس بات کی تحقیقات کریں اور اس تحقیقات کی رپورٹ بھی علیحدہ ہے۔ اس دن مجاہد سکواڈ کی کوئی گاڑی اس علاقے میں پٹرولنگ پر موجود نہیں تھی اس لئے میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے ایک اخباری تراشہ ہے۔ پرچہ ہوا، ملزمان سارے گرفتار ہو چکے ہیں، آلہ قتل برآمد ہو چکا ہے اور چالان عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: پھر تو ٹھیک ہے۔ مقدمہ درج ہے، ملزمان جیل چلے گئے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! مجاہد سکواڈ کی گاڑی موقعے پر موجود تھی اور انہوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا اگر وہ ایکشن لیتے تو ہو سکتا ہے یہ قتل ہی نہ ہوتا اصل بات یہ ہے۔

جناب چیئر مین: اب وہ مانتے نہیں ہیں۔ وہ دوسرے علاقے میں آ کر کیسے مان جائیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئر مین! یہ تو کوئی بات ہی نہیں مانتے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب نے جواب دے دیا ہے۔ یہ rule out کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک پر آ جائیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 590 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، زاہد پرویز، لالہ شکیل الرحمن!

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے کی وجہ سے قیدی خارش، ہیپاٹائٹس اور ٹی بی جیسے امراض میں مبتلا

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22- ستمبر 2005 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق کوٹ لکھپت جیل لاہور میں ایک ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے مگر وہاں پر اس وقت 4459 قیدی مقید ہیں جو گنجائش سے چار گنا زائد ہیں۔ ان قیدیوں کو حبس اور گرمی کے موسم میں بھیڑ بکریوں کی طرح بند کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے قیدیوں میں کئی مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ جیل میں 1757 حوالاتی قیدی اور 1810 سزا یافتہ قیدی مختلف جرائم کے تحت بند ہیں۔ زنان خانے کی گنجائش سے دو گنا زائد خواتین بند ہیں۔ زنان خانے میں صرف 60 قیدیوں کی گنجائش ہے اس وقت 125 خواتین قیدی ہیں اور ان کے 18 بچے بھی مقید ہیں۔ گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے کی وجہ سے قیدیوں میں خارش کی بیماریاں عام ہیں بعض قیدی ہیپاٹائٹس اور ٹی۔ بی جیسے مرض میں مبتلا ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: قیصر صاحب! آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 590 پڑھنی تھی لیکن آپ نے 591 پڑھ لی ہے۔ (قطع کلامیاں)

لاہور میں بم دھماکوں سے متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہونے کی وجہ سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! sorry، میں دوبارہ پڑھتا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی

کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22- ستمبر 2005 کو لاہور کے علاقہ اچھرہ اور مینار پاکستان کے مقامات پر دو بم بلاسٹ ہوئے ان کے پھٹنے کی وجہ سے تقریباً 10 کے قریب افراد ہلاک اور سینکڑوں کی تعداد میں شدید زخمی ہوئے۔ یہ واقعات لاہور شہر میں ہوئے جو صوبائی دارالخلافہ ہونے کے علاوہ صوبہ کا سب سے بڑا شہر بھی ہے جس میں ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں پولیس ملازمین تعینات رہتے ہیں جن کا کام ایسے واقعات کی روک تھام ہے جن کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں گاڑیاں، موٹر سائیکل اور دیگر ذرائع آمدورفت ہیں جن پر حکومت کروڑوں روپے تیل کی مد میں خرچ کرتی ہے۔ اس طرح کے واقعات سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری استدعا ہے کہ اسی سلسلے میں کل ایک Call Attention Notice اس معزز ایوان میں پیش ہو چکا ہے اور اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ قیصر صاحب! اس سے اگلی تحریک التوائے کار 591 پر آ جائیں۔

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے۔۔۔

جناب چیئرمین: قیصر صاحب! جہاں تک پڑھ لی تھی اس سے آگے پڑھ لیں اور ہاؤس کا ٹائم بچائیں۔ باقی آج جیلوں کے سوالات ہوئے ہیں اس میں یہ جواب آ چکا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر stress نہ کریں۔

ملک اصغر علی قیصر: انہوں نے general جواب دیئے ہیں۔ یہ سپیشل ایک جیل کے بارے میں معاملہ ہے میں چاہوں گا کہ اس کے بارے میں وضاحت کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: پہلے تو میرے معزز رکن اس کو پڑھ رہے تھے تو آپ نے یاد دلایا کہ اس کی باری نہیں ہے، دوسری کی ہے۔ اس کے بعد قواعد یہ ہیں کہ ان کو دوبارہ ساری تحریک التوائے کار پڑھنی چاہئے۔ انھوں نے ادھر سے شروع کی ہے جہاں سے چھوڑی تھی۔

جناب چیئرمین: میں نے اجازت دی تھی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! مجھے یہ ابھی وصول ہوئی ہے لیکن میں اس کا جواب ابھی دے دینا چاہتا ہوں۔ جس طرح میرے معزز بھائی نے فرمایا ہے کہ وہاں overcrowding ہے یا overpopulation ہے۔ اس سے میں انکار نہیں کرتا کہ واقعی اس جیل میں capacity سے زیادہ لوگ بند ہیں۔ میں نے وقفہ سوالات میں جیل ریفارمز کے بارے میں بات کرتے ہوئے یہ بات کی تھی کہ ہمارے پاس جیلوں میں زیادہ لوگ ہیں ان کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس جیل کو بہتر کرنے کے لئے بھی کام کر رہے ہیں۔ اس وقت اس میں دو بیرکیں مکمل ہو چکی ہیں، بتیس Death cell بھی مکمل ہو چکے ہیں اور دو بیرکیں زیر تعمیر ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور باقی آٹھ جیلیں بھی اس وقت تعمیر کے مراحل سے گزر رہی ہیں۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی تعداد کو balance کیا جائے اور Prison Rules کے تحت کیا جائے۔ جب سے یہ گورنمنٹ آئی ہے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر اگلے دو تین سال تک جیل مکمل کریں گے تاکہ overpopulation بہتر ہو اور تقریباً 20/25 جیلوں میں بیرکیں اور Death Cell تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔ ہم ان کو اگلے دو تین مہینوں تک take over کر لیں گے اس سے بھی کافی بہتری ہو گی۔

انھوں نے خارش کی بیماری اور ہیپاٹائٹس کا فرمایا ہے اس طرح کی بیماریاں گھر میں رہنے والے لوگوں کو بھی ہو جاتی ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس طرح کی بیماریاں وہاں پر بھی ہوتی ہیں اس کے لئے وہاں پر پورا بندوبست کیا ہوا ہے۔ ہم نے ہسپتال کو دوبارہ منظم کیا ہے وہاں پر ڈاکٹر ہیں، سپیشلسٹ ڈاکٹر بھی ماہانہ visit کرتے رہتے ہیں اور جو ہیپاٹائٹس کے مریض ہیں تو ان کے لئے ہسپتال میں علیٰحدہ کمرہ بنایا ہوا ہے جو اس طرح کی موذی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں ہم ان کو زیادہ care کے لئے وہاں رکھتے ہیں۔ میرے بھائی نے اس معاملے پر ہماری توجہ دلائی ہے اس پر میں ان کا مشکور بھی ہوں اور اس کے لئے ہم پوری کوشش بھی کر رہے ہیں۔ میں ایوان کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر زیادہ قیدی ہیں جن کا رانا آفتاب صاحب نے بھی اچھے طریقے سے point out کیا تھا تو ہم ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رات دن کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو بہتر کیا جائے۔ میں امید دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ بہتر ہو رہی ہیں اور آئندہ اور زیادہ بہتر ہوں گی۔ میری اس وضاحت پر میں اپنے معزز

ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو press نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ سعید اکبر خان صاحب، جیلوں میں ٹیلیفون لگنے چاہئیں۔ یہ ان پر احسان ہو گا ورنہ وہ ایک سو روپیہ دے کر ایک کال کرتے ہیں۔ انھوں نے کوئی پیغام دینا ہوتا ہے ان کے لئے یہ بندوبست ہونا چاہئے اور دوسرا ان کے ملاقات کے اوقات بڑھائے جانے چاہئیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! چیئر کا حکم ہے میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا تجربہ ہے کہ وہ فون کرنے کے لئے سپاہی کو ایک سو روپیہ دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے کہ جناب کا جیلوں کے بارے میں تجربہ بہت زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: میں نظر بند رہا ہوں میں کسی کیس میں کبھی نہیں گیا۔ ملاقات کا ٹائم بڑھایا جائے تاکہ لوگ سکون سے ملاقات کر سکیں۔ جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

صوبائی دارالحکومت لاہور میں محکمہ اوقاف کی اراضی پر ملازمین کی ملی بھگت سے ناجائز قبضہ

محترمہ فرزانہ راجہ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23۔ستمبر 2005 کو روزنامہ خبریں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ محکمہ اوقاف پنجاب کی کروڑوں روپے کی زمین پر قبضہ، تفصیل کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں شاہ بلاول شیر شاہ روڈ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال سنگھ پورہ اور دیگر کئی علاقوں میں مزاروں سے ملحقہ محکمہ اوقاف کی کروڑوں روپے مالیت کی زمین پر قبضہ ہو چکا ہے اور لوگوں نے محکمہ اوقاف کے شعبہ لینڈ اور دیگر افسران و ملازمین کی ملی بھگت سے زمینوں پر قبضہ کرنے کے بعد جعلی N.O.C حاصل کر کے وہاں پر مکان تعمیر کر کے بعد میں سوئی گیس اور پانی کے کنکشن بھی حاصل کر لئے ہیں۔ اس میں انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ جب بھی حکومت نے ان لوگوں کے خلاف ایکشن لینے کا فیصلہ کیا تو انھوں نے اپنے اثر و رسوخ سے آپریشن کلین اپ نہ ہونے دیا اور محکمہ اوقاف کے بعض ملازمین قبضہ گروپوں سے منتھلی وصول کر کے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے محکمہ اوقاف پنجاب اپنی کمرشل اور کروڑوں روپے

مالیت کی سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کرانے میں ناکام رہا ہے جس سے صوبہ کے عوام میں غم وغصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جارہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے؟

جناب چیئرمین: کون سے وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور: وزیر اوقاف نے جواب دینا ہے وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔

جناب چیئرمین: وزیر اوقاف تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو سوموار تک pending کر دیتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ List of Business میں دیکھیں تو اس میں Business left over, if any, from the List of Business for 20th of October 2005. جو Business left over ہے، اس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بھی تھا۔ پہلے وہ take up کیا جائے گا۔ آپ کل کا List of Business نکلوالیں۔ پہلے آپ وہ take up کریں گے پھر یہ آئے گا۔

جناب چیئرمین: جی، گردیزی صاحب!

وزیر خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب چیئرمین! محترم رانا صاحب نے جو left over the business کا کہا ہے Private Members کا left over business اگلے Private Members Day پر آئے گا جو official business ہے وہ آج take over ہوگا۔

جناب چیئرمین: میں کہتا ہوں کہ غیر سرکاری کارروائی اسی دن کے لئے مقرر ہو جو اس کا دن ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر آپ نے Tuesday کا بزنس Thursday کو کیا ہے تو جو کل کیا ہے وہ آج کیسے نہیں ہو سکتا؟ مجھے rules بتادیں کہ Rules of Procedure کے مطابق آج نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب! Rules کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جھانیاں صاحب نے درست فرمایا ہے کہ کل جو پرائیوٹ ممبرز ڈے تھا اس پر گورنمنٹ بزنس بھی تھا اور پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بزنس بھی تھا۔ آج چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کا تو بزنس take up ہو نہیں سکتا، آج وہی بزنس take up ہو گا جو گورنمنٹ کا ہے۔ جس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کا left ہو رہا ہے تو وہ take up ہو جائے گا۔ آج صرف گورنمنٹ کا بزنس take up ہو گا۔ اس میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ Business left over if any-List of Business for 20-10-05 یہ تو گورنمنٹ بزنس پر لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ایک نشاندہی جو رانا آفتاب صاحب نے کی ہے اور اس کا جواب جھانیاں صاحب اور لاء منسٹر صاحب نے دے دیا ہے اس کے علاوہ غالباً last week میں ایک بات یہ بھی طے ہوئی تھی کہ آئندہ جو اجلاس ہوں گے ہر اجلاس کے بعد زلزلہ زدگان سے متعلق جو ریلیف کی سروسز چل رہی ہیں اس کے متعلق بھی بات ہوا کرے گی۔ وہ ایک دن ایجنڈے پر بات آئی ہے لیکن اس کے بعد اسے miss کر دیا گیا ہے۔ کل محترم لودھی صاحب کی طرف سے ایک درخواست بھی آئی تھی کہ یہ کل چھٹی پر تھے، یہ وہاں ریلیف دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آج یہ موجود ہیں تو میرا خیال ہے کہ انہیں موقع دیا جائے ایک تو کل کی کارروائی کے متعلق ہمیں بتا دیں۔۔۔

جناب چیئرمین: Monday کو ان کو سن لیں گے۔ ابھی جمعہ بھی پڑھنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! first hand information وہاں کی آ جائے گی کیونکہ یہ کل ہی ہو کر آئے ہیں اور چھٹی لے کر گئے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں سوموار کو انہیں سنیں گے۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: There are three amendments in this motion. The first amendment is from: Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mehmood Baggu, Dr. Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ijaz Hussain Bokhari, Mrs Tahira Muneer and Miss Zaib Un Nisa Qureshi, Syed Ihsan Ullah Waqas may move it.

کورم کی نشاندہی

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ گنتی کی جائے۔

جناب چیئرمین: کورم کی گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔۔۔ کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جی، ارشد محمود بگو صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005

(---جاری)

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be referred to the Council of Islamic Ideology for advice whether or not the Bill or any part thereof is repugnant to the injunctions of Islam before the Bill is considered by the Assembly."

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میرا اعتراض یہ ہے کہ معزز رکن نے جو amendment move کی ہے وہ وقت پر نہیں کی اور یہ timebarred ہے اس لئے اس کو consider نہ کیا جائے۔ میں قاعدہ 105 کے ذیلی قاعدہ نمبر 2 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

MR. CHAIRMAN: Since the amendment is short of time therefore the same is disallowed.

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

حکومت کی طرف سے مدرسوں کی رجسٹریشن میں جلد بازی

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چار دن پہلے میں نے ہی اس ایوان میں point out کیا تھا کہ جو amendments ہم بھیجتے ہیں وہ in time بھیجتے ہیں۔ اب یہ آفس کا کام ہے کہ ہماری جو ترامیم ہیں ان کو in time follow up کرے۔

جناب چیئرمین: آپ آفس سے چیک کر لیں اگر اس میں کوئی خامی ہے تو پھر دیکھ لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر صرف ایک بات کر کے بیٹھ جاؤں گا۔ انہوں نے اس میں مدرسے کے حوالے سے amendment پیش کی ہے۔ صبح بھی یہ بات ہوئی تھی اور کل بھی بڑی تفصیل سے یہ بات ہوئی تھی کہ حکومت کو پتا نہیں کیا جلدی ہے کہ امریکہ ان کے پیچھے لٹھ لے کر پڑا ہوا ہے کہ آپ نے یہ مسودہ قانون منظور کروانا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ حکومت اس میں جلد بازی سے کام نہ لے مدرسہ ایسوسی ایشن جو کہ علماء پر مشتمل ہے نے حکومت کو یہ offer دی تھی کہ ہم رجسٹریشن کروانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ مذاکرات کر لیں۔ ہمیں رجسٹریشن کروانے سے، اس میں ترمیم کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن یہ گورنمنٹ کی ہٹ دھرمی ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ یہ اکثریت کو bulldoze کر رہے ہیں اور اس کو discuss نہ کیا جائے میں صرف اس حوالے سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ نے نوٹس کا ٹائم درج کروانا تھا۔ اگر آپ کا ٹائم درج ہے تو۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم نے نوٹس بروقت دیئے تھے میں اس کو چیک کر کے دوبارہ اس ایوان میں لاؤں گا۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! اگر in time ہوئے تو ہم اس پر کارروائی کریں گے اور ہر حال میں کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005

(۔۔۔جاری)

MR CHAIRMAN: The second amendment is from: Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mehmood Baggu, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ijaz Hussain Bokhari, Mrs Tahira Muneer and Miss Zaib Un Nisa Qureshi, Ch Asghar Ali Gujjar may move it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ساری ترامیم timebarred ہو چکی ہیں۔

جناب چیئرمین: due to short of time یہ ساری ترامیم disallow کی جاتی ہیں۔

Now the motion moved and the question is:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE - 2

MR CHAIRMAN: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Syed Ihsan Ullah Waqas...

جناب چیئرمین: due to short of time یہ ساری ترامیم cancel کی جاتی ہیں۔

Now the question is:

> "That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE – 3

MR CHAIRMAN: Now Clause 3 of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 1

MR CHAIRMAN: Now Clause 1 of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now Preamble of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now Long Title of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005 be passed."

جناب ارشد محمود بگو: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: یہ oppose نہیں ہو سکتا۔

The motion moved is:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005 be passed."

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ oppose کیوں نہیں ہو سکتا؟

جناب چیئرمین: میں یہ 109 کی کلاز 4 پڑھ دیتا ہوں اس میں ہے کہ:

When a motion that the Bill be passed has been made, the general provisions of the Bill may be discussed but only wih reference to the amendments, if any, made in the Bill.

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005 be passed."

(The Bill was passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: چونکہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر کسی نے تقریر کرنی ہو تو دس منٹ دے دیتا ہوں ورنہ میں اجلاس ملتوی کر دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب یہ مسودہ قانون انہوں نے پیش کیا تھا تو اس وقت ہم نے اس مسودہ قانون کو اس لئے oppose نہیں کیا تھا کہ ہمیں یہ پتا تھا کہ ہماری ترامیم موجود ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ بل اس وقت point out کرتے ہیں کہ جو اپوزیشن کی ترامیم وقت پر نہیں آئیں لہذا یہ یہاں پیش نہیں ہو سکتیں۔ ہم اس وقت اس کو oppose کر دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے جان بچانے کے لئے اور اس کو اس طرح bulldoze کرنے کے لئے یہ کچھ کیا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو آج مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے آپ اگر اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہماری ترامیم بروقت نہیں ہیں۔ حکومت کی طرف سے یہ جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے اس کے لئے بھی تین دن کا وقت ہمیں دیا جانا چاہئے تھا۔ انہوں نے یہ کل یہاں پر پیش کیا ہے ہمیں تو کہیں سے خبر ملی کہ یہ کل پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمیں حکومت کی طرف سے بھی تین دن کا وقت ملنا چاہئے تھا جو کہ نہیں دیا گیا۔ جب حکومت نے ہمیں وقت نہیں دیا تو ہماری ترامیم ہیں جو کہ پیش کی ہیں۔

دوسری بات جو میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ یہ جو مسودہ قانون انہوں نے پیش کیا ہے اسی مسودہ قانون میں دفعہ 19 موجود ہے آپ اس دفعہ کو پڑھ لیں۔ انہوں نے اس تیزی

سے اس مسودہ قانون کو پاس کیا ہے کہ اس پورے مسودہ قانون کو جو پہلے سے موجود ہے اس کو پڑھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔

جناب چیئر مین: احسان اللہ وقاص صاحب یہ اپوزیشن کا کام ہے کہ وہ اپنی تیاری کرے اور اپنے papers وقت پر submit کرے۔ حکومت کا کام اپنا مسودہ قانون پاس کروانا ہوتا ہے جب کابینہ اسے منظور کرتی ہے تو اس نے اسمبلی میں پاس تو کروانا ہوتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، عظمیٰ صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر
خواتین ارکان اسمبلی کو فلور کراسنگ کے باوجود
حکومتی وعدے کے مطابق مفادات کا نہ ملنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں شاہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ جس طرح سے bulldoze کیا جا رہا ہے وہ تو آپ کے سامنے ہے لیکن میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج بھی ایک اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ میری کچھ بہنیں جو اپنے مفادات کی خاطر یہاں سے وہاں گئی تھیں تو ان بیچاریوں کے مفادات پورے نہیں ہو سکے۔ ایک تو دل کی مریض ہو گئی ہیں اور وہ کہہ رہی تھیں کہ میں آرام فرما رہی ہوں[*********]

جناب چیئر مین: محترمہ کے آخری الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئر مین! میری دوسری بات یہ ہے کہ میری دوسری بہن جنہیں مشیر بنایا گیا ہے کے خلاف ایک پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا ہے۔ تمام خواتین نے ان کے خلاف ایک محاذ بنا لیا ہے اور ان کے Minister concerned نے بھی کہا ہے کہ یہ میرے معاملات میں

* بحکم جناب چیئر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

interfere کرتی ہیں بلکہ باقاعدہ وزیر اعلیٰ کو شکایت کی ہے کہ میرے معاملات میں interfere کیا جا رہا ہے۔ مجھے دلی ہمدردی ہے ان بہنوں سے جو بیچاری یہاں سے وہاں تک گئیں اور یہاں سے وہاں کا سفر بھی بیچاریوں نے کیا اور وہ سفر جس طرح سے بھی کیا لیکن میری ان سے دلی ہمدردی ہے تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اب یہ بیچاریاں ادھر کی رہی ہیں اور نہ ادھر کی رہی ہیں اور نہ ان کی حالت دیکھنے کے لائق ہے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، مرتضیٰ صاحب!

دعا

بیمار خاتون رکن اسمبلی کے لئے دعائے صحت

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ہماری ایک ساتھی آ نٹی ٹاؤن شپ جن کا مسلم لیگ (ن) سے تعلق ہے وہ کل سے بڑی سخت بیمار ہیں تو انہوں نے خصوصاً مجھے request کی ہے کہ ان کے لئے مہربانی فرما کر دعائے صحت کروائی جائے تاکہ وہ دوبارہ اس ایوان میں آکر اس کی رونق کو دوبالا کریں۔

جناب چیئرمین: جی، احسان اللہ وقاص صاحب! بی بی عابدہ جاوید کے لئے دعائے صحت کروا دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! ڈاکٹر فرزانہ نذیر جو کہ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ہیں ان سے دعا کروائی جائے۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین: محترمہ کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ عابدہ جاوید کے لئے دعائے صحت کی گئی)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈہ مکمل ہوگیا ہے لہذا اب اجلاس بروز پیر مورخہ 24-10-05 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

375

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 24-اکتوبر2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2005

377

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

پیر،24۔اکتوبر 2005

(یوم الاثنین،19۔رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِoٱلَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ
فَعَدَلَكَoفِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَoكَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِoوَإِنَّ
عَلَيۡكُمۡ لَحَٰفِظِينَoكِرَامٗا كَٰتِبِينَoيَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَoإِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ
لَفِي نَعِيمٖoوَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖo يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِoوَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَoوَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِoثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ
ٱلدِّينِoيَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِo

سُوۡرَةُ الانفِطار 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔o اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الا البلاغo

سوالات (محکمہ آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 3654۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گنجہ سب مائیز قصور۔مالکان اراضی کو ادائیگی، تکنیکی اور پانی کی تقسیم کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3654: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں گنجہ لوئر مائیز (نہر) جو باقر کے ڈسٹری بیوٹری سے نکلتا ہے سے گنجہ سب لوئر مائیز (چھوٹی نہر) تقریباً دس سال قبل نکالی گئی تھی جس سے تقریباً 92 مربع زمین کو سیراب کرنا مقصود تھا یہ پانی 12 کیوسک ہے گنجہ لوئر مائیز کو جو باقر کے ڈسٹری بیوٹری سے گنجہ سب لوئر مائیز جہاں سے نکلتا ہے تک بڑا بھی کرنا تھا اور یہ ابھی تک بڑا نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجہ لوئر مائیز میں 12 کیوسک پانی کی کمی کی گئی چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے وہ پوری کی جاتی اور پھر گنجہ سب لوئر مائیز نکالا جاتا، محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق دو فٹ چوڑا کیا جانا چاہئے تھا یہ چوڑائی باقر کے ڈسٹری بیوٹری سے گنجہ سب لوئر مائیز تک ہونی تھی جو نہ ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجہ سب لوئر مائیز بنے عرصہ گزر چکا ہے لیکن جو موگے بننے تھے ان میں سے بہت سے ابھی تک نہیں نکالے گئے نہ ہی یہ نشاندہی کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجہ سب مائیز جس زمین پر بنایا گیا ہے اس کے مالکان کو تاحال معاوضہ ادا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس سے متعلق بیشتر زمینداروں کو پانی فراہم کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے گنجہ سب مائیز بنا ہے اس کا پانی محکمہ کی ملی بھگت صرف اور صرف بااثر افراد ہی استعمال کرتے آ رہے ہیں جبکہ ان کی اراضی چک بندی میں بھی نہیں آتی؟

(و) کیا محکمہ ان تمام زیادتیوں کی تلافی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے کہ لوئر گنجہ مائیز کی تعمیر کے سلسلہ میں 1990 میں سکیم تیار کی گئی جس کے تحت 1600 ایکڑ رقبہ تقریباً 65 مربع کو سیراب کرنا مقصود تھا جس کا ڈسچارج 9.68 کیوسک تھا۔ اس سکیم کے تحت لوئر گنجہ سب مائیز کو 1990 میں بنا دیا گیا مگر لوئر گنجہ مائیز کی ریماڈلنگ نہ کی جا سکی۔

(ب) اس حد تک درست نہ ہے کہ لوئر گنجہ مائیز میں 12 کیوسک پانی کی کمی کی گئی تھی لیکن سب مائیز بنانے کی وجہ سے لوئر گنجہ مائیز کی ریماڈلنگ بھی نہ کی گئی۔ 1993 میں ایک سکیم کے تحت اس مائیز کے ہیڈ کی ریماڈلنگ اور اس میں گنجائش بڑھانا درکار تھا مگر صرف ہیڈ کی ریماڈلنگ کی جا سکی اور مٹی کا کام نہ کیا جا سکا جس کی وجہ سے گنجائش نہ بڑھائی جا سکی۔

(ج) درست نہ ہے۔ لوئر گنجہ سب مائیز میں پانچ موگے منظور تھے جو مائیز کے ساتھ ہی بنا دیئے گئے۔

(د) لوئر گنجہ سب مائیز کی سکیم میں زمین کی قیمت کے لئے مبلغ 2,81,500 روپے کی گنجائش برائے ادائیگی زمین مالکان موجود تھی مگر کام پر زیادہ رقم خرچ ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی متعلقہ مالکان کو نہ کی گئی اور نہ ہی انہوں نے اس کا مطالبہ کیا۔ متعلقہ زمینداروں کو پانی نہ ملنے کی محکمہ میں اب تک کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) یہ بالکل درست نہ ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر افراد پانی استعمال کر رہے ہیں بلکہ جو رقبہ مجوزہ C.C.A میں ہے اس کو ہی پانی دیا جا رہا ہے۔

(و) اگر کوئی ایسا کاشتکار / مالک زمین جس کا رقبہ C.C.A میں شامل تھا اور پانی نہ دیا گیا ہے تو محکمہ اس کا جائز حق دینے کا پابند ہے ابھی تک محکمہ کے پاس ایسی کوئی شکایت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ "ضلع قصور میں گنجہ لوئر مائنز کی ریماڈلنگ نہ کی جا سکی ہے۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ طے کیا گیا تھا کہ لوئر گنجہ مائنز کی ریماڈلنگ کی جائے گی تو پھر کیوں نہیں کی گئی؟ اس کی کیا وجوہات ہیں، ریماڈلنگ نہ کرنے کی وجہ سے ٹیل پر بیٹھے ہوئے لوگوں تک پانی نہیں پہنچ رہا، لوگوں کی اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے محکمہ کیا اقدامات کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ان کے ضمنی سوال کے حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ مائنز 1990 میں بنایا گیا تھا اور اس کی ریماڈلنگ ہونی تھی۔ یہ لوئر گنجہ سے چھوٹا سب مائنز نکالا گیا تھا۔ اس کی ٹیل پر کوئی شکایت نہیں ہے اور وہاں پر پورا پانی پہنچ رہا ہے چونکہ لوئر گنجہ مائنز کی ٹیل extend کر دی گئی تھی اس سے وہاں کچھ مسئلہ ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو حل کریں گے اور ان لوگوں کے grievances کو دور کیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے لوئر گنجہ کی ٹیل پر لوگوں کو بہت سخت problem ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بابت پروگرام بنالیں، میرے ساتھ چلیں۔ وہاں خود جا کر دیکھ لیں کہ لوگوں کی کیا حالت ہے۔ انھوں نے خود طے کیا تھا کہ اس کی ریماڈلنگ کی جائے گی اور میں حیران ہوں کہ اس سارے سوال کا جواب بالکل اُوٹ پٹانگ طریقے سے دیا گیا ہے۔ مثلاً جز(د) میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کام پر رقم زیادہ خرچ ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی متعلقہ مالکان کو نہ کی گئی ہے اور نہ ہی انھوں نے اس کا مطالبہ کیا ہے۔ ان میں سے کچھ مالکان جن کو محکمے نے ادائیگی نہیں کی انھوں نے صوبائی محتسب کے پاس درخواست جمع کروائی ہوئی ہے۔ محکمہ کو متعدد بار درخواستیں دے کر وہ تھک گئے ہیں جبکہ وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں کہ کسی نے مطالبہ ہی نہیں کیا۔ وزیر صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ ٹیل پر بالکل پانی نہیں پہنچ رہا اور وہ لوگ بہت زیادہ مسائل سے دوچار ہیں۔ مہربانی کر کے یہ وعدہ فرمائیں، وہاں پر کسی سینئر آفیسر کو بھجوا کر انکوائری کروائیں، وہاں موقع پر لوگوں کی بات سنی جائے اگر وہاں پانی آ رہا ہوتا تو پھر

ہمیں یہاں point out کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ محکمہ نے جز(د) کا بھی غلط جواب دیا ہے۔ جب یہ پیسے نہیں دیتے تو پھر لوگ کیا کریں اب وہ تنگ آ کر صوبائی محتسب کے پاس گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ مناسب بات ہے کہ اپنے کسی آفیسر کو depute کریں وہ وہاں جا کر حالات کو دیکھے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ جو 2,81,500 روپے اس کی قیمت رکھی گئی تھی اور پھر اس کو extend کر دیا گیا جس سے محکمہ کے اخراجات زیادہ ہوئے اس وجہ سے پیسے نہیں دے سکے۔ دوسرا محکمے کو کوئی ایسی درخواست موصول بھی نہیں ہوئی چونکہ اب معزز رکن نے نشاندہی فرمائی ہے تو انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا اور لوگوں کے مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی اگر معزز رکن ان لوگوں کی درخواست مجھ تک پہنچا دیں تو انشاء اللہ اس پر ضرور کارروائی کی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جب یہ لوئر گنجہ مائیز تعمیر ہوا تھا تو انھوں نے لوگوں کی زمینیں acquire کی تھیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ چونکہ لوگوں نے demand نہیں کی اس لئے ہم نے انھیں پیسے نہیں دیئے۔ یہ تو انہونی بات ہے کہ کسی کی زمین لے لی جائے اور وہ پیسے نہ مانگے، ایسا ممکن نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ پیسے نہیں ملے وزیر موصوف انھیں کب تک یہ پیسے دلوادیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! معزز رکن نے بتایا ہے کہ ان لوگوں نے صوبائی محتسب کو درخواست دی ہے لیکن محکمہ کے پاس ان کی طرف سے کوئی درخواست نہیں آئی۔ 1990 میں تقریباً 19 ایکڑ رقبہ acquire کیا گیا تھا اور بعد میں اس کو extend کیا گیا جس کی وجہ سے ان کو پیسے نہیں دیئے گئے۔ اس سکیم کو سنیٹر ورک صاحب نے بنوایا تھا۔ یہ تقریباً 42 لاکھ روپے کی لاگت سے بنی تھی اور اس وقت یہ طے ہوا تھا کہ چونکہ زمینداروں کے مفاد کی خاطر یہ نیا سب مائیز نکالا جا رہا ہے لہذا وہ اپنی زمین خود دیں گے۔ اس کے باوجود اگر ان لوگوں کی کوئی شکایت ہے تو وہ میرے تک approach کریں، ہم انشاء اللہ ان کی شکایت کا ازالہ کریں گے اور ان کے grievances کو دور کیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! واضح طور پر بتایا جائے کہ جن مالکان کے پیسے رہ گئے ہیں انھیں فلاں تاریخ تک، دو، چار یا چھ مہینے تک پیسے ادا کر دیئے جائیں گے۔ پہلے ہی اس سوال کو دیئے ہوئے دو

سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور دو سال میں محکمہ نے ان مالکان کو پیسے دینے کے لئے کوئی تگ و دو نہیں کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بتائیں کہ جو درخواست محتسب کو دی گئی ہے اس پر کیا فیصلہ ہوا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! زمیندار سادہ لوگ ہوتے ہیں آپ بخوبی جانتے ہیں۔ جب وہ محکمہ کو درخواستیں دے دے کر تھک گئے تو پھر مجبوراً وہ محتسب کے پاس گئے ہیں۔ مجھے انھوں نے بتایا ہے کہ ایک آدھ درخواست پر محتسب نے ان کے حق میں فیصلہ بھی کیا ہے کہ ان کو پیسے دیئے جائیں۔ اصل بات یہ ہے وزیر موصوف نے درست فرمایا ہے کہ یہ وردگ صاحب کی اپنی زمینوں کو پانی پہنچانے کے لئے مائیز بنائی گئی ہے۔ مائیز بنانے کے لئے زمین تو لوگوں سے دبالی گئی ہے جبکہ پانی سارے کا سارا وردگ صاحب کو دے رہے ہیں۔ یہ ریکارڈ چیک کریں کہ 1600 ایکڑ رقبے کا انھیں کتنا آبیانہ وصول ہو رہا ہے؟ وہاں پر سارے کا سارا پانی ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں بھی ان تک یہ درخواست پہنچا دوں گا لیکن یہ کسی سینئر افسر کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ جا کر اس مائیز کو چیک کریں اور ریکارڈ دیکھ کر ان کو رپورٹ دیں۔ ہم تو گورنمنٹ کے حق میں بات کر رہے ہیں کہ وہ سارے کے سارے پیسے کھا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم وزیر آبپاشی! آپ کسی آفیسر کو depute کر دیں جو جا کر چیک کرے اور اس سلسلے میں آپ کو رپورٹ کر دے۔

وزیر آبپاشی: جی، درست ہے لیکن میں clear cut بتا رہا ہوں کہ یہ سکیم 1990 کی ہے اور اگر آپ جواب دیکھیں کہ رقم زیادہ خرچ ہونے کی وجہ سے اس کی ادئیگی متعلقہ مالکان کو نہ کی گئی کیونکہ رقم زیادہ خرچ ہو گئی۔ اب محکمے کے پاس تو پیسے نہیں ہیں اس وقت PC-I میں طے تھا کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے لوگ زمین free of cost دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی agreement ہوا تھا؟

وزیر آبپاشی: جی، agreement ہوا تھا کہ وہ free of cost دیں گے۔ یہ 2 لاکھ 81 ہزار تو زمین کی قیمت نہیں ہے یہ تو آپ دے سکتے ہیں لیکن 19 ایکڑ رقبہ درکار تھا۔ اس کے باوجود میں کسی آفیسر کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں کہ اس کی مکمل چھان بین کر کے ان کے مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3766، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہیڈ سلیمانکی تحصیل دیپالپور اوکاڑہ۔پل کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*3766: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ سلیمانکی ورکس تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کا پل کافی عرصہ قبل تعمیر ہوا تھا جو اپنی میعاد کئی سال قبل پوری کر چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1971 کی جنگ کے دوران مذکورہ پل کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا جس کو بعد میں مرمت کیا گیا جو کہ خستہ حالت میں ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پُل کی تعمیر کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت مذکورہ پُل کو زائد المیعاد قرار دے کر نئے پل کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) جی، ہاں سلیمانکی ہیڈورکس کا پل 1924 میں تعمیر ہوا تھا اور یہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے۔

(ب) جی، ہاں یہ درست ہے کہ 1971 کی جنگ کے دوران پُل کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا جو کہ بعد میں مرمت کر لیا گیا پُل واقعی پرانا ہے۔

(ج) جی ہاں! پُل کو Punjab Barrages Modernization Project کے تحت شامل کر لیا گیا ہے اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت فنڈز کی نوعیت کے لحاظ سے شروع کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ 1971 میں جنگ کے بعد ہیڈ سلیمانکی کی جو مرمت کی گئی اس پر کتنی رقم خرچ کی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ کئی سوال That does not relate to the concerned M.P.A ان کے حلقے سے متعلق نہیں ہوتے۔

رانا آفتاب احمد خان: ایم۔پی۔اے پنجاب کا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ایک اور بات کر رہا ہوں کیونکہ مقامی ایم۔پی۔اے کا زیادہ حق بنتا ہے اور وہ علاقے کو زیادہ جانتا ہے۔اب بہاولنگر کی ایم۔پی۔اے اوکاڑہ کی بات کرے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اوکاڑہ کے ایم۔پی۔اے صاحبان کہاں ہیں؟

I am asking that question. Where is that M.P.A from Okara? Why doesn't he take this question?

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم Members of the Provincial Assembly ہیں، یہ حلقے میں ڈویلپمنٹ کا کام نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم پُل ہے اگر آپ اس کی strategic position دیکھیں تو defence point سے بھی یہ بہت اہم ہے، ان کا سوال بڑا valid ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! مجھے اس سوال سے اعتراض نہیں ہے۔

I am concerned about those M.P.As who belong to this constituency. Why are they not asking this question?

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, she is very much concerned. She is from Bahawalnagar. So she is very concerned about it.

MR. ACTING SPEAKER: Okara is away from Bahawalnagar.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بہاولنگر کی ایم پی اے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں جانتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ پل اوکاڑہ اور بہاولنگر کے درمیان ہے۔ یہ پل اوکاڑہ اور بہاولنگر کے between join کرتا ہے اس لحاظ سے یہ ان کا حلقہ ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: In any case میں تو صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ کئی ایسے سوالات آتے ہیں لہذا میں متعلقہ ایم۔پی۔اے حضرات سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ توجہ کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! آپ کی یہ بات درست ہے لیکن ہمارے جو بھائی گورنمنٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں وہ زیادہ pain نہیں لیتے کہ بار بار گورنمنٹ پر سوال کئے جائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کے سوال پر اعتراض نہیں کیا بلکہ میں ویسے ایک direction دے رہا ہوں to the M.P.As sitting here کہ جن کے حلقے سے متعلق ہو They should ask this question تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔ anyhow آپ continue کریں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ محترمہ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہیڈ سلیمانکی 1924 میں بنا تھا اور اب اسے بنے ہوئے 80 سال ہو گئے ہیں۔ یہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے۔ منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں بھی یہ بتایا ہے کہ یہ پل اپنی مدت پوری کر چکا ہے۔ 1971 کی جنگ میں اس کا کچھ حصہ damage ہوا تھا جسے عارضی طور پر repair کیا گیا تھا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی عارضی repair پر کتنی رقم لگائی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! 1971 میں اس پر 2 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ آیا تھا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ حکومت نے اسے Punjab Barrages Modernization Project میں شامل کیا ہے اس پر تخمینہ لاگت کتنا لگایا گیا ہے؟ نیز وزیر موصوف یہ بھی وضاحت کریں کہ اس پر کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس پراجیکٹ کے تحت 6 بیراج مکمل کئے جائیں گے۔ اس وقت صرف تونسہ بیراج پر کام شروع ہے اس کے بعد اس کی باری آئے گی یعنی دو سال بعد اس پر کام شروع ہوگا اور اس پر تقریباً 15 ملین لاگت آئے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا جو پل 80 سال پرانا ہے اور وہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے آپ کو اس کا خیال نہیں ہے کہ اس کی کیا صورتحال ہے؟ وہاں پر تو لوگ سفر کرنے سے ڈرتے ہیں وہاں پر کوئی ٹریفک نہیں آ رہی۔ کیا جب وہاں پر کوئی loss ہو جائے گا تب آپ نے اسے repair کرنا ہے اور اسے نیا بنانا ہے، کیا آپ کسی ایسے حادثے کے انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کوئی ایسا حادثہ ہو تبھی اس کو ٹھیک کیا جائے یا اس کی تعمیر نو کی جائے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں فنڈز کا مسئلہ ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ اس پر 15 ملین لاگت آئے گی اور ہم نے اسے پراجیکٹ میں شامل کیا ہوا ہے۔ پورے کے پورے بیراج کی remodeling ہوگی۔ یہ 15 ملین تو صرف پل پر خرچ آئے گا باقی اس کے علاوہ اس کی modeling ہوگی اور اس کا تمام سسٹم موجودہ دور کے مطابق کمپیوٹرائز کیا جائے گا کیونکہ یہ foreign aided project ہے اور باہر سے گرانٹ آتی ہے۔ اس وقت تونسہ بیراج پر کام شروع ہے۔ میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ یہ اس پراجیکٹ میں شامل ہے اور اگلے سال اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر معزز رکن اپنی گرانٹ میں سے پیسہ دیں تو ہم اس کو جلدی شروع کر دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب سے ہیڈ سلیمانکی بنا ہے اس وقت سے لے کر اب تک محکمے کو کتنے فنڈز ملے ہیں، کیا ان فنڈز سے اس کو repair نہیں کیا جا سکتا تھا، 80 سال سے محکمے کو جو فنڈز ملے ہیں وہ کہاں گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! یہ تو اس وقت کی حکومتوں کی ذمہ داری تھی۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! آپ کو بھی علم ہے کہ فنڈز ڈیپارٹمنٹ کے پاس واپس نہیں آتے بلکہ

فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پراونشل فنڈ میں جمع کرا دیئے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے محکمہ کے اپنے بجٹ کے حساب سے خرچ کئے جاتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس وقت یہ پل ٹریفک کے قابل نہیں ہے۔ میں پرسوں وہاں گیا تھا اور میں اُدھر سے گزرا تھا۔ میں راجہ صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ حکومت پاکستان C.B.R نے ایک condition لگائی ہے اور رینجرز سے کسٹم کی powers withdraw کر لی ہیں۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پیسے لے کر ٹرک گزار رہے ہیں کیونکہ اس کی پوزیشن نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دو دو سو آدمیوں کو لائن میں لگا کر تلاشی لیتے ہیں

Which is not within the powers of the rangers now

وزیر صاحب اس پر notice لیں کہ جب

Powers of the rangers had been withdrawn vide circular of C.B.R

یہ چیک نہیں ہو سکتے اور جو پیسے لے کر ہیوی ٹریفک گزارتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟
تیسری بات یہ ہے کہ اصل پُل کے پلرز ابھی تک اصلی حالت میں ہیں اگر یہ اس کے گاڈرز وغیرہ تبدیل کر لیں تو تھوڑے پیسوں سے اس کی پوزیشن بہتر ہو سکتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر یہ پُل استعمال نہ ہو تو پھر اگلا پُل عارف والا سے آگے آتا ہے لہذا وزیر صاحب بتا دیں کہ یہ اس پر کیا action لیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! جیسے میں نے بتایا ہے کہ اس پر action لے رہے ہیں۔ ابھی اس پُل کی حالت اتنی خراب نہیں ہے کہ اس سے ٹریفک نہ گزر سکے۔ اس سے بھی کئی پرانے پل ہیں جہاں سے ٹریفک بڑے اچھے طریقے سے گزر رہی ہے۔ ابھی اس کی کوئی ایسی شکایت نہیں ہے۔ میں اس کی model study کروا لیتا ہوں تاکہ check کیا جا سکے کہ یہ پُل اس گنجائش میں ہے یا نہیں کہ اس سے ہیوی ٹریفک گزاری جا سکے اور اس کو جلد repair کروا دیا جائے گا otherwise جیسے میں نے پہلے بتایا کہ ہم نے اسے Punjab Barrages Modernization Project میں شامل کیا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ پل نیا تعمیر کر دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اریگیشن ایک ایسا محکمہ ہے جس سے سب زمینداروں کا واسطہ ہے لیکن اس کا حال یہ کر دیا گیا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے ہمیشہ اس کا سیکرٹری ایک ٹیکنیکل آدمی چیف انجینئر سے promote ہوتا تھا۔ اب یہ نیا کام شروع کر دیا گیا ہے کہ کوئی سول سروس کا آفیسر بھیج دیا جاتا ہے۔ یہاں ایف۔ ایس۔ سی نہیں کر سکتا تو فوج میں چلا جاتا ہے، فوج میں جب کیپٹن ہوتا ہے تو سفارش پڑتی ہے اور سول سروس میں آ جاتا ہے۔ کبھی ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن ہوتا ہے کبھی ایگریکلچر ہوتا ہے اور ultimately آپ دیکھیں کہ آج تک تین آئے ہیں سلمان غنی، جاوید مجید اور عارف ندیم یہ تینوں non-technical persons ہیں۔ جب آپ non technical persons یہاں لائیں گے تو پھر Result will be very obvious. They will not give proper briefing to the Minister یہاں پر ایک qualified technical آدمی Secretary to the Government ہونا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ پہلے میجر تھا اب کیپٹن آ گیا، ہو سکتا ہے کہ اب آپ صوبیدار لگا دیں۔ Why don't you post a technical person جس کی 60 سال عمر ہوتی ہے اور اس کا بہت زیادہ تجربہ ہوتا ہے آپ اس کی جگہ ایک 35/36 سال کا آدمی لگا دیتے ہیں جس کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہوتا۔ اس کو یہ بھی نہیں پتا کہ وارابندی کیا ہے، چک بندی کیا ہے، خرابہ کیا ہے، سی سی کیا ہے؟ آپ اس طرح کریں بلکہ آپ کو چاہئے کہ ان وزراء کو سیکرٹری تو کم از کم qualified دے دیں تاکہ یہ سوچ سکیں۔ آپ مجھے یہ بھی بتائیں کہ آپ کی priority کون fix کرتا ہے اور یہ معاملہ top priority پر ہونا چاہئے تاکہ اس پر اچھے طریقے سے کام ہو سکے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ایک پراجیکٹ مکمل نہیں ہوتا اور دوسرا شروع کر لیا جاتا ہے اسی طرح سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بڑی اہمیت کا پل ہے، ملک میں کوئی crisis پیدا ہو سکتا ہے اس لئے اس پل کو آپ top priority پر renovate کریں، repair کریں تاکہ وہاں پر ٹریفک احسن طریقے سے چل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں بات یہ ہے کہ تونسہ بیراج ایک انتہائی اہمیت کا بیراج ہے کیونکہ یہ دریائے سندھ کے پر بنا ہوا ہے اور اس پر سندھ، پنجاب اور باقی صوبوں کا بھی انحصار ہے اس لئے پہلی فوقیت انہوں تونسہ بیراج کو دی ہے اور باقی جو ہیں ان کو بھی وہ consider کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی take up ہو جائیں گے۔ That is the main issue. خوش قسمتی سے تونسہ بیراج

ہمارے علاقے میں ہے اور میں اس سلسلے میں وزیر آبپاشی کا بھی شکر گزار ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ کب تک وہاں پر تعمیر شروع کروادیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! چونکہ آپ نے بھی ابھی حکم صادر فرمایا ہے اور ہمارے دو فاضل رکن اس پر بات کر رہے ہیں تو میں انہیں یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اسی سال 06-2005 کا یہ جو مالی سال چل رہا ہے اس میں 15 ملین سے پل کا جو deck ہوتا ہے اس کو remove کر دیں گے اور اس کو مکمل بھی کروائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 3821 بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3821، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی افادیت و اخراجات

*3821: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے اپنے افسران کے قیام کے لئے کئی اضلاع کے دور دراز علاقوں میں ریسٹ ہاؤس تعمیر کئے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ دور میں متذکرہ ریسٹ ہاؤسز کی افادیت نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ افسران کے پاس تیز رفتار گاڑیاں موجود ہیں اور اپنے علاقہ کا دورہ کر کے ایک روز میں ہی ضلعی ہیڈکوارٹر پر پہنچ جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ریسٹ ہاؤسز پر کروڑوں روپے مرمت و تزئین و آرائش پر خرچ کئے جا رہے ہیں جو ضائع ہونے کے برابر ہیں؟

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ریسٹ ہاؤسز کو فروخت کرنے اور حاصل ہونے والی رقم کو اصلاح آبپاشی پر خرچ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے دور دراز علاقوں میں ریسٹ ہاؤسز تعمیر کئے ہوئے ہیں جو نہری نظام کو کنٹرول کرنے اور عوام کے مسائل کو بہتر اور ان کے گھروں کے نزدیک سننے اور حل کرنے کے لئے تعمیر کئے ہوئے ہیں۔

(ب) موجودہ تیز رفتار دور میں بھی ریسٹ ہاؤسز کی افادیت سابق ادوار سے کسی طور پر کم نہ ہے کیونکہ محکمانہ ضروریات اور عوامی روابط کے لئے ان کی موجودگی بہت ضروری ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ریسٹ ہاؤسز کے سالانہ اخراجات برائے مرمت وغیرہ پر ضرورت کے مطابق اخراجات ہوتے ہیں جو کہ ان کی عمارت وغیرہ کو وقتی اور موسمی حالات سے بچاؤ کے لئے ضروری ہیں اگر ریسٹ ہاؤسز کی سالانہ مرمت نہ کی جائے تو کروڑوں کی سرکاری املاک ضائع ہو جائے گی۔

(د) محکمہ آبپاشی اپنی ضروریات کے پیش نظر ریسٹ ہاؤسز فروخت نہ کرنا چاہتا ہے۔ تمام ریسٹ ہاؤسز مفید ثابت ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ان کی ضرورت رہے گی انہیں فروخت کرنا کسی صورت بھی مفاد عامہ کے لئے سودمند نہ ہوگا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں ریسٹ ہاؤسز کی کتنی تعداد ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟ اس کے علاوہ ان ریسٹ ہاؤسز میں سال 2004 میں کتنے آفیسروں نے ان علاقوں میں جاکر کسانوں کے مسائل سنے ہیں اور ان کو حل بھی کیا ہے اس کی تفصیل بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو fresh question ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ fresh question کی بات نہ کریں بلکہ اپنے علم والی بات کریں، آپ تیاری کر کے آئے ہوں گے، آپ کی جو معلومات ہیں وہ ہمیں بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! یہ ایک نیا سوال ہے وہ کس طرح اسے جواب دے سکتے ہیں؟ اس کے لئے آپ علیحدہ سوال کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلے وہ میرے سوال کا جواب تو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ نے سوال ہی بالکل دوسرے angle سے کیا ہے اس کا وہ کیسے جواب دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا تو سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں ریسٹ ہاؤسز کتنے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سوال تو آپ کا ہے لیکن یہ جو آپ پوچھ رہی ہیں کہ کتنے آفیسروں نے tour کیا ہے اور کیا مسائل حل کئے ہیں؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے اس کے بارے میں وہ کیسے جواب دے سکتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے اس کی وضاحت کر دیں کہ ریسٹ ہاؤسز کی مرمت پر سالانہ کتنا خرچہ آرہا ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس وقت ضلع بہاولنگر میں تقریباً 15 کے قریب ریسٹ ہاؤسز ہیں اور ان پر سالانہ خرچہ بھی اتنا زیادہ نہیں ہے، فی ریسٹ ہاؤس تیس سے پچاس ہزار روپے سالانہ خرچہ ہے اس سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جہاں تک بی بی نے دوسرا سوال پوچھا ہے وہ چونکہ دوروں کے حوالوں سے ہے کہ کتنے آفیسر وہاں پر آئے اور انہوں نے کیا مسائل حل کئے ان کی تعداد تو پھر پوچھ کر ہی بتائی جا سکتی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! جواب میں چونکہ یہ کہا گیا ہے ان ریسٹ ہاؤسز کی اس لئے افادیت ہے کہ متعلقہ آفیسر علاقے اور حلقے میں جا کر لوگوں کے مسائل سنتے ہیں اور ان کو حل کرتے ہیں۔ میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کونسے آفیسرز ہیں اور ان میں سے کس کس نے دورہ کیا اور کس کس کے مسائل حل کئے ہیں کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی افادیت وہ نہیں ہے جو ہونی چاہئے تھی۔ اب چونکہ ٹرانسپورٹ اتنی بہتر اور تیز رفتار ہو گئی ہے کہ آپ آدھے گھنٹے میں بہاولنگر سے منچن آباد اور ڈیڑھ گھنٹے میں بہاولنگر سے فورٹ عباس پہنچ سکتے ہیں اس لئے مجھے یہ بتایا جائے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی اب کیا افادیت رہ گئی ہے بلکہ کروڑوں روپے آپ اس کی حفاظت کے لئے اور آرائش کے لئے لگاتے ہیں تو کیا یہ کروڑوں روپے آپ بچا نہیں سکتے جو آپ ان کی حفاظت کے

لئے لگاتے ہیں ان کروڑوں روپے کا بہتر مصرف کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! جیسا کہ میں نے اپنے جواب میں پہلے ہی عرض کیا ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ اس لئے ہے کہ یہاں پر کسانوں کے لئے متعلقہ ایکس ای این صاحبان آتے ہیں اور وہاں پر وہ cases کی hearing کرتے ہیں اور ہفتے میں دو دفعہ کے لئے ان پر پابندی لگائی گئی ہے اور یہ میرے دور میں ہوا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ ضلع میں بیٹھیں اور اپنے آفس میں بیٹھ کر ان کی بات سنیں وہاں پر جائیں اور متعلقہ ریسٹ ہاؤسز میں بیٹھیں وہاں لوگوں کے جتنے بھی cases ہوتے ہیں وہ ان کو dispose of کرتے ہیں کیونکہ وہاں ریسٹ ہاؤسز میں کسانوں کے لئے پہنچنا آسان ہوتا ہے وہاں پر گراؤنڈ پر بیٹھ کر گراؤنڈ کی realities کو زیادہ جلدی judge کیا جا سکتا ہے اس لئے ان کو وہاں پر بھیجا جاتا ہے اور وہاں پر ہفتے میں دو دفعہ جا کر بیٹھتے ہیں اور ان cases کو dispose of کیا جاتا ہے اور یہ cases مختلف سیکشن، جیسے سیکشن 20، سیکشن 30، سیکشن 31 ان کینال ایکٹ کے سیکشنوں کے تحت کارروائی ہوتی ہے اور ان کو dispose of کیا جاتا ہے۔ یہ کام زمینداروں کی افادیت کے لئے ہے کہ وہ ریسٹ ہاؤسز میں بیٹھ کر کام کریں۔ جہاں تک مجھے سمجھ آئی ہے یہ چاہ رہی ہیں کہ ہم ان ریسٹ ہاؤسز کو نیلام کر دیں۔ اس سلسلے میں بھی میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ نے ان ریسٹ ہاؤسز کو auction کرنے کے لئے ایک پالیسی بنائی تھی۔ اس وقت محکمہ نہر کے پاس جو کل ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی تعداد پورے صوبے میں 712 ہے۔ اس میں سے 188 محکمہ نہر کے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کو ہم نے پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کو اختیار دے دیا تھا تاکہ وہ ان کی نیلامی کر سکیں جس میں سے ابھی تک انہوں نے اس تین سال کے عرصہ کے دوران صرف 24 ریسٹ ہاؤس یعنی 188 میں سے 24 ریسٹ ہاؤس dispose of کئے ہیں باقی 164 ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ ان 24 ریسٹ ہاؤسز کا صرف 15 کروڑ روپیہ آیا ہے۔ ابھی بھی 164 بقایا پڑے ہیں۔ انتہائی سست روی سے کام ہوا اور اس کی وجہ یہ بنی کہ Price Assessment Committee نے جو price assess کی تھی bid اس سے کم کی آئی۔ اس وجہ سے یہ dispose of نہیں ہو سکے۔ اب ہم نے اس پالیسی کو بھی تھوڑا سا تبدیل کیا ہے۔ ان کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ ہمارے محکمے کے آفیسرز اور ایکس ای این ہفتے

میں دو دفعہ وہاں جا کر بیٹھیں اور لوگوں کے مسائل حل کریں اس لئے اب ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ریسٹ ہاؤسز کی جو بلڈنگ ہے اور اس کی جو approach road ہے اس کو چھوڑ کر جو باقی ایریا ہے، جو فالتو زمین پڑی ہوئی ہے اس کو فروخت کیا جائے۔ اس کو ہم پرائیویٹائزیشن بورڈ کو دے رہے ہیں تاکہ باقی زمین کو وہ نیلام کر سکیں۔ ریسٹ ہاؤسز اور approach road کو ہم اپنے پاس رکھیں گے تاکہ ان cases کو dispose of کرنے کے لئے متعلقہ آفیسر ان لوگوں کی personal hearing کر سکیں اور لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں اپنی رائے بھی دے دوں۔ ریسٹ ہاؤسز بہت اہم ہیں اور بڑے اچھے areas میں بنائے گئے تھے، remote areas میں بنائے گئے تھے وہ ایسا کام کر رہے ہیں جو آپ کے جدید ہوٹل بھی نہیں کر سکتے۔ جو لوگ رات کو سفر کرتے ہیں اور ان کو کہیں اور جگہ نہیں ملتی وہ ان ریسٹ ہاؤسز میں بھی جا کر رہ سکتے ہیں۔ ان ریسٹ ہاؤسز کو اگر آپ نے بیچ دیا یا ان کی زمین کو بیچ دیا تو اس کی افادیت ختم ہو جائے گی۔ یہ ریسٹ ہاؤس بہت اہم ہیں اور بیس بیس میل کے فاصلے پر ایک ریسٹ ہاؤس بنا ہوا ہے جو تمام علاقے کو cover کرتا ہے اور خصوصاً remote areas کو cover کرتا ہے۔ جہاں کوئی جانا نہیں چاہتا وہاں پر بھی یہ بنگلے بنے ہوئے ہیں اور یہ آج کے بھی نہیں ہیں، سو سال پرانے بنے ہوئے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ان پر توجہ دیں ان ریسٹ ہاؤسز کا جیسے پہلے نظام چلتا تھا اسی طرح کا نظام چلایا جائے۔ اس طرح نہروں پر بھی کنٹرول ہوگا اور آپ کی نہریں بھی صحیح طرح سے چلیں گی، اگر ریسٹ ہاؤسز ختم ہو گئے تو نہریں نہیں چل سکیں گی کیونکہ جب آپ کے محکمے کے افسران وہاں پر موجود نہیں ہوں گے، کوئی چیک کرنے والا نہیں ہوگا تو پھر اس کا سارا سسٹم بھی خراب ہو جائے گا۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ ریسٹ ہاؤسز انتہائی اہمت کے حامل ہیں اور ان کو جیسے پہلے چلایا جاتا تھا ویسے ہی چلایا جائے۔ عام کسان بھی اس سے مستفید ہوتا ہے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے 24 ریسٹ ہاؤس نیلام کئے ہیں کیا ان کا یہ محل وقوع بتا سکتے ہیں جن کو انہوں نے نیلام کر دیا ہے؟ میرے خیال میں وہ بہت قیمتی جگہ ہوگی یا تو وہ شہر کے اندر واقع ہوں گے یا وہ کسی کے کام آ سکتے ہیں جنہوں نے یہ نیلام کئے ہیں اس لئے یہ اس کی تفصیل بتائیں کہ وہ کہاں کہاں پر واقع تھے اور ان

کو کس طریقے سے نیلام کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس سلسلے میں یہ وضاحت کر دوں کہ پچھلی حکومت میں یہ پالیسی بنائی گئی تھی اور یہ ریسٹ ہاؤسز پرائیوٹائزیشن کمیٹی کو منتقل کئے گئے تھے ان کی بات بجا ہے کہ یہ وہ ریسٹ ہاؤسز ہیں جو نیلام ہو گئے ہیں جو کہ اچھے علاقوں میں تھے اور وہاں پر ان کی افادیت تھی۔ Price Assessment Committee نے جو price assess کی تھی اس کے مطابق اس کی bid آئی لیکن اب چونکہ ہم نے یہ پالیسی تبدیل کر دی ہے اور جیسا کہ آپ نے بھی فرمایا ہے اب ہم نے یہ policy change کر دی ہے۔ یہ واقعی حقیقت ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو اس لئے بنایا گیا تھا تاکہ دور دراز علاقوں میں جا کر لوگوں کے مسائل سنے جا سکیں۔ ہماری موجودہ گورنمنٹ نے چونکہ یہ پالیسی اب change کر دی ہے تو اس وجہ سے اب ہم ان کو نیلام نہیں کر رہے اگر یہ کہیں تو میرے پاس 24 ریسٹ ہاؤسز کی فہرست ہے میں انہیں دکھا سکتا ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: Next question is 3923, Mr. Ihsan-ul-haq Ahsan.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: سوال نمبر 3923۔

تھل کینال کی مجموعی سیرابی گنجائش اور سیرابی رقبہ کی تفصیل

3923: جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھل کینال کل کتنے رقبے کو سیراب کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور آج کل کتنے رقبہ کو سیراب کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کینال میں پانی کا اضافہ کیا گیا ہے اگر ہاں تو کتنا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بنیادی طور پر تھل کینال چودہ لاکھ بہتر ہزار ایکڑ کو سیراب کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اور اس کی گنجائش 6000 کیوسک تھی۔ زرعی زمینوں کی تیزی سے ترقی کے باعث 1960 کی دہائی کے دوران نہر کی گنجائش 6000 کیوسک سے بڑھا کر 7500 کیوسک کرنا پڑی کیونکہ

زرعی رقبہ 1673000 ایکڑ سے تجاوز کر گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تیزی سے رقبہ زیر کاشت آنے لگا اس وقت یہ نہر کل 2300000 ایکڑ کو سیراب کر رہی ہے۔

(ب) تھل کینال کی ریماڈلنگ کا منصوبہ 98-1997 میں شروع کیا گیا تھا تاکہ اس کی گنجائش 9000 کیوسک کر دی جائے۔ نہر پر تقریباً 75 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے امید ہے بقیہ کام موجودہ مالی سال 06-2005 میں مکمل ہو جائے گا منصوبہ کے مکمل فوائد اس کے مکمل ہونے کے بعد ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر آبپاشی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس تھل کینال کی remodeling کے لئے اڑھائی ارب روپے کا پراجیکٹ منظور کروایا۔ اس میں ان کی ذاتی تگ و دو اور کوشش کا دخل ہے اور اس پر بڑی تیزی سے کام جاری ہے جو جون تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان کے اندر 42 نہری نظام ہیں اور تھل کینال واحد وہ نظام ہے جو ہم نے contractual right کے تحت 75 فیصد زمینیں دے کر پانی لیا تھا۔ پورے پاکستان کو پاکستان کا شہری ہونے کی وجہ سے پانی دیا گیا ہے صرف تھل کینال کے لوگوں نے 75 فیصد زمینیں دے کر پانی لیا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ہم سے زمینیں لی گئی تھیں تو اس وقت water allowance 4.57 تھا لیکن جب نئی زمینیں شامل ہوتی گئیں تو اب ہمارا واٹر الاؤنس 3.17 ہے۔ اب اگر زمینیں لے کر ہمیں پانی دیا گیا ہے تو معاہدے کے اندر جو پانی دیا گیا تھا تو اگر زمینیں لی ہیں تو پانی کیوں ensure نہیں ہوتا۔ وزیر آبپاشی نے حلف لینے کے فوری بعد اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ایک Rationalization of the Water Allowances Vision پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ جن علاقوں کے واٹر الاؤنسز کم ہیں انہیں ہم زیادہ کریں گے۔ پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے؟ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1948 میں نہر بنی تو اس وقت 6000 کیوسک واٹر الاؤنس تھا اور اس کا سی سی اے 14 لاکھ ایکڑ تھا بعد میں remodeling کے تحت 1960 میں 7500 ہوا اور اس میں زمین تقریباً 16 لاکھ ایکڑ تھی۔ اب جو remodeling ہو رہی ہے وہ جون 2006 میں مکمل ہو گی اس وقت ان کے مطابق اس کا پانی 9000 کیوسک ہو جائے گا اگر یہ 4.57 واٹر

لاؤنس کے تحت کیا جائے تو ہمارا حق تقریباً پونے بارہ ہزار کیوسک بنتا ہے اور ان کی رپورٹ کے مطابق 9000 کیوسک ہوگا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان کا واحد مظلوم علاقہ جس نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے۔ 42 نہروں میں سے 41 نہروں کے لوگوں کو پاکستان کا شہری ہونے کی وجہ سے پانی دیا گیا اور ہم واحد مظلوم ہیں جنہوں نے زمینیں دے کر پانی لیا تو جو contract ہے اس کے مطابق بھی ہمارا حق ہمیں نہیں مل رہا وہ تقریباً پونے بارہ ہزار کیوسک ہے۔ انہوں نے جو 14 لاکھ ایکڑ زمین کو پانی دیا تو ہمارے 40 لاکھ ایکڑ کی کٹوتی کی گئی تو ہمیں ملا۔ اب اگر یہ remodeling کے بعد 23 ہزار ایکڑ irrigate کریں گے تو پونے بارہ ہزار کیوسک ہونا چاہئے تو یہ ہمیں 9000 کیوسک دیں گے، اس کی ذرا وضاحت فرمادیں؟

وزیر آبپاشی: میں سب سے پہلے تو فاضل رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تھل کینال کے حوالے سے محکمہ کی کارکردگی کو appreciate کیا ہے۔ جیسا کہ فاضل رکن نے خود ہی بتایا ہے کہ 1960 کی دہائی میں جب یہ بنائی گئی تھی تو اس کی گنجائش 6000 کیوسک سے بڑھا کر 7500 کیوسک کر دی گئی ہے اب ہم اس کی دوبارہ remodeling کر رہے ہیں جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جون تک مکمل کر لی جائے گی اور اس کو 9000 کیوسک بڑھا دیا جائے گا۔ یہ واٹر الاؤنس کی بات کر رہے ہیں اس وقت تھل کینال کا واٹر الاؤنس 3.18 ہے۔ واٹر الاؤنس چونکہ زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے اور اس کو ایک فارمولے کے مطابق دیا جاتا ہے اور یہ چونکہ سالانہ نہر ہے اس لئے اس کا واٹر الاؤنس کم ہوتا ہے اور ششماہی نہروں کا واٹر الاؤنس زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ground acquifier کو build up کر کے زمینی پانی کی ground availability کو ممکن بنائیں تاکہ آئندہ چھ ماہ وہ وہاں سے پمپ کر سکیں تو اس لئے اس کا واٹر الاؤنس زیادہ ہوتا ہے جبکہ سالانہ نہروں کا واٹر الاؤنس کم ہے اگر اس علاقے کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو باقی نہروں کا واٹر الاؤنس اس سے بھی کم ہے۔ انہوں نے جو پہلے بات کی کہ ہم نے rationalization کے حوالے سے بات کی تھی کہ واٹر الاؤنس کی rationalization کی جائے گی لیکن چونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ کچھ نہریں ایسی بھی ہیں جن کا واٹر الاؤنس بہت زیادہ ہے جیسے کہ مظفر گڑھ اور ڈی جی خان کینالز کا 6.36 ہے تو اگر اب ہم کچھ نہروں کا کم کریں گے اور کچھ نہروں کا واٹر الاؤنس بڑھائیں گے تو وہاں کے لوگ شاید اس بات کو تسلیم نہ کر سکیں اور یہ معاملہ politicize ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی محکمہ اس کے حق میں ہے کہ ہم اس

کی rationalization کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو کہ studies کر رہی ہے اور یہ studies تمام معاملات کو دیکھ کر کی جا رہی ہے اور اس studies کی رپورٹس فیڈرل گورنمنٹ کو بھی ارسال کی گئی ہیں جس نے 3 studies کا ذکر کیا ہے جس میں یہ studies بھی شامل ہے جس میں ہم نے زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر اس پانی کی افادیت کو دیکھنا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس studies کی رپورٹ آنے کے بعد پھر ہم اس پر غور کر سکیں گے کہ چونکہ یہ نہر 9000 کیوسک کی ہو رہی ہے تو اس کا واٹر الاؤنس کتنا بڑھایا جا سکتا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا to the point جواب نہیں دیا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے۔ اس وقت water allowance 4.57 for one thousand acre تو زمین تو دی گئی تھی کہ ہمیں اتنا پانی ملے گا۔ اب زمین تو دی جا چکی اور پانی کا واٹر الاؤنس 3.17 کر دیا گیا۔ پورے پاکستان کو citizenship right پر پانی ملتا ہے اور ہم واحد مظلوم ہیں جنہیں contractual right پر پانی ملتا ہے اور contractual right سے بھی کم کر دیا جائے۔ میرے اس سوال کا جواب دیا جائے اور اس میں دوسری بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا ہے کہ واٹر الاؤنسز زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر بنائے جاتے ہیں۔ میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے وہ رولز بتاتا ہوں کہ واٹر الاؤنس ان علاقوں میں زیادہ ہوگا جو sandy area ہے اور تھل کینال total sandy area میں ہے۔ اس کا دوسرا فارمولا یہ ہے کہ واٹر الاؤنس وہاں زیادہ ہوگا جو علاقہ دریا سے دور ہوگا اور ہمارا اس نہر کا علاقہ دریا سے دور ہے۔ تیسرا فارمولا یہ ہے کہ واٹر الاؤنس وہاں زیادہ ہوگا جہاں پر air کے اندر moisture level کم ہوگا اب sandy area کے اندر ہمیشہ moisture level کم ہوتا ہے۔ چوتھا فارمولا یہ ہے کہ وہاں پر واٹر الاؤنس زیادہ ہوگا جہاں پر نیچے brackish واٹر ہے اور almost ہمارے area کے اندر brackish water ہے۔ پانچواں فارمولا یہ ہے کہ ایسے علاقے جہاں پر زیادہ سے زیادہ زمین بنجر ہو جس کو آباد کرنے کے chances زیادہ ہوں وہاں پر واٹر الاؤنس زیادہ ہوگا۔ جناب! پورے پنجاب کو دیکھ لیں یہ پانچوں کے پانچوں اریگیشن رولز for the determination of water allowance وہ ہماری نہر اور ہمارے area کو support کرتے ہیں۔ پنجاب کے اندر 24 نہروں میں سے 4 نہریں ایسی ہیں جن کا واٹر الاؤنس ہم سے کم ہے اور اس کی بھی مجبوری یہ ہے کہ اگر ان کا واٹر الاؤنس ہمارے برابر کر دیا جائے تو وہاں سیم ہو

جائے گی۔ اس لحاظ سے تھل کینال کا واٹر الاؤنس پورے پنجاب میں سب سے کم ہے اور ہمارا 3.17 ہے اور پنجاب میں ایسی نہریں بھی ہیں جن کا 9/9 کیوسک per one thousand acres ہے۔ اب 9 کیوسک دیکھیں، 8 کیوسک دیکھیں اور ہمارا 3.17 ہے اور ہم ہیں جنہوں نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے۔ میرے ان دو سوالوں کا to the point جواب دیں کہ contractual right پر ہمیں ہمارا حق ملنا چاہئے اور واٹر الاؤنس کے تمام رولز تھل کو supported ہیں اور ہمارا واٹر الاؤنس پھر پورے پنجاب میں سب سے کم ہے۔ میں منسٹر اریگیشن سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے ان دو سوالوں کا to the point جواب دے دیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! انہوں نے پہلی بات یہ کی ہے کہ ہم نے زمینیں دے کر اس تھل کینال کو لیا ہے تو اس پر میں نے انہیں یہ پہلے عرض کر دیا ہے کہ پہلے یہ 1400 کیوسک کی نہر تھی اس کے بعد یہ 6000 کی ہوئی، پھر 7500 کی ہوئی اور اب اس کو 9000 کیوسک کیا جا رہا ہے تو انہوں نے چونکہ اپنی زمینوں کی قربانی دی تو اس حوالے سے اسے 9000 کیوسک کیا جا رہا ہے۔ یہ جو واٹر الاؤنس کی بات کر رہے ہیں اب میں اس پر آ رہا ہوں۔ انہوں نے میری اس بات کی تشریح خود ہی کر دی ہے کہ میں نے جب یہ پہلے بتایا کہ واٹر الاؤنس زمینی حقائق کو مد نظر رکھ کر بنایا جاتا ہے تو انہوں نے اس کے جو پانچ رولز بتائے ہیں تو یہ سارے کے سارے زمینی حقائق ہی تو ہیں جس میں زمین کی قسم، پانی کی گہرائی، بارش کا علاقہ، فصلوں کی اقسام یہ ساری کی ساری چیزیں دیکھ کر ہی water allowance کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس نہر کا water allowance پہلے ہی 3.185 تھا اس کو کم نہیں کیا گیا۔ انھوں نے کہا ہے کہ پہلے زیادہ تھا اور اب کم کر دیا گیا ہے تو water allowance وہی رہا ہے۔ اس کو بڑھانے کے لئے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم study کروا رہے ہیں تو study کی رپورٹ کے بعد ہی میں اس پر واضح بات کر سکوں گا۔ انھوں نے جہاں تک یہ بات کی کہ تھل کینال کا water allowance سب سے کم ہے تو میں ان کو بتا دوں کہ اس وقت سرگودھا میں L.J.C یعنی جو میرا علاقہ ہے اس کا water allowance سب سے کم ہے۔ وہ 2.25 کیوسک ہے جو ان کی تھل کینال سے بھی کم ہے۔ Water allowance کو زمینی حقائق پر build up کیا جاتا ہے جس کی تعریف میں نے بتائی ہے۔ اب انہی کے حوالے سے جب study آ جائے گی تو پھر اس پر غور و فکر کیا جا سکتا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ پانی کو بڑھایا ہے کہ چھ ہزار

کیوسک سے ساڑھے سات ہزار کیوسک اور ساڑھے سات ہزار کیوسک سے نو ہزار کیوسک، میں یہی تو بات کرتا ہوں کہ چھ ہزار کیوسک اس وقت تھا جب 14 لاکھ ایکڑ irrigated area تھا اور ساڑھے سات ہزار کیوسک اس وقت تھا جب 16 لاکھ ایکڑ تھا۔ یہ نو ہزار کیوسک اس وقت ہو گا جب یہ 23 لاکھ ایکڑ ہو گا۔ میں یہ کہوں گا کہ جن 14 لاکھ ایکڑ والے لوگوں نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے، ان کے بعد جنھیں پانی ملا ہے انھوں نے تو زمینیں نہیں کٹوائیں اور پانی تو ان 14 لاکھ ایکڑ والے لوگوں کا کاٹ کر انھیں دیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ to the point یہ بتائیں کہ انھوں نے جن لوگوں سے زمینیں لی ہیں ان کو حق دیا ہے یا نہیں دیا ہے۔ یہ دو لفظی بات کریں، یہ زمینیں ساتھ بڑھاتے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ study کر رہے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! study تو rationalization of water allowances پر ہو رہی ہے۔ میرا سوال مختلف ہے۔ یہ اس پر مٹی ڈال رہے ہیں۔ یہ اس کو generalize کیوں کرتے ہیں to the point بات ہے کہ 14 لاکھ ایکڑ کے لئے چھ ہزار کیوسک پانی تھا، 16 لاکھ ایکڑ کے لئے ساڑھے سات ہزار کیوسک تھا اور اب 23 لاکھ ایکڑ کے لئے نو ہزار کیوسک پانی ہو گا۔ اگر contractual rights کی بنیاد پر چھ ہزار کیوسک پانی 14 لاکھ ایکڑ کو دیتے ہیں تو جب زمین بڑھتی ہے تو پانی بھی بڑھنا چاہئے لیکن پانی تو نہیں بڑھ رہا اس کے مطابق ساڑھے گیارہ ہزار کیوسک تک پانی بڑھنا چاہئے اب جون 2006 کو نو ہزار کیوسک دیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جنھوں نے زمینیں دیں ہیں اور جس ratio پر زمینیں دی ہیں اس پر انھوں نے act upon کیا ہے یا نہیں؟ اس پر to the point بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ to the point بتا رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ بات اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ پورے پنجاب کے اندر پانی کی تقسیم میں تھل کینال کو contract کے باوجود سب سے کم پانی دیا گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئے روز اچھے کاموں کے لئے گورنمنٹ ترامیم کرتی ہے اور نئی تجاویز لاتی ہے اور نئے قوانین لاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ جو زیادتیاں پنجاب میں تھل کے اندر موجود ہیں ان کو حل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دوبارہ پنجاب کے اندر پارلیمنٹ کے تحت ایک کمیٹی بنائی

جائے جس میں پورے پنجاب کا پانی دوبارہ تقسیم کیا جائے اور عدل اور انصاف کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے تاکہ سب کو ایک جیسا پانی ملے۔ یہ کبھی نہیں کر سکتے اس کا جواب دیں، ان کے پاس کوئی کواب نہیں ہے۔ نولاٹیا صاحب نے جیسے فرمایا ہے کہ 14 لاکھ ایکڑ کے لئے نہر بنی تھی اور 14 لاکھ ایکڑ کو پانی دے کر آبیانہ لیا گیا تھا۔ یہ 14 لاکھ سے 23 لاکھ ایکڑ تک پہنچ گئی ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے، کیا یہ ڈکیتی نہیں ہے کہ ہم آبیانہ اتنا دے رہے ہیں، گورنمنٹ کو ریونیو اتنا دے رہے ہیں اور ہمارا پانی کاٹ کر انھیں دیا گیا ہے جنھوں نے ایک پیسا بھی اس پانی کے لئے نہیں دیا۔ ہماری آدھی زمینیں لی ہیں اور جن کو پانی دیا گیا ہے ان سے ایک مرلہ بھی زمین نہیں لی گئی کیا یہ انصاف ہے؟ یہ دہائی کہاں ڈالی جائے، کس کو پکارا جائے، کس سے کہا جائے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے اور میں آپ کی سربراہی میں حکومت پنجاب سے یہ اپیل کرتا ہوں، مطالبہ کرتا ہوں کہ اس عدل کو قائم کرنے کے لئے وہ از سر نو ایک کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی کا سربراہ وزیر آبپاشی ہو اور نئے سرے سے پنجاب میں پانی کی تقسیم ہو تب ہمیں ہمارا حق مل سکتا ہے ورنہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھے to the point بتائیں کہ جو معاہدہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی to the point سے کیا مراد ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ غیر متعلقہ بات کر کے اس کو ٹال دیتے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ جس معاہدے کے تحت جتنا پانی مجھے ملنا چاہئے تھا کیا وہ پانی ملا اگر نہیں ملا تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: گجر صاحب نے تجویز دی ہے، آپ نے بھی تجویز دی ہے ان کی study آنے دیں۔ اس کے بعد فیصلہ ہوگا۔ وزیر آبپاشی آپ کی study report کب آئے گی؟

وزیر آبپاشی: اس study پر ابھی کم از کم 3 ماہ درکار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: study کس چیز کی ہو رہی ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! study یہی ہو رہی ہے کہ جو ground water reservoirs ہیں ہم ان کو دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ ان کو کتنی availability درکار ہوتی ہے اور کتنا پانی اس کو چاہئے اور کتنے

پانی کی افادیت نہیں ہے۔ بہر حال جو بات چودھری احسان الحق صاحب کر رہے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ ہم نے پانی کے حساب سے بڑھا تو دیا ہے لیکن پانی کی اس وقت شدید کمی ہے۔ ہمارے پاس reservoirs نہیں ہیں۔ وہ دو ہی ہیں جن پر ابھی فیصلہ ہونا ہے کہ آئندہ اور کون سے reservoirs بننے ہیں اس لئے اس حوالے سے جیسے ہی معاملے حل ہوں گے تو پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے گا اس وقت ہی ہم بنیادی طور پر ان معاملات پر فیصلے کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک بات کی گئی ہے کہ ہم اس پر آبیانہ دے رہے ہیں تو پہلے ہی تھل کینال سسٹم پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے رعائیت دے دی ہے۔ باقی پنجاب کا آبیانہ 85 روپے لیا جاتا ہے جبکہ تھل پر 50 روپے خریف میں ہے اور ربیع میں پنجاب بھر میں 55 روپے ہے اور تھل پر 45 روپے ہے۔ ہم نے تھل کا آبیانہ تو پہلے ہی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت کم کر دیا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی سے حکومت نے مہربانی کی کہ انھوں نے تھوڑا سا آبیانہ کم کیا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت کو اس بات پر کیا اعتراض ہے کہ اگر تقسیم کسی وجہ سے غلط ہے تو وہ دوبارہ تقسیم کیوں نہیں ہو سکتی، اس کو کیوں نہیں چیک کیا جا سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی چونکہ پانی کی قلت ہے اور جب تک mega projects نہیں بنتے اور پانی نہیں ہوگا تو اس پر کیا ہوگا؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں ان کی بات پر اتنا کہتا ہوں کہ جب study کی رپورٹ آ جائے گی تو ان کی اس تجویز کو بھی اس میں رکھ لیا جائے گا۔ میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کی رپورٹ آنے پر ہم ان کی تجاویز کو سامنے رکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی نہ کوئی بہتر حل نکال لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہاں آپ نے تھل میں آبیانہ کی بات کی ہے۔ میں نے اس کمیٹی میں راجن پور کا ذکر بھی کیا تھا کہ اس کو بھی اسی level پر consider کیا جائے جس پر وعدہ کیا گیا تھا کہ راجن پور کو بھی consider کیا جائے گا کیونکہ وہ بہت دور افتادہ علاقہ ہے اور پانی نہیں پہنچتا اور لوگوں کو آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اس کو بھی look and took کیا جائے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سوہل مائیز کینال کے جے سنگھ والہ سے کوٹلی خیر الدین شیخوپورہ کے مسائل

*4237: **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے نہروں کی ترقی واصلاح کے لئے 84۔ارب روپے خرچ کرنے کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سوہل مائیز کینال کے جے سنگھ والہ سے کوٹلی خیر الدین (ضلع شیخوپورہ) کے کنارے بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں، جانوروں کے لئے پانی پینے کے بنائے گئے گھاٹ بھی ٹوٹ چکے ہیں مذکورہ مائیز پر کھونڈا ریلوے سٹیشن کے قریب بنائے گئے پُل کے دونوں طرف کے کنارے بھی ٹوٹ گئے ہیں اور اس مائیز کی عملاً ایک مدت سے بھل صفائی بھی نہیں ہوئی؟

(ج) کیا اس نہر پر کوٹ نواب خان تا جے سنگھ والہ پر نیا پل بنانے کا تخمینہ تیار کیا گیا ہے یہ تخمینہ کتنا ہے اور نیا پل کب تعمیر کیا جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کے شروع ہونے والی جگہ پر بھی سائیڈ دیوار کے ٹوٹ جانے سے پانی دوسری نہر میں گر جاتا ہے اور اس نہر کا منظور شدہ پانی نہر کے آغاز پر ہی کم ہو جاتا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) حکومت پنجاب نے اس مد میں سال 06-2005 کے لئے 9000 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) سوہل مائیز کینال کے کناروں کی مرمت اور جانوروں کے پینے کے لئے بنائے گئے گھاٹ اور کھونڈا ریلوے سٹیشن کے قریب پل کی مرمت وغیرہ کا کام مکمل کر دیا گیا ہے، راجباہ سوہل کی بھل صفائی کا کام بھی مکمل کر دیا گیا ہے۔

(ج) اس نہر پر کوٹ نواب خان تاج سنگھ والہ پل بنانے کا کوئی تخمینہ تیار نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

(د) سوہل راجباہ اور مرید کے برانچ کے ہیڈ کی درمیانی دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصہ کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے اور نہر میں منظور شدہ پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

اریگیشن ورکشاپ بھلوال، 04-2003، فراہم کردہ رقم اور اخراجات کی تفصیل

*5611: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اریگیشن ورکشاپ بھلوال کو سال 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس ورکشاپ میں مذکورہ عرصہ کے دوران سر انجام دیئے گئے کام اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اس ورکشاپ میں مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی۔اے / ڈی۔اے کی مد میں ادا کی گئی؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم گاڑیوں / پٹرول / یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی:

(الف) اریگیشن ورکشاپ بھلوال کو سال میں 04-2003 رقم بطور بجٹ گرانٹ مبلغ 1,77,82,000 روپے فراہم کی گئی۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ایم آر لنک (پسرور ڈویژن سیالکوٹ) کا کام ان کی فراہم کی گئی رقم کے مطابق مبلغ 10,84,533 روپے اخراجات سے سر انجام دیا گیا۔ علاوہ ازیں تریموں بیراج کے کام پر مبلغ 20,49,715 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں ادائیگی مبلغ 1,29,47,610 روپے اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں مبلغ 13,99,634 روپے ادائیگی مذکورہ عرصہ کے دوران کی گئی۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران گاڑیوں اور پٹرول کی ادائیگی پر مبلغ 10,77,655 روپے اور

یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر مبلغ 10,45,699 روپے خرچ ہوئے۔

محکمہ انہار، رحیم یار خان، آفیسروں کی منظور شدہ اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیلات

*5641: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار رحیم یار خان میں ایس۔ای، ایکسئین، ایس۔ڈی۔اوز اور اوور سیئرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور اس ضلع میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) ان میں سے کتنے افراد کے خلاف محکمانہ انکوائریاں کس کس بناء پر چل رہی ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے افراد کا عرصہ تعیناتی اس ضلع میں تین سال سے زیادہ ہے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو یکم جنوری 2003 سے آج تک کتنی تنخواہ اور ٹی۔اے / ڈی۔اے ادا کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) منظور شدہ اسامیاں محکمہ انہار رحیم یار خان درج ذیل ہیں:۔

ایس۔ای	ایکسئین	ایس۔ڈی۔اوز	اوور سیئرز
1	3	9	42

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایک ایس۔ڈی۔او اور چھ اوور سیئرز کے خلاف محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ایس ڈی او کے خلاف برانچ میں شگاف پڑنے کی وجہ سے انکوائری چل رہی ہے اور چھ اوور سیئرز کے خلاف نہر میں شگاف پڑنے اور موگے توڑنے کی بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں۔

(د) گورنمنٹ پالیسی کی رو سے ایک X.E.N، دو S.D.Os اور چودہ اوور سیئرز کا عرصہ تعیناتی رحیم یار خان سرکل میں زیادہ ہے اس سلسلہ میں مناسب کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ہ) یکم جنوری 2003 سے آج تک جو تنخواہ اور ٹی اے، ڈی اے دیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تنخواہ	ٹی اے / ڈی اے
76,49,116	3,14,947

علاقہ پنج کٹھہ، راولپنڈی۔ باغات کے لئے نہری پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*5977: جناب محمد وقاص: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خان پور ڈیم کے ارد گرد کا علاقہ مالٹوں اور لیچی کی پیداوار کے لئے مشہور ہے اور یہاں پر ان کے بے شمار باغات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ پنج کٹھہ بھی (جو کہ پی پی۔8 راولپنڈی میں شامل ہے) اسی ڈیم کے پانی سے سیراب ہوتا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ کئی سال سے یہ علاقہ ڈیم کے پانی سے محروم ہے اور یہاں کے پھلوں کے باغات تباہ و برباد ہو گئے ہیں؟

(د) حکومت نے اس علاقے کو آباد کرنے کے لئے کیا پلان کر رکھا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنج کٹھہ سسٹم سے علاقہ کے لوگ مستفید ہوتے رہے ہیں۔ خانپور ڈیم کی تعمیر کے بعد یہ سسٹم ختم ہو گیا اور علاقہ کے لوگ پانی سے محروم ہو گئے۔

(ج) درست ہے۔

(د) گورنمنٹ پنجاب نے اس علاقہ کو سیراب کرنے کے لئے ایک منصوبہ Revival of Punj Katha بنایا ہے جس میں موضع سالار گاہ کے لئے فیڈنگ چینل اور عثمان کھٹمر وغیرہ کے لئے ایک عدد چینل اور یونین کونسل عثمان کھٹمر، لب ٹھٹھو اور گڑھی سکندر کے لئے تین تین ٹیوب ویل برائے آبپاشی لگانے کی سکیم شامل ہے۔

مونڈی مائینز تحصیل خانپور، رحیم یار خان، ٹیل پر واقع موضع کے لئے پانی کی فراہمی

*6232: شیخ عزیزاسلم: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مونڈی مائینز تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کن کن موضع جات کے کتنے کتنے رقبہ کو سیراب کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مائینز کے ٹیل پر واقع قصبہ مونڈی لاڑ کو عرصہ بیس سال سے پانی فراہم نہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اس قصبہ کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہیں اور اس قصبہ کا زرعی رقبہ بنجر ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مائینز کی ٹیل پر واقع قصبہ کو پانی برائے آبپاشی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مونڈی مائینز سے تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کے سیراب کردہ رقبہ اور موضع جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام موضع	رقبہ آبپاش شدہ
مڈ بھورہ	141ایکڑ
کھوکھراں	51ایکڑ
موسے کانجو	236ایکڑ
نیل گڑھ	1018ایکڑ
فیض آباد	164ایکڑ
شاہ محمد مڑل	981ایکڑ
کوٹلہ مائی	1566ایکڑ
چک نمبر61	268 ایکڑ
مونڈی لاڑ	247ایکڑ
ٹوٹل	4675ایکڑ

(ب) مونڈی مائینز کی پرانی ٹیل بر آر ڈی 23800 کے مالکان کی مرضی کے مطابق چک بندی اینڈ ریماڈلنگ ڈویژن رحیم یار خان نے سکارپ VI پراجیکٹ برائے جنرل ریماڈلنگ و

جنرل چک بندی کے تحت جھول مائینز پر نیا موگہ بر آر ڈی R/8600 پر تجویز کیا۔ چند زمینداران نے عدالت سے اس موگہ کے خلاف حکم امتناعی لے لیا۔ اس طرح سے زمینداروں کی آپس کی لڑائی اور ذاتی عناد کی وجہ سے مقدمات عدالتوں میں رہے جن کی وجہ سے ان لوگوں کو نیا موگہ بر آر ڈی R/8600 جھول مائینز سے پانی نہ مل سکا مگر مونڈی مائینز سے پانی کی فراہمی جاری رہی۔ اب مونڈی مائینز کی ٹیل 23800 آر ڈی سے 33200 آر ڈی تک extend کر دی گئی ہے اور آبنوشان کا مطالبہ پورا ہو چکا ہے۔ ٹیل پر پورا پانی پہنچ رہا ہے۔

(ج) جزو بالا میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

عباسیہ لنک کینال رحیم یار خان۔ تاریخ افتتاح، کارکردگی اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*6290: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) عباسیہ لنک کینال رحیم یار خان کا افتتاح کب کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چند بااثر خاندان اس نہر کو چلنے نہیں دے رہے ہیں؟

(ج) اپریل 2004 سے آج تک اس نہر کو کس کس وجہ سے بند کیا گیا اور ہر دفعہ کس کے احکامات کے تحت چلایا گیا؟

(د) اس نہر سے مذکورہ ضلع کا کتنا رقبہ آبپاش ہوا ہے اور کتنے کسانوں کو فائدہ ہوا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس نہر کو سالانہ نہر کا درجہ دینے اور اس کو مستقل طور پر چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) عباسیہ لنک کینال کا افتتاح مورخہ 29-04-2004 کو وزیر آبپاشی پنجاب نے کیا۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔

(ج) اپریل 2004 سے نہر مسلسل چلتی رہی ہے اور اکتوبر میں پانی کی کمی اور فصلوں کے لئے پانی کی کم ضرورت کی وجہ سے بند رہی جو کہ محکمہ انہار کی جنرل پالیسی کے تحت تھا۔

(د) عباسیہ لنک کینال سے رحیم یار خان کینال سرکل کا کل351123۔ایکڑ رقبہ سیراب ہو رہا ہے۔

(ہ) یہ ایک پالیسی معاملہ ہے۔

ضلع جہلم،05-2003،چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کے لئے فنڈز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6727: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال04-2003اور05-2004 کے دوران ضلع جہلم میں کتنے چھوٹے ڈیم بنانے کے لئے رقم مختص کی گئی اور جو زیر تعمیر ہیں ان کے نام، مقام، کتنے رقبہ پر محیط ہیں، نیز پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہر ایک ڈیم کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کریں۔

(ب) ان ڈیم سے کون کونسے دیہات کی کتنی کتنی زمین سیراب ہو رہی ہے یا ہو گی، علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم فرمائیں۔

(ج) زیر تعمیر ڈیم سے کن دیہات کی کتنی کتنی زمین سیراب ہو گی؟

(د) ہر ایک مکمل شدہ اور زیر تعمیر سال ڈیم کی لاگت بیان فرمائیں۔

(ہ) کیا حکومت آئندہ سالوں میں ضلع جہلم میں مزید چھوٹے ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ برساتی نالوں کے پانی کے نقصانات سے بچتے ہوئے اس پانی کو زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے استعمال کیا جا سکے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال04-2003اور05-2004کے دوران ضلع جہلم میں تین نئے چھوٹے ڈیمز بنانے کے لئے409.642ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی بقیہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ڈیم کا نام	مقام	رقبہ (Road Area)	پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش
1۔	لسڑی ڈیم	ضلع جہلم منگلا روڈ دینہ	170۔ایکڑ	5705۔ایکڑ فٹ

2۔	سلیال ڈیم	سلیال گاؤں، دینہ سے 40 کلومیٹر	25۔ایکڑ	527۔ایکڑ فٹ
3۔	ڈومیلی ڈیم	ڈومیلی سے شمال کی طرف 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر	250۔ایکڑ	8690۔ایکڑ فٹ

(ب وج) ان ڈیموں سے مستفید ہونے والے دیہات اور سیراب ہونے والی زمین درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ڈیم کا نام	مستفید ہونے والے دیہات	سیراب ہونے والی زمین
1۔	لسری ڈیم	برال، پنڈوری، افغان آباد، ڈھوک ٹمہ، ڈھوک سائیاں، ڈھیری حسن، چک وٹیالہ، چک سائیو، سگری، فارہ، لیجار، مینگولا، نکوڈار، چک جلو	2220ایکڑ
2۔	سلیال ڈیم	نگلیال، گنگال، سلیال، میر	450ایکڑ
3۔	ڈومیلی ڈیم	ڈومیلی، ڈھوک جھنگ، ڈھوک گجراں، کلیال، ڈھوک آئمہ، چنی لاٹ، ڈھوک بھگوالہ، دلاوال، دھنیالہ	5000ایکڑ

(د)

نمبر شمار	مکمل شدہ ڈیم	لاگت	زیر تعمیر ڈیم	لاگت
1۔	گراٹ ڈیم (1992)	14.310ملین	1۔لسری ڈیم	127.514ملین
2۔	جمرگال ڈیم (1992)	28.740ملین	2۔سلیال ڈیم	43.114ملین
3۔	ٹین پورہ ڈیم (1995)	105.400ملین	3۔ڈومیلی ڈیم	269.985ملین

(ہ) حکومت آئندہ سالوں میں ضلع جہلم میں مزید دو سمال ڈیم گڑھا اتم سنگھ اور شاہ حبیب تعمیر کے لئے منظور ہوئے ہیں جن کی لاگت 191.95 ملین روپے ہے۔

بنگلہ قاسم والہ لیاقت پور سے متعلقہ تفصیلات

*6765: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بنگلہ قاسم والہ لیاقت پور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا بنگلہ حکومت پنجاب کے پاس ہے، اگر کسی کو دے دیا گیا ہے تو اس ادارے کا نام اور اس کو دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بنگلہ کی اراضی کے لئے پانی عباسیہ لنک کینال سے چرایا جارہا ہے؟

(د) کیا حکومت پانی چرانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) پانچ ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ بنگلہ محکمہ انہار پنجاب کے پاس ہے مگر حساس نقطہ نظر کے باعث اداروں کی تحویل میں ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ عباسیہ لنک کینال سے پانی چرایا جارہا ہے۔

(د) جز(ج) بالا میں دی گئی وضاحت کے بعد مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

لوئر کینال جھنگ برانچ کی راجباہوں میں پانی کی سطح بلند کرنے کے لئے حکومتی اقدامات

*6781: جناب محمد ثقلین انور: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ برانچ لوئر کینال کی برجی نمبر 36964 کے مقام سے نکلنے والے راجباہ نیلا نمبر1(34500/R)اور نیلا نمبر2(36664/R) میں پانی نہیں آتا کیونکہ یہ راجباہ برانچ لوئر سے اونچائی پر واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قبل ازاں ان راجباہوں میں پانی کی سپلائی کے لئے نہر میں کڑیاں لگائی جاتی تھیں جواب ختم کر دی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان راجباہوں میں پانی نہ جانے کی وجہ سے 7چکوک کی قیمتی اراضی بنجر ہو گئی ہے؟

(د) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان راجباہوں میں پانی سپلائی کرنے کے لئے جھنگ برانچ لوئر کینال کی برجی نمبر 36964 پر ریگولیشن گیٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ نیلا نمبر1 31960/R اور نیلا نمبر2 36664/R جھنگ برانچ سے نکلتی ہیں۔ جھنگ برانچ پانی کم ہونے کی صورت میں وارابندی سے چلتی ہے۔ نیلا نمبر1 اور نیلا نمبر2 کو وارابندی کے مطابق چلایا جاتا ہے لہذا جب نیلا نمبر1 اور نیلا نمبر2

تیسری priority پر ہوتی ہے تو صرف اس دوران پانی کی کمی ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کافی عرصہ قبل جھنگ برانچ میں کڑیاں لگائی جاتی تھیں تاکہ نیلا نمبر 1 اور نیلا نمبر 2 کا پانی پورا کیا جا سکے مگر پچھلے چند سالوں سے پانی کی کمی کی وجہ سے جھنگ برانچ کا بیڈ 3 تا 2/1-3 فٹ اونچا (silt up) ہو چکا ہے لہذا اب کڑیاں لگانے کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سات چکوک کی قیمتی اراضی بنجر ہو گئی ہے۔ دونوں راجباہوں کی ٹیلوں پر پانی جاتا ہے اور صرف تیسری priority ہی میں پانی کی کمی ہوتی ہے۔

(د) تمام راجباہوں میں منظور شدہ ترجیحی پروگرام کے مطابق پانی دیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ریگولیشن گیٹ لگانے کا تعلق ہے جھنگ برانچ سسٹم کی مکمل بحالی حکومت کے پاس زیر غور ہے اور جلد ہی فنڈز کی دستیابی کی صورت میں عملدرآمد کیا جائے گا اور اس پراجیکٹ کے تحت گیٹ بھی لگائے جائیں گے۔

نیاز بیگ کینال برانچ لاہور، نئے موگہ جات پر پابندی اور اضافی پانی کے استعمال سے متعلقہ تفصیل

*6801: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیاز بیگ کینال برانچ لاہور سے اس وقت نئے موگہ جات کی منظوری پر پابندی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ پابندی کب لگائی گئی تھی کیا۔ جنوری 2000 سے آج تک کوئی نیا موگہ لگایا گیا ہے اگر ہاں تو کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے کتنی تعداد میں اور کہاں کہاں لگائے گئے ہیں؟

(ج) محکمہ نئے سرے سے وارابندی کیسے کرتا ہے کیونکہ مذکورہ نہر سے سیراب ہونے والا کافی رقبہ اس وقت فیکٹریوں اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے زیر استعمال آ گیا ہے، کیا یہ فالتو پانی زمینداروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں نیز یہ فالتو پانی اب کون استعمال کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ نیاز بیگ ڈسٹری بیوٹری پر نئے موگہ جات کی منظوری پر کوئی پابندی نہ ہے۔

(ب) جنوری2000 سے آج تک کوئی نیا موگہ منظور نہ ہوا ہے۔

(ج) وارابندی موگہ زیر دفعہ 68 کینال ایکٹ منظور کی جاتی ہے جن موگہ جات کی چک بندی میں کاشتہ رقبہ پر آبادی بن جاتی ہے اس رقبہ کو سی۔ اے سے زیر دفعہ B20-کینال ایکٹ خارج کر کے وارا بندی و باقی سی۔ سی۔ اے پر زیر دفعہ 68 کینال ایکٹ مرتب و منظور کی جاتی ہے اس طرح فالتو پانی ہوتا ہی نہیں ہے۔

قصور، 2002 تا حال محکمہ آبپاشی میں بھرتی کی تفصیل

*6802: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں جنوری2002 تا حال جو ملازمین بھرتی کئے گئے، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، موجودہ تعیناتی، عہدہ جات اور ڈومیسائل کے متعلق تفصیلات مہیا کی جائیں۔

(ب) ان ملازمین میں سے کتنے ورک چارج، ڈیلی ویجز، کنٹریکٹ، عارضی اور مستقل بنیادوں پر بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف گزشتہ 3 سالوں میں کرپشن اور ناجائز اختیارات کے حوالے سے کارروائی کی گئی، تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع قصور میں جنوری2002 تا حال جو ملازمین بھرتی کئے گئے ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، موجودہ تعیناتی، عہدہ جات اور ڈومیسائل کے متعلق تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان ملازمین میں سے 414 ورک چارج، 0 ڈیلی ویجز، 10 کنٹریکٹ، 0 عارضی اور 6 مستقل بنیادوں پر بھرتی کئے گئے ہیں۔

(ج) ان ملازمین کے خلاف گزشتہ 3 سالوں میں کرپشن اور ناجائز اختیارات کے حوالے سے کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت پیش نہ ہوئی ہے۔

صوبہ پنجاب کے لئے نہری پانی کے کوٹا سے متعلقہ تفصیلات

*6830: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وفاقی حکومت کے ادارے "ارسا" نے پنجاب میں زرعی مقاصد کے لئے پانی کا کتنا کوٹا مقرر کیا ہے؟

(ب) سال 2004 تا 2005 کتنے کیوسک پانی زراعت کے لئے صوبہ پنجاب کو فراہم کیا گیا اور اگر صوبہ کے طے شدہ کوٹا سے کم پانی فراہم کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) حکومت پنجاب نے کیا بندوبست اور انتظامات کئے ہیں جن سے پنجاب کے مقررہ اور طے شدہ کوٹا کا مکمل پانی فراہم ہو سکے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) وفاقی حکومت کے ادارے ارسا نے پنجاب کے لئے 1991 کے پانی کے معاہدے کے پیرا (2) کے مطابق درج ذیل کوٹا مقرر کیا ہے:۔

خریف سیزن	37.07 ملین ایکڑ فٹ
ربیع سیزن	18.87 ملین ایکڑ فٹ

(ب) سال 2004 تا 2005 درج ذیل پانی پنجاب کی نہروں کے لئے فراہم کیا گیا:۔

خریف سیزن 2004	30.33 ملین ایکڑ فٹ
	15.165 ملین کیوسک
ربیع سیزن 2004 تا 2005	11.54 ملین ایکڑ فٹ
	5.77 ملین کیوسک

پنجاب میں پانی کی طے شدہ کوٹا سے کم فراہمی کی وجہ دریاؤں میں پانی کی کمی، فاضل پانی کو جمع کرنے کے لئے آبی ذخائر کی کمی اور موسمی حالات کی تبدیلی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے طے شدہ کوٹے کے مطابق صوبہ پنجاب کو پانی کی فراہمی کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

(الف) محکمہ اریگیشن پنجاب ارسا میں اپنے نمائندوں کے ذریعے ارسا میں خریف سیزن اور ربیع سیزن کے لئے پنجاب کے حصہ کو یقینی بناتا ہے کہ وہ 1991 کے پانی کے معاہدے کے مطابق طے ہو اور اسی کے مطابق صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کی جائے۔

(ب) پنجاب حکومت نے ہر موقع پر فاضل دریائی پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے پانی کے بڑے ڈیم اور ذخائر تعمیر کرنے پر زور دیا ہے اور اس مقصد کے لئے وفاق اور صوبائی حکومتیں واپڈا کے ذریعے جائزہ رپورٹیں تیار کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں صدر پاکستان کی طرف سے نامزد کی جانے والی پارلیمانی کمیٹی کی رپورٹ تیار ہو چکی ہے جبکہ ٹیکنیکل کمیٹی کی حتمی رپورٹ ابھی تیاری کے مراحل سے گزر رہی ہے۔

ضلع لاہور / شیخوپورہ، محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*6876: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع شیخوپورہ اور ضلع لاہور میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی:

ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں محکمہ انہار کے 22 ریسٹ ہاؤسز ہیں جن کے نام اور رقبہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ، 05-2004، نہری پانی کی چوری کے مقدمات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6932: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ محکمہ انہار نے سال 2004 اور 2005 میں نہری پانی کی چوری کے کتنے کیس پکڑے اور کتنے کیس پولیس کے حوالہ کئے، کتنے افراد کا چالان ہوا اور کتنے افراد مجرم قرار دیئے گئے؟

(ب) نہری پانی کی چوری کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کے لئے محکمہ انہار نے کیا خصوصی منصوبہ بندی کی ہے خصوصاً غریب اور ٹیل پر واقع کاشتکاروں کے پانی کے حصہ کی یقینی فراہمی کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ انہار نے سال05-2004میں نہری پانی چوری کے2012 کیس ہائے پکڑے ہیں اور تمام کیس ہائے کے مقدمات پولیس کے حوالے کئے۔ 1340کیس ہائے کیF.I.Rدرج ہوئی اور مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

(ب) سال05-2004دریاؤں میں پانی کی شدید کمی رہی ہے جس کی وجہ سے پانی چوری کا کافی رجحان رہالیکن محکمہ کی انتھک محنت کی وجہ سے غریب اور ٹیل پر واقع کاشتکاروں کو پانی کی فراہمی کو ممکن حد تک بہتر بنایا گیا۔ اپر چناب کینال سرکل نے اپنے ذیلی دفاتر کے ذریعے فیلڈ سٹاف کی گشت بڑھادی ہے اور متعلقہ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے ساتھ پٹرولنگ کی منصوبہ بندی ہے اور نائٹ ریڈ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ جن میں ٹیل کے کاشتکاروں کو بھی نمائندگی دی گئی ہے۔ اب پانی کی مجموعی صورتحال بہت اچھی ہے اور ٹیلوں پر پانی پہنچ رہاہے۔

تحصیل جتوئی، موضع سبائے والہ کے لئے نئے موگہ کی منظوری کا مسئلہ

*6972: **ملک محمد اقبال چنڑ و مہر اعجاز احمد اچلانہ**: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع سبائے والا تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ کی اراضی کو سیراب کرنے کے لئے سبائے والا مائیز کے موگہ نمبرL/15100سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ موگہ کا کھال آبادی سے گزرتا ہے اور اکثر آبادی والے علاقہ میں ٹوٹارہتا ہے جس کی وجہ سے پانی ٹیل کے کسانوں کو فراہم نہیں ہوتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیل کے کسانوں کو پانی فراہم نہ ہونے کی وجہ سے زمین بنجر ہو رہی ہے؟

(د) کیا حکومت موضع سبائے والا کے ٹیل کے کسانوں کو پانی کی فراہمی کے لئے قبرستان بستی ڈانور کے مقام پر نئے موگہ کی منظوری دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) کھال جات پر کسی بھی شکایت کے ازالہ کے لئے حصہ داران کی درخواست پر کارروائی کی جاتی ہے۔ متعلقہ مسئلہ کے بارے میں دفتر ایکسئین مظفر گڑھ میں کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) جواب جزو بالا میں دیا جا چکا ہے۔

(د) زمینداران نئے موگہ کی منظوری کے لئے حسب ضابطہ درخواست گزاریں تو قانون کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

تحصیل جڑانوالہ محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی فروخت سے متعلقہ تمام تر تفصیلات

*7017: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ (فیصل آباد) میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز بمقام چک نمبرGB-39 برقبہ 145 کنال 14 مرلہ، چک نمبرGB-66، برقبہ 106 کنال 13 مرلہ، چک نمبرGB-103 برقبہ 154 کنال اور چک نمبرGB-233 برقبہ 170 کنال 08 مرلہ کو محکمہ کالونیز (BOR) نے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کی ملی بھگت سے ایک شخص محمد سرور ڈوگر ولد علی احمد ڈوگر سکنہ چک نمبر 208 گ۔ب (فیصل آباد) کو الاٹ کر دیئے جبکہ متذکرہ ریسٹ ہاؤسز بذریعہ open auction نیلام ہونے تھے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ ریسٹ ہاؤسز کی الاٹمنٹ موجودہ مارکیٹ value کے مطابق ہوئی اگر ہاں تو کتنے میں اور کس میرٹ پر نیز کروڑوں روپے مالیت کی 576 کنال 15 مرلہ سرکاری اراضی کی کھلی نیلامی نہ کر کے ایک ہی شخص کے نام الاٹمنٹ کئے جانے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) قانونی طور پر سرکاری زمینوں کی الاٹمنٹ وغیرہ بورڈ آف ریونیو اور متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کے ذریعے سرانجام دی جاتی ہے۔ محکمہ انہار فیصل آباد زون نے متذکرہ سرکاری زمین کی بابت N.O.C کسی بھی شخص کے حق میں جاری نہ کیا ہے۔ زمین مورخہ 20-04-2005 کو ممبر کالونیز بورڈ آف ریونیو پنجاب نے محمد سرور وغیرہ کو الاٹ کی تھی۔ اس غیر قانونی الاٹمنٹ کی خبر محکمہ انہار کو ہوئی تو فوری طور پر افسران محکمہ انہار نے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر فیصل آباد سے رابطہ کیا اور اس غیر قانونی الاٹمنٹ کو منظور نہ کرنے پر زور دیا۔ محکمہ انہار فیصل آباد زون کی بروقت کارروائی سے ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے مورخہ 11-06-2005 کو الاٹمنٹ آرڈر کینسل کر دیئے۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو فیصل آباد کی چٹھی نمبری 1191/M/DDO/CC-IV مورخہ 28-07-2005 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ متذکرہ زمین کا قبضہ کسی بھی الاٹی کو نہیں دیا گیا تھا۔ زمین اب بھی محکمہ انہار کے قبضہ میں ہے۔

(ب) اگرچہ سرکاری زمین کے الاٹمنٹ کے آرڈر مجاز اتھارٹی نے منسوخ کر دیئے ہیں تاہم محکمہ مزید انکوائری کے حق میں ہے۔

منڈی بہاؤالدین، گجر کالونی کے درمیان سے نکالی جانے والی راجباہ سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*7020: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار کے افسران نے چند وڈیرے زمینداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے گجر کالونی ہیڈ فقیریاں ضلع منڈی بہاؤالدین کی آبادی کے درمیان میں سے راجباہ نکال دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس راجباہ کی وجہ سے نہ صرف آبادی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے بلکہ مسجد کو جانے والا راستہ بھی بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس راجباہ سے جن زمینداروں کو پانی فراہم کرنے کا منصوبہ تھا ان

کی زمینوں کو پانی بھی نہ پہنچ سکا ہے بلکہ یہ پانی آبادی میں داخل ہو گیا ہے جس کی وجہ سے گجر کالونی کے تمام گھر زمین بوس ہو گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس غیر قانونی کام میں ملوث محکمہ انہار کے افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور مذکورہ راجباہ کسی مناسب جگہ سے نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ نے کسی وڈیرے زمیندار کی خاطر کوئی کارروائی نہ کی ہے بلکہ موگہ جات 4883/R و 7274/R کا رقبہ بالترتیب 118+283=401 ایکڑ راجباہ سدرن فیڈر کو حسب ضابطہ تبدیل کر کے راجباہ دھوری کی چک بندی میں شامل کیا گیا ہے۔ راجباہ دھوری کے جدید موگہ L/2200 کی کھال سدرن فیڈر کے رقبہ سے منظور کی گئی ہے جو کہ محکمہ نہر کی ملکیت ہے۔ سدرن فیڈر کے رقبہ میں لوگوں نے زبردستی مکان تعمیر کر رکھے ہیں جو کہ ناجائز تجاوزات میں آتے ہیں۔

(ب) آبادی دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوئی، مسجد کو جانے والا راستہ بند نہ ہوا ہے۔

(ج) غلط ہے۔ رقبہ متذکرہ بالا کو موقع پر پانی پہنچ رہا ہے، کوئی مکان مسمار نہ ہوا ہے۔

(د) محکمہ نہر کے افسران نے کوئی غیر قانونی کام نہ کیا ہے، محکمہ نے رقبہ کی آبپاشی کی خاطر اپنے ذاتی رقبہ سے موگہ منظور کیا ہے۔

لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کی صفائی کا مسئلہ

*7141: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر سے گزرنے والی نہر نے شہر کی خوبصورتی کو دوبالا کر رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب اس نہر کو بند کیا جاتا ہے تو نہر میں مختلف نوعیت کا ڈھیروں کچرا نمایاں ہو جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس نہر کی مکمل صفائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ آبپاشی نے اس نہر کو سالانہ بندی میں صاف کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج اجلاس 10:55 پر شروع ہوا ہے، آپ چیک کر لیں، ابھی وقفہ سوالات کے 15 منٹ باقی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے دیکھا ہے۔ 10:45 پر شروع ہوا تھا۔ قرآن شریف کی تلاوت 10:45 پر شروع ہوئی۔ اس کے بعد پانچ منٹ تلاوت ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ پوچھ لیں کہ کتنے بجے سیشن start ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہو سکتا ہے کہ آپ کو مغالطہ ہو یا مجھے مغالطہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پونے گیارہ بجے سیشن شروع ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ دیکھ لیں یا کسی سے پوچھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم نے بھی ٹائم دیکھا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی مرضی ہے۔ I can't challenge your ruling. لیکن یہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ This is a wrong precedent.

MR ACTING SPEAKER: I am not doing it deliberately because I have seen the time myself...

بگو صاحب بھی اس چیز کے گواہ ہیں کہ پونے گیارہ بجے کارروائی شروع ہوئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 428 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جمعرات کا جو بزنس ہے۔ ابھی جمعرات کا بزنس دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہی ہے۔

حکومت کی جانب ایوان کے بزنس کو طے شدہ ایجنڈے کے مطابق نہ چلانے پر اپوزیشن کا احتجاج

جناب سمیع اللہ خان: میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ اس ایوان میں جب سے یہ سیشن چل رہا ہے اس میں دو دو دن کی چھٹیاں دے کر دن پورے کئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تنخواہ پورے دنوں کی لیتے ہیں اور یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ ویسے تو پنجاب حکومت efficiency دکھاتی ہے کہ ہم نے 70 دنوں میں اتنے قانون پاس کئے اور یہ کچھ کیا لیکن حالت یہ ہے کہ دن پورے کرنے کے لئے دو دو دن کی break دی جاتی ہے اور یہ پورا ایوان اس کی تنخواہ لیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ بھی زیادتی ہے اور ان کے اس قیمتی سرمایہ کے ساتھ بھی زیادتی ہے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اگر ہمیں پوری تنخواہ دینی ہے تو کل بھی اجلاس ہونا چاہئے، پرسوں بھی ہونا چاہئے۔ یہ روایت پنجاب کے اندر بالکل ٹھیک نہ ہے جیسے نیشنل اسمبلی میں بزنس یا سوالات ہیں یہاں ابھی جیسے رانا آفتاب صاحب کہہ رہے تھے کہ پورا ٹائم نہیں ہے کہ ہم اپنے مسائل پر بات کر سکیں۔ یہاں پر پورا بزنس ہے لیکن یہ دو دو دن کی چھٹی دے کر ان دنوں کو پورا کرنا میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی روایات میں کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔ ٹھیک ہے رولز ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ دو دن کی break دے کر جس طرح مرضی ہم اپنا بزنس نمٹالیں لیکن یہ اچھی روایت نہیں ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو تبدیل کیا جائے اور روزانہ اجلاس کیا جائے۔

جناب سپیکر! پہلے دن طے ہوا تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ زلزلے پر تجاویز یا بحث ہو گی، حکومت اپنا نقطہ نظر پیش کرے گی اور ممبرز اپنا نقطہ نظر پیش کریں گے۔ پہلے دن صرف ایک دفعہ لکھا آیا ہے کہ زلزلہ پر عام بحث لیکن آج کے بزنس میں وہ نہیں ہے، اگر اس طرح ایوان کو چلانا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا اور اتنا sensitive issue زلزلے کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا

لیکن آج کے بزنس میں وہ issue غائب ہے۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور یہ قوم پہلے ہی بے بس ہے لیکن اگر حکومت بے بسی پر اتر آئے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ زلزلہ زدگان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ طے ہوئی تھی کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوگی اور میں نے آپ کو خود کہا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ابھی تک نہیں ہوئی آج میٹنگ ہونی ہے۔ جو ہمارے درمیان بات ہوئی تھی وہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے تحت ایجنڈا اور اسی کے تحت یہ فیصلہ ہونا تھا۔ آج میرا خیال ہے کہ اجلاس کے بعد بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہے یہ سب ایجنڈا اس میں طے ہوگا۔ جتنے ساتھی ہمارے پاس آئے تھے اور ان سے میری یہی بات ہوئی تھی۔ We are stick to that اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ یہ تاثر نہ دیں یعنی We are escaping from that بالکل آپ کے مطابق بیٹھ کر ایجنڈا طے ہوگا، لاء منسٹر صاحب بھی ہوں گے، ہم بھی ہوں گے اور بیٹھ کر آپ کے ساتھ بات کریں گے اور اس میں جو طے ہوگا اسی پر عمل ہوگا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہی طے ہونا ہے لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک طے شدہ فیصلہ تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دن کے ایجنڈے میں یہ آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! طے یہ ہوا تھا کہ بیٹھ کر تمام ایجنڈا بنایا جائے گا۔ آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوگی اور ہم اس میں طے کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بات کی تصحیح چاہوں گا کہ پہلے دن جب ہم آپ کے چیمبر میں حاضر ہوئے تھے اور پھر ہم آپ کے ساتھ سپیکر صاحب کے پاس گئے تھے تو وہاں پر یہ بات طے ہو گئی تھی کہ اب جتنے دن اجلاس چلے گا، اجلاس کی کارروائی یا اس دن کے ایجنڈا کے بعد ایک گھنٹے کے لئے زلزلہ سے متعلق وہاں کے ریلیف ورک پر تجاویز یا عام بحث ہوگی۔ باقی اس کے بعد یہ طے ہوا تھا کہ گورنمنٹ کے ساتھ سپیکر چیمبر میں ایک میٹنگ ہوگی جس میں ریفرنسز سے متعلق

issue پر ہماری جو reservation تھی ان کو resolve کرنے کے لئے بات ہوگی۔ اس دن وزیر قانون صاحب جا چکے تھے اور اس کے بعد دو دن یہ تشریف نہیں لائے اس لئے وہ میٹنگ نہیں ہو سکی اور آج کے دن کے لئے ملتوی ہو گئی تھی۔ یہ جو زلزلہ زدگان پر بحث کی بات ہے یہ تو اس دن طے ہوئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: in principle وہ طے ہوئی تھی لیکن وہ بھی یہی طے ہوئی تھی کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر ایجنڈا بنایا جائے گا اور اس کے مطابق چلا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: طے ہونے کے بعد اگلے دن وہ بات ایجنڈے پر بھی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سپیکر صاحب سے جو میری بات ہوئی تھی انہوں نے یہی کہا تھا کہ میرے پاس دوست آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ پرسوں ہم میٹنگ کریں گے یہ Monday کی بات ہے۔ آج ہم نے میٹنگ رکھی ہوئی ہے اس کے بعد آپ تشریف لے آئیں ہم بیٹھ کر آپ سے بات کریں گے، لاء منسٹر صاحب بھی ہوں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس دن یہ بات طے ہو گئی تھی۔ رانا صاحب بھی تھے ہم بھی تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: in principle یہی agree ہوا تھا لیکن طے ہوا تھا کہ بیٹھ کر سارا ایجنڈا ترتیب دیا جائے گا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بات نہیں ہوئی، آپ کی بات ہوئی تھی۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس شروع کرتے ہیں۔ 428 سید احسان اللہ وقاص اور جناب ارشد محمود بگو صاحب!

توجہ دلاؤ نوٹس

ون ویلنگ کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کو روکنے کے لئے قانون سازی کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 18-10-2005 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ کاہنہ کے علاقہ لکھوکی کے رہائشی محنت کش یعقوب کا 22 سالہ بیٹا عمران جو ایف اے کا طالبعلم تھا اپنے دوستوں کے ہمراہ گزشتہ روز مین روڈ پر ون ویلنگ کر رہا تھا کہ تیز رفتاری کے باعث

موٹر سائیکل فٹ پاتھ سے ٹکرا گئی جس سے گر کر عمران شدید زخمی ہو گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زخمی عمران کو طبی امداد کے لئے ہسپتال داخل کرایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور اس نے ہسپتال میں دم توڑ دیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس مہلک، قاتل مشغلہ اور کھیل پر قانونی پابندی لگانے اور قانون پر سختی سے عملدر آمد کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ عمران کی ہلاکت ہوئی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر موضع کاہنہ کے علاقہ لکھو کی کے رہائشی محنت کش یعقوب سے ہم نے معلوم کروایا ہے کہ اس کے بیٹے کی ہلاکت نہیں ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے مکمل طور پر اس بات سے اتفاق ہے کہ جن خدشات اور خیالات کا اظہار جن معزز اراکین نے کیا ہے کہ یہ ایک انتہائی مہلک کھیل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس پر مکمل طور پر پابندی ہونی چاہئے۔ جہاں تک پولیس کا تعلق ہے اس وقت تک پولیس نے جنوری 2004 سے لے کر 22-اکتوبر 2005 تک تقریباً دو سالوں کے عرصے میں گیارہ ہزار چار سو بیاسی چالان کئے ہیں، گیارہ ہزار آٹھ سو سات لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور اسی طرح تقریباً دس لاکھ روپے کے قریب جرمانے بھی کئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ مکمل طور پر اس خطرناک کھیل کو ختم نہیں کیا جا سکا اور میرے بھائی محترم ارشد بگو صاحب چونکہ خود وکیل ہیں وہ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جس قانون کے تحت یہ کارروائی کی جاتی ہے بنیادی طور پر وہ قانون قابل ضمانت ہے اور لوگ ضمانت کروا کر باہر آ جاتے ہیں اور

اس لئے کوئی موثر کارروائی نہیں ہو سکتی۔ آج بھی میں نے صبح یہ ذاتی طور پر چیک کیا ہے کہ 130 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے، موٹر سائیکلوں کو قبضہ میں لیا گیا ہے اور یہ کھیل تقریباً اتوار کے دن زیادہ عروج پر ہوتا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس قانون کو ناقابل ضمانت جرم بنانا چاہتے ہیں لیکن اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کی منظوری چاہئے کیونکہ P.P.C میں amendment فیڈرل گورنمنٹ لا سکتی ہے لیکن آج ہم نے اس کی ایک نئی possibility کو probe کرنے کی کوشش کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ہم پیشرفت کریں گے کہ ہم صوبائی سطح پر جس طرح dangerous kiteflying کے لئے ہم علیحدہ قانون لے کر آئے تھے اسی طرح اس کھیل کو ختم کرنے کے لئے، عوام کے تحفظ کے لئے اور قیمتی جانوں کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اگلے سیشن میں نئی قانون سازی لے کر آئیں گے۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں جناب وزیر قانون کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑا مثبت جواب دیا ہے۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے تو میں نے صرف اسی موضوع پر چار تحاریک التوائے کار جمع کروائی ہیں کہ کوئی نہ کوئی جواب آ جائے پھر مجھے مجبوراً یہ توجہ دلاؤ نوٹس جمع کرانا پڑا۔ یہ بیماری پہلے لاہور میں تھی اور یہ پھیلتے پھیلتے اب پورے پنجاب میں خصوصاً چھوٹے چھوٹے شہروں میں پھیل گئی ہے۔ آپ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ teen agers اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں اصل میں عمر کا ایسا حصہ ہوتا ہے کہ ان کے دماغ پر خوف طاری نہیں ہوتا اور وہ اتنے خطرناک طریقے سے موٹر سائیکل پر ون ویلنگ کرتے ہیں کہ دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔ میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں اور ان سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں سیالکوٹ میں بھی ایسا ہی تھا کہ وہاں پر بھی یہ بیماری عام ہو گئی تھی۔ میں نے ڈی۔پی۔او سے درخواست کی کہ خدا کے لئے آپ اپنے طور پر ان teen agers کی جان بچانے کے لئے کچھ مہربانی کریں پھر انہوں نے ایک ایکشن کیا کہ جہاں پر وہ بچے اکٹھے ہوتے تھے وہاں پر ان کو گھیر لیا اور پھر پولیس جو اپنے طریقے سے ایکشن کرتی ہے ایسا کیا اور الحمدللہ سیالکوٹ میں وہ بیماری اب 80 فیصد ختم ہو چکی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جب تک یہ قانون اسمبلی میں نہیں لاتے میری ان سے درخواست ہے کہ ڈی۔پی۔اوز کو اس بارے میں کہیں

کیونکہ پولیس جو چالان کرتی ہے وہ ٹریفک رولز کے تحت ہوتا ہے میری ان سے درخواست ہے کہ اگر یہ ڈی۔پی۔اوز کو ہدایت کردیں کہ مخصوص جگہوں پر جہاں پر ون ویلنگ ہوتی ہے اگر وہاں پر پولیس کے سپیشل سکواڈ بنا کر ناکہ بندی کی جائے اور سختی کی جائے تو میرا خیال ہے کہ کافی حد تک اس میں کمی آ سکتی ہے۔ ماں باپ تو گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ تو مر جاتے ہیں۔ جس کا جوان بیٹا، teen ager بیٹے کے مرنے کی خبر آتی ہے تو وہ گھر میں بیٹھے ہوئے مر جاتے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ڈی۔پی۔اوز کو اس معاملے میں خصوصی ہدایات دیں کہ وہ اس سلسلے میں سختی کے ساتھ ایکشن لیں میرا خیال ہے کہ کافی حد تک اس پر قابو پا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے اس توجہ دلاؤ نوٹس میں بڑا مثبت جواب دیا ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلہ میں ایک چھوٹی سی تجویز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر قانون سازی کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ قانون نہیں بنتا حکومت مختلف پرائیویٹ اداروں کے تعاون کے ساتھ ساتھ اس کی تشہیر کی مہم بھی چلائے جس میں اس کی خطرناک صورتحال کے پیش نظر لوگوں کو آگاہی کی مہم چلائی جانی چاہئے اس میں مختلف پرائیویٹ اداروں کا مالی تعاون حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ اشتہارات کو sponsor کر سکتے ہیں کہ ٹی۔وی وغیرہ کے ذریعے ماں باپ کو بھی توجہ دلائی جائے اور بچوں کو بھی سمجھایا جائے کہ یہ کتنا خطرناک شغل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میرے گاؤں میں ایک سانحہ ہوا ہے۔ اس سانحہ کا جو آج کل ماحول ہے اس حساب سے اس کی اہمیت نہ ہو کیونکہ ہمارے ملک کے ایک حصے میں قیامت ٹوٹی ہے اس حساب سے یہ سانحہ شاید چھوٹا نظر آئے لیکن ان لوگوں کے لئے یہ قیامت کے مترادف ہے جن پر یہ قیامت ٹوٹی ہے میں لاشیں سمیٹتا رہا ہوں، لاشیں اٹھاتا رہا ہوں۔ میں چونکہ ایک پسماندہ علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں اس پر انسانی حقوق کی جتنی تنظیمیں ہیں وہ بھی خاموش ہیں، اس پر پریس اور میڈیا کو بھی پتا نہیں ہوگا، اس کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں آج آپ کے توسط سے اس ایوان کو

تھوڑا سا اس سانحہ کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے گاؤں میں بیس ایکڑ متنازعہ جگہ تھی اس پر غریب مزارعے تھے جو کہ پانچ پانچ ایکڑ کے مالک تھے ان لوگوں نے پچھلے سال اس متنازعہ زمین پر قبضہ کر لیا اور جو لوگ پہلے قابض تھے ان کو dispossess کر دیا جو کہ on record تھا لیکن اب ان لوگوں نے جو کہ بااثر تھے انہوں نے پولیس کے ساتھ ملی بھگت کر کے جس کی میں باقاعدہ طور پر تحقیق اور تفتیش کر کے آیا ہوں جو کہ میں وہاں کر سکتا تھا ہمارے ڈی۔پی۔او صاحب اس میں شامل تھے۔ایک پولیس پارٹی تیار کی گئی جس میں ایک انسپکٹر ایس۔ایچ۔او صاحب، دو اے۔ایس۔آئی تھے، دس بارہ کانسٹیبلان تھے اور ساتھ وہ زمیندار جو dispossess ہوئے تھے۔یہ بات ریکارڈ پر ہے اور ان کے خلاف پرچہ بھی درج ہوا تھا۔ان لوگوں نے ان پر چڑھائی کر دی اور وہاں پر چڑھائی کر کے ان کی ایک بچی جس کی عمر 17 سال تھی اور اس کی شادی رمضان المبارک شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے ہوئی تھی اور ایک پندرہ سالہ بچے سمیت چھ آدمی وہاں پر ڈھیر ہو گئے پولیس باقاعدہ فائرنگ کرتی رہی، پوری چڑھائی میں پولیس موجود تھی اور آگے سے وہ لوگ بھی مرتے رہے، کٹتے رہے اور اس کے بعد رات کو جب میں نے ڈی۔پی۔او صاحب کو عرض کی کہ حضور یہ واقعہ ہوا ہے اور آپ کی پولیس شامل تھی آپ ان کی طرف سے ایف۔آئی۔آر درج کریں اور کارروائی کریں لیکن ڈی۔پی۔او صاحب میری بات سننے کے لئے تیار نہ تھے اور ڈی۔پی۔او صاحب نے کہا کہ ایف۔آئی۔آر ہو جائے گی آپ ڈی۔ایس۔پی کو اپنی درخواست پہنچا دیں۔دوسرے حملہ آوروں کی طرف سے بھی ایک بندہ مر گیا۔آخر جب ایف۔آئی۔آر کٹی تو ڈی۔پی۔او صاحب نے ان لوگوں کی طرف سے کٹوائی جو حملہ آور تھے جن کے ساتھ پولیس باقاعدہ طور پر آئی تھی اور پہلا فائر بھی پولیس نے کیا۔ایف۔آئی۔آر بھی ان کے خلاف کٹی جو مر چکے ہیں، ان کے بقیہ اٹھائیس تیس آدمیوں کے خلاف ایف۔آئی۔آر کٹ گئی اور مجھے جو کہا گیا تھا کہ آپ ڈی۔ایس۔پی کو درخواست دلوا دیں تو میں نے ڈی۔ایس۔پی کو درخواست دلوا دی اس درخواست میں ان لوگوں نے حقائق لکھ دیئے کہ اس طرح پولیس شامل تھی۔مدعی مضروب تھا اگلے دن ہسپتال میں اس پر چڑھائی کر دی گئی اور پولیس نے کہا کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو یا ادھر ہی مرنا چاہتے ہو؟ اس ڈی۔ایس۔پی صاحب اور انسپکٹر نے اس مضروب مدعی جو کہ درخواست دہندہ تھا اسے کہا کہ پولیس کے نام نکالیں۔اس طرح درخواست سے پولیس کے نام نکلوائے گئے، نئی درخواست تیار کروائی گئی اور اپنی مرضی کی درخواست تیار کروائی گئی۔

جب میں نے دیکھا کہ ڈی۔پی۔او صاحب تو میری بات نہیں سنتے۔ دو تین دفعہ فون پر عرض کی، دفتر گیا لیکن کوئی بات نہیں سنی گئی۔ اس کے بعد میں ڈی۔آئی۔جی صاحب کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ ہماری ایف۔آئی۔آر نہیں کٹ رہی حضور ہمارے اتنے بندے مر گئے ہیں۔ وہ مجھے کہتے کہ آپ سمجھدار لگتے ہیں اور آپ کو پتا نہیں کہ ایف۔آئی۔آر میرے ہاتھوں نہیں کٹتی، آپ تھانے جائیں اور وہاں کٹوا لیں۔ میں نے کہا کہ حضور تھانے میں میری شنوائی نہیں ہو رہی، ڈی۔پی۔او کے پاس میری شنوائی نہیں ہو رہی، آپ ہی کچھ سن لیں۔ اس نے کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں، میں ٹیلی فون کر دیتا ہوں یہ میرا کام نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے کہ آپ ایسا کریں کہ آج سارا ریکارڈ یہاں منگوا لیں چونکہ ایس۔پی / ڈی۔پی۔او اس ساری گیم میں شامل ہیں۔ براہ مہربانی سارا ریکارڈ منگوا کر اپنے پاس انکوائری شروع کر دیں۔ اس نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں ہے، وہاں ہی تفتیش ہو گی میں نے کہا کہ چلیں آپ ایس۔ایچ۔او کو تبدیل کر دیں۔ اس نے کہا کہ کیوں تبدیل کر دوں؟ یہاں پر لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں میری عرض ہے کہ اس سے بھی بڑے بڑے حادثے ہو جاتے ہیں تو پولیس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اس فورم پر ان لوگوں کے توسط سے آیا ہوں تو ان لوگوں کی چیخیں، ان لوگوں کی آہیں، ان کے جو لہولہان ہیں اور تین بندے وہ ہیں جو بالکل بے کار ہو چکے ہیں، غریب کسان ہیں، مزارعے ہیں، نہ کوئی ان کو مختاراں مائی بنانے والا ہے، نہ ان کو کوئی سونیا ناز بنانے والا ہے، نہ ان کو کوئی پوچھنے والا ہے کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ میں نے سارے پریس کو بتایا ہے، میں نے ہیومن رائٹس والوں کو بتایا ہے لیکن کوئی آدمی اس کا نوٹس لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ میری باتوں پر یقین نہ کریں اور ایک ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے جوڈیشل انکوائری کروائیں چونکہ پولیس اپنے بندوں کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتی اور اس بات کا آپ کو اور سب کو پتا ہے۔ جوڈیشل انکوائری کروائیں اور اگر میرا version صحیح ہو تو پولیس کے خلاف پورا ایکشن لیا جائے۔ خدا کی قسم میں اس floor پر یہ حلفاً کہہ رہا ہوں کہ حملہ آور زمیندار کے ایک بیٹے کے قتل میں فاتحہ خوانی کے لئے اس کے گھر گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ ابراہیم صاحب! آپ نے یہ کیا غلطی کی ہے کیونکہ آپ کا ایک نوجوان بیٹا مر گیا ہے اور یہ ان کے پانچ کے برابر ہے اور وہ تو غریب بے چارے مزارع کسان لوگ تھے۔ اس زمیندار نے کہا کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں یہ کبھی نہ کرتا اگر پولیس مجھے یہ یقین نہ دلاتی کہ آپ آئیں ہمارے ساتھ اور ہم

آپ کو قبضہ دلواتے ہیں اور میں تو صرف پولیس کی وجہ سے مر گیا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ سارا سانحہ صرف اور صرف پولیس کے جانے کی وجہ سے اور پولیس کو ساتھ لے کر قبضہ دلوانے کی وجہ سے ہوا ہے اور مجھے وہ آج یاد نہیں آ رہا کہ میجر صاحب جنہوں نے سندھ کے جنگلوں میں قبضہ دلوانے کے لئے سات آٹھ بندوں کو murder کیا تھا اور وہ جگہ بھی مجھے یاد نہیں آ رہی۔ یہ بھی سانحہ اسی قسم کا ہے اور میں نے جوہر آباد پریس کلب میں پورے پریس کو بتایا ہے لیکن کسی نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور میں نے ہیومن رائٹس والوں کو بھی بتایا اور ٹیلی فون بھی کئے کہ یہاں پر یہ لوگ لہولہان ہوئے پڑے ہیں اور کوئی تو آئے ہمارے پاس اور ہمیں بھی پوچھ لے یا سارا زور ادھر آپ نے لگانا ہے۔ یہ ایک کیس کو لے لیتے ہیں اور اسی پر سارا زور لگا لیتے ہیں ہمیں بھی تو دیکھیں۔ میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور حکومت کے پارلیمانی سیکرٹری یقیناً سچ کہہ رہے ہوں گے اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اور حکومت پنجاب کو بھی اپیل کروں گا کہ چھ آدمی قتل ہوئے ہیں اور پولیس اس میں شامل ہے تو خدارا! عدل کی خاطر کم از کم اس پر غور کیا جائے for the sake of justice اور کچھ نہیں تو یہاں پر کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے تاکہ وہ لوگ بھی مطمئن ہوں اور جب علاقے کے اندر اس کی خبر ہوگی تو پورا علاقہ اس سے مطمئن ہوگا کہ یہاں پر اندھیر نگری نہیں ہے بلکہ ایک حکومت ہے اور ایک قانون ہے جس پر باقاعدہ عمل ہوتا ہے۔ شکریہ، مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یقیناً ایک انتہائی افسوسناک بات ہے لیکن میں اپنے معزز بھائی پر بھی حیران ہوں کہ آج سات دن ہو گئے ہیں اور تقریباً یہ گزشتہ سوموار کا واقعہ بیان کر رہے ہیں اور اس واقعہ میں چھ murder ہوئے ہیں اور آج تک ایف۔آئی۔آر درج نہیں ہوئی، اخبار میں خبر نہیں آئی اور کسی کو کانوں کان

خبر نہیں ہوئی کہ کیا واقعہ ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی serious معاملہ ہے اور اس کو انشاء اللہ تعالیٰ seriously دیکھا جائے گا۔ میں اپنے بھائی سے یہ استدعا کروں گا کہ کل صبح دس بجے انشاء اللہ تعالیٰ ڈی۔پی۔او، متعلقہ تھانہ اور جو بھی متعلقہ لوگ ہیں وہ میرے چیمبر میں ہوں گے اور آپ تشریف لائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کے ذمہ دار کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں چونکہ میں ادھر ہی رہا ہوں کیونکہ ان کے بندے باری باری مرتے رہے ہیں اور ان کے جنازے ہوتے رہے تو میں اس میں مصروف رہا۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! احسان اللہ وقاص صاحب اور بگو صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کا بھی جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا تو جواب میں دے چکا ہوں اور اس کی قانون سازی کے لئے ہم کہہ چکے ہیں۔ قانون سازی سے پہلے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت کوئی instructions دے تو ہم نے پہلے ہی instructions دی ہوئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اسی لئے آج رات کو بھی گیارہ پارٹیاں مختلف تھانوں میں اس کام پر لگی ہوئی تھیں جنہوں نے ایک سو تیس آدمی گرفتار کئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں اس پر legislation لے کر آئیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ Call Attention Notice رانا آفتاب احمد خان اور میاں مسعود الحسن ڈار کی طرف سے ہے۔

امیر پارک گوجرانوالہ کے رہائشی عمر رسیدہ شخص کی ایس۔ایچ۔او تھانہ سول لائن گوجرانوالہ کے ہاتھوں ہلاکت اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 13-10-2005 کو محلہ امیر پارک گوجرانوالہ کے رہائشی 80 سالہ عمر رسیدہ کاکے خان کو غلام اصغر انسپکٹر ایس۔ایچ۔او سول لائن گوجرانوالہ بمعہ دیگر اہلکاران نے تشدد کا نشانہ بنایا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ سے میڈیکولیگل کے مطابق متوفی کو سر میں رائفل کے بٹ مارنے سے چار ضربات شدید آئیں جن سے موت واقع ہوئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ایچ۔او تھانہ مذکور سمیت چار پولیس اہلکاران کے خلاف تھانہ سول لائن میں مقدمہ نمبر 604/05 بجرم 302,148,149 درج کیا گیا ہے جس میں نامزد ملزمان میں سے تاحال کسی کی گرفتاری عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قتل کے مقدمہ میں نامزد پولیس ملازمین کو گرفتار نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز اب تک ہونے والی پیشرفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ جزوی طور پر یہ بھی درست ہے کہ اس وقت تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔آج جب میں اس Call Attention Notice کی بریفنگ لے رہا تھا تو میں نے سارا ریکارڈ خود دیکھا اور concerned تفتیشی افسران بھی آئے ہوئے تھے اور سارا ریکارڈ میں نے دیکھا ہے تو واقعتاً پولیس نے اس بات کی کوشش کی ہے اور مختلف raids بھی کئے ہیں لیکن اس وقت تک انہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا جا سکا۔دو تین سوالات میرے ذہن میں اٹھتے تھے کہ پولیس کو فوری طور پر وہ کارروائی کر لینی چاہئے تھی۔سب سے بنیادی بات اس میں یہ تھی کہ پولیس نے چونکہ قتل میں ملوث انسپکٹر کے خلاف ایف۔آئی۔آر درج کی ہوئی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ دیگر پولیس ملازمین مفرور ہو گئے ہیں یا بھاگ گئے ہیں اور ابھی تک انہیں گرفتار نہیں کیا جا سکا تو ان کے خلاف پرچہ

درج ہے اور یہ criminal proceeding ہے اور وہ چلتی رہے گی اور وہ جب گرفتار ہوں گے تو کوئی کارروائی کی جائے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ departmentally پولیس نے ان کے خلاف کیا کیا ہے؟ ریکارڈ کے مطابق یہ تھا کہ انہیں شوکاز نوٹس دے دیا گیا ہے explanation call کی گئی ہے اور انہیں suspend کر دیا ہے تو مختصر یہ کہ اس وقت تک پولیس کی طرف سے کی جانے والی کارروائی اور پیشرفت سے میں ذاتی طور پر مطمئن نہیں تھا۔ یہ ساری صورتحال میں نے آئی۔جی صاحب سے بھی discuss کی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر ہم نے فوری طور پر اس مقدمے کی تفتیش کرنے والے ڈی۔ایس۔پی کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آج وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے اس کو suspend کر دیا جائے گا۔ اس مقدمے کی تفتیش ایک سینئر آفیسر ایس۔پی انوسٹی گیشن سے کروائی جائے چونکہ ایس۔پی انوسٹی گیشن گوجرانوالہ میں post نہیں ہوئے ہیں لیکن پھر بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس مقدمہ کی تفتیش کم از کم ایک ایس۔پی level کے کسی شخص کو دی جائے تاکہ مقتول کو انصاف فراہم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر on the part of Police negligence سامنے آئی ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر ایکشن بھی لیا ہے اور میں اس معزز ایوان کو اور Call Attention Notice دینے والے اپنے بھائی کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور مدعی فریق کو پورا پورا انصاف فراہم کیا جائے گا۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN: I appreciate Raja Sahib's concern انہوں نے بالکل یہ صحیح فیصلہ کیا ہے کہ متعلقہ ڈی۔ایس۔پی کو suspend کیا جا رہا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ اگر عام شہری سے کچھ ہو جائے تو اس کے سارے گھر بار اور بچے پکڑ کر لے آتے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا اور اگر پولیس یہ چاہے تو وہ ایس۔ایچ۔او ٹیلی فون کی کال سے پہلے پکڑا جا سکتا ہے۔ راجہ صاحب سے صرف یہ assurance دلوا دیں کہ اس مقدمہ میں وہ افسر جس کو یہ انکوائری impress کر رہے ہیں وہ بے شک رینج کرائم سے ہو تاکہ مقامی پولیس ملزمان ایس۔ایچ۔او اور چار کانسٹیبلان کی حمایت نہ کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ گرفتاریاں بھی کی جائیں گی اور ایس۔پی سے کم کسی افسر کو یہ تفتیش نہیں دی جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی سلسلے میں ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: نہیں، جناب! لیکن پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ ٹھہریں۔ اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 43 ہے جو کہ move ہو چکی تھی اور آج تک کے لئے pending تھی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ move ہو چکی تھی اور منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انہوں نے دو move کی تھیں ایک 44 اور 45 ہے یہ 44 میرے متعلقہ تھی اس لئے میں اس کا جواب عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ 43 ہے۔

وزیر خوراک: یہ لاء منسٹر سے متعلقہ ہے میرے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ محکمہ اوقاف سے متعلقہ ہے۔ وزیر اوقاف تشریف رکھتے ہیں اس کا انہوں نے جواب دینا ہے۔ Islamic Ideology Council کی رپورٹ ایوان میں پیش ہونی ہے اور یہ محکمہ اوقاف سے متعلقہ ہے اس کو pending کروالیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ دوسری 44 ان ہی کی ہے چونکہ ایک ہی پیش کر سکتے ہیں یہ کرلیں اس کا میرے پاس جواب بھی ہے اور اس کو pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو pending کر دیتے ہیں آپ 45 پیش کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پرسوں جناب چیئرمین نے یہ رولنگ دی تھی کہ اگر پرسوں اس کا جواب نہیں آئے گا تو یہ استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دی جائے گی۔ میں تو درخواست کرتا ہوں کہ آپ استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں اس لئے کہ ہمارے دفتروں کا، ہمارے محکموں کا تھوڑا سا مزاج درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ان کو کوئی کھا تو نہیں جائیں گے۔ وہاں پر ان سے یہ پوچھیں گے کہ کیوں نہیں بروقت پیش ہوئی؟ اسمبلی کی عزت اور وقار کا معاملہ ہے۔ یہاں دو دو سال ہو جاتے ہیں رپورٹیں ہی نہیں بھیجتے۔ پچھلی دفعہ آپ نے ایک مہربانی کی تھی اور ہسپتالوں کی رپورٹ کے بارے میں تحریک استحقاق قبول کی تھی اس کے نتیجے میں استحقاق کمیٹی کے اجلاس سے پہلے دو ٹرک بھر کر یہ رپورٹ اسمبلی میں لے آئے تھے لہذا آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں ہم آئندہ کے لئے ان سے ایک مستقل سسٹم بھی بنوائیں گے تاکہ بروقت یہ آتی رہیں کیونکہ ہر دفعہ اس طرح کی بات ہونا اچھا نہیں لگتا اور آئین کے اندر یہ چیزیں موجود ہیں کہ تحاریک استحقاق پیش کی جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فولڈر میں اس کا جواب موجود نہیں ہے۔ محکمہ اوقاف اور religious affairs نے اس کا جواب دینا تھا انہوں نے جواب نہیں دیا میں معزز رکن سے یہ عرض کرتا ہوں کہ مہربانی فرمائیں اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرمالیں میں خود اس کا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہ ابھی move نہیں ہوئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر 44 ابھی move نہیں ہوئی میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میں آج تحریک استحقاق نمبر 49 پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک وقت میں ایک ہی move کر سکتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 44 آج نہیں move کرتا۔ میں تحریک استحقاق نمبر 49 move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق نمبر 43 تھی۔

سید احسان اللہ وقاص: جی، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 43 تھی اس کا جواب pending ہو گیا ہے تو نمبر 44 کی بجائے میں آج نمبر 49 پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اس کو پڑھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 44 کا جواب لے لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 44 تو ابھی move ہی نہیں ہوئی ہے میری درخواست ہے کہ میں 44 اگلے سیشن کو جمعرات کو پیش کر دوں گا۔ آج مجھے تحریک استحقاق نمبر 49 پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو That is same thing

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو تحریک استحقاق نمبر 45 بھی ان کی ہی ہے اور وہ یہ بھی move نہیں کرنا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر اس سے زیادہ اہم ایک اور آئی ہوئی ہے اس کو لے لیتے ہیں کیونکہ آپ کی یہ دو تو ہو گئی ہیں۔ آپ یہ move نہیں کر سکتے کیونکہ آپ نے ایک move کر لی ہے لہذا آپ دوسری آج move نہیں کر سکتے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وہ تو pending ہوئی ہے move تو نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ move ہوئی ہے تو pending ہوئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ move تو پرسوں کی ہوئی ہے آج کے دن تو move نہیں ہوئی ہے۔ آپ جس طرح فرماتے ہیں آپ کی جو رولنگ ہو گی میں اس کی تعمیل کروں گا لیکن قواعد وضوابط میں یہ لکھا ہے کہ ایک سے زیادہ move نہیں کر سکتا اور اس سے پہلے فیصلہ بھی ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ کی تحریک استحقاق نمبر 45 پیش کر لیں اس کا جواب سن لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے میں 45 پیش کر دیتا ہوں لیکن نمبر 44 بھی move نہیں ہوئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں آپ نمبر 44 اور نمبر 45 دونوں کر لیں یہ جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! دو تو move نہیں کی جا سکتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نمبر 44 ایک ہی کر لیں۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کے سیکشن 9 کے مطابق حکومت پر لازم ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ سال 2004 کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش نہ کرکے قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ایکٹ ہذا کے سیکشن 9 میں درج ہے کہ:

"1. The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

2. The report shall be accompanied by a statement setting out, so far as known to the commission:-

(a) the cases, if any, in which the advice of the commission was not

accepted and the reasons therefor; and

(b) the matters, if any, on which the commission ought to have been consulted but was not consulted and the reasons therefor.

3. The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی short statement دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ہمارا بہت اہم ادارہ ہے اور صوبے کے اندر ساری اہم posts پر تقرریوں کا اختیار اس کو حاصل ہے۔ اس سے پہلے بھی اس کی رپورٹس اسمبلی میں پیش ہوئی ہیں وہ آنکھیں کھولنے کے مترادف ہوتی ہیں اس میں بہت ساری تفصیل ہوتی ہے حکومت اس طرح کے ادارے جو میرٹ پر تقرریاں کرتے ہیں آہستہ آہستہ ان کو نظر انداز کر رہی ہے اور مختلف back door سے بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں اس بات کی بڑی اشد ضرورت ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے تاکہ ہمیں اندازہ ہو کہ کمیشن کی کون کون سی سفارشات کو تسلیم کیا گیا ہے اور کون کون سی سفارشات کو تسلیم نہیں کیا گیا اور بہت ساری پوسٹیں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے through کرنی چاہئے تھیں وہ براہ راست فوج کے ذریعے اور مختلف وایا بٹھنڈا کو fill up کر کے ایڈہاک تقرریاں کی جارہی ہیں۔ اس کا سارا اندازہ اسی صورت میں ہوگا جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ یہاں پر آئے گی اور آج 2005 نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ ابھی تک 2004 کی رپورٹ سامنے نہیں آئی ہے اگر یہ رپورٹ سامنے آئے تو ہم اس بارے میں حکومت کی رہنمائی بھی کریں گے اور ان کی جو غلطیاں ہوں گی ان کی نشاندہی بھی کریں گے اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ تقریباً دس مہینے گزر گئے ہیں ابھی تک رپورٹ پیش نہیں کی گئی ہے اس لئے میری تحریک استحقاق کو

منظور کرتے ہوئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ہم ان کے ساتھ بات کر سکیں کہ وہ بروقت رپورٹیں بھیجا کریں اور دو دو، تین تین دن وقفے کر کے اسمبلی کا جو اجلاس بلایا جا رہا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں ہو گی تاکہ جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث ہو گی تو آپ کے پاس خود بخود سرکاری کام موجود ہو گا لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے فاضل دوست کی کاوشوں کا تعلق ہے وہ تو بہت قابل ستائش ہیں کہ ہمیشہ constitutional معاملات ہمارے نوٹس میں لاتے رہتے ہیں اور اس سے ہماری بڑی رہنمائی ہوتی ہے لیکن اس تحریک استحقاق میں تھوڑا سا فاضل دوست نے relevant portion نہیں پڑھا انہوں نے سارا آرڈیننس پڑھا ہے لیکن relevant portion نہیں پڑھا اس لئے یہ technically بنتی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں نے جو اس کا جواب تیار کروایا ہے وہ میں ضرور عرض کرتا ہوں کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 سیکشن 9(3) کے تحت کمیشن کی سالانہ رپورٹ صوبائی اسمبلی پنجاب میں پیش کی جاتی ہے۔ دفتر پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مذکورہ رپورٹ برائے سال 2004 تیار کر لی ہے۔ حکومت پنجاب رولز آف بزنس 1974 کی شق 9(22)A کے مطابق مذکورہ رپورٹ کو اسمبلی میں پیش کرنے سے پیشتر پنجاب کابینہ میں پیش کیا جانا ضروری ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مذکورہ رپورٹ کو صوبائی کابینہ کے سامنے پیش کیا جانا ہے۔ کابینہ کے ملاحظہ کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 2004 اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔ میں آپ کو وہ relevant portion بھی پڑھ دیتا ہوں۔ انھوں نے جو پڑھا ہے وہ اس کے متعلق relevant نہیں ہے۔ یہ سیکشن 9(3) ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

> "The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provinical Assembly."

یہ گورنر کے سامنے جو پیش ہونی ہے اس کے متعلق تو باقاعدہ time period دیا ہوا ہے۔ یہ 9(3) میں صرف شق یہ ہے، میں آپ کو بھجواتا ہوں، آپ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ :

"The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

اس میں کوئی time limit نہیں ہے اس لئے ان کی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو مسترد کیا جائے۔ یہ میں آپ کو اس سے relevant portion بھجواتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بڑا دو ٹوک اس میں لکھا ہوا ہے کہ 31st day of December تک یہ رپورٹ گورنر کو پیش کر دیں گے۔ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ گورنر صاحب اگلے پورا سال ہی اس رپورٹ کو آگے نہیں بھیجیں گے۔ اس explanation کی انھوں نے جو شرح اور تفسیر نکال لی ہے یہ تو بالکل غلط ہے اور یہ اس کی بالکل غلط شرح کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جب یہ گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی جائے تو اس کے فوراً بعد یہ آ جانی چاہئے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ پورا سال ہی گزر جائے اور رپورٹ یہاں پر پیش نہ کی جائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گورنر والا portion آپ پڑھ لیں اس میں specific period دیا گیا ہے کہ اس تاریخ تک پیش کر دی جائے۔ یہ آپ پڑھ لیں، 9(3) میں جب صوبائی اسمبلی کو پیش کرنے کا جو procedure ہے اس میں time limit نہیں ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

سید احسان اللہ وقاص: کیا time limit کا یہ مطلب ہے کہ 2004 کی رپورٹ آپ 2008 میں جا کر پیش کریں گے، ظاہر ہے 2004 کی رپورٹ 2005 میں پیش ہو گی، 2005 کی رپورٹ 2006 میں پیش ہو گی۔ یہ تو بالکل اس کی جو explanation ہے محترم چودھری صاحب نے غلط کی ہے۔

وزیر خوراک: آرڈیننس کی شق جو پیش کر رہے ہیں اس کے مطابق بات کریں ناں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ اپنے لئے غلط راستہ نکال رہے ہیں۔ یہ درست بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: 9(3) میں ہے کہ:

"The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! دس مہینے تو گزر گئے ہیں اب کب یہ پیش کی جائے گی؟ یعنی

2004 کی رپورٹ 2006 میں تو پیش نہیں ہوگی، 2005 میں پیش ہوگی ناں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے تو وہ میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کر دیا ہے کہ اس کو finally کیبنٹ کے سامنے پیش ہونا ہوتا ہے۔ وہ رپورٹ محکمہ نے تیار کر لی ہے جونہی کیبنٹ میٹنگ ہوگی، کیبنٹ میٹنگ رکھی گئی تھی لیکن پھر وہ ناگزیر حالات کی وجہ سے pending ہو گئی ہے جونہی کابینہ میں وہ پیش ہوگی تو اس کے بعد اسے اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ وہ تو میں نے on the floor of the House کہہ دیا ہے لیکن ویسے میں کہہ رہا ہوں کہ اس میں کوئی time limit نہیں ہے۔ گورنر کو پیش کرنے کی time limit ہے لیکن اسمبلی میں پیش کرنے کی اس طرح کی time limit clear نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں، جناب سپیکر! time limit clear نہ ہونے کا یہ مطلب کسی صورت نہیں نکلتا کہ وہ 2004 کی رپورٹ 2005 میں پیش نہیں کریں گے اور اب تو 2005 بھی ختم ہونے والا ہے۔ دو مہینے کے بعد تو اس سال کی رپورٹ انھوں نے گورنر کو پیش کرنی ہے تو یہ جو اس کا راستہ اپنے لئے back door تلاش کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! کیا آپ اس کی time limit بتا سکتے ہیں کہ اس کی time limit کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: گزارش یہ ہے کہ پندرہ دن کر لیں۔ آخر گورنر صاحب کو ایک رپورٹ پڑھنے کے لئے کوئی دس مہینے تو درکار نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ایک اپنی information کے لئے کہہ رہا ہوں کہ رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں ہوئی، اب یہاں تو کوئی چیز یہ نہیں بتاتی کہ within that limit رپورٹ پیش ہونی چاہئے۔ اگر وہ پیش نہیں ہوتی تو ہم اس کو چلو آپ کے کہنے پر کمیٹی کو بھیج بھی دیتے ہیں لیکن وہ یہی plea لے سکتے ہیں کہ یہاں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے اس کا پھر ہم کیسے جواز بنائیں گے؟

سید احسان اللہ وقاص: اس کا ایک procedure بنا دیں۔ یہی procedure ہم استحقاق کمیٹی میں بنا لیں گے کہ اتنے عرصے کے لئے کر دینا چاہئے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا میں جو جواز پیش کر رہا

ہوں، میرے فاضل دوست میری ذرا غور سے بات سن لیں میں ان کی بات کو بڑا weightage دیتا ہوں اور ہمیشہ ان کا جواب تیار کر کے آتا ہوں۔ میں گزارش صرف یہ کر رہا ہوں کہ جہاں تک استحقاق مجروح ہونے کا تعلق ہے وہ پوزیشن پیدا نہیں ہوتی اس لئے کہ اس میں time limit نہیں ہے۔ گورنر کو پیش کرنے کا time limit ہے اگر یہ time limit میں نہیں آتی وہ تو specific لکھا ہوا ہے اور آپ نے پڑھ لیا ہے لیکن سیکشن (3)9 جہاں صوبائی اسمبلی کو پیش کرنے کی ایک binding ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی کو پیش ہونی ہے۔ اس میں time limit نہیں ہے، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ بڑی واضح ہے آپ اسے پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن ایک بات ہے کہ ان کی اس بات میں وزن ہے کہ اگر گورنر کے سامنے پیش ہونے کے لئے time limit ہے تو پھر پنجاب اسمبلی میں بھی پیش کرنے کے لئے کوئی time limit ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: وہ آرڈرز میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: جی، ہونا چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER:- This is something which should be made. Public Service Commission should not go above Punjab Assembly.

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ ہے کہ جب یہ time limit ہو جائے گی تو پھر استحقاق کا سوال پیدا ہو گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت استحقاق پیدا نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اس وقت نہیں ہے لیکن اس کا کوئی wayout تو final کرنا ہو گا۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس وقت استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں احسان اللہ وقاص صاحب سے کہوں گا کہ فی الحال آپ press نہ کریں لیکن have made it clear اکہ اس کا کوئی جواز نکالنا چاہئے کہ:

> There should be a time limit fixed for it to be presented before the Assembly.

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ time limit ایسے نہیں ہے لیکن یہ بات سمجھ لی جاتی ہے کہ اس کو دوسرے سال میں پیش ہونا ہے اور اس سال کے اندر اندر یعنی جنوری میں نہیں تو فروری میں، فروری میں نہیں تو مارچ میں، مارچ میں نہیں تو اگست میں، ستمبر میں، اکتوبر میں یعنی کہ within that year یعنی کہ اس سال کے اندر اندر پیش ہونی ہے۔ اگر یہ کہیں کہ limit نہیں ہے تو it means کہ یہ کبھی بھی پیش کر سکتے ہیں، بیس سال کے بعد بھی پیش کر سکتے ہیں، کیا یہ بات عقل کو گوارہ کرتی ہے کہ یہ بیس سال کے بعد پیش کریں، تیس سال کے بعد پیش کریں دراصل بات وہی ہے کہ within a year اس کی limit ہے کہ سال کے اندر جب بھی پیش کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وہی چیز تو ان کو کہہ رہا ہوں کہ چونکہ اس وقت اس میں یہ missing ہے اس کو اپنایا جائے، اس میں limit ہونی چاہئے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ mandatory ہے کہ ایوان کا یہ استحقاق ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے۔ جیسے ہمارے معزز رکن اصغر علی گجر صاحب نے کہا ہے کہ time limit کا یہ مطلب نہیں کہ within the year، اسی سال میں یہ رپورٹ پیش ہو، جب یہ اسمبلی کا استحقاق ہے کہ یہ رپورٹ on the floor of the House it has to be submitted تو اگر یہ submit نہیں ہوتی تو استحقاق تو مجروح ہوتا ہے۔ اس میں time limit کی بات کہاں سے آ جاتی ہے؟ جب یہ mandatory ہے کہ یہ ضرور پیش ہونی چاہئے تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب منسٹر صاحب! آپ یہ دیکھیں کہ جب یہ استحقاق اس ایوان کا ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے تو وہ اگر رپورٹ پیش نہیں ہوتی تو استحقاق مجروح ہوتا ہے، پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اگر 2004 کی رپورٹ ابھی تک پیش نہیں ہوئی تو استحقاق مجروح ہوا ہے اور آپ یہ رولنگ دے دیں کہ اس سال کے اختتام پر this within a month, within fifteen days report has to be submitted to this House، یہی میری گزارش ہے اگر وہ mandatory ہے تو یہ بھی mandatory ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن میری سمجھ میں جو بات آئی ہے، جس استحقاق کی آپ بات کر رہے ہیں اصولاً اس اسمبلی کو اس استحقاق کے لئے کچھ کارروائی کرنی

چاہئے لیکن اس وقت تک اس کو point out نہیں کیا گیا آج یہ point out ہو رہی ہے اس کی بنیاد پر میں وزیر موصوف کو یہ direction دے رہا ہوں کہ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو لازم قرار دیا جائے کہ within the Assembly in a particular limited time جو بھی fix کریں اس میں یہ پیش ہو، فی الحال یہ استحقاق نہیں بنتا اس لئے I have disposed of that

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! تحریک تو آپ نے dispose of کر دی ہے لیکن کوئی time limit تو مقرر کر دیں۔ جیسا کہ وزیر صاحب کو آپ نے یہ direction دی ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے تو پھر آپ یہاں پر time limit کا بھی بتا دیں، ابہام میں نہ رکھیں۔ یہ تو ایوان کا استحقاق ہے کہ یہ رپورٹ یہاں پیش ہونی چاہئے تو اس کے لئے آپ پھر کوئی time limit بھی فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: time limit طے نہیں ہوا۔ اس کو میں decide کروں گا کہ What has to be done میں اس وقت انھیں direction دے رہا ہوں in the meantime یہ طے کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آئین کی منشاء کیا ہے، یہ رپورٹ کیوں یہاں پر پیش کی جاتی ہے؟ مقصد تو یہ دیکھنا چاہئے کہ cause کیا ہے، آئین محکمہ کو کیوں پابند کرتا ہے کہ اس کی سالانہ رپورٹ پیش کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں کوئی deny نہیں کر رہا۔ میں آپ کی بات کو مانتا ہوں چونکہ آپ کی بات میں وزن ہے اس لئے میں نے direction دی ہے لیکن اس میں lacuna ہے اور اسے دور کرنا ضروری ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جب قانون اور آئین کی بات ہو گی تو پھر اسی کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے۔ جہاں تک ان کی بات کا تعلق ہے تو ہم اسے تسلیم کرتے ہیں، آپ نے خود بھی direction دے دی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب کی کابینہ کا جو پہلا اجلاس ہو گا قانون کے مطابق اس میں اسے پیش ہونا ہے۔ جب وہاں سے پاس ہو کر آئے گی تو اس کے فوراً بعد جو اجلاس آئے گا اس میں یہ رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بات پیش کرنے کی نہیں ہے رپورٹ پیش تو لازماً ہو گی لیکن اس کے لئے آپ نے time limit بھی fix کرنا ہے۔ in future یہ نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: جناب! اس کے لئے پھر amendment لانی پڑے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جو ضروری ہے کریں۔ وزیر صاحب یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ رپورٹ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس کا کوئی time limit بھی fix کر دیں گے in future یہ چیز نہیں ہو گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وزیر تعلیم، وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے آبائی شہر سے متعلقہ میرا سوال ہے کہ شمالی پنجاب میں جو پرائیویٹ سکول بند ہیں ان کی عمارتوں کا fitness certificate اس ایوان میں پیش کیا جائے جیسا کہ بیکن ہاؤس گجرات 8۔اکتوبر سے بند ہے جو کہ ایک چاقو رگڑنے کے کارخانے میں قائم ہوا ہے۔ ان کی عمارتیں ایسی مخدوش حالت میں ہیں کہ جس میں کارخانے بھی نہیں چل سکتے تو ایوان کو اس بابت آگاہ کیا جائے کہ یہ پرائیویٹ سکول کب تک کھلیں گے اور ان کی عمارتوں کی حالت کیسی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں، وہی اس کا جواب دے سکیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: راجہ بشارت صاحب بھی اسی حلقے سے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اسی حلقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وزیر آبپاشی اسی حلقے میں شادی کر چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! سکولوں کے بارے میں تو وزیر تعلیم صاحب ہی بہتر جواب دے سکیں گے۔ جس وقت وزیر تعلیم تشریف فرما ہوں اس وقت آپ یہ سوال کر لیجئے گا۔ in the meantime اب میں جناب حفیظ اللہ خان نوانی کی تحریک استحقاق نمبر 50 کو take up کرتا ہوں۔

ایس۔ایچ۔او سٹی بھکر کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

جناب حفیظ اللہ خان نوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی

فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔اکتوبر 2005 کو میں نے اپنے حلقہ کے عوامی اور مفاد عامہ کے مسئلہ کے حل کے لئے S.H.O، تھانہ سٹی بھکر مخدوم الطاف کو ٹیلی فون کیا۔ ڈیوٹی پر موجود اہلکار نے ٹیلی فون پر S.H.O متعلقہ سے پوچھ کر میری بات کروائی۔ میں نے ان کو اپنا مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سارا دن جوتیاں رگڑتے ہیں اور بیگار کرتے ہیں اور اوپر سے آپ M.P.A صاحبان ہمیں تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بار بار ٹیلی فون کر کے ہماری مت مار دیتے ہیں اور ہمیں بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ آپ لوگ ایئر کنڈیشن میں بیٹھ کر ہمیں آرڈر جاری کرتے ہیں اور میں آپ کا مسئلہ حل نہیں کرتا جاؤ جو کرنا ہے کر لو، میں آپ کو M.P.A نہیں مانتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے میرے خلاف اور بھی نازیبا الفاظ بولے۔ میں نے ٹیلی فون بند کر دیا اور D.S.P صدر، بھکر سے اس کے ترش لہجہ کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں D.P.O بھکر سے بات کرتا ہوں۔ اس کی یقین دہانی کے باوجود میرا مسئلہ حل نہیں ہوا اور نہ ہی متعلقہ اہلکار S.H.O سٹی، بھکر کے خلاف کوئی قانونی یا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ ایس۔ ایچ۔ او کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

ایوان میں نصب ساؤنڈ سسٹم میں خرابی کی نشاندہی

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بارہا آپ کی توجہ ایوان میں لگے ہوئے mikes کی طرف دلا چکا ہوں مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ کی واضح ہدایات کے باوجود انھیں ٹھیک نہیں کروایا گیا۔ وزیر قانون صاحب بھی یہی چاہتے ہیں، ایوان کے تمام ممبران بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو فوری حل کیا جائے۔ تقریباً پچھلے تین سال سے یہ problem چلا آ رہا ہے اس کو ٹھیک نہیں کیا جا رہا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ابھی ہمارے معزز رکن نوانی صاحب تحریک استحقاق پیش کر رہے تھے اور ہمیں ان کے کچھ ہی الفاظ سمجھ آ سکے جبکہ زیادہ تر سمجھ نہیں آئے۔ آپ بھی جب بات کر

رہے ہوتے ہیں تو آدھی بات ہم سن سکتے ہیں اور آدھی سنائی نہیں دیتی۔اگر آپ اس کو تبدیل نہیں کروا سکتے تو جس طریقہ سے قومی اسمبلی میں ہر ممبر کو airphone مہیا کیا گیا ہے یہاں بھی ہمیں airphones مہیا کر دیئے جائیں۔تقریباً ہر اجلاس کے دوران یہ مسئلہ پیش آتا ہے ہم point out کرتے ہیں، آپ ہر مرتبہ ہدایات دیتے ہیں لیکن آج تک اس کا کوئی حل نہیں ہو سکا تو میں اس کی وجوہات جاننا چاہتا ہوں اور یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ یہ ادارہ اتنا بے وقعت کیوں ہو گیا ہے کہ آپ کی ہدایات کے باوجود، وزیر قانون کی ہدایات کے باوجود اس مسئلہ کا حل نہیں نکل سکا؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ پہلے بھی انھوں نے mike system کو check کروایا تھا technical وجوہ تھی، اس میں چند ایک mikes خراب تھے جبکہ باقی ٹھیک ہیں۔اب مزید اسے دوبارہ چیک کروائیں گے اور اسے درست کروایا جائے گا چونکہ نیا ہال بن رہا ہے اس لئے نیا system وہاں پر لگایا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چیک کروانے کی بات نہیں ہے یہ mikes تو کام ہی نہیں کرتے۔ہم چاہتے ہیں کہ یہاں نیا mike system لگے ہمیں بتایا جائے کہ نیا system لگانے میں دقت کیا ہے؟ میں نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر فنڈز چاہئیں تو ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے استدعا کرتے ہیں، حکومت فنڈز دینے کے لئے تیار ہے۔اس میں مسئلہ کیا ہے، کیوں نیا system نہیں لگایا جاتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا خیال ہے کہ چونکہ نیا ہال بن رہا ہے لہذا نیا system وہاں پر لگایا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! ان کے خیال کی بات نہیں ہے، بات ہم نے کرنی ہوتی ہے، بات سننی ہم نے ہوتی ہے، بات سمجھنی ہم نے ہوتی ہے ان کے خیال کی بات نہیں ہے۔آج میں استدعا کرتا ہوں کہ اس بابت اگر کوئی دقت ہے تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ہمیں بتا دیا جائے تاکہ ہم یہ بات کرنا چھوڑ دیں۔اگر کوئی دقت نہیں تو حکومت کی طرف سے ہم فنڈز مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں ہمیں یہ mike system نیا لگانے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! تین سال ہونے کو ہیں اور یہ mike system خراب ہے اب

کہہ رہے ہیں کہ نیا ہال بن رہا ہے۔ جب تک نیا ہال نہیں بنتا کیا اس وقت تک پھر اسمبلی کی کارروائی بھی معطل کر دی جائے، جب بات سمجھ ہی نہ آئے تو پھر جواب کیسے دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کی درستی کے لئے کوشش کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! حکومت بھی تعاون کرنے کو تیار ہے پھر آخر اس کے کیا محرکات ہیں، آخر یہ مسئلہ حل کیوں نہیں ہوتا؟ ہم نے بارہا اسے point out کیا ہے، یہاں صرف سن لیا جاتا ہے اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب انشاء اللہ اس مسئلے کو حل کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پہلے حفیظ اللہ خان نوانی صاحب کی تحریک استحقاق کا وزیر قانون سے جواب تو لے لوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا، بڑی اہم بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پہلے تحریک استحقاق کو نمٹا لینے دیں پھر میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی، وزیر قانون صاحب! تحریک استحقاق نمبر 50 کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک ابھی موصول ہوئی ہے۔ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ معزز ممبر نے آج ہی move کی ہے۔ آپ اسے pending فرمالیں میں جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس کو next day تک pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، جناب!

جناب حفیظ اللہ خان نوانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب حفیظ اللہ خان نوانی: جناب سپیکر! میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ کوئی ایم۔پی۔اے اپنے آپ کو اس بھری اسمبلی میں ننگا نہیں کرنا چاہتا، کوئی خاص مجبوری ہوتی ہے، کسی کا

استحقاق مجروح ہوتا ہے تب ہی وہ اسمبلی میں آکر بات کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کا رویہ ہمارے ساتھ، سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے ممبران کے ساتھ توہین آمیز ہے تو اپوزیشن ممبران کے ساتھ پولیس کا رویہ پھر کیسا ہوگا؟ ابھی کچھ دیر پہلے میرے بھائی وارث کلو صاحب نے بات کی ان کا اور میرا حلقہ ملحقہ ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے پولیس جو کچھ کرتی ہے ہم دیکھتے ہیں۔ لاہور سے کوئی جاکر نہیں دیکھتا۔ ہمارے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اس سے تنگ آکر اسمبلی میں بات کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی, فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کتنی افسوسناک بات ہے کہ ہم نے ایک ایس۔ایچ۔او کو معتبر سمجھ لیا ہے اور ایک ایم۔پی۔اے جو اس ایوان کا فاضل ممبر ہے جو ڈیڑھ لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے اس کی بات کو وزن نہیں دے رہے، یہ کیا ہے؟ ہمارے ملک اور ہمارے پنجاب میں پولیس جو کچھ کر رہی ہے وہ لوگ جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ جواب آنے تک اسے pending کیا جائے۔ پھر جواب آئے گا اور وزیر قانون کھڑے ہو کر یہاں پر یہ کہہ دیں گے کہ ایس۔ایچ۔او کہتا ہے کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ کم از کم اس ایوان کے فاضل ممبران کو اتنا احترام تو دیں چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حکومتی پارٹی سے خدا کے لئے آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی میں جانے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر نے کبھی کسی کی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو کس نے oppose کیا ہے؟ میں نے oppose تو نہیں کیا۔ میں نے تو صرف یہ گزارش کی ہے کہ یہ ابھی پیش ہوئی ہے اس لئے اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ اگر حقیقت بتانا بھی جرم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے اور اس کو اس نظریے سے نہیں لینا چاہئے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ ہم نے ہمیشہ معزز اراکین اسمبلی کے استحقاق کو مقدم

سمجھا ہے۔ میں نے بلا جواز، بلا وجہ oppose نہیں کیا۔ میں اب بھی اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ ایک چیز میرے علم میں ہی نہیں ہے تو میں اسے conceal کیسے کرلوں؟ میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے معزز رکن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اسے کل کے لئے pending فرمائیں گے تو میں قطعی طور پر اسے oppose نہیں کروں گا لیکن یہاں پر جو precedent بنا ہوا ہے کہ unheard ہم کسی کو سزا نہ دیں اس لئے اگر آپ اس کو پرسوں کے لئے رکھ لیں تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔ بے شک کمیٹی کے پاس چلی جائے لیکن کم از کم کسی کا جواب تو لے لیں، میں نے اسے oppose نہیں کیا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! استحقاقات کمیٹی کے سپرد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کسی کو سزا ہونی ہے۔ مثالیں موجود ہیں کہ بعض دفعہ تحریک استحقاق یہاں پر پیش ہوئی اور جناب نے اور ساہی صاحب نے فوری طور پر کمیٹی کے سپرد کیا۔ آپ ایوان کے Custodian ہیں۔ آپ یہ آرڈر کر سکتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی فاضل رکن کے دل کی تسلی صرف اس سے ہو جائے کہ یہ تحریک کمیٹی کے پاس چلی جائے اور وہ ایس۔ایچ۔او وہاں سے چل کر کمیٹی کے سامنے آجائے۔ اس نے وہاں پر بھی اپنا مؤقف پیش کرنا ہے اسمبلی میں تو اس نے پیش نہیں ہونا۔ اس نے اس کمیٹی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وزیر قانون نے تو صرف یہی کہنا ہے کہ اس نے انکار کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں نے بدتمیزی نہیں کی لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں پر کوئی فاضل ممبر یہ بات کہتا ہے جس طرح انھوں نے کہا ہے کہ جس طرح ایس۔ایچ۔او نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے کیا میں یہ کہہ کر اپنے آپ کو ننگا کرلوں کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ وہ وہاں پر آکر اپنا مؤقف بیان کرے اگر مؤقف غلط ہوگا تو پھر وہاں سے فارغ ہو جائے گا اور اگر اس نے جرم کیا ہوگا تو پھر کمیٹی دیکھ لے گی کہ اس کے متعلق کیا کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے تو oppose ہی نہیں کیا۔ میں تو اس کو اس لئے oppose نہیں کرتا کہ oppose کرنے کے لئے میرے پاس documents نہیں ہیں لیکن آپ یہ ایک precedent create کر رہے ہوں گے۔ پھر آئندہ کسی بھی تحریک استحقاق میں آپ کو جواب نہیں لینا پڑے گا چونکہ یہ ایک precedent ہو جائے گا اور پھر جب معزز اراکین اس کو

moveکرتے ہیں تو پھر میں کہتا ہوں کہ جواب آ جانا چاہئے لیکن آج کے بعد پھر آج جواب نہیں لے سکیں گے۔جب میں کسی بات کوcontradictہی نہیں کرتا جس طرح ابھی بگو صاحب فرما رہے تھے اگر نوانی صاحب نے یہ بات مجھے بتائی ہوتی تو میں معززایوان کےfloorپر یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے تو صرف اس کو بلانا ہے لیکن میں اسےsuspendبھی کروا دیتا لیکن انھوں نے بتایا ہی نہیں وہ تو سیدھی تحریک استحقاق لے کر آ گئے ہیں۔میں اب بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں قطعی طور پر اس کوopposeنہیں کروں گا لیکنlets not set bad precedents

جناب قائم مقام سپیکر:نوانی صاحب!لاء منسٹر صاحب کی یہ بات کسی حد تک درست ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان نوانی:جناب سپیکر!میں مطمئن ہوں۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، درست ہے اسےnext working dayتکpendingکیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیے!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!24۔اکتوبر کے روز نامہ "اوصاف" میں ایک خبر ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ دولائنوں کی خبر پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!تصویروں کے ساتھ ایک خبر شائع ہوئی ہے۔"اراکین پنجاب اسمبلی نسیم لودھی57،فرزانہ راجہ85،صغریٰ امام33بہاریں دیکھ چکی ہیں۔سات اراکین نے عمریں چھپالیں۔طلعت یعقوب صاحبہ62سال،ڈاکٹر انجم امجد---

MR. ACTING SPEAKER: I think this is a non-serious matter. It is not to be discussed. I will not allow it.

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواتین کے بارے میں اس قسم کا رویہ نہیں ہونا چاہئے۔ I will disallow that.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! فرزانہ نذیر صاحبہ!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ غلط بات ہے۔This is not allowed یہ مناسب نہیں ہے۔ This is nothing to do with it. اب نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد 1 بج کر 30 منٹ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 441 ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔۔۔وزیر صاحب بھی موجود نہیں ہیں اور محرک بھی موجود نہیں ہیں لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے، محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 593 ہے۔انہوں نے request کی ہے کہ اس کو pending کیا جائے، لہذا جمعرات تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک جناب محمد وقاص کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کا پیغام آیا ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: آپ اسی پر پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں یا کسی اور چیز پر کر رہے ہیں؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): میں ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، ابھی تحاریک چل رہی ہیں۔ میں بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 596 جناب سمیع اللہ خان اور محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اس کو pending کیا جائے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 507 بھی ان کی ہے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 602 شیخ تنویر

احمد، جناب ارشد محمود بگو کی ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: محترمہ! ان کو تحریک پڑھ لینے دیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب چیئرمین! میں یہ بتا رہی ہوں کہ کل سے رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو جائے گا اور بہت سے لوگ اعتکاف پر بیٹھنا چاہیں گے میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اگر یہ اجلاس اب ختم ہو جاتا اور یہ دن بعد میں پورے کر لیتے۔

جناب چیئرمین: محترمہ جس نے اعتکاف پر بیٹھنا ہے کل بیٹھ جائے، آج بیٹھ جائے، باقی تین دن کا اعتکاف ہوتا ہے، ایک گھنٹے کا بھی اعتکاف ہوتا ہے۔ ہم اعتکاف والے کو نہیں روکتے ہمیں خوشی ہو گی وہ ہمارے لئے دعا کریں۔ ہم نے سرکاری امور بھی نمٹانے ہیں، اجلاس کے دن بھی پورے کرنے ہیں۔

راولپنڈی، پیپلز کالونی میں امام مسجد کی بیٹی سے پانچ افراد کی اجتماعی زیادتی

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔ستمبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق راولپنڈی پیپلز کالونی میں محمد رفیق نامی امام مسجد کے گھر میں جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب پانچ ملزمان زبردستی گھس گئے اور امام مسجد کی نوجوان لڑکی حافظہ تنویر رفیق کو زبردستی اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد فرار ہو گئے۔ اس واقعہ میں ملوث کسی بھی ملزم کو پولیس گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے بلکہ پولیس مدعی اور لڑکی کو خاموش رہنے اور ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی سے گریزاں رہنے کا مشورہ دے رہی ہے جس کی وجہ سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ مذکورہ مدعیہ کے بیان پر مقدمہ نمبر 585 مورخہ 23/09/05 بجرم 11/10 زنا 382 ت پ تھانہ آر۔اے بازار

راولپنڈی درج ہوا۔ دوران تفتیش مدعیہ کا ملاحظہ ڈاکٹری اور الٹرا ساؤنڈ کرایا گیا۔ بوقت وقوعہ مدعیہ کے پارچہ جات پوشیدنی بذریعہ فرد قبضہ پولیس لے کر بوساطت میڈیکل آفیسر دفتر کیمیکل ایگزامینر لاہور برائے ڈی۔این۔اے ٹیسٹ بھجوائے گئے ہیں۔ مدعیہ کے بھائی عقیل الرحمن نے بیان دیا ہے کہ اس کا پولیس تھانہ آر۔اے بازار سے جھگڑا ہوا تھا اور اس کو شک ہے کہ کہیں پولیس تھانہ آر۔اے بازار کے ملازمین نے یہ واقعہ نہ کیا ہو لیکن ملازمین کو شامل تفتیش کر کے مدعیہ، اس کے باپ اور بھائی کی موجودگی میں ان کی شناخت پریڈ کروائی گئی جس میں سے ان کی شناخت نہ ہو سکی۔ اس کے بعد مدعیہ کے لواحقین نے اسلام آباد پولیس پر بھی شبہ ظاہر کیا کیونکہ اس کے بھائی کا ایک جھگڑا اسلام آباد پولیس کے کچھ لوگوں سے بھی ہوا تھا۔ بعد میں اسلام آباد پولیس کے کچھ لوگوں کو زیر حراست بھی لیا گیا ہے لیکن اس میں latest پوزیشن یہ ہے کہ ڈی۔پی۔او راولپنڈی نے آج مجھے یہ بات بتائی ہے کہ ان سارے لوگوں کو شامل تفتیش کرنے کے بعد اس معاملہ کے جو کچھ حقائق ہیں وہ تھوڑے سے مشکوک نظر آئے ہیں اور مشکوک واقعات کی تصدیق مدعیہ کے والد نے بھی کی ہے لہذا اس سلسلہ میں مزید کارروائی اس لئے نہیں کی گئی کیونکہ اس کے والد نے مزید کچھ لوگوں کی نشاندہی کی ہے جن کا تعلق پولیس سے نہیں ہے، راولپنڈی پولیس سے ہے اور نہ اسلام آباد پولیس سے ہے۔ اب ان کو شامل تفتیش کر کے اس معاملے کو آگے بڑھایا جائے گا لیکن میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ راولپنڈی سے معاملہ ہے اور یہ آبادی علامہ اقبال ٹاؤن جس کو پیپلز کالونی بھی کہتے تھے یہ سارے واقعات میرے نوٹس میں ہیں اور جس دن اس وقوعہ کا پرچہ درج ہوا اس دن بھی میں کچہری میں موجود تھا اور میں نے اپنی نگرانی میں پرچہ درج کروایا تھا۔ میں آپ کے توسط سے معزز رکن اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی پولیس کی جانب سے نہیں ہوگی بلکہ اصل ملزمان کو سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی اور ان کا چالان بھی کیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! چونکہ وزیر قانون کے حلقے کا اور ان کی رہائش کے قریب کا مسئلہ ہے اور یہ خود بھی دلچسپی لے رہے ہیں اس لے میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 603 حاجی اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔

لاہور میں پولیس اہلکاروں کی جعلی مشروب فیکٹریوں کے مضر صحت مشروب سے عوام کو نقصان

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔ ستمبر 2005 کی موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارلحکومت لاہور میں پولیس اہلکاروں نے جعلی مشروبات کی فیکٹریاں لگالی ہیں اور دھڑلے سے اپنا غیر قانونی کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پولیس کے حاضر سروس اور برخاست شدہ اہلکاروں کی ان جعلی فیکٹریوں سے روزانہ 25ہزار کے لگ بھگ بین الاقوامی برانڈ کی بوتلوں کو دوبارہ بھر کے بازار میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جعلی مشروبات ریلوے سٹیشن، بادامی باغ اور شیراکوٹ کے بس اڈوں سینما گھروں، تھیٹروں، شادی گھروں کے ساتھ ساتھ شہر کے مصروف ترین علاقوں کی دکانوں اور غریبوں کے علاقوں میں دکانوں کے ذریعے فروخت کی جاتی ہیں۔ ضلعی حکومت کا شعبہ فوڈ ان با اثر پولیس اہلکاروں کے خلاف کارروائی کر کے متعدد بار ان کی جعلی فیکٹریاں پکڑ چکا ہے مگر یہ لوگ اثر ورسوخ اور پیسا استعمال کر کے دوبارہ نئی جگہ پر کام شروع کر لیتے ہیں اس طرح ناقص سوڈا واٹر سے یہ لوگ لاکھوں افراد کی صحت کو تباہ کر رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر پیش کی گئی ہے میری استدعا یہ ہے کہ یہ خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔ جہاں تک جعلی مشروبات فروخت ہونے کا، بنانے کا تعلق ہے میں اس حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ یہ کاروبار نہیں ہوتا، بے شمار لوگ اس مکروہ دھندے میں ملوث ہیں اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے لیکن یہاں کسی پولیس افسر کا نام نہیں لکھا گیا، ویسے خبر میں یہ کہا گیا ہے کہ پولیس افسران نے جعلی مشروب کی فیکٹریاں بنالی ہیں، میں اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ کسی پولیس اہلکار کی فیکٹریاں نہیں ہیں لیکن یہ فیکٹریاں ضرور موجود ہیں، جعلی مشروب فروخت کئے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی بھی کی جاتی ہے اور یہ کارروائی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت کی جاتی ہے اور ہمارے جو بلدیاتی ادارے ہیں ان کا ایک

مسلسل عمل ہے کہ وہ Pure Food Act کے تحت بھی کارروائی کرتے ہیں۔ میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ متعلقہ محکمہ جات کو ہدایت کی جارہی ہے کہ اس سلسلے میں مزید موثر کارروائی کریں اور جو شخص بھی میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس لحاظ سے تردید کی ہے کہ آپ نے کسی پولیس افسر کا نام نہیں لکھا لیکن اگر کوئی سرکاری اہلکار یا کسی بھی محکمے سے تعلق ہو اگر وہ اس مکروہ دھندے میں شامل ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

چوہدری زاہد پرویز: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: چونکہ زاہد صاحب اسے press نہیں کرتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک کا نمبر 604 ہے جو کہ حاجی محمد اعجاز، جناب ارشد محمود بگو اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

لاہور میں قائم سنٹرل ماڈل سکول کو بغیر کسی وجہ کے خلاف قاعدہ و قانون فروخت کرنا

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سنٹرل ماڈل سکول، لوئر مال لاہور سو سے بھی زائد سال سے تعلیمی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ یہ ادارہ خود مختار حیثیت سے کام کر رہا تھا اور غریب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دے رہا تھا مگر اب حکومت نے اس ادارے کو وارداور دیگر پارٹیوں کو بغیر کسی وجہ کے فروخت کر دیا ہے۔ اس سکول کی پراپرٹی اور اثاثہ جات کی اس وقت مارکیٹ ویلیو ایک سے ڈیڑھ ارب روپے کے قریب ہے اور اس میں ہزاروں کی تعداد میں بچے زیر تعلیم ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں اساتذہ ان بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ حکومت نے اس سکول کے اثاثہ جات اور پراپرٹی کی کوئی سکیورٹی حاصل نہ کی ہے اور اس سکول کو قاعدہ اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فروخت کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے لہذا میری استدعا ہے کہ ان کے آنے تک اس کو pending کر لیا جائے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! ٹھیک ہے اس کو pending کر لیتے ہیں لیکن جمعرات تک اس کا جواب آنا چاہئے اور اگر منسٹر ایجوکیشن نہ ہوئے تو آپ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں اس حوالے سے ایک اور بھی بات کروں گا کیونکہ بڑی بد قسمتی ہے کہ صبح سے تو وزیر تعلیم یہاں پر پھدک رہے تھے وہ آتے ہیں پھدکتے ہیں اور باہر نکل جاتے ہیں۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! یہ تو آپ کا ان سے پیار ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں یہاں پر ایک انتہائی اہم معاملے وحدت روڈ پر گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے جس میں تین ہزار کے قریب بچے پڑھتے ہیں اور ایک سو کے قریب اساتذہ ہیں۔ آج کل تبادلوں پر پابندی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں کے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کی محکمہ نے ٹرانسفر کر دی اور بد قسمتی سے وہاں کے ڈپٹی ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل بھی 20۔ ستمبر کو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ اب وہ سکول بے یار و مدد گار چل رہا ہے اور وزیر موصوف کہیں ادھر ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ بھی ان سے درخواست کروں گا کہ یہ بھی کچھ خیال کریں کہ اگر یہ ادارے۔۔۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! آپ کی یہ بات بھی ان کے علم میں لائیں گے اور اس کا جواب بھی اگر وزیر صاحب سن رہے ہیں تو وہ لے آئیں گے ورنہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب بھی دیں گے۔ یہ ذمہ داری ان کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب چیئر مین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 605 حاجی اعجاز احمد، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر کی طرف سے ٹرانسپورٹ سے متعلقہ ہے۔

لاہور، راولپنڈی اور دیگر روٹوں پر چلنے والی اے۔ سی بسوں کے مالکان کی مسافروں سے مقررہ حد سے زائد کرایہ کی وصولی

چودھری زاہد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کے لئے کرایہ نامہ جاری کیا ہوا ہے جس کے مطابق زیادہ سے زیادہ بسوں کے مالکان 50 پیسے فی کلو میٹر کرایہ وصول کرنے کے مجاز ہیں مگر A/C اور نان A/C بسوں کے مالکان نے اپنی مرضی سے کرائے مقرر کر رکھے ہیں اور یہ لوگ زبردستی مسافروں سے زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ لاہور تا راولپنڈی براستہ موٹر وے کل فاصلہ 350 کلو میٹر کے قریب ہے جن کا زیادہ سے زیادہ کرایہ 175 روپے حکومت کے جاری کردہ شیڈول کے مطابق بنتا ہے مگر اس کے باوجود A/C بسوں کے مالکان فی مسافر 250 روپے سے 300 روپے تک کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ لاہور تا چکوال کا فاصلہ 300 کلو میٹر (براستہ موٹر وے) بنتا ہے جس کا کرایہ 150 روپے فی مسافر بنتا ہے مگر اس روٹ پر بھی زیادہ کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح لاہور تا بھیرہ (براستہ موٹر وے) کل فاصلہ 200 کلو میٹر ہے اور بس مالکان کو زیادہ سے زیادہ کرایہ 100 روپے وصول کرنا چاہئے مگر اس روٹ پر مسافروں سے زبردستی 150 روپے وصول کئے جا رہے ہیں۔ جس کی مثال بس نمبر JA-5484 لاہور تا چکوال جانے والی بس کی ہے جس نے بھیرہ سے لاہور آنے والے مسافروں سے 150 روپے مورخہ 15۔ ستمبر 2005 کو زبردستی وصول کئے ہیں مگر کسی مسافر نے ان سے کرایہ پر تکرار کیا تو مسافروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ اس طرح ان بسوں کے مالکان دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! حکومت پنجاب نے انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی نان A/C ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے کرائے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 21-10-2005 بحساب 45 پیسے فی کلو میٹر مقرر کر رکھے ہیں۔ تمام سیکرٹریوں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ٹریفک پولیس کو

ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ ٹرانسپورٹ گاڑیوں میں منظور شدہ کرایہ نامہ آویزاں کیا جائے۔ خلاف ورزی کی صورت میں متعلقہ ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی کی جائے۔ زائد کرایہ کی وصولی پر ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے چالان کر کے قانون کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ زائد کرائے کی وصولی اور دیگر شکایات پر جولائی تا ستمبر 2005 تک 8826 گاڑیوں کے چالان کر کے 25 لاکھ 11 ہزار 600 روپے جرمانہ عائد کیا گیا جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع کروایا گیا ہے۔ جہاں تک A/C گاڑیوں کے کرائے کے بارے میں معزز ایوان میں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ ائیر کنڈیشنڈ گاڑیوں کا کرایہ ڈی ریگولیٹ کیا گیا ہے۔ صوبائی کابینہ کے فیصلے مورخہ 28-11-2000 کے مطابق مارکیٹ کے اتار اور چڑھاؤ پر منحصر کر دیئے گئے ہیں۔ محرک نے لاہور تا چکوال روٹ پر بس نمبر JA5484 کی مثال پیش کی ہے تو اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ مذکورہ بس ائیر کنڈیشنڈ ہے اور اس سلسلے میں A/C گاڑیوں کے بارے میں پہلے ہی وضاحت کر دی گئی ہے کہ A/C گاڑیوں کا کرایہ ڈی ریگولیٹ ہے اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کو dispose of کیا جائے اور محرک کی بات relevant نہیں ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب چیئرمین! میں short statement دینا چاہتا ہوں کہ کرائے بڑھنے کی سب سے بڑی وجہ آئے دن ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہے اور ٹرانسپورٹر اپنی مرضی سے کرائے بڑھا دیتے ہیں اور کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ چھوٹے روٹوں یا بڑے روٹوں پر جتنا کسی کا دل کرتا ہے وہ کرائے بڑھا لیتے ہیں لیکن محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے جرمانے بھی کئے ہیں اور چالان بھی کئے ہیں تو میرا مؤقف یہ ہے کہ اس نظام کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سارے ملک میں جب بھی جس چیز کی قیمت کوئی بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھا لیتا ہے۔ میں آج ہی کے پاکستان کے ایک بڑے معتبر اخبار "جنگ" کو دیکھ رہا تھا جس میں خبر تھی کہ آزاد کشمیر مظفر آباد کے زلزلہ زدہ علاقہ میں جہاں پر لاکھوں انسان اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں، لاکھوں آدمی زخمی ہیں اور مجبور ہیں تو وہاں پر چاول 120 روپے، چینی 200 روپے اور گھی 300 روپے کلو بک رہا ہے۔ یہ میں نے آج ہی اخبار میں پڑھا ہے تو اس پر راجہ بشارت صاحب بھی خاص غور کریں گے اور یہ وہاں پر گئے بھی ہیں اور ساری صورتحال بھی انہوں نے دیکھی ہے تو وہاں کے مظلوم لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے سماج دشمن عناصر کا مکمل قلع قمع کیا جانا چاہیئے۔

جناب چیئر مین: چودھری صاحب!آپ کی تحریک تو dispose of ہو گئی ہے باقی ڈیزل کی قیمتوں کا مسئلہ مرکز کا ہے وہ ہمارا نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین!کرایوں میں اضافہ عوام کی استطاعت سے باہر ہوتا جا رہا ہے لہذا منسٹر صاحب اس صورتحال کو کنٹرول کر کے اسے مزید بہتر بنائیں۔

جناب چیئر مین: وزیر صاحب!غریب عوام کو درپیش کرایوں کے مسئلہ کو بہتر بنائیں۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک کار نمبر 606 ہے جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ 26۔ستمبر 2005 کی خبر کے مطابق 1997 میں تعمیر ہونے والا گڑھی شاہو پل آٹھ سال بعد ہی خستہ حال ہو گیا اور اس کا ایک حصہ بیٹھ جانے سے بند کر دیا گیا ہے۔اس پل کی تعمیر پر 23 کروڑ روپے لاگت آئی تھی۔نیسپاک نے اس کا نقشہ منظور کیا تھا اور اس کی تعمیر L.D.A کی زیر نگرانی ہوئی تھی۔ایل۔ڈی۔اے نے پل کے ایک حصہ کے بیٹھ جانے کا عذر پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس حصے سے پل بیٹھا ہے اس کے نیچے ریلوے کا انجن کھڑا ہوتا ہے جس کے دھوئیں کی تپش سے وہ حصہ بیٹھ گیا ہے جبکہ ریلوے کا مؤقف ہے کہ پل کے نیچے صرف ریلیف ٹرین کھڑی ہوتی ہے جس سے پل کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ایل۔ڈی۔اے کی طرف سے گڑھی شاہو پل لاہور کی ناقص تعمیر کی وجہ سے پل کے ایک حصہ کے بیٹھ جانے کی خبر کی اشاعت سے نہ صرف لاہور کے بلکہ صوبہ بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: وزیر خزانہ صاحب!آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر خزانہ: جناب چیئر مین!میں جواب نہیں دے رہا بلکہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر C&W مظفر آباد تشریف لے گئے ہیں تو آپ اسے kindly pending فرمالیں۔

جناب چیئر مین: جی، یہ pending کی جاتی ہے۔

وزیر خزانہ: شکریہ

جناب چیئر مین: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب حاجی مشتاق صاحب نے بات کرنی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب! فرمائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ جس طرح صبح بھی بات ہوئی تھی پہلے جب اجلاس ہو رہا تھا تو سپیکر صاحب کے کمرے میں یہ decide ہوا تھا کہ ہر روز جب ایجنڈا ختم ہو جائے گا تو ایک گھنٹہ زلزلہ زدگان کے متعلق بحث ایوان میں ہو جایا کرے گی تو میری درخواست ہے اور بعض منسٹرز بھی وہاں ہو کر آئے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر فرزانہ بیٹھی تھیں وہ بھی ادھر سے ہو کر آئی ہیں، لودھی صاحب بھی مظفر آباد ٹرک چھوڑ کر آئے ہیں یہ کیا چھوڑ کر آئے ہیں تو یہ جگ بیتی اور آپ بیتی بھی ہمیں پتا چل جائے گی کہ وہاں پر کیا ہے اس پر ایک دو ممبر بحث کر لیں گے اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو۔

جناب چیئر مین: جی، لودھی صاحب! کیا آپ اس پر کوئی جواب دینا چاہیں گے؟

وزیر زراعت: جناب چیئر مین! بگو صاحب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں تو ابھی نہیں گیا، جب جاؤں گا تو انشاء اللہ ان کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔ (قہقہہ)

جناب چیئر مین: وہ تو گئے ہی نہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ گئے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس دن جب ان سے متعلقہ بزنس تھا باقاعدہ یہاں پر منسٹر نے on the floor of the House statement دی تھی اور ان کی application ہے کہ وہ مظفر آباد گئے ہوئے ہیں۔

وزیر زراعت: میرا خیال ہے کہ شاید آپ کا دل کر رہا ہے کہ میں کچھ بولوں کہ میں نے یہ application دی تھی کہ ہمیں ایک ٹاسک دیا گیا تھا اور میں رائس ایریا پر گیا ہوا تھا میں مظفر آباد نہیں گیا وہاں پر collection کرنی تھی وہ collection کی ہے وہاں پر ٹرک جا رہے ہیں وہاں پر پرالی کی ضرورت ہے۔

جناب چیئر مین: لودھی صاحب! آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ رانا ثناء اللہ اور ارشد محمود بگو سب کو لے کر آپ چلے جائیں آپ ان کو سرکاری گاڑیوں میں بٹھائیں اور ان کو ساتھ لے کر جائیں۔ کل یہ دو دن کا دورہ شروع کریں، دو دن کی چھٹی ویسے بھی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس دن بڑی لے دے ہوئی تھی اور لودھی صاحب کے حوالے سے یہ بار بار بات دہرائی جا رہی تھی کہ انہوں نے application بھیجی ہے ان کو آج کے دن چھٹی دے دی جائے اور یہ ساتھ بتایا گیا تھا کہ یہ مظفر آباد گئے تھے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے، وہ اب چلے جائیں گے، لودھی صاحب آپ انہیں دعوت دیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے کر لیں میں اتنا خوفزدہ تو نہیں ہوں۔

جناب چیئر مین: آپ ان کو دعوت دیں، یہ نیک کام ہے عبادت بھی ہو گی، ریاضت بھی ہو گی اور خدمت خلق بھی ہو گی۔

وزیر زراعت: انشاء اللہ پروگرام بن رہا ہے ہم اپوزیشن کے دوستوں کو لے کر چلیں گے۔

جناب چیئر مین: کب؟ عید کے بعد تو نہیں ابھی لے کر جائیں اگر جانا ہے تو ہم دو چھٹیاں بھی کر رہے ہیں۔ جی، بگو صاحب !

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں چوہدری ظہیر الدین صاحب کے خلاف تحریک استحقاق پیش کروں گا کہ انہوں نے اس floor پر غلط بیانی کی ہے اور انہوں نے ہی اس application کا ذکر کیا تھا کہ لودھی صاحب کی درخواست آئی ہے کہ وہ آج چھٹی پر ہیں اور وہ مظفر آباد گئے ہیں۔

جناب چیئر مین: جب چوہدری ظہیر صاحب آ جائیں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ انہوں نے کیوں غلط statement دی ہے وہ کل آئیں گے ان سے ضرور پوچھیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چوہدری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، مشتاق صاحب!

مرید کے کے رہائشی شخص پر کلاشنکوف کا لائسنس رکھنے کے باوجود پٹرولنگ پولیس کا تشدد اور مقدمہ کا اندراج

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع دیا۔ مرید کے کا ایک شخص اپنے ڈبل کیبن ڈالے میں بیٹھ کر مرید کے سے سادھوکے جاتا ہے اس کے پاس لائسنسی کلاشنکوف تھی بدقسمتی سے وہ شخص اپنا لائسنس گھر بھول گیا وہاں پر پٹرولنگ پولیس نے اس کو پکڑ لیا۔

جناب چیئرمین: آپ کہاں کی بات کر رہے ہیں، کوئی جگہ تو بتائیں؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں مرید کے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کو روکا گیا؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جی جی، تو اس شخص کو جب پولیس نے پکڑ لیا۔

جناب چیئرمین: پھر آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔ پھر ان کو بلا لیتے ہیں جنہوں نے زیادتی کی۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): مجھے نہیں پتا کہ آپ کیوں نہیں سننا چاہ رہے ہیں میں کچھ کہہ نہیں سکتا؟

جناب چیئرمین: میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے معزز رکن کو روکا ہے پھر تو۔۔۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): روکنے کی بات نہیں ہے۔ کیا ہر شخص باعزت آدمی نہیں ہے، کیا پاکستانی نہیں ہے؟ شاید آپ سے زیادہ ٹیکس دیتا ہو اور ہم سب سے زیادہ ویلتھ ٹیکس دیتا ہو آپ میری بات سننا گوارا نہیں کر رہے ہیں۔ اس شخص کو جب پولیس نے پکڑ لیا اس کو کہا گیا کہ آپ لائسنس دکھائیں اس نے کہا کہ میں اپنا لائسنس، گھر پر بھول گیا ہوں گھر پر موجود ہے پھر پولیس نے پکڑ لیا اور تشدد کیا اس کے یہ کہنے کے باوجود کہ میرے پاس میرا ڈبل کیبن ڈالا ہے میں ابھی لا دیتا ہوں آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں یا مجھے فون کرنے دیں میں فون کر کے منگوا لیتا ہوں لیکن پٹرولنگ

پولیس بضد تھی کہ ہم نے تمہیں پکڑ لیا ہے اور کارروائی ڈالنی ہے لہذا ضرور پرچہ دینا ہے۔ وہ اس کو تھانے لے گئے پرچہ دے دیا پرچہ دینے سے قبل کلاشنکوف کا لائسنس تھانے میں پہنچ چکا تھا اس کے باوجود پولیس نے پرچہ دیا اور اس plea پر دیا کہ دوسرا محکمہ ہے جس نے کلاشنکوف پکڑی ہے ہم پرچہ نہیں دیں گے تو ہماری شکایت ہو گی لہذا ایک طرف انہوں نے اپنی کارروائی ڈال لی دوسری انہوں نے اپنی مجبوری پیش کر دی جو شخص اس سے متاثر ہوا ہے کیا اس کا یہ استحقاق نہیں بنتا کہ جس نے اس پر تشدد کیا اس پر پرچہ دیا جائے اور پولیس نے جو اپنے اختیارات سے ناجائز تجاوز کیا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے؟ جناب وزیر قانون نے ایسے پولیس آفیسروں کی حوصلہ افزائی کر کے، پشت پناہی کر کے پولیس کو شتر بے مہار بنا دیا ہے تو میں ان سے چاہوں گا کہ جواب دیں اور متعلقہ پولیس والوں کے خلاف پرچہ درج کروائیں۔

جناب چیئر مین: مشتاق صاحب! آپ راجہ صاحب کو درخواست دیں۔ یہ ان کو بلالیں گے اور چیک کر لیں گے یہ ایوان کا استحقاق تو نہیں ہے جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ آپ درخواست دیں راجہ صاحب بلائیں گے بلکہ آپ آج ہی درخواست دیں یہ جمعرات کو چیمبر میں بلالیں گے یہاں ٹیم آئے گی اور جواب دہ ہو گی کہ انہوں نے کیوں زیادتی کی؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں جمعرات کو یہاں نہیں ہوں گا، آپ کل کی بات کر لیں۔

جناب چیئر مین: نہیں، کل نہیں۔ کل تو وہ بھی مصروف ہو سکتے ہیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سادھو کے قریب ہی ہے، دور نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: پھر جمعہ کا دن رکھ لیتے ہیں۔ ان کو جمعہ کو بلا لیتے ہیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے اعتکاف میں بیٹھ جانا ہے اس لئے حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ انہیں کل کے لئے بلالیں۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب انہیں چیک کرنے کے بعد آپ کو اعتکاف میں رپورٹ دے دیں گے آپ آج درخواست دے دیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل بلالیں یہ کوئی دور نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: آپ درخواست دیں پھر راجہ صاحب بلائیں گے پھر ہم آپ کو مطلع کریں گے کہ ہم نے کیا کارروائی کی ہے اور واضح کارروائی کریں گے۔ راجہ صاحب! جو یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ کی بات کرنی ہے وہ آپ نے ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ کرنا ہے یا ابھی بات کرنی ہے؟ یہ روزانہ کہتے ہیں بات کرنی ہے تو کروادیں ان کے لئے ایک دن بحث کے لئے رکھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اجلاس ختم ہونے کے بعد میٹنگ ہے اور انشاء اللہ وہاں پر طے کر لیتے ہیں جو دن میرے بھائی کہیں گے وہ مقرر کر لیں گے۔

جناب چیئر مین: آپ جو دن کہیں گے وہ دن پورا اس بحث کے لئے رکھ دیتے ہیں، بے شک جمعرات کو رکھ لیں لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 27۔اکتوبر2005 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

465

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 27-اکتوبر 2005

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

(I) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(II) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3- توجہ دلاؤ نوٹس

(الف) غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون (جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

مسودہ قانون (جو پیش کیا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

حصہ سوم

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ چہارم

عام بحث

466

(ب) سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2005

زلزلہ پر عام بحث

467

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعرات 27-اکتوبر 2005

(یوم الخمیس، 22-رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 31 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُۥ خَٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ ٱللَّهِ ۚ
وَتِلْكَ ٱلْأَمْثَٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَo هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ
عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ۖ هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُo هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَٰنَ
ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَo هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ
يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُo

سُوْرَةُ الْحَشر آیات 21 تا 24

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں o وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے o وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سلامتی امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا۔ خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے o وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق۔ ایجاد و اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے o

وما علینا الا البلاغo

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مورخہ 24-10-2005 کو منعقد ہونے والے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ آج ایجنڈے پر موجود کارروائی میں سے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور Bank of Punjab (Amendment) Bill کو نمٹایا جائے گا اور اس کے فوری بعد 8-اکتوبر 2005 کے زلزلے سے پیدا ہونے والی صورتحال پر عام بحث ہو گی۔ بحث کا آغاز وزیر قانون کے پالیسی بیان سے ہو گا تاہم دیگر اراکین اسمبلی جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سوال نمبر 753۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: On his behalf Q. No.753. (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 753 دریافت کیا)

ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت

*753: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کی آبادی میں خصوصاً رہائشی ایریا میں پختہ سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جس سے عوام کو سخت مشکلات درپیش ہیں؟

(ب) کیا حکومت خصوصی گرانٹ سے اس علاقہ کی سڑکات جو گزشتہ 25 سال میں بھی تعمیر نہیں ہوئیں، انہیں تعمیر کرنے کی کسی سکیم پر غور کر رہی ہے؟

(ج) اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے لئے کیا منصوبہ بنایا گیا ہے، سیکٹر کے رہائشی علاقوں کی کون کونسی سڑکوں کو ترجیحاً بنایا جا رہا ہے اور کب تک یہ سڑکات بن جائیں گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کی آبادی خصوصاً رہائشی علاقہ کی سڑکوں کی حالت بہتر نہ ہے اور حکومت پنجاب نے محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے یہ سکیم واپس لے کر 95-1994 میں محکمہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو یہ ذمہ داری سونپی، تو اس وقت سے ان سڑکات کو بہتر بنانے کے لئے ایل۔ڈی۔اے کوشاں ہے۔ جس سے عوام کو سہولتیں ملنا شروع ہو گئی ہیں۔

(ب) محکمہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اس سکیم کی دیکھ بھال 95-1994 میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے اپنے ذمہ لی اور باقاعدگی سے ہر سال کافی رقم سکیم کی سڑکوں کی مرمت کے لئے اپنے سالانہ بجٹ میں مختص کرتا رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچہ (ملین روپے)	سال	خرچہ (ملین روپے)
1994-95	4.374	1998-99	7.459
1995-96	16.175	1999-90	2.748
1996-97	22.237	2000-01	3.200
1997-98	10.321	2001-02	37.000
2002-03	34.86 (خرچ کئے جا رہے ہیں)		

(ج) پہلے بڑی رابطہ سڑکوں کی تعمیر کی گئی۔ پھر رہائشی سڑکوں کی مرحلہ وار تعمیر کی جا رہی ہے۔ جس کی ترجیحات کا فیصلہ ٹاؤن ناظم اپنے یونین ناظموں کی مشاورت سے کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج راجہ صاحب کا موڈ بڑا اچھا لگ رہا ہے۔ actually جب Questions Day ہوتا ہے اور جس منسٹر کا day ہوتا ہے تو وہ tense ماحول میں بیٹھا ہوتا ہے لیکن ماشاء اللہ راجہ صاحب اس اسمبلی کے افلاطون ہیں لہذا آج ان کے چہرے پر کوئی ایسے تاثرات نہیں ہیں کہ محسوس ہو کہ یہ tense ماحول میں بیٹھے ہیں۔ میرا سوال نمبر 753 ہے جس کے جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ”گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کی آبادی میں خصوصاً رہائشی علاقوں میں پختہ سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں جس سے عوام کو سخت مشکلات درپیش ہیں۔“ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ”یہ درست ہے کہ واقعی وہاں پر یہ حالت ہے“ اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ ”ہم نے یہ سکیم ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے لے کر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو دے دی ہے، ڈیڑھ سال پہلے یہ سوال پوچھا گیا تھا اور

انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر کام شروع ہو چکا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ اب تک انہوں نے وہاں پر کتنی سڑکیں تعمیر کی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ سوال کو پوچھے ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا جیسا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 03-2002 تک ہم نے 34.86 ملین وہاں پر خرچ کیا تھا جس کی جواب میں تفصیل دے دی گئی تھی لیکن اس کو update کرنے کے لئے جب میں نے محکمے کو کہا چونکہ میں نے جواب دینا تھا اس لئے میری کوشش تھی کہ جو اس کی latest position تھی اس سے معزز رکن کو اور معزز ایوان کو بھی آگاہ کیا جائے تو اس میں latest position یہ ہے کہ اس میں مزید figures 34.86 ملین جو میں نے پہلے بتایا وہ خرچ ہوا ہے لیکن اس کے بعد مزید 2005 میں ساڑھے تین کروڑ روپے اسی علاقے میں سڑکوں پر خرچ ہوئے جس میں سے دو کروڑ روپیہ وہ تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کے پی۔ایل۔اے سے خرچ کیا گیا ہے اور باقی ڈیڑھ کروڑ روپیہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی وساطت سے خرچ کیا گیا ہے۔جن سڑکوں کے متعلق یہ پوچھا گیا ہے کہ کونسی سڑکیں اس کے بعد بنی ہیں تو ان کی ایک طویل فہرست ہے اگر معزز رکن چاہیں گے تو میں اس کی تفصیل فراہم کر سکتا ہوں لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ یونین کونسل وار دیا گیا ہے کہ یونین کونسل 29 میں دس سڑکوں پر کام ہوا ہے اور یونین کونسل 134، یہ وہ یونین کونسلیں ہیں کہ جو اس ٹاؤن شپ کے اور گرین پارک کے علاقہ میں آتی ہیں۔یونین کونسل 134 میں پھر دس سڑکوں پر کام کیا گیا ہے، یونین کونسل 135 میں ایک سڑک پر کام کیا گیا ہے، یونین کونسل 136 میں پھر ایک سڑک پر کام کیا گیا ہے، یونین کونسل 132 میں مزید چار سڑکوں پر کام کیا گیا ہے۔اس کی ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے معزز رکن اگر چاہیں تو میں تفصیل فراہم کر سکتا ہوں یہ میں ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں یہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1138 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔70 فیصل آباد کی کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق کی موجودہ صورتحال

*1138: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی و وفاقی حکومتوں کے فیصلہ بابت "مستقل کرنے کچی آبادیز" کے تحت ایسی آبادیاں جو چالیس گھروں سے زائد ہوں اور وفاقی یا صوبائی حکومت کی ملکیتی جگہوں (اراضی) پر آباد ہوں کو مستقل کچی آبادی کا درجہ حاصل ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان متذکرہ آبادیوں کا سروے کرنے، بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور مالکانہ حقوق تفویض کرنے کا پروگرام / جامع منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ج) فیصل آباد شہر کے حلقہ پی پی۔70 میں کتنی کچی آبادیاں ہیں، کس کس کا سروے ہو چکا ہے اور کس کس کو مالکانہ حقوق تفویض ہو چکے ہیں۔ بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے سلسلے میں کن کن آبادیوں میں کتنا اور کس نوعیت کا کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے مع لاگت تفصیل دی جائے؟

(د) فیصل آباد شہر حلقہ پی پی۔70 کی حدود میں آباد جن کچی آبادیز کو تاحال متذکرہ تمام سہولتوں مندرج ضمن (الف) تا (ج) سے محروم رکھا گیا ہے۔ ان کی لسٹ فراہم کی جائے اور ایسا ہونے کی وجہ بیان کی جائے، کیا حکومت اس کا ازالہ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کرے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ صوبائی و وفاقی حکومتوں کے فیصلہ بابت مستقل کرنے کچی آبادیز بمطابق پنجاب کچی آبادیز ایکٹ 1992 ایسی آبادیاں جو چالیس گھروں سے زائد ہوں اور 23-3-85 سے قبل وفاقی یا صوبائی حکومت کی ملکیتی جگہوں (اراضی) پر آباد ہوں کو مستقل / تسلیم شدہ کچی آبادیوں کا درجہ حاصل ہے، جن کا سروے حکومتی پالیسی کے مطابق ہوا ہو۔

(ب) یہ درست ہے کہ:۔

(i) کچی آبادیوں کا سروے حکومتی پالیسیوں کے تحت 86-1985 میں کیا گیا تھا۔

(ii) بنیادی سہولتوں کی فراہمی کا کام حکومت کے منظور شدہ پروگرام کے تحت فنڈز کی فراہمی پر منحصر ہے۔

(iii) کچی آبادیاں جو ایف۔ ڈی۔ اے کو منتقل ہو چکی ہیں ان میں مالکانہ حقوق تفویض کرنے کا کام پالیسی کے مطابق جاری ہے۔

(ج) فیصل آباد شہر کے حلقہ پی پی۔70 میں کل پانچ کچی آبادیز ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

(1)۔ سنٹرل جیل (2)۔ رسالہ نمبر 12

(3)۔ پریمئر ملز (4)۔ رفیق آباد

(5)۔ غریب آباد

متذکرہ بالا پانچ کچی آبادیوں کا سروے 86-1985 میں مکمل ہو چکا ہے۔

دو آبادیوں 1۔ سنٹرل جیل 2۔ رسالہ نمبر 12 کا رقبہ ایف ڈی اے کو منتقل ہو چکا ہے اور مالکانہ حقوق تفویض کرنے کا کام پالیسی کے مطابق جاری ہے۔

ترقیاتی کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) رسالہ نمبر 12 کچی آبادیز کے پروگرام کے تحت 21 لاکھ روپے کے ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں جن میں پانی کی فراہمی پختہ نالیاں اور گلیوں میں سولنگ کا کام شامل ہے۔

(ii) سنٹرل جیل:

جہاں تک اس آبادی کا تعلق ہے چونکہ سابقہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد یہاں تمام جملہ سہولیات مہیا کر چکی تھی اس لئے حکومت سے فنڈز نہ مانگے گئے تھے۔

(iii) پریمئر مل

(iv) رفیق آباد

(v) غریب آباد

ان میں تین آبادیوں کے تخمینہ جات (پی سی ون) گورنمنٹ کی منظوری کے لئے بھجوائے جا چکے ہیں جو کہ زمین کی منتقلی نہ ہونے اور عدالت میں کیس زیر سماعت ہونے کی بناء پر منظور نہ ہوئے ہیں۔

(د) حلقہ پی پی۔70 کی کچی آبادیوں جہاں تمام سہولیات مندرجہ ضمن (الف) تا (ج) فراہم نہ کی جا سکی ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام آبادی	سہولتیں فراہم نہ ہونے کی وجوہ
1-	پریمئر مل	معاملہ ہائی کورٹ میں ہے جس کی وجہ سے رقبہ تاحال ایف۔ڈی۔اے کو منتقل نہ ہو سکا ہے۔
2-	رفیق آباد	معاملہ ہائی کورٹ میں ہے جس کی وجہ سے رقبہ تاحال ایف۔ڈی۔اے کو منتقل نہ ہو سکا ہے۔
3-	غریب آباد	رقبہ زیر کچی آبادی پاکستان ریلوے کی ملکیت ہے جس نے ابھی تک این۔او۔سی جاری نہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے رقبہ تاحال ایف۔ڈی۔اے کو منتقل نہ ہو سکا ہے۔

جونہی ہائی کورٹ مذکورہ بالا دو کچی آبادیوں کا فیصلہ کرتی ہے، بمطابق پالیسی بعد ازاں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کا کام ممکن ہو سکے گا۔

جہاں تک کچی آبادی غریب آباد کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں محکمہ رریلوے سے این۔او۔سی لینے کی تگ و دو جاری ہے جیسے ہی این۔او۔سی ملتا ہے رقبہ ایف۔ڈی۔اے کو منتقل کروا کر بعد ازاں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کا کام ممکن ہو سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں پوچھا یہ گیا تھا کہ جو کچی آبادیاں ہیں ان میں گورنمنٹ نے جو جامع منصوبہ تیار کیا تھا اس کے مطابق لوگوں کو سہولتیں کیوں نہیں ملیں اور انہیں اب تک مالکانہ حقوق کیوں نہیں دیئے گئے؟ اس میں انہوں نے سب میں ایک ہی وجہ بیان کر دی ہے کہ سہولتیں فراہم نہ ہونے کی وجوہ اور دوسری طرف ان آبادیوں کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ معاملہ ہائی کورٹ میں ہے، ریلوے کی ملکیت ہے اور این۔او۔سی جاری نہ کیا گیا ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ معاملہ ہائی کورٹ میں ہے اس حکم امتناعی کی کیا نوعیت ہے، کون سا کیس ہے، کون سی رٹ ہے، اس کا کیا نمبر ہے اور اس وقت present status ہائی کورٹ میں کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ بنیادی طور پر محترم رانا صاحب نے پی پی۔70 سے متعلق کچی آبادیوں کے متعلق پوچھا تھا کہ یہاں پر کتنی آبادیاں ہیں، کتنوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں اور کتنوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک دو آبادیوں کا تعلق ہے ہم نے اس میں admit کیا تھا کہ وہاں پر ضابطے کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد ان کو مالکانہ حقوق بھی دے دیئے گئے اور وہاں پر ترقیاتی کام بھی جاری ہے۔ جن تین آبادیوں کے متعلق کہا گیا تھا کہ یہاں پر کام نہیں ہو سکا اس سے متعلق میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے دو کی اراضی صوبائی حکومت سے متعلقہ ہے اور ایک کی محکمہ ریلوے سے متعلقہ ہے۔ صوبائی حکومت کے متعلق ہماری میٹنگ

مورخہ 2005-5-9 کو ریلوے اور ریونیو بورڈ کے متعلقہ حکام کے ساتھ ہوئی تھی اس میں یہ طے پایا ہے کہ ایک joint committee مقرر کی جائے جس نے یہ طے کرنا ہے کہ اس کے transfer of land کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جائے۔ اصولی طور پر صوبائی حکومت نے ان متعلقہ محکمہ جات کے ساتھ یہ طے کر لیا ہے کہ یہ جلد سے جلد اراضی ہمارے نام ٹرانسفر کر دے لیکن ریلوے کے ساتھ ہماری ایک کمیٹی بن چکی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک مشترکہ سروے کر کے جس کو combined survey کہا جاتا ہے وہ اپنی رپورٹ دیں گے، اس کے بعد این۔ او۔ سی دیں گے پھر اس کے بعد وہاں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ جو دو صوبائی حکومت سے متعلقہ ہیں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ٹاؤن میونسپل اتھارٹی ان کے ساتھ بھی رابطہ ہے جلد ہی ہم ان کے ساتھ بھی معاملہ طے کر لیں گے کیونکہ اب ہم اس کو priority basis پر کرنا چاہتے ہیں جہاں تک رانا صاحب نے اس بات کا فرمایا کہ اس رٹ کا نمبر کیا ہے اور آئندہ تاریخ سماعت کیا ہے؟ تو اگر یہ فرمائیں تو میں چیک کر کے بتا سکتا ہوں بلکہ میں ابھی محکمے کو کہتا ہوں ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے، دونوں چیزیں میں ابھی معلوم کر کے بتا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی وقفہ سوالات میں جو چیز عیاں ہوتی رہی ہے وہ یہ ہے کہ منسٹر صاحبان تیاری کر کے نہیں آتے اور جب ڈیپارٹمنٹ ان کو brief کرتا ہے تو صحیح طور پر briefing بھی نہیں لیتے۔ اب یہ کیا بات ہوئی کہ 2005-5-9 کو ریلوے حکام کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی ہے، سروے ہوا یعنی 86-1985 میں 20 سال بعد یہ میٹنگ کر رہے ہیں اور اس میٹنگ میں فیصلہ یہ کر رہے ہیں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے گی اس کے بعد وہ غور کرے گی، غور کے بعد سفارشات مرتب کرے گی پھر وہ سفارشات آئیں گی اور پھر ان غریبوں کو بیس سال بعد جو مالکانہ حقوق چاہتے ہیں پھر مالکانہ حقوق نہ ملنے کے ساتھ ان کے ساتھ ایک اور tragedy یہ ہے کہ اس وقت تک وہاں پر کوئی civil work نہیں ہو سکتا، وہاں پر کوئی improvement نہیں ہو سکتی تو بیس سال بعد جب میں نے سوال کیا ہے اور میرے سوال پوچھنے کے تقریباً ایک سال بعد یہ میٹنگ کر رہے ہیں، اس پر کمیٹی بنا رہے ہیں اور آج منسٹر صاحب کا حال یہ ہے کہ جب کل انہوں نے briefing لی تو یہ اتنا نہیں کر سکے کہ 9-5-2005 کو جو میٹنگ ہوئی ہے اس کی progress کے متعلق پوچھ سکتے۔ باقی جو انہوں نے کہا کہ میں چیک کر کے بتا دوں گا تو یہ تیاری کیا کر کے آئے ہیں؟ بگو صاحب کو چاہئے کہ جو انہوں نے لقب دیا ہے وہ واپس لیں، یہ انہوں نے کیا تیاری کی ہے یہ اب چیک کر کے مجھے بتائیں گے بیس سال کا یہ مسئلہ

ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ ہائی کورٹ میں کوئی معاملہ pending نہیں ہے اور ہائی کورٹ سے کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ہم بہت جلد یہ کرنے والے ہیں یہ بالکل کچھ نہیں کرنے والے اور بدقسمتی یہ ہے کہ اگر یہ ایک سال بعد سوال آ گیا ہے تو اب یہ کہتے ہیں کہ ہم بہت جلد کریں گے اور میں چیک کر کے بتاؤں گا۔ یہ on the floor of the House بھی بتائیں کہ اس کا present status کیا ہے؟ ورنہ یہ جو generally انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہائی کورٹ میں pending ہے یہ بالکل غلط ہے میرا مؤقف ہے کہ یہ انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ہماری بھی یہ بدقسمتی ہے کہ negative لوگوں سے بات negative انداز میں کی جائے تو بہتر ہوتا ہے لیکن یہ اس معزز ایوان کی بدقسمتی ہے کہ کچھ لوگ محض تنقید برائے تنقید یا ایک negative سوچ رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ جتنا مرضی کر لیں ان کی ایک جو منفی سوچ ہے اس میں کبھی مثبت تبدیلی نہیں آ سکتی اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا پالا ایسے لوگوں کے ساتھ پڑا ہوا ہے بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ جو بات میں نے کی ہے تو اس معزز ایوان میں اس بات کو بھی clear کر لیتے ہیں کہ رانا صاحب بارہا یہ کہا کرتے ہیں کہ یہاں پر سٹیٹمنٹ دی گئی ہے انہوں نے سٹیٹمنٹ دی ہے کہ میں نے غلط کہا ہے کہ ہائی کورٹ میں یہ pending ہے تو ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں انہوں نے یہاں یہ فرمایا ہے اور اگر یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے تو پھر I have the right میں ان کے خلاف Privilege Motion پیش کروں کہ انہوں نے ایوان میں کھڑے ہو کر غلط بیانی سے کام لیا ہے حالانکہ اس حلقے سے ان کا تعلق ہے یہ اس حلقے سے ایم۔پی۔اے ہیں اور انہیں اتنا بھی علم نہیں ہے کہ کیا پنجاب گورنمنٹ کو اس بات کا اختیار ہے کہ ریلوے کی زمین پر اگر کوئی کچی آبادی بن گئی ہے تو ان کو پنجاب گورنمنٹ نے مالکانہ حقوق نہیں دینے جب تک محکمہ ریلوے ہمیں این او سی نہیں دے گا اس وقت تک ہم ان کو مالکانہ حقوق نہیں دے سکتے اس لئے ہم ریلوے سے زمین لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ایک وفاقی ادارہ ہے وہاں پر اب strategic position یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کی ریلوے لائن کے دس گز کے فاصلے پر کوئی کچی آبادی قائم ہو جائے تو سکیورٹی کے حوالے سے وہ نہیں دیتے۔ ان کے ساتھ ہمیں بات کرنی پڑتی ہے، انہیں اعتماد میں لینا پڑتا ہے، ان سے این۔او۔سی لینا پڑتا ہے اس کے بعد مالکانہ حقوق کی بات ہوتی ہے۔ یہ یہاں بیس سال کی بات کر رہے ہیں، پچیس

پچیس سال سے، یہ تو ہم نے 1985 سے شروع کیا ہے اس لئے انہوں نے بیس کا کہہ دیا ہے، ہم نے سروے 1985 سے شروع کیا ہے، 1985 سے پہلے کی کچی آبادیاں موجود ہیں جنہیں آج تک مالکانہ حقوق نہیں مل سکے اور وہ محض اس لئے نہیں مل سکے کیونکہ ان کا محل وقوع ایسا ہے کہ جہاں پر مالکانہ حقوق دیئے نہیں جا سکتے اور وہ کچی آبادی جو ہے وہ جس محکمے کی بھی متعلقہ زمین ہے اس کے لئے یہ feasible نہیں ہے کہ وہ ان کو مالکانہ حقوق دے اس لئے میں آپ کو یہ باقاعدہ ریکارڈ تاریخ کے ساتھ پیش کروں گا کہ کونسی عدالت میں یہ کیسز زیر التواء ہیں اور یہ ان کی statement on record ہونی چاہئے کہ انہوں نے کہا ہے کہ کیسز نہیں ہیں۔ آپ جو بھی فیصلہ کریں گے پھر اس پر مجھے حق حاصل ہوگا کہ میں تحریک استحقاق move کروں لیکن میں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے یہ ہماری حکومت نہیں، یہ پھر بات وہاں پر آ جاتی ہے کہ 1985 میں جنرل ضیاء الحق نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کی بات کی تھی اور آج تک سینکڑوں آبادیوں کو جو مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں یہ انہی لوگوں نے دیئے ہیں جن کو یہ چوبیس گھنٹے ہدف تنقید بناتے ہیں اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ میں نے جو جواب دیا ہے باقاعدہ حقائق کے مطابق دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابہام زدہ اور حواس باختہ لوگوں کو ہر بات negative نظر آتی ہے اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے ہمارا واسطہ ہے۔ اب آپ خود ہی یہ فیصلہ فرمائیں کہ اب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ ساری تفصیل، کون سا کیس کہاں pending ہے یہ میں آپ کو فراہم کر دوں گا۔ ایک سال بعد اس سوال کا جواب آیا ہے، یہ کب فراہم کریں گے؟ انھوں نے کل رات جب briefing لی ہے تو انھوں نے یہ چیزیں ڈیپارٹمنٹ سے کیوں نہیں لیں؟ اور جو on record والی بات ہے میں on record کہتا ہوں کہ ان کیسوں میں، میں وہاں کا رہائشی ہوں اور وہ میرا حلقہ ہے ان کیسوں میں کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا۔ کسی جگہ پر بھی ہائی کورٹ نے پراونشل گورنمنٹ کو یہ نہیں کہا کہ یہ جو آبادیاں ہیں ان کے حقوق لوگوں کو آپ ٹرانسفر نہ کریں۔ کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا تو اب یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس کو چیک کروں گا، میں اس کو دیکھوں گا پھر اس کے بعد تفصیل آپ کو فراہم کر دوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ سوال تو میں نے کیا ہے اور ایک سال کے بعد اس کی باری آئی ہے۔ آپ کل اس کی پوری briefing لیتے اور اس کے مطابق آپ کو پتا چل جاتا کہ اس میں کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا ہے تاکہ آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کو چیک کرتے ہوئے کل کوئی آرڈر فرماتے اور آج صبح اس ایوان میں ایک مثبت جواب لے کر آتے کہ یہ معاملہ اتنی دیر

سے pending تھا اب ہم نے اس میں مالکانہ حقوق کے لئے یہ پیشرفت شروع کر دی ہے۔ اگر آپ positive بات کرتے تو ہم بھی آپ کی تعریف کرتے۔ اب جب آپ کی ساری بات ہی گول مول ہے، ابہام زدہ ہے، نہ آپ کو پتا ہے کہ کیس کون سا ہے، نہ آپ کو پتا ہے کہ pending کہاں پر ہے، نہ آپ کو پتا ہے کہ تاریخ کون سی ہے؟ اب اس میں بتائیں کہ positiveness کو ہم کہاں سے تلاش کریں؟ اب ان کا جو جواب ہے وہ خود اس بات کا متقاضی ہے کہ اس سوال کے جواب کو آپ pending فرمادیں کیونکہ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ اس میں، میں پوری details لوں گا اور لے کر آپ کو فراہم کروں گا۔ یہ آپ کو نہ فراہم کریں مجھے فراہم کریں بلکہ اس ایوان کو فراہم کریں اور اس کے لئے یہ فرمائیں کہ اس کو کل کے لئے pending کروانا ہے یا اگلے اجلاس کے لئے pending کروانا ہے یا جو بھی ان کی خواہش ہے اس کے مطابق بتائیں کہ کب تک اس کو pending کروانا ہے، کب تک یہ سارا چیک کر کے ساری informations ایوان کو provide کریں گے؟ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایوان میں آنی چاہیئں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ statement دے رہا ہوں کہ یہ معاملہ subjudiced ہے۔ میں نے stay order یا حکم امتناعی کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ معاملہ زیر التواء ہے اور جب تک محکموں کے درمیان عدالت میں فیصلہ نہیں ہو گا اس وقت تک زمین ٹرانسفر نہیں کی جا سکتی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ محترم وزیر قانون ہیں اور انہیں قانون کی اتنی سمجھ ہونی چاہئے کہ معاملات subjudiced ہونے سے معاملات رُک نہیں جاتے، معاملات stay order یا حکم امتناعی سے رکتے ہیں۔ اگر وہاں پر یہ حکم امتناعی جاری ہوا ہو تا کہ یہ زمین پراونشل گورنمنٹ کو ٹرانسفر نہیں ہو سکتی تو پھر تو بات درست ہے اگر یہ حکم امتناعی نہیں ہے تو پھر ایسے ہی کوئی آدمی درخواست دے دے، کوئی آدمی رٹ کر دے تو پھر اس سے اس process کو تو نہیں روکا جا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اگر ایک جائیداد جو فیڈرل گورنمنٹ کی ہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ہے وہ تو are marked ہے پھر تو اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ how can Provincial Government interfere in the land of the Federal Government تو subjudice کا مطلب یہ ہے کہ ان کے درمیان ایک معاملہ چل رہا ہے اگر اس کا فیصلہ عدالت نے

دینا ہے کہ آیا یہ ان کو دینی چاہئے یا نہیں دینی چاہئے یا ریلوے ڈیپارٹمنٹ اجازت دے دے تو پھر یہ اس پر عمل کریں اگر ان کو اعتراض ہے تو Provincial Government cannot take land from them۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا اس میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں ایک آبادی ہے جس کے لئے ڈیپارٹمنٹ نے ریلوے سے این۔ او۔ سی لینا ہے اور بدقسمتی دیکھیں یعنی اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی جو ہے وزیر موصوف کو اتنی عقل سمجھ ہونی چاہئے تھی کہ یہ کل ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھے تھے ان سے پوچھتے کہ بھئی 20 سال سے تم این۔ او۔ سی نہیں لے سکے۔ کیوں نہیں 20 سال سے ریلوے سے این۔ او۔ سی ملا؟ یہ ایک آبادی سے متعلق ہے۔ اب جو دوسری دو آبادیاں ہیں وہ پراونشل گورنمنٹ کی اراضی ہے اس کو ٹرانسفر کرنے، مالکانہ حقوق دینے اور وہاں پر ترقیاتی کام کرنے میں کوئی بات حائل نہیں ہے اس کے متعلق یہ فرما رہے ہیں کہ ہائیکورٹ میں معاملہ subjudice ہے۔ ہائیکورٹ سے کوئی ایسا حکم امتناعی جاری نہیں ہوا۔ اب ان کے پاس ریکارڈ نہیں ہے یہ کہتے ہیں کہ میں چیک کر کے بتاؤں گا۔ اب یہ بتائیں کہ کب تک یہ چیک کر لیں گے؟ اس کے مطابق اس کو pending فرما دیں۔ مجھے اس کا definite اور precise جواب چاہئے۔ یہ ابہام زدہ جواب جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو غریب لوگ ہیں اور 20 سال سے اپنے مالکانہ حقوق چاہ رہے ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس میں پراونشل اراضی جو ہے اس کے متعلق بتائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پراونشل جو ہے میں دوبارہ اس کو clear کر دیتا ہوں کہ ایک رفیق آباد ہے وہ پراونشل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے، دوسری پریمیئر ملز کی ملکیت زمین ہے۔ اب پراونشل گورنمنٹ سے مراد یہ ہے کہ پراونشل گورنمنٹ کی اپنی ملکیتی نہیں ہے۔ اب جو ہماری ملکیت ہے وہ ہم دے چکے ہیں، جو کسی دوسرے محکمے، کسی دوسرے انسٹی ٹیوشن خواہ وہ پراونشل ہی ہو جب تک اس کی طرف سے این۔ او۔ سی نہیں ملے گا ڈائریکٹوریٹ آف کچی آبادی وہاں پر ڈویلپمنٹ نہیں کر سکتا اور نہ ہی مالکانہ حقوق دے سکتا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: But does it come under Provincial Government...?

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: دو جو ہیں وہ پراونشل گورنمنٹ کے ماتحت آتے ہیں۔ انھوں نے بھی

عدالت میں اس معاملے کو اٹھایا ہوا ہے کہ یہ زمین ہماری ہے یہاں پر کچی آبادی قائم نہ کی جائے اور جب تک این۔او۔سی نہ ملے اس وقت تک ڈویلپمنٹ کا کام ہو سکتا ہے نہ ہی وہاں پر ان کو مالکانہ حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔اب یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کہیں بھی کچی آبادی قائم ہو جائے اور اس کے بعد یہ لے لیا جائے کہ گورنمنٹ فوراً اس کو take over کر لے خواہ آپ کی ملکیت ہو، خواہ انفرادی طور پر کسی کی ملکیت ہو تو وہاں پر کچی آبادی قائم کر دی جائے ایسا نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کی ملکیت ہوتی ہے وہ اس کو باقاعدہ contest کرتے ہیں، stay order نہ بھی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنی زمین سے متعلق اپنے حقوق کا تحفظ کریں۔ یہ نہیں کہ وہاں پر کل کو کوئی کچی آبادی بنا لے اور اس کو بنیاد بنا کر ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حکومت نے delay کی ہے، حکومت نے قطعی طور پر کوئی delay نہیں کی۔ ہم پھر بھی کوشش کریں گے کہ جتنا بھی جلد ہو سکے اس معاملے کو نمٹایا جائے لیکن پھر بات وہی ہے کہ جب تک یہ معاملہ عدالتوں میں pending ہے اس وقت تک ہم مالکانہ حقوق دے سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اس وقت تک کوئی development activity کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن کیا پراونشل گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ اس کو کچی آبادی declare کرے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ہم نے پہلے ہی اس کو کچی آبادی declare کیا ہوا ہے۔اس کی ڈویلپمنٹ کے فنڈز ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم بھی pursue کر رہے ہیں، گورنمنٹ بھی اس میں پارٹی ہے۔انھوں نے ڈائریکٹوریٹ آف کچی آبادی کو پارٹی بنایا ہوا ہے اور اسی بنیاد پر بنایا ہوا ہے کہ ہم نے اس کو کچی آبادی declare کر دیا ہے۔ ہم اس کو take over کرنا چاہتے ہیں، ہم وہاں پر مالکانہ حقوق دینا چاہتے ہیں لیکن subject to the condition کہ یہ جب عدالت سے فیصلہ ہو جائے گا۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب یعنی ثابت اور ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ وزیر موصوف جو notes اس وقت پڑھ رہے ہیں یہ انھوں نے اس سے پہلے نہیں پڑھے ہوئے۔ اب انھوں نے جو notes consult کئے ہیں تو اب جو انھوں نے جواب دیا ہے وہ بالکل مختلف دیا ہے۔یعنی جو تحریری جواب ہمارے پاس ہے اب اس سے بالکل مختلف انھوں نے جواب دے دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ کچی آبادی جس کو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے declare کیا ہوا ہے لیکن وہ اراضی کسی اور کی ہے لہذا انھوں نے ہم پر کیس کیا ہے۔یہ declared کچی آبادی ہے اور وزیر موصوف کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی سروے اس اراضی

سے متعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ کی اور میری ملکیتی اراضی پر کچی آبادی declare ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ declared کچی آبادی ہے۔ کچی آبادی declare ہو ہی اس اراضی پر سکتی ہے کہ جو صوبائی یا قومی حکومت کی ملکیت ہے، یہاں پر انھوں نے خود اپنے جواب میں یہ لکھا ہے کہ "یہ درست ہے کہ صوبائی و وفاقی حکومتوں کے فیصلہ جات بابت مستقل کرنے کچی آبادی بمطابق پنجاب کچی آبادیز ایکٹ 1992 ایسی آبادیاں جو چالیس گھروں سے زائد ہوں اور 85-3-23 سے قبل وفاقی یا صوبائی حکومت کی ملکیتی اراضی پر آباد ہوں"۔ اب یہ تو declared بات ہے، confirmed بات ہے کہ وہ کچی آبادی declared ہی تب ہوئی کہ جب وہ وفاقی یا صوبائی حکومت کی اراضی کے اوپر تھی تو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ کسی کی اراضی کے اوپر بن گئی، وہ declared ہو گئی اب انھوں نے کیس کر دیا یہ بات ہے ہی نہیں۔ یہ انھوں نے اب notes جو consult کئے اس سے ان کے ابہام میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ یہ بتائیں کہ یہ جو سارا معاملہ ہے اس کو چیک کر کے کب جواب دیں گے، یہ بتائیں کہ کون سا کیس، کیا اس کی نوعیت ہے، رٹ کس کے خلاف ہے، کس نے کی ہے؟ یہ جب سارا دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو گا کہ اب بھی یہ جن کچی آبادیوں کا نام لے رہے ہیں وہاں پر ڈویلپمنٹ ورک بھی ہوا ہے جبکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ڈیلپمنٹ ورک کرواہی نہیں سکتے۔ وہاں پر لوگوں کو مالکانہ حقوق نہ دینے میں وہی bureaucratic hurdles ہیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ تھوڑا سا اس معاملے کو چیک کر کے آتے اگر یہ نہیں چیک کر سکے تو اب notes کو دیکھ کر مزید ابہام create نہ کریں۔ یہ وقت لے لیں اور اس کا precise and definite جواب دیں کہ یہ معاملہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں definite جواب ہی دے رہا ہوں۔ معزز رکن بار بار اس بات کو اچھال رہے ہیں کہ انھیں پتا نہیں ہے۔ میں اپنے محترم رکن کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ عقل کل نہیں ہیں جو بات حقائق کے مطابق ہے میں نے وہی کی ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ وہاں پر development کا کام ہو چکا ہے یہ کیسے کہتے ہیں؟ میں on the floor of the House اس بات کو commit کرتا ہوں کہ وہاں پر development کا کوئی کام اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک وہ زمین ہمیں منتقل نہیں ہو جاتی، یہ کس بنیاد پر ایسا کہہ رہے ہیں؟ اپنے حلقے میں تو یہ جاتے نہیں، اپنے حلقے کا ان کو علم نہیں ہے کہ ان کے حلقے میں صورتحال کیا ہے؟ میں اسی بات پر اس سوال کو pending کرواتا ہوں، کمیٹی مقرر کر لی جائے کہ اگر بقول رانا صاحب کے ان آبادیوں میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے development کا کام ہوا ہے تو میں ہر وہ کارروائی برداشت کرنے کے لئے تیار

ہوں گا جو یہ معزز ایوان چاہے گا اگر اس حوالے سے اس سوال کو pending کرنا ہے تو بے شک کر لیں۔ معزز رکن کو اپنے حلقے کے متعلق پتا نہیں، وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو اب یہ بھی بتانا پڑے گا کہ on the floor of the House کسی دوسرے ممبر کو ایسے نہیں کہتے کہ وہ "جھوٹ" بول رہے ہیں۔ اگر کہنا بھی ہو تو غلط بیانی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یہ چیئر کی رولنگ بھی ہے۔ آپ ان کو سمجھائیں کہ وہ ابہام کا شکار ہو کر اس قسم کے جملے نہ بولیں۔ وزیر موصوف کو یہ معلوم نہیں کہ اس کچی آبادی کی اراضی صوبائی حکومت کی ہے اور صوبائی حکومت نے مالکانہ حقوق منتقل کرنے ہیں۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جی معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے ہائی کورٹ سے کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا۔ جب میں یہ پوچھتا ہوں کہ جو معاملہ عدالت میں pending ہے اس کی نوعیت کیا ہے؟ تو یہ کہتے ہیں کہ میں چیک کر کے چیئر کو بتا دوں گا یا تو یہ کہہ دیں کہ جناب میں تیاری نہیں کر سکا، جواب مکمل نہیں ہے اس کو pending کر دیں، میں اس بابت چیک کر کے بتا دوں گا۔

دوسری صورت میں یہ مجھے بتائیں کہ ہائی کورٹ کے جس حکم امتناعی کی وجہ سے یہ مالکانہ حقوق نہیں دے رہے اس کی نوعیت کیا ہے، اس کی تاریخ کیا ہے اور اس pending writ کا subject matter کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کہا ہے کہ وہاں development کا کام ہوا ہے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں development کا کام نہیں ہوا۔ اس معاملے کی انکوائری کرنے کے لئے وہ کمیٹی بنانے اور سوال کو pending کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں جہاں پر رہتا ہوں، جہاں پر میں نے سیاست کی ہے میں نے وہیں سے الیکشن لڑا ہے۔ میں نے کسی دوسرے ضلع میں جا کر الیکشن نہیں لڑا۔ یہ میرا حلقہ ہے، میں جو کہہ رہا ہوں صحیح کہہ رہا ہوں میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ آپ بے شک اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں جو اس سارے معاملے کو دیکھ لے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر قانون جھوٹ بول رہے ہیں، میں یہی کہوں گا کہ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں پھر کہتا ہوں کہ معزز رکن کو حقائق کا علم نہیں ہے۔ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں، جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ معزز رکن جھوٹ بول رہے ہیں کیونکہ وہاں پر حکومت نے کوئی ترقیاتی کام نہیں کروائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں غلط بیانی کر رہا ہوں یا جھوٹ بول رہا ہوں؟ دونوں میں سے ایک بات ہے ناں۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور یہ غلط بیانی ان کو محکمے نے پڑھائی ہے ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں تو ان کو اتنی concession دے رہا ہوں لیکن یہ خواہ مخواہ اتنے سیخ پا ہو رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک سال بعد جواب آیا ہے، جو information مانگی گئی ہے وہ نہیں دی گئی۔ یہ تیاری نہیں کر سکے، ان کے پاس سارا material نہیں ہے لہذا یا تو آپ اس سوال کو pending فرما لیں یا پھر یہ مجھے اس کا definite جواب دیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہائی کورٹ میں یہ سارا معاملہ رکا ہوا ہے تو وہاں پر subject matter کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! subject matter یہ ہے کہ یہ جن محکمہ جات، مالکان کی زمین ہے وہ کچی آبادی کے لئے نہیں دینا چاہتے، وہ عدالت میں گئے ہوئے ہیں۔ معاملہ عدالت میں subjudice ہے۔ جب عدالت سے فیصلہ ہو گا تو ہم ان کو مالکانہ حقوق بھی دے دیں گے اور development کا کام بھی شروع کروا دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف چٹ پر آئے ہوئے پیغام پر دوبارہ غلط بیانی فرما رہے ہیں یہ معاملہ نہیں ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کچی آبادی جن مالکان کی تھی، جن محکموں کی تھی وہ عدالت میں گئے ہوئے ہیں۔ کوئی محکمہ یا آدمی عدالت میں نہیں گیا، یہ اراضی صوبائی حکومت کی ہے۔ یہ کچی آبادی اسی وجہ سے declare ہو سکی ہے کیونکہ یہ صوبائی حکومت کی اراضی ہے۔ یہ چودھری ظہیر الدین صاحب ان کو غلط معلومات دے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر صوبائی حکومت کی اپنی ملکیتی زمین ہوتی کسی دوسرے محکمے کی نہ ہوتی تو پھر حکومت انھیں دے کیوں نہ دیتی؟ یہ فرما رہے ہیں کہ کوئی محکمہ، کوئی آدمی ہائی کورٹ میں نہیں گیا اگر کوئی ہائی کورٹ میں نہیں گیا تو subjudice کیوں ہے اور عدالت میں معاملہ کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: آپ بتائیں کہ کون گیا ہے، کیوں subjudice ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں بتا رہا ہوں کہ ایک تو premier mill سے متعلق جو مالکان ہیں وہ گئے ہیں اس کے بعد رفیق آباد والے عدالت میں گئے اور اسی وجہ سے یہ معاملہ عدالت میں subjudice ہے۔ جب عدالت سے فیصلہ ہو گا ہم اس کچی آبادی کو مالکانہ حقوق دے دیں گے۔

جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر development کا کام ہوا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انھوں نے حقائق کے منافی بات کی ہے جس کے لئے میں آپ کو commitment دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے وہاں پر development کا کوئی کام نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! دیکھیں اب دو points بالکل واضح ہو گئے ہیں۔ نمبر ایک میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جو وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ وہاں پر جن لوگوں کی ملکیت تھی، جن محکموں کی ملکیت تھی وہ ہائی کورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔ میرا مؤقف یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے، یہ اراضی صوبائی حکومت کی ہے اور اسی وجہ سے یہ کچی آبادی declare ہوئی تھی۔ میرا دوسرا مؤقف یہ ہے کہ وہاں پر کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا۔ ہائی کورٹ کی طرف سے صوبائی حکومت کو مالکانہ حقوق دینے سے متعلق کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ یہ صرف bureaucratic hurdles ہیں۔ وزیر موصوف کو صحیح معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔ اب یہ گیلری میں بیٹھے ہوئے افسران سے لڑ رہے ہیں۔ آپ ان کو وقت دیں تاکہ یہ اس بات کا definite جواب دے سکیں۔ اس معاملے سے وہاں پر کم از کم ڈیڑھ دو ہزار غریب لوگوں کا مستقبل، ان کے گھروں، چھتوں کا سوال منسلک ہے۔ یہ صرف میری بات نہیں ہے۔ جب وزیر موصوف پورا ریکارڈ چیک کریں گے تو خود اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ محکمہ کی تساہل پسندی ہے۔ محکمہ والے فائل کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور اس کے بعد پوچھتے نہیں ہیں ورنہ ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ وہاں پر ترقیاتی کام پہلے بھی ہوئے ہیں اور اب بھی ترقیاتی کام کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ حالت یہ ہے کہ پچھلے بیس سالوں سے N.O.C نہیں لیا جا سکا کیا یہ محکمہ کی نالائقی نہیں ہے تو اس ساری بات کا وزیر موصوف سنجیدگی سے نوٹس لیں، خواہ مخواہ ناراض نہ ہوں، غصہ نہ کریں۔ اس معاملے کو pending کروالیں اور ایوان میں اس کا definite جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دونوں اطراف سے بیانات سننے کے بعد میرا خیال ہے کہ وزیر قانون بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس کچی آبادی کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور آپ کی بھی یہ خواہش ہے۔ اس میں رکاوٹ کی جو بھی وجوہات ہیں اس بابت میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ جتنی جلد ہو سکے ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کریں تاکہ اس کچی آبادی کو مالکانہ حقوق دیئے جا سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں آپ کوئی ٹائم فریم مقرر کر دیں۔ پہلے ہی ایک سال بعد جواب آیا ہے۔ آپ پندرہ دن یا ایک مہینہ کوئی وقت مقرر فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جتنی جلدی ہو سکے، کیا جائے اگر اس میں کوئی ابہام ہے تو اسے دور کیا جائے اور کوئی legal issues ہیں تو انھیں حکومت پنجاب جلد از جلد solve کروانے کی کوشش کرے تاکہ ان لوگوں کو مالکانہ حقوق مل سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اگر وزیر قانون اس کی یقین دہانی on the floor of the House کروادیں اور مہربانی کرتے ہوئے کوئی وقت بھی بتادیں کہ اگلے اجلاس تک یا ایک مہینے تک اس پر عملدر آمد کروادیں گے تو میں اس سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں time limit کے حوالے سے کوئی commitment نہیں دے سکتا۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ معاملہ عدالت میں subjudice ہے جب عدالت کا فیصلہ ہو گا تو کچی آبادی بھی قائم کی جائے گی، development بھی کی جائے گی اور مالکانہ حقوق بھی دیئے جائیں گے۔ میں حکومت کی طرف سے صرف اتنی assurance دے سکتا ہوں کہ ہم اس معاملے کو جلد از جلد نمٹانے کی کوشش کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے ایک بات کو درست طور پر indicate کر دیا لیکن انھوں نے پھر ابہام پیدا کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب تک معاملہ subjudice ہے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ اس طرح سے subjudice نہیں ہے، کوئی حکم امتناعی جاری نہیں ہوا۔ ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے حکومت پنجاب پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ چلو منسٹر صاحب یہی چیک کر لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ بار بار تسلسل کے ساتھ اس بات کو کہنا کہ ہائی کورٹ میں نہیں ہے یا کوئی subjudice نہیں ہے۔ ہم کسی کی زمین پر کس طرح کچی آبادی قائم کر سکتے ہیں اگر وہ عدالت میں گئے ہیں تو جب تک عدالت کا فیصلہ نہیں ہو گا اس وقت تک ہم مالکانہ حقوق نہیں دے سکتے ہیں اور نہ ہی development activities take up کر سکتے ہیں۔ میں اتنی assurance ضرور دینا چاہتا ہوں کہ ہم اسے عدالت سے جلد از جلد طے کروانے کی کوشش کریں گے۔ ہم اسے pursue کریں گے اور اس سلسلے میں پوری کوشش کریں گے کہ جلد از جلد اس کا فیصلہ ہو جائے۔ میں یہاں کھڑا ہو کر عدالتوں کے متعلق کیسے کہہ دوں کہ میں پندرہ دن کے اندر کر دوں گا اگر پندرہ دن میں عدالت سے معاملہ نہ نمٹایا جا سکے تو میں اس کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر تو اس وقفہ سوالات کا یہ مقصد ہے کہ لوگوں کے مسائل حل کرنے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ میری بات کو وزن دینا چاہئے۔ اب وزیر موصوف at least اتنی بات پر آ جائیں کہ ان کے دماغ میں جو بات آئی ہوئی ہے کہ یہ subjudice ہے، ہم کچھ نہیں کر سکتے، اس معاملے کو دیکھ لیں، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کر سکتے ہیں۔ عدالت کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن یہ بات سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! محترم رانا صاحب کا مقصد بھی یہ ہے کہ کچی آبادیوں کے غریب لوگوں کا مسئلہ حل ہو اور وزیر لوکل گورنمنٹ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان کا مسئلہ حل ہو۔ اس میں جناب نے جو direction دی ہے آپ اس میں تھوڑی سی ترمیم فرما دیں کہ عدالتوں میں جو کیسز pending ہیں محکمہ پوری تندہی سے ان کو follow up کرے گا اور follow up کر کے ان کو خارج کروا کر باقی عمل شروع ہو جائے گا، اگر آپ اپنی direction میں یہ ترمیم کر دیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ جہاں stay orders نہیں ہیں وہاں Government can put its weight behind اور جتنا جلدی ہو سکے اس مسئلے کو حل کرائیں تاکہ اس پر عملدر آمد ہو اور ان کے حقوق ان کو مل جائیں۔ اب میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! اس پر کافی بحث ہو چکی تھی لیکن میں اس بارے میں وزیر قانون اور بالخصوص ریونیو منسٹر کی توجہ چاہوں گا کہ 85-1984 میں جو سروے conduct کیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی مقصد تو غریب لوگوں کو الاٹمنٹ تھی۔ 85-1984 میں جو سروے رپورٹ تھی چونکہ وہ کسی ایک ہی ڈیپارٹمنٹ کے اندر پڑی ہوئی ہے۔ میرے ذاتی علم میں ہے اور یقیناً حکومت کے علم میں بھی ہوگا کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جو کمرشل جگہیں ہیں وہاں پر لینڈ مافیا کے لوگوں نے پانچ دس کچے گھر بنا کر

اور نیچے کے طبقے سے مل کر سروے رپورٹ کی fictitious کاپیاں بنوا کر اسے ریکارڈ کا حصہ بنا چکے ہیں اور کچھ بنانے پر تلے ہوئے ہیں تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب سے میری گزارش ہے کہ 1984-85 میں جو کچی آبادیوں کا سروے ہوا تھا یہ پہلی فرصت کے اندر اس ریکارڈ کو تین چار مختلف محکموں کے اندر محفوظ کر دیا جائے تاکہ جو fraudulent اور لینڈ مافیا کے لوگ کمرشل زمینوں پر جو نظریں جمائے ہوئے ہیں ان کی ان حریص نظروں یا گرفت سے ہمارے صوبے اور مرکز کی زمینیں بچ سکیں۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس ریکارڈ کی certified copies ایک جگہ کی بجائے مختلف محکموں کے اندر موجود رہنی چاہئیں۔

MR ACTING SPEAKER: Minister for Revenue should take a notice.

وزیر مال: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ حکومت پنجاب کی زمین ہے، ان کی زمین ہے۔ کچی آبادیوں کے جو کیسز پڑے ہیں جنھیں ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے کیا جن لوگوں کے عدالتوں میں کیسز نہیں ہیں بلکہ ڈیپارٹمنٹ میں پڑے ہیں جس میں سیالکوٹ کا کیس بھی ہے اس میں عدالت کی طرف سے کوئی hidden ہے نہ ہی کوئی stay matter ہے اور نہ ہی یہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ کی ہے بلکہ وہ زمین حکومت پنجاب کی ہے۔ کیا وزیر قانون یہ فرمائیں گے کہ کیا ان زمینوں پر مالکانہ حقوق دینے کے لئے تیار ہیں اور کب تک دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: .This is a fresh question یا تو آپ اس وقت پوچھ لیتے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ related ہے اور میں نے general principle کے تحت سوال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بات بجا ہے لیکن اب میں اس کو dispose of کر چکا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پہلے بھی ضمنی سوال کے سلسلے میں یہ بحث کرنا چاہتا تھا۔ یہ بڑا اہم سوال ہے کہ ڈیپارٹمنٹ میں کچی آبادیوں کے کیسز pending پڑے ہیں۔ رانا صاحب بضد ہیں کہ میں نے صبح راجہ صاحب کو جو افلاطون کا title دیا تھا وہ واپس لے لوں۔ میں درخواست کروں گا کہ جو کیس pending پڑے ہیں، جن میں کوئی stay نہیں ہے جو حکومت پنجاب کی زمین ہے اور

جو declare ہو چکے ہیں کہ یہ کچی آبادیاں ہیں لوگ وہاں پر بیٹھے ہیں کیا حکومت ان کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ یہ ایک general سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر تو عمل ہو رہا ہو گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! معزز رکن اگر آبادی کا نام بتادیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سیالکوٹ میں پاک پورہ ہے، لاہور میں ہیں بلکہ پورے پنجاب میں ہیں، جن کے کیسز ڈیپارٹمنٹ میں پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس سلسلے میں وزیر موصوف سے مل کر ان کو assist کر لیں۔ آپ کا اچھا point ہے یہ صرف آپ کی حد تک نہیں بلکہ باقی اضلاع بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی آبادی جہاں کوئی ابہام نہیں ہے، جہاں کوئی matter subjudiced نہیں ہے اور جہاں already declared ہو چکی ہے اگر اس پر عملدرآمد میں کوئی رکاوٹ ہے تو لاء منسٹر صاحب کو چیمبر میں مل لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آفس میں ملنا اور بات ہے اس وقت یہ بحث ایوان میں ہو رہی ہے اور بڑی اہم بحث ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: رانا صاحب نے اپنے حلقے کے حوالے سے بات کی ہے لیکن میں تو پورے پنجاب کے حوالے سے ان سے درخواست کر رہا ہوں کہ جس طرح لینڈ مافیا سرکاری زمینوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اکثر کچی آبادیوں پر عمل ہو چکا ہے، جن پر نہیں ہوا میں نے اس سلسلے میں آپ سے کہا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! رحیم یار خان میں ہیں، ساؤتھ پنجاب میں ہیں، نادرن پنجاب اور سنٹرل پنجاب میں بھی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل ہوں گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لا منسٹر صاحب یہاں پر statement دے دیں کہ ہم وہ کیس دیکھ لیں گے اور اگر ان پر کوئی stay order نہیں ہے اور زمین حکومت پنجاب کی ہے تو ہم لوگوں کو

مالکانہ حقوق دے دیں گے، اگر یہ on the floor of the House کہہ دیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس قسم کی statement سے تو لوگ قبضہ کرنا شروع کر دیں گے۔ یہ بات نہیں ہونی چاہئے بلکہ جو کچی آبادیاں already declared ہیں ان کے بارے میں بات ہے۔ اس طرح تو آپ سب کو چھوٹ دے دیں گے کہ جو جہاں چاہے جا کر بیٹھ جائے That is not allowed

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جناب ارشد بگو صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے در اصل یہی ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی ہے جس کے لئے یہ وقفہ سوالات رکھا گیا ہے لہذا آپ سے میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحبان کو direction دیں کہ محکمے کی کارکردگی کو دیکھا کریں۔ مجھے تو انھوں نے یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیا کہ معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے۔ اب پورے پنجاب میں بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جن کا معاملہ کہیں بھی pending نہیں ہیں لیکن وہاں پر بھی ڈیپارٹمنٹ کا یہ حال ہے۔ کچی آبادی کے لئے علیحدہ directorate بنایا گیا ہے اس کے بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ غریب لوگوں کو ریلیف ملے اور انھیں ان کے مالکانہ حقوق ملیں لیکن اس کی کارکردگی زیرو ہے لہذا آپ منسٹر صاحب کو direction دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو ایک point out ہوا ہے، کیا پتا کافی پر عمل بھی ہو چکا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انھوں نے کچھ نہیں کیا یہ تو 20 سال میں N.O.C نہیں لے سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو آپ off hand بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ 20 سال میں محکمہ ریلوے میں N.O.C نہیں لے سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محکمہ ریلوے کا مسئلہ اور ہے وہ ایک فیڈرل سبجیکٹ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! N.O.C انھوں نے لینا ہے میں نے تو جا کر نہیں لینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن جو بات صوبائی حکومت کی ہے اس پر انھوں نے کہا ہے کہ کوشش کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! صوبائی حکومت نے جو خود کرنا ہے وہ بھی نہیں کر سکتی اور جو N.O.C لینا ہے وہ بھی نہیں لے سکتی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سیالکوٹ کا ایک کیس ہے اس کے لئے میں خود ڈیپارٹمنٹ میں گیا تھا وہ ابھی تک pending پڑا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے بتادیں میں اس پر عملدرآمد کراتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ on the floor of the House بتائیں کہ جو cases pending پڑے ہیں ہم وہ کر دیتے ہیں اس سے کیا فرق پڑے گا، ماشاءاللہ یہ ہر ایک کو خوش کر دیتے ہیں عمل ہو نہ ہو لیکن راجہ صاحب ہر ایک کو خوش کر دیتے ہیں۔ یہ کھڑے ہو کر براہ مہربانی خوش کر دیں کہ پنجاب میں جن کچی آبادیوں کے cases pending ہیں اور ان کے cases عدالتوں میں نہیں ہیں اور پنجاب گورنمنٹ کی جگہ ہے ان کو ہم مالکانہ حقوق دے دیں گے بس اتنا فرمادیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 1135 سے آگے جتنے بھی سوالات کے محرک ہیں کیا ان کا یہ استحقاق ہے یا نہیں کہ ان کے سوالات آج سنے جائیں؟ اگر ان کے سوالات نہیں سنے جائیں گے تو کیا وہ رانا ثناء اللہ خان کے خلاف تحریک استحقاق move کر سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس کی ساری ذمہ داری وزیر مقامی حکومت پر ہے جن کے مبہم ابہام اور حواس باختہ جوابات کی وجہ سے معاملہ clear نہیں ہو سکا اور اس پر بحث در بحث ہوتی رہی وہ اپنی ضد پر قائم رہے انہوں نے Chair کی مانی نہ ہماری مانی اور اپنی بات پر ڈٹے رہے اور اسی وجہ سے یہ سارا وقت لگا ہے اگر وہ پہلے ہی اس بات کو clear کر دیتے تو دو منٹ کے اندر یہ سوال dispose of ہو جاتا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ رانا صاحب بار بار personal بات کرتے ہیں اور نااہلی کی بات کرتے ہیں۔ میں رانا صاحب سے اتنی گزارش کرنا چاہتا

ہوں کہ مجھے پہلی دفعہ یہ احساس ہوا ہے کہ میں آپ کے اس level پر نہیں جا سکتا آپ پھر بھی میرے لئے قابل احترام ہیں آپ کا لیول اور میرا لیول برابر نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو بحث چل رہی ہے میں عرض کروں گا کہ بہاولپور میں میرے صوبائی حلقے کے اندر ایشیا کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے اس کے متعلق cases بھی نہیں ہیں اور سالہا سال سے لوگ اس کے مالکانہ حقوق کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں لیکن تاحال آبادی کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ یہ جو ایشیا کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے اور پنجاب کے tail پر واقع ہے مہربانی کر کے اس کے مالکانہ حقوق دلوائے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں آپ کا سوال تو ابھی نہیں آیا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ سوال put کرتے تو اس کا جواب آتا یہ تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر سوال کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب والا! ہمارے فاضل دوست رانا ثناء اللہ خان بار بار بیس سال کے عرصے کا ذکر کرتے ہیں کہ بیس سال سے یہ کام نہیں ہو رہا تو میں یہی عرض کروں گا کہ اگر وہ دیکھ لیں تو پچھلے بیس سالوں میں زیادہ عرصہ ان کی اپنی حکومت رہی ہے۔ ان کے اپنے وزیر اعلیٰ رہے ہیں اور اپنے ہی وزیر اعظم بھی رہے ہیں اور سروے کے متعلق انہوں نے جو بتایا ہے وہ بھی 85-1984 میں ہوا ہے اگر process نہیں ہوا تو ان کا اپنا رول اس میں زیادہ ہے، موجودہ حکومت کا اس میں کوئی رول نہیں ہے۔ یہ جو بار بار بیس سال کا ذکر کر رہے ہیں تو اس میں اگر کوئی غلطی ہے تو یہ ان کی اپنی غلطی ہے۔ ان کی حکومت تھی، ان کے وزیر اعظم تھے انہوں نے یہ تو سوچا کہ میں اپنے چیف آف سٹاف کے طیارے کو اغواء کر لوں۔ اب وہ سعودی عرب میں بیٹھے ہوئے ہیں دو دفعہ ان کو عمر قید کی سزا ہو چکی ہے انہوں نے یہ تو نہیں سوچا کہ یہ جو کچی بستیاں ہیں ان کا میں حق ادا کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت تو یہ بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی حکومت نے initiate کیا ہے یا کسی حکومت میں کچھ ہو چکا ہے، جو حکومت بھی یہ کام کرے گی اچھا کام کرے گی اس میں بُری بات نہیں ہے اگر کسی نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ یہ چیزیں ہیں اور پچھلی حکومتوں نے نہیں

کیااور یہ حکومت کر جاتی ہے تو اس کا credit اس حکومت کو جائے گا اور میرے خیال میں یہ گورنمنٹ کرنا چاہتی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ حکومت اس پر عمل کرے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس tenure کے اندر ہماری حکومت یہ کام کرے گی۔ کچی آبادی کو یہ مراعات ملنی چاہیئں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! وزیر قانون صاحب نے ایک بات فرمائی ہے، ویسے تو

چشم قاتل میری دشمن تھی ہمیشہ لیکن
جیسی ہو گئی اب کبھی ایسی تو نہ تھی

وزیر قانون صاحب ہمارے متعلق خیالات تو ایسے ہی رکھتے ہیں لیکن انہوں نے جو یہ فرمایا ہے ٹھیک ہے وہ بھی ایک سیاسی کارکن ہیں اور میں بھی سیاسی کارکن ہوں ان کا لیول اور ہے، میرا لیول اور ہے۔انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ میں آپ کے لیول تک جا نہیں سکتا اس میں تھوڑی سی توسیع فرمادیں کہ راجہ صاحب آپ میرے لیول تک پہنچ نہیں سکتے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 1325 راجہ محمد شفقت خان عباسی!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 1325۔

سالک آباد کالونی بند روڈ لاہور کے سیوریج کا مسئلہ

*1325: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے سالک آباد کالونی بند روڈ لاہور کا سیوریج سسٹم اکثر خراب رہتا ہے اور باوجود تحریری شکایات کے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جارہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالونی کی گلی نمبر 20 کے سیوریج کی حالت انتہائی خراب ہے اور اس کے مکین مشکلات میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ کئی اقسام کی امراض کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا کالونی کے سیوریج سسٹم کی اصلاح اور مکینوں کی شکایات دور کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سالک آباد کالونی سوڈیوال کا سیوریج سسٹم اکثر ٹھیک رہتا ہے اور جب بھی کوئی شکایت ملے تو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) گلی نمبر 20 کا سیوریج بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔اس کے مکین سیور کی وجہ سے کسی مشکل کا شکار نہیں ہیں.

(ج) سیوریج سسٹم پہلے ہی ٹھیک ہے جب بھی کوئی شکایت موصول ہو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے آگے جو تین جواب دیئے گئے ہیں یہ واسا کے حوالے سے ہیں۔اس اسمبلی میں پچھلے تین سال سے واسا کے حوالے سے یہاں پر جتنے بھی سوالات آئے ہیں اور ان کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے تحت دیئے گئے ہیں۔یہ میرا بڑا اہم پوائنٹ ہے کہ اس سے پہلے واسا کے حوالے سے جتنے جوابات آئے ہیں وہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے دیئے ہیں اور اسی محکمے کے وزیر ہی واسا کے جوابات دیتے رہے ہیں۔یہ سوال محکمہ لوکل گورنمنٹ کے پاس کیسے چلا گیا۔

جناب سپیکر! دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تمام سوالات میں واسالاہور نے کہا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ یہاں لاہور میں تقریباً چھ ماہ پہلے واسا کی اسی کارکردگی کی بدولت درجنوں شہری ہلاک ہوئے ہیں اور وہاں پر سیوریج کا پانی پینے کے پانی میں mix ہو رہا ہے لیکن واسا کے ارباب اختیار جب بھی کسی سوال کا جواب دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ کوئی problem نہیں ہے۔حکومت پنجاب کی اس پر بے حسی یہ ہے کہ ایم۔ڈی واسا جس کی کارکردگی کی بدولت مرضی پورہ میں درجنوں شہری ہلاک ہوئے اس کو حکومت پنجاب نے جب اس کی مدت ملازمت پوری ہوئی تو ان ہلاکتوں کے انعام کے طور پر ایک سال کی extension دے دی اور یقینی بات ہے کہ جب ایسے لوگ واسا کی سربراہی کریں گے تو ایسے جواب ہی آئیں گے۔جب پورے لاہور میں لوگ گندا پانی پی کر مر رہے ہیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ سب ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہے۔آپ میرے ساتھ چلیں میں وہاں پر دیکھ کر آیا ہوں اور یہ جواب بالکل غلط آیا ہے، وہاں پر سیوریج اکثر خراب رہتا ہے اور وہاں پر پانی کھڑا رہتا ہے اس کے علاوہ سیوریج کا پانی پینے کے پانی میں mix بھی ہوتا ہے۔میرے دو ضمنی سوال ہیں اس کے بارے میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا بنا اور آپ پوائنٹ آؤٹ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! اس کا جواب غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال کے جواب پر اعتراض کر رہے ہیں یا محکمے پر اعتراض کر رہے ہیں؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرے دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک سوال کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے دو ضمنی سوال کئے ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں جو سوال پوچھا جا رہا ہے وہ تو لوکل باڈیز سے پوچھا جا رہا ہے۔ اس کا جواب بھی منسٹر لوکل گورنمنٹ ہی دیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا جواب واسا نے دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن آج واسا نے اس کا جواب نہیں دینا، آج محکمہ لوکل باڈیز نے دینا ہے۔ پہلے تو اس کا تعین کریں کہ یہ سوال واسا سے متعلق ہے یا لوکل باڈیز ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں دیکھیں کہ "جب بھی کوئی شکایت ملے تو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔" یہ اس کا جواب ہے۔ وہ کارروائی کون کرتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو جو بھی کرے۔ آپ کس سے اور کونسا سوال پوچھنا چاہتے ہیں تاکہ آپ کو اس کا جواب ملے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کیسے ممکن ہے کہ محکمہ صحت کا سوال آپ محکمہ تعلیم کو بھیج دیں محکمہ تعلیم کا سوال آپ محکمہ ریونیو میں بھیج دیں؟ تین سال سے ایک محکمہ ان سوالات کے جوابات دے رہا ہے اور اب دوسرے محکمے کو بھیج دیا گیا ہے یہ تو مذاق کیا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بنیادی طور پر تو یہ محکمہ لوکل باڈیز سے ہی متعلقہ ہے واسا ان کے ہی under ہے۔ اب چونکہ bifurcation ہو گئی ہے لیکن بنیادی طور پر پہلے ایک ہی منسٹری تھی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں اسی تضاد کی طرف نشاندہی کرنا چاہ رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کسی بھی mover کے سوال یا ضمنی سوال کا جواب Chair نہیں دے سکتی اگر وزیر موصوف کی طبیعت خراب ہے تو یہ بقیہ سوالات کے جوابات pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان سے میں جب پوچھوں گا تو بات ہوگی ابھی تو میں ان سے پوچھ رہا تھا کہ کونسا سوال کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس کا وہ جواب دیں۔ میں جواب نہیں دے رہا، میں ان سے سوال کر رہا ہوں تاکہ میں ان سے اس سلسلے میں سوال پوچھوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ایک اور سوال آپ سے ہے کہ اگر کوئی فاضل ممبر سوال کرتے ہوئے اوپر اس نے جب address کرنا ہے وہ اس کا محکمہ غلط لکھ دے۔ فرض کریں میں نے سوال محکمہ تعلیم سے کرنا ہے اور میں اوپر سپیشل ایجوکیشن لکھ دوں تو کیا اس کا جواب وزیر سپیشل ایجوکیشن دیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: دوبارہ دہرائیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں اگر سوال پوچھتے ہوئے یا لکھتے ہوئے یعنی سوال میرا ہے محکمہ تعلیم سے متعلق میں جب محکمے کو اوپر address کرتا ہوں تو غلطی سے میں سپیشل ایجوکیشن لکھ دیتا ہوں تو کیا میرے محکمہ تعلیم کے سوال کا جواب وزیر سپیشل ایجوکیشن دیں گی؟ اس کی مجھے وضاحت چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ تو وزیر تعلیم ہی جواب دیں گے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ یہاں پر واسا کی بات نہ کریں پھر لوکل باڈیز کی بات ہی کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب! یہ جواب جو ہے واسا کی طرف سے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہاں پر جواب محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے آرہا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! اس کی تو کوئی ایسی ایجنسی نہیں ہے جو سیوریج کو deal کرتی ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن اس پر یہاں جواب لوکل باڈیز کی طرف سے آرہا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: اس کی ایجنسی ہی نہیں ہے جو سیوریج کو deal کرتی ہو۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! مجھے موقع دیا جائے گا تو میں بات کروں گا اس لئے کہ

یہ ساری بحث آپ کے درمیان اور معزز رکن کے درمیان تھی اور ساتھ ہی ہمارے انتہائی قابل ترین اور عقل کل پارلیمنٹیرین ہیں انہوں نے کہا کہ pending فرما دیں۔ابھی سوال آیا ہی نہیں تو وہ اس کو pending پہلے ہی فرما رہے تھے لیکن میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوال To the Minister for Local Government addressed تھا اس لئے ہمارے پاس آگیا۔اب اس میں یہ ہے اور میں اپنے بھائی سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ واسا ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے لیکن چونکہ سوال ہمیں marked ہو گیا تھا ہم نے اس ڈیپارٹمنٹ سے جواب مانگا انہوں نے ہمیں جواب دے دیا جو یہاں پر اسمبلی میں بھیج دیا گیا۔اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کا جواب میں دوں تو میں اس کے لئے حاضر ہوں، میں جواب دے سکتا ہوں۔اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ concerned Minister اس کا جواب دیں تو وہ جناب والا! آپ کی صوابدید ہے جس کو وہ حکم دیں گے وہ جواب دے دے گا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میری عرض یہی ہے کہ تین سال سے وہی واسا کے حوالے سے یہاں جواب دیتے رہے ہیں اور وہی ان کا بنتا ہے تو میرے خیال میں یہ اس طرح سے لوکل باڈیز کا سوال ہی نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو پھر اس کو pending کر دیتے ہیں جب واسا کی باری آئے گی تو اس وقت ان سے پوچھ لیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نورالنساء ملک!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): On her behalf Q. No. 1552 (معزز رکن نے محترمہ نورالنساء ملک کی ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1552 دریافت کیا)

بہاولنگر میں اتوار بازاروں کا قیام

*1552: محترمہ نورالنساء ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بڑے شہروں کی طرح بہاول نگر میں اتوار بازار نہیں لگائے جاتے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اتوار بازار لگانے کی ذمہ داری ضلعی حکومت کی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہریوں کی سہولت کی خاطر بہاولنگر میں اتوار بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبے کے بڑے شہروں کی طرح بہاولنگر میں اتوار بازار نہیں لگائے جاتے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) فی الحال بہاولنگر میں اتوار بازار لگانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 30-12-2004 کو ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا تھا جس میں تاجران، آڑھتیان، کریانہ مرچنٹس ایسوسی ایشن اور صارفین کے نمائندوں نے شرکت کی۔ انہوں نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ضلع بہاولنگر میں اتوار بازار نہ لگانے کا مشورہ دیا۔

(I) ضلع بہاولنگر ایک زرعی ضلع ہے۔
(II) زیادہ تر سبزیاں اور فروٹ وغیرہ مقامی سطح پر ہی اگائے جاتے ہیں۔
(III) ضلع میں کل آبادی کا تقریباً 80 فیصد دیہات ہیں۔
(IV) کسان لوگ زیادہ تر اپنی ضروریات کے لئے سبزیاں، پھل، دالیں، چاول وغیرہ خود کاشت کرتے ہیں۔
(V) شہروں، قصبوں اور دیہات میں ہر چیز وافر مقدار میں موجود ہوتی ہے۔
(VI) عوام کا اتوار بازاروں سے اشیاء خریدنے کا رجحان نہ ہے۔
(VII) ماہ رمضان میں مقامی حکومت اتوار بازار لگواتی ہے جس سے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوتے کیونکہ ان بازاروں سے ضلع کی کل آبادی کا 10 سے 15 فیصد حصہ ہی مستفید ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اتوار بازار لگانے کی ذمہ داری ضلعی حکومت کی ہے تو اس کا positive جواب دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اگر بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور، فیصل آباد یا راولپنڈی میں اتوار بازار یا ایسے بازار جو حکومت کی ریلیف پالیسی کے تحت لگائے جا سکتے ہیں تو پھر کیا حکومت چھوٹے اضلاع کو بھی یہ ریلیف دینے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر تیار ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ریلیف دینے کی جو پالیسی ہے تو اس میں تو پھر پورے پنجاب کے عوام کا حق بنتا ہے کہ انہیں بھی یہ ریلیف ملے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ بڑے بڑے شہر لاہور، راولپنڈی، ملتان یا فیصل آباد وغیرہ کو یہ ریلیف ملے اور باقی لوگوں کو اس سے محروم رکھا جائے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میرا خیال ہے کہ پنجاب کے جتنے بھی اضلاع ہیں یہ ریلیف وہاں پر سب کو ملنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر لوکل باڈیز!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ حکومت کی پالیسی کے مطابق نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز اپنی صوابدید پر اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ اس شہر میں اتوار بازار لگانا چاہئے یا نہیں اگر محترمہ یہ چاہتی ہیں تو ہم ان کو لکھ دیتے ہیں کہ وہ اس کی possibility دیکھیں کہ کیا وہاں پر لگانا مناسب ہے، جگہ کا بھی تعین کر لیں اور اگر یہ عوامی مفاد میں ہے تو ہم انہیں لکھ دیتے ہیں وہ لگا دیں۔ Provincial Government کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ کہتے ہیں تو وہ ڈی۔ سی۔ اوز کو لکھ دیتے ہیں وہ وہاں پر لگوا دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی کے حوالے سے بھی پوچھ رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ یہ پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی نہیں ہے یہ at different districts individual basis پر ہوتی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سستا آٹا سکیم کس نے بنائی ہے، یہ کسی ضلع کی حکومت نے بنائی ہے یا پنجاب گورنمنٹ نے بنائی ہے؟

MR ACTING SPEAKER: Bibi, Sasta Atta Scheme is different and Itwar Bazar Scheme is different.

وہ علیٰحدہ چیز ہوتی ہے یہ علیٰحدہ چیز ہے۔ وہ subsidized rate پر آٹا دیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اتوار بازار میں صرف اور صرف آٹا سستا نہیں دیا جاتا بلکہ اس میں زندگی کی ضروریات سے متعلقہ اور بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل بجا ہے اور اس پر انہیں اعتراض نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ان سے کہیں وہ لکھ کر بھیج دیں گے۔ ڈی۔ سی۔ او آپ کے ضلع میں بھی اس کا انتظام کرا دے گا۔ اگلا سوال شیخ تنویر احمد!

شیخ تنویر احمد: سوال نمبر 1681۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سبزی منڈی جہلم سڑک کی کشادگی

*1681: **شیخ تنویر احمد:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جہلم شہر کی بڑی سڑک جس پر سبزی منڈی بھی واقع ہے اس پر حال ہی میں divider لگا کر اس سڑک کو تنگ کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک پر دو بوائز اور ایک گرلز ہائی سکول ہیں۔ ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں اور گاڑیوں کے رش کی وجہ سے اور divider کی وجہ سے سارا دن یہ سڑک بند رہتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سڑک پر دو بوائز سکول اور ایک گرلز ہائی سکول واقع ہیں۔ یہ درست نہ ہے کہ گاڑیوں کے رش اور زیر تعلیم بچوں کی وجہ سے سڑک سارا دن بند رہتی ہے۔

(ج) ضلعی حکومت نے اس سڑک کو کشادہ کر دیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سبزی منڈی کے سامنے سے گزرنے والی سڑک تعمیر نو سے پہلے 23 سے 28 فٹ چوڑی تھی۔ بعد از تعمیر اس سڑک کی مجموعی چوڑائی 40 فٹ ہو گئی ہے اور درمیان میں divider بنا دیا گیا ہے۔ اس طرح اب یہ سڑک دو رویہ ہے اور divider کے دونوں اطراف اس کی چوڑائی 20 فٹ ہے۔

شیخ تنویر احمد: جناب سپیکر۔ میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سڑک کشادہ کی گئی ہے اس میں آج تک ٹریفک سگنل نہیں لگایا گیا اس سڑک پر رش کا یہ عالم ہے اور جواب میں لکھا ہوا بھی ہے کہ اس

سڑک پر دو بوائز سکول اور ایک گرلز سکول ہے اور وہ اولڈ جی ٹی روڈ کہلاتی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ کوئی بھی چیز عوام کی آسانی کے لئے بنائی جاتی ہے، تعمیر کی جاتی ہے اور اس میں وسعت کی جاتی ہے۔ وہاں پر سپیڈ بریکرز ہیں، نہ وہاں پر ٹریفک سگنلز کا نظام ہے۔ آئے روز وہاں پر accidents ہوتے رہتے ہیں اور میں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ جب سے یہ سڑک بنی ہے اور اس پر divider لگایا گیا ہے تو حادثات کی وجہ سے پانچ چھ ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ وہاں پر ٹریفک سگنلز اور جہاں پر رش ہے وہاں پر سپیڈ بریکرز کب تک بن سکیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! معزز رکن نے بنیادی طور پر یہ پوچھا تھا کہ اس سڑک کو divider بنا کر تنگ کر دیا گیا ہے تو اس کا ہم نے جواب دیا ہے کہ اس کو تنگ نہیں کیا گیا بلکہ چوڑا کیا گیا ہے اور اب اس سڑک کی چوڑائی تقریباً 40 فٹ ہے اور دونوں طرف 20/20 فٹ سڑک موجود ہے لیکن ابھی یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر لائنیں اور سپیڈ بریکر نہیں لگائے گئے تو یہ متعلقہ ٹی۔ایم۔اے کو لکھا جا رہا ہے کہ وہ اس سلسلے میں دیکھ لیں۔ لائٹیں بھی لگائیں اور اگر وہاں پر سپیڈ بریکرز ضروری ہوں تو وہ بھی لگا دیئے جائیں کیونکہ سپیڈ بریکرز سے متعلق ایک علیٰحدہ پالیسی ہے اس کے بارے میں اس طرح commit نہیں کیا جا سکتا اس سلسلے میں وہ مقامی حالات کے مطابق کریں گے لیکن سٹریٹ لائٹس کے متعلق انہیں کہا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا point اسی سے related ہے سکولوں اور کالجوں کی timing کی وجہ سے سڑکوں پر رش ہو جاتا ہے۔ لاہور شہر میں پانچ جی۔او۔آرز ہیں۔ جی۔او۔آر۔I میں تو multiple entries دی ہوئی ہیں جہاں سیکرٹریز ہاؤسز اور چیف منسٹر ہاؤس ہے اور بڑے بڑے ہاؤسز ہیں لیکن دوسرے جی۔او۔آرز کے مختلف گیٹس ہیں اور ملحقہ آبادی کے بچوں نے سکول آنا جانا ہوتا ہے کیونکہ ارد گرد کافی سکول ہیں شادمان کا ہے، بہاولپور ہاؤس کا ہے۔ شمع سینما کے پیچھے سارے گیٹس تھے اب وہ سارے بند کر دیئے گئے ہیں ان سے ملحقہ آبادیوں میں صبح کے وقت اور school hours میں سڑکوں پر رش رہتا ہے۔ وہ مختلف گیٹس سے اپنے بچوں کو سکول چھوڑنے کے لئے آسانی سے آ جا سکتے تھے۔ یہ لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے جو اس areas میں رہتے ہیں تو میں وزیر صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ صرف on the basis of law and order situation بند کئے گئے ہیں حالانکہ یہ سارے ملک کا مسئلہ ہے، صرف جی۔او۔آر کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر کوئی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے تو وہ جی۔او۔آر۔I میں ہونا چاہئے تھا جہاں V.V.I.P movements ہیں، ان کے

توmultiple gates کھلے ہوئے ہیں لیکن ان دو جی۔او۔آرز کے گیٹس بند ہیں جن سے مقامی لوگوں کو بچے سکولوں میں لے جانے کے لئے آمد و رفت کی بڑی تکلیف ہے تو کیا حکومت یہ گیٹس کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، عوام کو سہولت دینا چاہتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں نے جس سوال کا جواب دیا ہے اسی سلسلے میں ضمنی سوال ہونا چاہئے تھا۔ سوال جہلم سے متعلق تھا جبکہ ضمنی سوال جی۔او۔آر سے متعلق ہے اور جی۔ او۔آر میں گیٹس لوکل گورنمنٹ نے نہیں لگائے اس لئے میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

MR ACTING SPEAKER: Next Question is 1698- Syed Ihsan-Ullah-Waqas.

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر ہے 1698۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں واقع کمیونٹی سنٹرز اور ان کا استعمال

*1698: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کمیونٹی سنٹرز کی تعداد کیا ہے، یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور کب تعمیر کئے گئے، کیا ان میں سے کچھ لوگوں کے ذاتی استعمال میں ہیں؟

(ب) ان کمیونٹی سنٹرز میں کیا سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ اس کی نگرانی کی ذمہ داری کس محکمہ کے سپرد ہے، کیا کچھ کمیونٹی سنٹرز کسی N.G.Os کے حوالہ بھی کئے گئے ہیں تو وہ کون سے ہیں اور ان میں N.G.Os نے کیا سرگرمیاں شروع کی ہیں؟

(ج) کیا حکومت کوئی ایسے کمیونٹی سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو شادی غمی کی تقریبات کے لئے بھی استعمال ہو سکیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ضلع لاہور میں کمیونٹی سنٹرز کی تعداد 67 ہے۔ یہ کمیونٹی سنٹرز 1985 سے 1996 تک

مختلف جگہوں پر تعمیر کئے گئے تھے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ کمیونٹی سنٹرز محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی و سابقہ ضلع کونسل اور پاک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی نے تعمیر کئے تھے ان میں سے 14 کمیونٹی سنٹرز پرائیویٹ استعمال میں تھے۔

(ب) 14 کمیونٹی سنٹرز محکمہ سوشل ویلفیئر کے حوالے کئے جا چکے ہیں جبکہ دو کمیونٹی سنٹرز میں یونین کونسل کے دفاتر قائم کئے جا چکے ہیں۔ 24 کمیونٹی سنٹرز رفاہ عامہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور 13 کمیونٹی سنٹرز ابھی تک نامکمل ہیں۔ کوئی بھی کمیونٹی سنٹر N.G.Os کے حوالے نہ کیا گیا ہے البتہ محکمہ سوشل ویلفیئر ان میں عوام کے تعاون / تنظیموں سے مل کر مختلف سرگرمیاں شروع کر چکا ہے۔

(ج) یہ پروگرام 1985 تا 1996 تک جاری رہا اس کے بعد مزید کسی سال میں یہ پروگرام چلایا گیا اور نہ ہی آئندہ چلانے کا پروگرام ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال کمیونٹی سنٹرز کے حوالے سے ہے۔ اس میں محکمے نے جواب دیا ہے کہ ضلع لاہور میں 67 کمیونٹی سنٹرز گزشتہ دور کے دوران بنائے گئے تھے ان میں سے 14 کمیونٹی سنٹرز پرائیویٹ استعمال میں تھے اور 24 کمیونٹی سنٹرز رفاہ عامہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں، پتا نہیں وہ بھی کس کے زیر اہتمام استعمال ہو رہے ہیں۔ 13 کمیونٹی سنٹرز ابھی تک نامکمل ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 14 کمیونٹی سنٹرز جو پرائیویٹ استعمال میں تھے جو لوگ اس کو پرائیویٹ استعمال کر رہے تھے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ سارے کے سارے کمیونٹی سنٹرز محکمہ اپنی تحویل میں کیوں نہیں لے رہا اور جو تیرہ کمیونٹی سنٹرز ابھی تک نامکمل پڑے ہیں۔ ان پر آخر حکومت اور عوام کا پیسا خرچ ہوا ہے ان کو مکمل کر کے proper استعمال کیا جائے اور جو 24 کمیونٹی سنٹرز جو رفاہ عامہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اس کا کیا مطلب ہے، یہ کون استعمال کر رہا ہے اور یہ کس کے ذریعے سے استعمال ہو رہے ہیں، کیا یہ بھی اسی طرح کی صورت تو نہیں ہے کہ ان پر بھی مختلف لوگوں نے اپنے ڈیرے بنا کر ان کو کمیونٹی سنٹرز کا نام دے دیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ جو 67 کمیونٹی سنٹرز کی فہرست دی تھی اگر آپ کمیونٹی سنٹرز کے حساب سے کہیں تو میں گزارش کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن معزز رکن نے پوچھا ہے کہ جو پرائیویٹ استعمال میں ہیں ان سے کیا مراد ہے؟ یہ کمیونٹی سنٹرز جو بنے تھے ان کی

executing agencies مختلف تھیں۔ بعض کو A.D.L.G صوبائی حکومت نے بنایا تھا اور بعض کو Pak P.W.D نے بنایا تھا جن کے متعلق ہم نے کہا ہے کہ پرائیویٹ استعمال میں ہیں، ان کا ریکارڈ ہمارے پاس نہیں ہے وہ Pak P.W.D نے بنائے تھے اور نہ ہی ان کا ہمیں قبضہ ملا ہے اور نہ ہی ان پر صوبائی حکومت کے فنڈز لگے تھے۔ وہ وفاقی حکومت کے فنڈز سے بنے تھے، وفاقی حکومت کی ایک executing agency نے وہ کام کروایا تھا اور وفاقی حکومت کے ہی متعلقہ لوگوں کی نشاندہی پر وہ کمیونٹی سنٹرز بنے تھے۔ جو کمیونٹی سنٹرز صوبائی حکومت کے فنڈز سے بنے تھے، جن کی صوبائی حکومت executing agency تھی ان میں سے کچھ ہم نے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو دے دیئے ہیں جن کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔ ان میں سے کچھ میں ہماری یونین کونسلوں کے دفاتر بن گئے ہیں اور ایک یاد و ایسے ہیں کہ جن کے متعلق ابھی ہم نے کہا ہے کہ وہ سکول کے لئے بھی دیا جا سکتا ہے اور کمیونٹی سنٹرز کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے یا لوکل گورنمنٹ کے کسی اور مقصد جیسے ڈسپنسری کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان کی utility نہیں ہو رہی باقی سارے کسی نہ کسی مقصد کے لئے جس کا باقاعدہ آگے ذکر کیا گیا ہے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ وزیر صاحب مہربانی کر کے جس چیز کو تھوڑا سا cover کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نام نہاد عوامی نمائندوں نے اپنے ڈیروں پر کمیونٹی سنٹرز کے نام پر ساری تعمیر کروالی تھی اس کے بعد وہ اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لاتے رہے ہیں۔ اس میں اصل بات یہ ہے کہ وہ پرائیویٹ استعمال میں رہے ہیں۔ میں ان سے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ وہ 14 کمیونٹی سنٹرز جو پرائیویٹ استعمال میں تھے ان کو کیا حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور جو 24 کمیونٹی سنٹرز کے متعلق خود جز (ب) کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ 24 کمیونٹی سنٹرز رفاہ عامہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں جبکہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس تو صرف 14 کمیونٹی سنٹرز ہیں۔ یہ 24 کمیونٹی سنٹرز کس کے استعمال میں ہیں، ان کو کون استعمال کر رہا ہے، کون اس کا انتظام کرتا ہے، کون کرایہ دیتا ہے، کون کرایہ لیتا ہے؟ یہ ادارے گورنمنٹ اور عوام کے پیسے سے بنے ہیں اور پرائیویٹ لوگ اس کے مالک بنے ہوئے ہیں، میں اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور مجھے اس کی وضاحت درکار ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اگر معزز رکن چاہتے ہیں تو میں ایک ایک کر کے پڑھ دیتا ہوں۔ سب سے پہلا چک بوٹا، یہ صوبائی حکومت نے تعمیر کیا تھا اور A.D.L.G ہماری executing

agency تھے۔ وارڈ نمبر 6 کا ہنہ نو boundary wall A.D.L.G Lahore ہمارے قبضے میں ہے، A.D.L.G Lahore ہی اس کی executing agency تھا۔ شاکے بھٹیاں کو ہم نے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کر دیا ہے، چودھری کالونی سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کیا جا چکا ہے اور اچے لدھیکا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کیا جا چکا ہے۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش نہیں کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تفصیل بتا رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ نے خود اس کی تین 3 کٹیگریز کی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ لاہور میں 67 کمیونٹی سنٹرز کی تعداد ہے۔ اس کے بعد آپ نے جواب کے جز (ب) میں یہ فرمایا ہے کہ 14 کمیونٹی سنٹرز محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس ہیں۔ ٹھیک ہے، بسم اللہ ان کے پاس ہیں، بہت اچھی بات ہے جبکہ دو کمیونٹی سنٹرز میں یونین کونسل کے دفتر قائم کئے جا چکے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے۔ 24 کمیونٹی سنٹرز رفاہ عامہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 24 کمیونٹی سنٹرز کون استعمال کر رہا ہے، ان کی ذمہ داری کس کے پاس ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں تو پورے 67 کی utility بتا رہا ہوں کہ یہ کون استعمال کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ مجھے دو حرفی جواب دے دیں کہ یہ 24 کمیونٹی سنٹرز کون سے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ 24 کے نام پڑھ دیں کہ وہ کونسے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: مجھے اس کا جواب ہی نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو 67 کا بتا رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: انہوں نے خود bifurcation کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن 24 کا آپ پوچھنا چاہتے ہیں یہ بتا دیتے ہیں۔ جی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! A.D.L.G کا میں نے پہلے بتایا ہے اس کے بعد پھر میں نے A.D.L.G کا بتایا ہے۔ میں 67 کی تفصیل دینا چاہتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے خیال میں راجہ صاحب الجھ گئے ہیں۔انھوں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ جو 24 کمیونٹی سنٹرز ہیں، آپ نے کہا ہے کہ وہ رفاہ عامہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں وزیر صاحب صرف یہ بتادیں کہ وہ رفاہ عامہ کس بلا کا نام ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ جب کمیونٹی سنٹرز بنے تھے وہ اس لئے بنے تھے کہ مقامی لوگ وہاں پر شادی کر سکتے تھے مگر I would say on the floor of the House اس کا جو basic concept تھا، اس کو overrule کرنے کے بعد ممبران اور لوگوں نے سرکاری پیسے سے اپنی ذاتی زمین پر کمیونٹی سنٹرز بنوالئے۔ان کے بننے کے بعد اس پر سوال ہوا اور بطور ممبر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہمارے پاس کیس ہیں جو pending ہیں لوگوں نے ایک ایک کروڑ روپیہ سرکار کا لگوادیا ہے اور وہ ان کے ذاتی استعمال میں ہیں۔وہ کیس N.A.B میں بھی pending ہیں۔اس وقت معاملہ یہ ہے کہ سرکار کا پیسا جن لوگوں نے بھی اگر میں ہوں، زید ہے یا بکر ہے اس پیسے کا غلط استعمال کروایا ہے اور ذاتی زمین پر کمیونٹی سنٹرز بنوائے ہیں، ان کا کیا مصرف ہے؟ میری راجہ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ پیسے یا تو لوگوں سے with interest recover کریں یا ان کو کسی مقصد لئے استعمال کریں کیونکہ یہ جو 24 کہہ رہے ہیں اس وقت بھی جو influential لوگ ہیں ان کے قبضے میں ہوں گے اور جو لوگ تھوڑے بہت کمزور ہوں گے انھوں نے پیسے دے کر جان چھڑالی۔اس وقت بھی میرے خیال میں ایک سو کچھ ایسے کمیونٹی سنٹرز ہیں جن کے پیسے ممبران نے بنوائے ہیں ان کے ذمہ واجب الادا ہیں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ جس طرح پی اینڈ ڈی سے پیسا گیا ہے اور استعمال ہوا ہے آپ راجہ صاحب کو یہ direction دیں کہ جتنے بھی کمیونٹی سنٹرز پنجاب میں بنے ہیں وہ کس کے استعمال میں ہیں، کیا اس کی N.A.B میں انکوائری ہو رہی ہے، کیا وہ پیسا recover کرنا چاہتے ہیں اگر نہیں کرنا چاہتے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے سوال یہ کیا تھا کہ 24 کمیونٹی سنٹرز کن کے استعمال میں ہیں تو وہ ان کے بارے میں بتارہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس سوال کو دینے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ

فلاں کے پاس ہے اور فلاں کے پاس ہے۔ میں اصل توجہ یہ دلانا چاہتا ہوں کہ عوام کے پیسے سے کروڑوں روپے خرچ کر کے یہ کمیو نٹی سنٹرز بنائے گئے تھے اور اس کے بعد مختلف لوگوں نے اس پر اپنی پرائیویٹ رہائش گاہیں بنائی ہوئی ہیں اور پرائیویٹ استعمال کر رہے ہیں۔ ہم حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس بارے میں کوئی اہتمام کرے کہ عوامی پیسے سے یہ جتنے ادارے بنے تھے ان سب کو گورنمنٹ اپنے کنٹرول میں لے اور ان پر اپنا تصرف اور اقتدار قائم کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ سوال میں یہ وضاحت کر دیتے کہ فلاں فلاں کمیو نٹی سنٹرز فلاں فلاں کے قبضے میں ہیں اور غلط استعمال ہو رہے ہیں ان پر حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟ سوال یہ ہونا چاہئے۔ اب آپ 24 کا پوچھ رہے ہیں تو وہ 24 کا جواب دے رہے ہیں۔ جب آپ سوال لے آئیں گے کہ فلاں کیمو نٹی سنٹرز فلاں کے مصرف میں ہیں اور وہ غلط استعمال ہو رہے ہیں تو اس کا وہ جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: انہوں نے خود اس کے جواب میں بتایا ہے میں نے یہ سوال پوچھا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے written سوال میں یہ چیز نہیں ہے۔ آپ نے ضمنی سوال بھی یہی کیا ہے کہ 24 کیمو نٹی سنٹرز کس کے استعمال میں ہیں اس کا وہ جواب دے رہے ہیں۔ جو رانا صاحب نے وضاحت کی ہے یا اس کی بات کی ہے اس کے حوالے سے یا تو پھر سوال پوچھا جائے پھر اس کا جواب دیں گے۔ اس کا fresh question لے آئیں اس کا پھر وہ جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (ب) میں جو آپ نے فرمایا ہے یہی پوچھا گیا ہے اور اس کا جواب انہوں نے تفصیل کے ساتھ دیا ہے۔ میں انہیں appreciate کرتا ہوں کہ جواب کافی تفصیل سے دیا گیا ہے۔ میرا کہنے کا جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ 67 میں سے صرف 14 کیمو نٹی سنٹر گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس لئے کہا ہے کہ کچھ فیڈرل گورنمنٹ کے ہیں، کچھ صوبائی گورنمنٹ کے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کے کونسے ہیں، صوبائی گورنمنٹ کے کونسے ہیں؟ وہ تو صوبائی گورنمنٹ کی وضاحت کر رہے ہیں اس لئے اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے لیکن جو سوال رانا صاحب نے کیا ہے اس میں جو کہا ہے کہ وہ پرائیویٹ مصرف میں ہیں تو اس کی باقاعدہ آپ تفصیل دیتے اور وہ آپ کو اس کا جواب دیتے۔

سید احسان اللہ وقاص: مجھے تو اس کی تفصیل کا پتا نہیں ہے اور میرے علم میں تو نہیں ہے کہ کہاں کہاں واقع ہیں، میں نے تو حکومت سے ہی پوچھنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس ضمنی سوال کو جانے دیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے I dispose of this ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اوکاڑہ، امیر نگر تا عمر سکھالا دھو کا اوکاڑہ سڑک کی تعمیر

*820: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) موضع رسول پورہ (نئی آبادی) تا چوک حافظ لال تھانہ منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ سڑک تعمیر کی گئی ہے جبکہ اس کا بقیہ حصہ موضع امیر نگر تا عمر سکھالا دھو کا کی سڑک کی مرمت نہ کی گئی؟

(ب) کیا حکومت پنجاب موضع امیر نگر تا عمر سکھالا دھو کا سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) محکمہ ہائی وے نے سال 1993 میں سڑک از چوک حافظ لال تا کلیر مند تعمیر کی جس کا تخمینہ لاگت مبلغ 10,380 ملین روپے تھا۔ کام مذکور بذریعہ میسرز غلام رسول اینڈ کمپنی (ساہیوال) مکمل ہوا۔ تخمینہ مذکورہ میں تعمیر سڑک از امیر نگر تا عمر سکھالا دھو کا بھی شامل تھی۔ ضلعی حکومت کی تشکیل کے بعد سڑک مذکور کی مرمت و دیکھ بھال ضلعی حکومت اوکاڑہ کے ذمہ ہے۔ ضلعی حکومت کی زیر نگرانی تمام مرمت طلب سڑکات کی ضلعی بجٹ میں دستیاب رقوم کے مطابق priority بنائی جاتی ہے اور باری آنے پر مرمت کی جاتی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) مذکورہ میں وضاحت کی گئی ہے اگلے مرمت کے موسم میں سڑک ہذا

کی مرمت ضلعی اسمبلی کی منظوری سے ممکن ہو سکے گی۔

فیروزپور روڈ لاہور کی نئی آبادیوں کے لئے بنیادی سہولیات کی فراہمی

*902: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرغزار، اٹاری پارک II، اعوان مارکیٹ فیروزپور روڈ لاہور کی آبادیاں سیوریج سسٹم، سولنگ، نالیاں، سوئی گیس اور بجلی جیسی سہولت سے محروم ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ آبادیوں میں درج بالا سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) جہاں تک سولنگ، نالیاں جیسی سہولتیں فراہم کرنے کا تعلق ہے نشتر ٹاؤن اپنے مالی وسائل کے مطابق (اپنے تمام ایریا میں ترقیاتی کام کروا رہا ہے البتہ علاقہ میں سیوریج کا نظام درست ہے۔ سوئی گیس اور واپڈا دو ادارے ہیں جو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت نہ ہیں۔

(ب) نشتر ٹاؤن اپنے تمام حلقہ جات میں اپنے وسائل کے مطابق ترقیاتی کام کروا رہا ہے۔ تمام یونین کونسلز میں یکساں فنڈز تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یونین کونسلز کے نائب ناظمین اپنی جن سکیموں کی نشاندہی کرتے ہیں ان کو مکمل کروا دیا جاتا ہے۔ متذکرہ آبادیوں کو سٹی ڈویلپمنٹ پیکج میں شامل کر لیا گیا ہے جونہی منظوری اور فنڈز دستیاب ہو جاتے ہیں واسا ان پر عمل درآمد کر دے گا۔

سلطان احمد روڈ اور شاہ جمال روڈ لاہور سے ملحقہ روڈ سٹریٹس کی تعمیر و مرمت

*966: چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلطان احمد روڈ اچھرہ اور شاہ جمال روڈ لاہور سے ملحقہ تمام روڈ سٹریٹ ٹوٹ پھوٹ اور بدحالی کی منظر کشی کرتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقوں کی طرف عرصہ دراز سے کسی نے کوئی توجہ نہیں دی جس کی وجہ سے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ محکمہ کی طرف سے ابھی تک مذکورہ روڈ و سٹریٹس کی تعمیر و مرمت میں کوئی پیشرفت نہیں ہوئی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ روڈ و سٹریٹوں کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) شاہ جمال روڈ اور ملحقہ تمام روڈ و سٹریٹس کی حالت تسلی بخش ہے۔ سلطان احمد روڈ اچھرہ سے ملحقہ گلیوں اور سڑکات میں عزیز روڈ، محبوب روڈ، فضل الہیٰ روڈ، مین روڈ شاہد کالونی تعمیر کی جا چکی ہیں۔ بقایا گلیوں اور سڑکات کی تعمیر کا کام فنڈز کی دستیابی ہونے پر مکمل کر دیا جائے گا۔ گزارش ہے کہ نشاندہی کر کے بتایا جائے کس سڑک کی حالت خراب ہے تاکہ اس کی مرمت کروائی جا سکے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ شاہ جمال روڈ کے ملحقہ علاقہ پر عرصہ دراز سے کوئی توجہ نہ دی گئی ہے۔ گاہے بگاہے مہیا کردہ فنڈز کے مطابق مرمت و تعمیر کا کام عمل میں لایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں کہ شاہ جمال روڈ اور اس کے ملحقہ علاقہ میں مذکورہ روڈز / سٹریٹ کی مرمت میں کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ سلطان احمد روڈ سے ملحقہ شاہدین سکیم میں سڑکوں کی تعمیر ہو رہی ہے اور تین سڑکیں زیر تعمیر ہیں جن کے فنڈز اقبال ٹاؤن کی طرف سے مہیا کئے گئے ہیں۔

(د) شاہ جمال روڈ کے ملحقہ علاقہ میں سڑکوں / سٹریٹس میں تعمیر و مرمت کا کام ہوتا رہا ہے۔ تاہم فنڈز فراہم ہونے کی صورت میں بقایا گلیوں اور سڑکوں کا کام مکمل ہو جائے گا۔

T.H.Q ہسپتال گوجر خان کے باہر صفائی کا مسئلہ

*1736: محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجر خان (راولپنڈی) کے مین گیٹ کے بالمقابل خالی پلاٹ جس میں پودوں کی عارضی نرسری تھی جسے T.M.A نے ذاتی عناد کی

وجہ سے اٹھا کر وہاں مردہ جانور، گندگی اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ جس سے تعفن پیدا ہوتا ہے اور وبائی امراض پھیلنے کا ہر لمحہ شدید خطرہ رہتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بد نظمی کا ازالہ کرتے ہوئے مردہ جانوروں، گندگی اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں کو فوری طور پر اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے بالمقابل کوئی عارضی نرسری قائم ہے اور نہ ہی تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی طرف سے وہاں مردہ جانور، گندگی اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگائے گئے ہیں بلکہ مذکورہ جگہ بالکل صاف ستھری ہے اور بوجہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اس جگہ کی صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ تاہم مذکورہ جگہ کو صاف ستھرا رکھنے کی مزید بھرپور کوشش کی جائے گی تاکہ کسی قسم کی شکایت نہ ہو۔

(ب) جز (الف) کی روشنی میں کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

ضلعی ناظم سیالکوٹ کے دفاتر، آرائش و ٹیلی فون اور بلوں کی تفصیل

*1755: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سیالکوٹ کے ضلعی ناظم کے سرکاری طور پر کتنے اور کہاں کہاں دفاتر ہیں؟

(ب) ہر دفتر میں ان کے لئے حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) ہر دفتر میں کتنے سرکاری ٹیلی فون ہیں۔ ان کے نمبر اور ان کے ماہانہ بل کی تفصیل ضلعی ناظم کے حلف سے لے کر آج تک فراہم کی جائے؟

(د) ضلعی ناظم کے ان دفاتر کی تزئین و آرائش پر آج تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔

(ہ) کیا ان دفاتر پر خرچ کردہ رقم کی منظوری ڈسٹرکٹ اسمبلی کے اجلاس سے حاصل کی گئی تھی تو اس اجلاس کی تاریخ اور کارروائی کی نقل فراہم کی جائے؟

(و) مذکورہ اجلاس میں کتنے ممبران نے شرکت کی تھی ان کے نام ولدیت کیا ہیں ان میں سے کتنوں نے اس کے حق میں اور کتنے ممبران نے مخالفت میں ووٹ دیئے تھے۔ اس کے علاوہ

اس اجلاس کے دوران کتنے ترقیاتی منصوبوں کی منظوری دی گئی تھی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ضلع ناظم سیالکوٹ کا ایک ہی دفتر ہے جو کہ ضلع کچہری میں واقع ہے۔

(ب) غیر متعلقہ۔

(ج) غیر متعلقہ۔

(د) دفتر کی تزئین و آرائش کے لئے کل رقم ایک لاکھ چالیس ہزار روپے خرچ کی گئی؟

(ہ) یہ رقم حکومت پنجاب نے Devolution Transition Fund سے ضلعی گورنمنٹ کو جاری کی تھی جس کی ڈسٹرکٹ اسمبلی سے اجازت کی ضرورت نہ تھی۔

(و) غیر متعلقہ۔

رحمت آباد راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیم کی صورتحال

***1890: جناب ارشد محمود بگو:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رورل واٹر سپلائی سکیم رحمت آباد راولپنڈی میں کام کا آغاز 87-1986 میں شروع ہوا تھا اور اس سکیم کا تخمینہ لاگت 60 لاکھ روپے تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم پر 40 لاکھ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور اس پر 70 فیصد کام بھی مکمل ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رورل واٹر سپلائی سکیم کے لئے ٹیوب ویل موقع پر لگا دیا گیا ہے، ٹرانسفارمر بھی لگایا جا چکا ہے اور ٹیوب ویل کا کمرہ بھی تعمیر کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کی تمام گلیوں میں واٹر سپلائی لائن P.V.C پائپ بچھائے گئے تھے مگر بعد میں سوئی گیس اور ٹیلی فون لائن بچھاتے وقت ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے مین پائپ لائن کی 500 فٹ کی لائن ریلوے ٹریک کی کراسنگ (چکلالہ گاؤں) کے قریب ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ سکیم بے کار پڑی ہے اور اس پر خرچ کردہ لاکھوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کو مکمل کرنے کے لئے 20 لاکھ کا ٹینڈر مورخہ 4-اکتوبر 2002 کو کال کیا گیا تھا، مگر موقع پر ابھی تک پیشرفت نہیں ہوئی ہے؟

(ز) کیا حکومت اس سکیم کا بقیہ 500 فٹ کی مین پائپ لائن مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ رورل واٹر سپلائی سکیم پر کام کا آغاز 87-1986 میں ہوا تھا اس وقت محکمہ نے تخمینہ لاگت 65 لاکھ روپے بھیجا تھا مگر وفاقی حکومت نے فیز-I مبلغ 27.53 لاکھ روپے کا منظور کیا بعد میں فیز-2 مبلغ 49.74 روپے وفاقی حکومت نے منظور کیا اور فیز-3 مبلغ 36.56 لاکھ روپے پنجاب حکومت نے منظور فرمایا۔

(ب) اس سکیم پر کل لاگت (خرچ) درج ذیل ہے:۔

فیز-1 26.74 لاکھ روپے

فیز-2 34.50 لاکھ روپے

فیز-3 12.46 لاکھ روپے

میزان: 73.40 لاکھ روپے

(ج) یہ درست ہے کہ فیز-1 میں ٹیوب ویل، پمپنگ مشینری، ٹرانسفارمر اور کمرہ مکمل کر لئے گئے تھے۔

(د) یہ درست ہے کہ فیز-2 میں گاؤں کی تمام گلیوں میں P.V.C پائپ لائن بچھا دی گئی ہے۔ یہ پائپ لائن 93-92 میں بچھائی گئی تھی اس کے بعد گاؤں میں سوئی گیس اور ٹیلی فون کی لائنیں بچھائی گئی ہیں تو لازماً کچھ لائنیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہوں گی مگر صحیح اندازہ تو پانی چلانے پر ہی ہوگا۔

(ہ) یہ درست ہے کہ فیز:1- میں 500 فٹ لائن ریلوے کراسنگ کے قریب اور کچھ حصہ شاہ فیصل کالونی میں نامکمل رہ گیا تھا۔ بعد میں ریلوے لائن کے ساتھ ریلوے ہاؤسنگ سوسائٹی کے لوگوں نے دوران تعمیر کالونی اور سڑک پائپ لائن کا کافی حصہ توڑ دیا یا پھر گھروں یا سڑک کے نیچے دب گیا جس کے لئے فیز-3 حکومت پنجاب نے 98-1997 میں مبلغ 36.56 لاکھ روپے منظور کیا مگر اس میں سے صرف 12.46 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

بقیہ رقم 2000-1999 سے اب تک نہیں ملی ہے اور سکیم بغیر فنڈ کے ہے۔

(و) یہ درست ہے کہ اکتوبر 2002 میں ٹینڈر لگایا تھا مگر فنڈ نہ ہونے پر ٹینڈر نہ ہو سکا۔

(ز) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت واٹر سپلائی کا کام متعلقہ T.M.A کے دائرہ اختیار میں ہے۔ T.M.A راولپنڈی صوبائی مالیاتی کمیشن کی طرف سے جاری کردہ یک سطحی بجٹ اور اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے واٹر سپلائی کا کام کرے گی۔

پنجاب میں قائم سرکٹ ہاؤسز اور ان کے اخراجات اور دیگر تفاصیل

*1893: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے سرکٹ ہاؤسز ہیں؟ ضلع وار تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان سرکٹ ہاؤسز کے لئے ضلع وار 1997 سے 2002 تک ہر سال کتنے اخراجات بجٹ میں رکھے گئے تھے؟

(ج) ان سرکٹ ہاؤسز میں جب کوئی ٹھہرتا ہے تو ناشتہ اور کھانے کے کتنے پیسے فی کس چارج کئے جاتے ہیں؟

(د) 1997 سے 2002 تک ہر سال سوئی گیس اور بجلی کے بلز کے اعداد و شمار سرکٹ ہاؤس وائز بیان فرمائیں؟

(ہ) جب وزراء یا افسران یہاں پر مختلف نوعیت کے بڑے پروگرام کرتے ہیں تو اس کے اخراجات کون کرتا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تمام ضلعی حکومتوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل بارہ سرکٹ ہاؤسز ہیں جو کہ ضلع بہاولپور، ڈی جی خان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، خانیوال، خوشاب، لاہور، لیہ، ملتان، ساہیوال، سرگودھا اور وہاڑی میں واقع ہیں۔

(ب) سرکٹ ہاؤسز کے لئے ضلع وار 1997 سے 2002 تک ہر سال کے اخراجات جو کہ بجٹ میں رکھے گئے تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	سال وار بجٹ میں رکھے گئے اخراجات				
		1997-1998	1998-1999	1999-2000	2000-2001	2001-2002
1۔	بہاولپور	14,16,162	12,16,940	12,38,500	21,17,060	18,69,000
2۔	ڈی جی خان	2,47,100	2,50269	2,33,046	4,19,100	4,47,062

3۔	فیصل آباد	1,94,160	1,95,580	1,29,000	1,50,000	2,34,000
4۔	خوشاب	1,43,312	77,641	1,,51,927	59,183	1,18,533
5۔	لاہور	6,97,537	2,08,505	6,56,030	1,31,322	3,61,248
6۔	لیہ	80,297	74,491	64,907	51,899	---
7۔	ملتان	84,912	1,88,250	3,34,700	15,07,894	9,70,343
8۔	ساہیوال	---	85,300	49,181	33,731	72,332
9۔	وہاڑی	1,25,034	2,76,802	78,494	1,25,281	60,000

10۔ گوجرانوالہ: 1997 سے 2002 تک سرکٹ ہاؤس کے لئے علیحدہ بجٹ نہ دیا گیا بلکہ کمشنر / ڈی۔ سی۔ او آفس کے بجٹ سے اخراجات پورے کئے گئے۔

11۔ خانیوال: سرکٹ ہاؤس خانیوال کے لئے علیحدہ فنڈز مختص نہ ہوا۔

12۔ سرگودھا: سرکٹ ہاؤس سرگودھا کے لئے کوئی علیحدہ فنڈز مختص نہ کئے گئے اخراجات سابق کمشنر آفس یا ضلعی حکومت سے پورے کئے جاتے ہیں۔

(ج) ضلع ملتان کے علاوہ باقی گیارہ اضلاع کے سرکٹ ہاؤسز میں صرف رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ناشتہ اور کھانے کے اخراجات مہمان خود برداشت کرتے ہیں جبکہ ضلعی حکومت ملتان نے ناشتے اور کھانے کی ریٹ لسٹ فراہم کی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ڈش	نرخ	نمبر شمار	ڈش	نرخ
1۔	چائے (فی کپ)	6روپے	2۔	ناشتہ (فی کس)	30روپے
3۔	بوتل	10روپے	4۔	شکنجبین (فی گلاس)	6روپے
5۔	چکن قورمہ (فی پلیٹ)	35روپے	6۔	چکن جلفریزی (فی پلیٹ)	45روپے
7۔	چکن کڑاہی (آدھا کلو)	70روپے	8۔	چکن کڑاہی (ایک کلو)	140روپے
9۔	رائیتہ	5روپے	10۔	مٹن قورمہ فی پلیٹ	40روپے
11۔	مٹن کڑاھی (آدھا کلو)	90روپے	12۔	مٹن کڑاہی (ایک کلو)	180روپے
13۔	چکن فرائیڈ رائس (فی پلیٹ)	35روپے	14۔	چکن فرائیڈ رائس (فی پلیٹ)	35روپے
15۔	ایک فرائیڈ رائس (فی پلیٹ)	30روپے	16۔	سادہ چاول (فی پلیٹ)	15روپے
17۔	آئس کریم (فی کپ)	15روپے	18۔	روٹی (فی عدد)	2روپے

(د) سرکٹ ہاؤسز کے لئے مالی سال 1997 سے 2002 کے درمیان سوئی گیس اور بجلی کے بلوں کے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان سرکٹ ہاؤسز میں وزراء یا افسران کی بریفنگ کے مختلف پروگرام منعقد ہوتے ہیں تو ان کے اخراجات متعلقہ محکمہ / ضلعی انتظامیہ برداشت کرتی ہے جبکہ سرکٹ ہاؤسز میں پرائیویٹ پروگراموں کی اجازت نہ ہے۔ سرکٹ ہاؤس، لاہور میں نیب کی عدالت ہونے

کی وجہ سے کوئی پروگرام منعقد نہ ہوتا ہے۔

صوبہ میں اقلیتی ارکان کی تعداد اور خالی نشستوں کی تفصیل

*1934: جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ کے ہر ضلع، تحصیل اور یونین کونسل میں اقلیتی ممبران کی تعداد کیا ہے تفصیل بتائی جائے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں کس ضلع، تحصیل، ٹاؤن اور یونین کونسل میں اقلیتی ممبران کی کتنی کتنی سیٹیں خالی ہیں ان کی تفصیل اور ضلع وار تعداد بتائی جائے؟

(ج) حکومت صوبہ میں ان تمام اقلیتی خالی سیٹوں پر کب ضمنی انتخاب کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) الیکشن کمیشن آف پاکستان اسلام آباد سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

صوبے کے ہر ضلع تحصیل اور یونین کونسل میں اقلیتی ممبران کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

یونین کونسلز	3466 سیٹیں
تحصیل کونسل	472 سیٹیں
ضلع کونسل	187 سیٹیں

(ب) تمام کونسلز میں خالی سیٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

یونین کونسلز	1123
تحصیل کونسلز	1
ضلع کونسلز	3

(ج) P.L.G.O,2001 کی شق 156 کے جُز 3 کے مطابق تمام ضمنی انتخابات سال میں ایک بار منعقد ہوں گے جن کی تاریخ کا اعلان الیکشن کمیشن کرے گا۔ اقلیتی ممبران کے آخری ضمنی انتخابات مورخہ 2004-03-28 کو منعقد کرائے گئے تھے۔

ڈبلیو بلاک نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا کے سیوریج کا مسئلہ

*1947: جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومی و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈبلیو بلاک نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا کے گٹر بند ہونے کی وجہ سے ڈبلیو بلاک کے قبرستان میں گٹروں کا پانی جمع ہو رہا ہے جس سے اہل علاقہ میں بڑی پریشانی اور بے چینی پائی جاتی ہے اور تعفن کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ چھ ماہ سے ڈبلیو بلاک نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا میں سیوریج کے پائپ ڈالنے کے باوجود نکاسی آب کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مشکلات کے ازالہ کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہ بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سرگودھا سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) عارضی طور پر ڈبلیو بلاک نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا کے گٹر بند ہوئے جن کی صفائی کا فوری طور پر انتظام کیا گیا اور گٹر لائن چالو کرا دی گئی تاکہ قبرستان میں گندا پانی اکٹھا نہ ہو۔

(ب) نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن کے لئے ایک ڈسپوزل ورکس موجود ہے اور وہ بدستور کام کر رہا ہے نکاسی آب کا کام درست ہے۔

(ج) عوام الناس کے بہترین مفاد کے پیش نظر نہ صرف نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن کی تمام سیوریج لائنز بلکہ شہر سرگودھا کے تمام سیوریج لائنز کی صفائی خصوصی مہم کی صورت میں واسا فیصل آباد سے گٹر اوپنر مشین کرایہ پر حاصل کر کے گٹروں کی صفائی کرا دی ہے۔

قبرستان میانی صاحب لاہور کی انتظامی کمیٹی کے ارکان اور اجلاسوں کی تفصیل

*1968: **جناب محمد آجاسم شریف:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قبرستان میانی صاحب لاہور کی management کمیٹی کے ممبران کے نام کیا ہیں، ان میں کتنے سرکاری ملازم ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کمیٹی کے لاز کے تحت اس کا اجلاس ہر ماہ ہونا لازمی ہے اگر رواں سال کے دوران ہر ماہ اس کے اجلاس منعقد ہوئے ہیں، تو ان کی تاریخ اور یہ کس کس کی صدارت

میں کہاں کہاں منعقد ہوئے ہیں اور اس میں کن کن ممبران نے شمولیت کی ہے۔ نیز اس روز کی کارروائی کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) آخری قبرستان میانی صاحب کمیٹی مورخہ 1997-12-15 کو سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے احکامات کے تحت تشکیل دی گئی تھی جس کے ممبران مندرجہ ذیل تھے۔

1۔ ڈپٹی کمشنر، لاہور (چیئرمین)
2۔ چیف کارپوریشن آفیسر
3۔ ایس پی سٹی، لاہور
4۔ ڈائریکٹر انتظامیہ ایل ڈی اے
5۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ (سیکرٹری)
6۔ حاجی محمد شریف سابق ایم پی اے
7۔ الحاج ایس ایم طارق شاہ
8۔ خواجہ ناظم الدین
9۔ جناب حسن دین بھٹی
10۔ جناب نذیر خان
11۔ جناب زاہد صادق
12۔ ملک خورشید اعوان
13۔ چودھری شوکت علی

12-اکتوبر 1999 کو حکومت کی تبدیلی اور بعد ازاں نئے ضلعی نظام کے نفاذ کی وجہ سے اس کمیٹی کے لئے کام جاری رکھنا ممکن نہ رہا۔ نئی کمیٹی تاحال تشکیل نہ دی گئی ہے چونکہ نئی کمیٹی کی تشکیل محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب کے زیر غور ہے لہذا stop gap arrangement کے طور پر اس وقت کے ڈی۔ سی۔ او لاہور نے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور A.D.L.G کو ہدایت کی تھی کہ وہ کمیٹی کے عمومی انتظامی امور سرانجام دیتے رہیں۔

(ب) چونکہ قبرستان کمیٹی موجود نہ ہے لہذا ہر ماہ اجلاس کے انعقاد کا جواز نہ ہے۔ میانی صاحب قبرستان کمیٹی کے آج تک کوئی بائی لاز تشکیل نہ دیئے گئے ہیں۔

قبرستان میانی صاحب لاہور کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل

*1969: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قبرستان میانی صاحب لاہور کی آمدن اکاؤنٹ میں کتنی رقم کس کس بنک میں کس کس نام پر جمع ہے اور یہ رقم نکلوانے کا مجاز کون ہے اس کا نام، عہدہ، گریڈ بیان فرمائیں؟

(ب) یکم جنوری 2001 سے آج تک اس قبرستان کے اکاؤنٹ سے کتنی رقم کس کس مقصد کے لئے کس کس اہلکار نے نکلوائی اور کیا اس کی اجازت کمیٹی سے حاصل کی گئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیااس قبرستان سے متعلقہ فنڈز کا سال 1980 سے آج تک کبھی آڈٹ ہوا، یہ آڈٹ کن کن تاریخوں میں ہوا اور آڈٹ کرنے والی اتھارٹی کے نام کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) قبرستان میانی صاحب کے آمدن اکاؤنٹ تین بنکوں میں چیئرمین میانی صاحب قبرستان کمیٹی کے نام ہیں اور وہ ہی اس سے رقم نکلوانے کے مجاز ہیں۔ انہوں نے یہ اختیار سیکرٹری میانی صاحب قبرستان کمیٹی کو تفویض کیا ہوا ہے۔ چیئرمین کا نام کیپٹن نسیم نواز، عہدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور گریڈ 18 ہے۔ سیکرٹری کا نام اختر نواز، عہدہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اور گریڈ 17 ہے۔ بنکوں کے نام، اکاؤنٹ نمبر اور رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2001 سے آج تک اس قبرستان کے اکاؤنٹ سے جتنی رقم جس جس مقصد کے لئے نکلوائی گئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قبرستان کے اکاؤنٹ سے صرف عملہ کی تنخواہ، لیگل ایڈوائزر کا اعزازیہ اور بجلی، پانی، گیس وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی کی جاتی ہے اور یہ تمام ادائیگیاں کمیٹی کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق ہوتی ہیں۔

(ج) اس قبرستان کے متعلقہ فنڈز کا آج تک آڈٹ نہیں ہوا کیونکہ یہ قبرستان کمیٹی مختلف فیسوں اور کرایوں وغیرہ سے خود ہی آمدن کا انتظام کر رہی ہے اور حکومت نے آج تک اس کمیٹی کو کوئی گرانٹ نہ دی ہے۔

N.L.C اور F.W.O کے لئے کام کی شرائط و قواعد

*2038: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت N.L.C اور F.W.O کو گورنمنٹ شیڈول ریٹ پر ٹھیکہ دیتی ہے یا مارکیٹ ریٹ پر، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا مذکورہ فرموں نے کبھی اوپن ٹینڈر میں حصہ لیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) N.L.C اور F.W.O کو جو کام الاٹ کئے جاتے ہیں ان کے ریٹ کام کی نوعیت کے

مطابق طے کئے جاتے ہیں۔

(ب) N.L.C اور F.W.O افواج پاکستان کے تعمیراتی ادارے ہیں جو ملک بھر میں ترقیاتی کام کرواتے ہیں۔اس سلسلے میں کام کی نوعیت کے مطابق حکومت پنجاب سے خصوصی طور پر منظوری لی جاتی ہے۔

رسول پور پاکپتن براستہ محمد پور مہندی والا پختہ سڑک کی تعمیر

*2045: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن بائی پاس روڈ سے رسول پور براستہ محمد پور مہندی والا سڑک پختہ نہ ہونے سے علاقہ کی تقریباً 14 ہزار کی آبادی بہت مشکلات کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کے پختہ نہ ہونے کی وجہ سے کسان اپنا مال منڈی تک نہیں لا سکتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کو پختہ کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے، کیا آئندہ مالی سال میں فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ پاکپتن بائی پاس روڈ سے رسول پور براستہ محمد پور مہندی والا پختہ سڑک نہ ہے جس کی وجہ سے علاقائی آبادی مشکلات کا شکار ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک پختہ نہ ہونے کی وجہ سے کسان اپنا مال منڈی میں بروقت نہیں لا سکتے اور بہت سی دوسری مشکلات کا شکار ہیں۔

(ج) فنڈز مہیا ہونے پر اس سڑک کی تعمیر شروع کی جا سکے گی۔

قبولہ میراں شاہ روڈ سے ہوتہ روڈ براستہ ملیانہ پاکپتن سڑک کی تعمیر

*2046: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبولہ میراں شاہ روڈ سے ہوتہ روڈ براستہ ملیانہ پاکپتن کی سڑک پختہ نہ

ہونے سے علاقہ کی تقریباً بارہ ہزار کی آبادی گوناں گوں مسائل کا شکار ہے حتیٰ کہ بیمار کو ہسپتال تک لے جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کمیر روڈ سے پکا سدھار روڈ لنک روڈ براستہ ٹبہ نانک سر پختہ نہ ہونے سے آبادی و کسان پریشان ہیں اس سڑک کو پختہ کرنے کے سلسلہ میں کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ قبولہ میراں شاہ روڈ سے ہوتہ روڈ براستہ ملیانہ پاکپتن پختہ سڑک نہ ہے اور وہاں کی آبادی مشکلات کا شکار ہے۔

(ب) ضروری فنڈز مہیا ہونے پر سڑک کی تعمیر کر دی جائے گی۔

(ج) یہ درست ہے کہ کمیر روڈ سے پکا سدھار لنک روڈ براستہ ٹبہ نانک سر پختہ سڑک نہ ہے۔ آبادی و کسان مشکلات کا شکار ہیں۔ تاہم فنڈز مہیا ہونے پر اس سڑک کی تعمیر کا کام شروع کیا جا سکے گا۔

پی پی-95 گوجرانوالہ کی یونین کونسلز کو مہیا کئے گئے فنڈز اور دیگر تفاصیل

*2060: میاں سعود حسن ڈار: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-95 گوجرانوالہ میں کتنی یونین کونسلز ہیں ان کے نمبر اور نام نیز سال 1999 سے ہر یونین کونسل کو سالانہ کتنے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں اور کتنی یونین کونسلز میں فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں اور فنڈز فراہم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) ان یونین کونسلز میں سے کتنی اور کون کون سی یونین کونسلز کے اپنے دفاتر کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں اور کتنی یونین کونسلز کے دفاتر کرایہ کی بلڈنگ میں ہیں اور ان کا ماہانہ کرایہ یونین کونسل وار فراہم کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) حلقہ پی پی-95 میں یونین کونسلوں کی تعداد 14 ہے۔

نمبر شمار	نمبر یونین کونسل	نام یونین کونسل	02-2001 سے 04-03-31 تک گرانٹ فراہم کردہ (1-09-01 تا 31-03-04)
1-	101	جلال	20,05,140
2-	102	تلونڈی کھجور والی	20,05,140
3-	103	تلونڈی راہوالی	20,05,140
4-	104	بڑانوالی	20,05,140
5-	105	اروپ	20,05,140
6-	106	ونیہ والا	20,05,140
7-	406	بھٹی بھنگو	20,05,140
8-	107	لوہیانوالہ	20,05,140
9-	108	(اربن گوجرانوالہ)	23,42,141
10-	41/5	(اربن گوجرانوالہ)	20,05,140
11-	45/9	(اربن گوجرانوالہ)	25,18,240
12-	46/10	(اربن گوجرانوالہ)	27,32,140
13-	47/11	(اربن گوجرانوالہ)	26,15,940
14-	48/12	(اربن گوجرانوالہ)	29,10,140

(ب) کل تعداد جن کے دفاتر یونین کونسلز ہیں، 5 یونین کونسلز۔

نمبر شمار	نام یونین کونسل	رقبہ
1-	جلال	رقبہ 5 مرلہ
2-	تلونڈی کھجور والی	رقبہ 5 مرلہ
3-	بڑانوالی	رقبہ 5 مرلہ
4-	اروپ	رقبہ 1 کنال
5-	بھٹی بھنگو	رقبہ 10 مرلہ

کل تعداد جن یونین کونسلز کے دفاتر موجود نہ ہیں۔ 9 یونین کونسلز

نمبر شمار	نام یونین کونسل	ماہانہ کرایہ
1-	تلونڈی راہوالی	2000 روپے
2-	ونیہ والا	3000 روپے

3۔	لوہیانوالہ	3000 روپے
4۔	اربن گوجرانوالہ 41/5	3500 روپے
5۔	اربن گوجرانوالہ 45/9	NIL
6۔	اربن گوجرانوالہ 46/10	5000 روپے
7۔	اربن گوجرانوالہ 47/11	3000 روپے
8۔	اربن گوجرانوالہ 48/12	5000 روپے
9۔	اربن گوجرانوالہ 49/13	4000 روپے

سبزہ زار لاہور میں بدھ بازار سے پیدا ہونے والے مسائل

*2082: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار فوارہ چوک سے شاہ فرید سپر سٹور تک بدھ بازار لگتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بدھ بازار لگنے سے علاقہ کے لوگوں کو آمدورفت میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) بدھ بازار جس محکمہ کے زیر کنٹرول ہے اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) مذکورہ بدھ بازار سے حاصل ہونے والی آمدن کا کیا تخمینہ ہے اور کیا اس آمدن کو سرکاری فنڈز میں جمع کروایا جاتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری عملہ وہاں پر لگے سٹالز مالکان سے ناجائز بھتہ بھی وصول کرتا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور شامیانے لگانے کے لئے جگہ جگہ میخیں لگا دی گئی ہیں؟ جو کہ عام دنوں میں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے ٹائر پھاڑ دیتے ہیں؟

(ز) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بدھ بازار کو مطلوبہ جگہ سے تبدیل کر کے کسی کھلی جگہ پارک، میدان میں لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ ٹاؤن گورنمنٹ علامہ اقبال ٹاؤن اور ناظم یونین کونسل 111 کے زیر کنٹرول ہے۔

(د) مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ بدھ بازار سے کوئی بھی پیسا اکٹھا نہیں کرتی تاہم اس بازار میں سہولت برائے ریٹ سبزی و پھل کے لئے سٹالز پر کارڈز جاری کرتی ہے اور ریٹ (نرخ نامہ) کو مانیٹر کرتی ہے۔

(ہ) مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ لاہور کا عملہ کسی قسم کا ناجائز مفاد یا پیسا وہاں سے نہیں لیتا ہے۔

(و) درست ہے۔

(ز) سٹی گورنمنٹ علامہ اقبال ٹاؤن اس بارے میں مناسب اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

یو۔ سی نیکاپور اور چھڑار سیالکوٹ میں غیر نمائندہ افراد کے ذریعے ترقیاتی کاموں کی تکمیل

*2137: **جناب ارشد محمود بگو:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونین کونسل نیکاپور اور چھڑار (سیالکوٹ) کے ترقیاتی فنڈ کس کے ذریعے خرچ کروائے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دو U.Cs کے ناظم کو ڈسٹرکٹ یا تحصیل سے کوئی فنڈ دیا جارہا ہے اور نہ ہی ان کے ذریعے ترقیاتی کام کئے جارہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان دو U.Cs کے ترقیاتی کام غیر متعلقہ لوگوں سے کروائے جارہے ہیں اگر ایسا ہے تو حکومت ڈسٹرکٹ کونسل کے ان غیر قانونی اقدامات پر کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یونین کونسلیں اپنے ترقیاتی کاموں پر عمل درآمد کی پنجاب یونین ایڈمنسٹریشن (ورکس) رولز مجریہ 2002 کے تحت خود ذمہ دار ہیں۔ اس طرح تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن و ضلعی حکومتیں یونین کونسلوں میں فنڈز بالترتیب پنجاب، تحصیل، ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن قواعد کار 2002 و قانون مقامی حکومت 2001 (ترمیم شدہ) کے تحت اپنے اپنے متعلقہ اداروں کے ذریعے خرچ کرتے ہیں۔

(ب) یونین کونسلز کو فنڈز کی فراہمی ضلعی حکومت و تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری نہ ہے۔تاہم ترقیاتی کاموں کی نشاندہی و منظوری علاقائی ضرورت کو مد نظر رکھ کر متعلقہ قواعد و ضوابط کے تحت کی جاتی ہے۔

(ج) جہاں تک ضلعی حکومت کے ترقیاتی منصوبہ جات پر عملدرآمد کا تعلق ہے تو متعلقہ ضلعی ادارے ان کی تکمیل و عملدرآمد کے ذمہ دار ہیں تاہم یونین کونسلیں اپنے ترقیاتی کاموں پر عملدرآمد کی پنجاب یونین ایڈمنسٹریشن (ورکس) رولز مجریہ 2002 کے تحت خود ذمہ دار ہیں۔ جہاں تک مذکورہ یونین کونسلز میں غیر متعلقہ افراد سے ترقیاتی کام کروانے کا تعلق ہے ضلعی حکومت کو اس ضمن میں ابھی تک کوئی شکایت نہ آئی ہے۔تاہم اگر ایسی کوئی شکایت ضلعی حکومت کو موصول ہوئی ہے تو حسب ضابطہ قانونی کارروائی کی جائے گی۔

گوجرانوالہ شہر میں صفائی کی صورتحال اور بجٹ سے زائد اخراجات کا معاملہ

*2212: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی گورنمنٹ گوجرانوالہ شہر میں ہر سال کوڑا کرکٹ کی صفائی کی مد میں تقریباً 10 کروڑ روپے سے زائد رقم خرچ کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماہ جون 2001 میں مجوزہ بجٹ سے لاکھوں روپے زائد خرچ کر دیئے گئے فنانس شعبہ کے اس بارے میں قانونی پہلوؤں کو پس پشت ڈال کر ایوان سے اس کی منظوری بھی نہ لی گئی اور نہ ہی اتھارٹی مجاز سے اجازت حاصل کی گئی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی سنگین مالی بے قاعدگیوں، بدعنوانیوں کی غیر جانبدارانہ، منصفانہ انکوائری کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن گوجرانوالہ (سٹی) تقریباً 9 کروڑ روپے کوڑا کرکٹ کی صفائی کی مد میں خرچ کرتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ درج ذیل کوائف سوال کی نفی کرتے ہیں۔

نمبر شمار	نام مد	بجٹ گنجائش	اصل خرچ
1-	تنخواہ عملہ	80,025,000	66,899,716
2-	سائز خرچ	97,000,00	9,698,893

(ج) چونکہ جزہائے بالا کا جواب نفی میں ہے لہذا مالی بے قاعدگیوں، بدعنوانیوں کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

مری روڈ راولپنڈی، چاندنی چوک تا لیاقت باغ تجاوزات کا مسئلہ

*2224: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) راولپنڈی شہر کی مصروف سڑک مری روڈ پر چاندنی چوک سے لیاقت باغ تک ٹریفک کا بہت زیادہ دباؤ ہے، کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ پر جگہ جگہ مستقل اور عارضی تجاوزات موجود ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کے بہاؤ میں نہ صرف رکاوٹ پیدا ہوتی ہے بلکہ آئے روز حادثات بھی ہوتے رہتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تجاوزات کی سرپرستی کوئی خفیہ ہاتھ کر رہے ہیں یا پھر یہ چیک نہ ہونے کی وجہ سے قائم ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان تجاوزات کے خاتمے اور لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے سڑک سے تجاوزات ہٹانے اور بیدخل کئے جانے والے افراد کو متبادل ذرائع روزگار فراہم کرنے کا کوئی قابل عمل منصوبہ بنانے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

(د) کیا حکومت ان منصوبوں میں اس علاقے کے رہائشی عوامی نمائندگان ایم۔پی۔ایز/ ممبران پارلیمنٹ کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن راولپنڈی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے کہ مری روڈ راولپنڈی شہر کی قدیم اور مصروف ترین سڑک ہے جو لاہور پشاور روڈ اور شہر راولپنڈی کو اسلام آباد سے ملاتی ہے اور شہر کا مرکزی تجارتی بازار بھی اسی سڑک پر واقع ہے۔ تجارتی علاقہ ہونے اور روز بروز ٹریفک کے حجم میں اضافہ کی وجہ سے اس سڑک پر ٹریفک کا بہت دباؤ ہے لیکن سڑک کی حدود میں کسی قسم کی مستقل یا عارضی تجاوز

قطعاً نہ ہے۔ کمرشل علاقہ ہونے کے ناتے بعض اوقات دکاندار اپنا سامان وغیرہ دکان سے باہر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کے خلاف فوری کارروائی کی جاتی ہے اور کسی قیمت پر بھی مری روڈ پر کسی قسم کی تجاوز کی اجازت نہ دی جاتی ہے۔ یہ بات درست نہ ہے کہ مری روڈ پر مستقل یا عارضی تجاوزات ٹریفک کے بہاؤ میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ مری روڈ پر سڑک کی حدود میں کسی قسم کی عارضی تجاوزات نہ ہیں۔ لہذا کسی خفیہ ہاتھ کی سرپرستی کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

(ج) مری روڈ کے دونوں اطراف سڑک کی حدود باقاعدہ منظور شدہ ہیں اور ان حدود کے باہر تجارتی دکانات ہیں جن کو تعمیر کرنے کی اجازت قواعد وضوابط کے مطابق ہی دی جاتی ہے۔ مری روڈ میں توسیع کے وقت جن لوگوں کی ملکیتی جگہ سڑک کی حدود میں شامل کی گئی تھی ان کو باقاعدہ معاوضہ دیا گیا تھا۔ اس وقت اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور نہ ہی کوئی تجاوز ہے۔ لہذا کسی کو بے دخل کرنے یا معاوضہ دینے کا کوئی معاملہ زیر غور نہ ہے۔

(د) حکومت شہر کی ترقی اور بہتری کے ہر منصوبے میں عوامی نمائندوں کو اعتماد میں لیتی ہے اور جب کبھی بھی اس قسم کا منصوبہ زیر غور آیا حکومت عوامی نمائندوں کی آراء اور تجاویز کو شامل کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے اور اس کے علاوہ کسی بھی وقت منتخب عوامی نمائندوں کی جانب سے ہر قسم کی تجویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

پینوراما سنٹر سٹیڈیم روڈ راولپنڈی پارکنگ کا مسئلہ

:*2225 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹیڈیم روڈ جو مری روڈ اور فیض آباد پیر ودھائی روڈ کو ملاتی ہے اس پر پینوراما سنٹر نام کا ایک پلازہ موجود ہے؟

(ب) کیا اس پلازہ کی تعمیر کا باقاعدہ نقشہ منظور کروایا گیا تھا تو کس ادارے سے نیز اس نقشے کو منظور کرنے والے افسران اور اہلکاران کے نام بتائے جائیں، کیا مذکورہ پلازہ مروجہ قانون اور قواعد کے تحت اور تعمیرات کے بائی لاز کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سنٹر میں پارکنگ کی جگہ چھوڑی گئی لیکن بعد میں پارکنگ کی جگہ پر

جنگلہ لگا کر بند کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے گاڑیاں، موٹر سائیکلز وغیرہ باہر سڑک پر پارک کرنی پڑتی ہیں؟

(د) کیا یہ لوہے کا جنگلہ اصل نقشہ میں موجود تھا کیا یہ قواعد میں درست ہے اگر ایسا نہیں ہے تو کیا حکومت اس جنگلے کو ہٹانے کے لئے فوری اقدام کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن راولپنڈی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے کہ سٹیڈیم روڈ جو مری روڈ اور فیض آباد پیرودھائی روڈ کو ملاتی ہے اس پر پینوراما سنٹر کے نام کا ایک پلازہ موجود ہے۔

(ب) چونکہ متعلقہ جگہ جہاں پلازہ واقع ہے وہ پاکستان آرمی کے کنٹرول میں ہے جہاں پہلے سے اوجڑی کیمپ قائم ہے لہذا اس جگہ کی تعمیرات کا کنٹرول آرمی کے دائرہ اختیار میں ہے۔ ادارہ ہذا سے اس کی منظوری نہ لی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس سنٹر میں پارکنگ کی جگہ چھوڑی گئی ہے اور اس سے ہٹ کر جانب سڑک دو فٹ بلند جنگلہ لگایا گیا ہے۔ جنگلہ اور بلڈنگ کے درمیان تقریباً 50 فٹ جگہ برائے پارکنگ مخصوص ہے۔ سنٹر ہذا میں آمدورفت والے افراد کے لئے گاڑیوں کے لئے راستے موجود ہیں وہ پارکنگ استعمال کر سکتے ہیں۔

(د) چونکہ پلازہ ہذا کا نقشہ T.M.A راولپنڈی سے منظور شدہ نہ ہے لہذا اس کے ڈیزائن کی تصریحات کے متعلق آگاہی دینے سے قاصر ہے۔

یوسی۔52 لاہور میں ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

*2236: رانا تجمل حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل 52 لاہور میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو جولائی 2002 سے 30۔اپریل 2003 تک کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ان کے ٹینڈر کرنے کی تاریخ، ٹھیکیدار کا نام اور ان پر لاگت کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 52 مناواں لاہور میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔

(ب) جولائی 2002 سے اپریل 2003 تک جن منصوبہ جات پر کام کروایا گیا۔ان کے ٹینڈر مورخہ 2002-02-24 کو کئے گئے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ جات	نام ٹھیکیدار	تخمینہ لاگت
1۔	تعمیر سولنگ اکرم سویٹ تارانا منور ہاؤس	حاجی محمد طفیل	1,58,500 روپے
2۔	تعمیر سولنگ کوٹ کمبوہ مناواں	حاجی محمد طفیل	1,78,000 روپے
3۔	تعمیر سولنگ جی ٹی روڈ تا نئی آبادی مناواں	مشتاق شہباز اینڈ برادرز	43,000 روپے
4۔	تعمیر سولنگ کوٹ دونی چند ایم حنیف تا باؤ	مشتاق شہباز اینڈ برادرز	1,28,000 روپے
5۔	تعمیر دیوار قبرستان مزنگ جھگیاں	حاجی محمد طفیل	35,000 روپے
6۔	تعمیر سیوریج کوراڈا چھبیل	مشتاق شہباز اینڈ برادرز	36,000 روپے
7۔	تعمیر سولنگ تلس پورہ حاجی بشیر سٹریٹ	مشتاق شہباز اینڈ برادرز	2,00,000 روپے
8۔	تعمیر نالی مع سلیب کے سی کالونی	مشتاق شہباز اینڈ برادرز	2,00,000 روپے
9۔	ری کنڈیشننگ پختہ سڑک جی ٹی روڈ تا کوٹ کمبوہ تا سوا	حاجی محمد طفیل	611,000 روپے
10۔	تعمیر PCC فرش عیدگاہ مناواں	حاجی محمد طفیل	2,50,000 روپے
11۔	مرمت سولنگ حلقہ مناواں	حاجی محمد طفیل	2,87,500 روپے
12۔	مرمت دفتر یونین کونسل مناواں	حاجی محمد طفیل	1,50,000 روپے

نیو مسلم پارک نواں کوٹ لاہور میں صفائی کا مسئلہ

*2238: چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ابوبکر سٹریٹ نمبر 26 نیو مسلم پارک غنی کالونی نواں کوٹ لاہور میں خالی پلاٹ میں خاکروبوں نے کوڑا کرکٹ کے انبار لگا دیئے ہیں جو کہ گلیوں کے مکینوں کے لئے بیماری کا باعث بنا ہوا ہے اور ہوا چلنے سے یہ کوڑا گھروں میں داخل ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گلیوں کے مکینوں نے سابقہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن اور موجودہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بارہا اس کوڑے کے انبار کو صاف کرنے اور خاکروب کو آئندہ سے یہاں کوڑا جمع نہ کرنے کے بارے میں زبانی / تحریری درخواستیں دیں لیکن

تاحال اس کوڑے کے انبار کو ختم نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کوڑے کے انبار کو ختم کرنے اور آئندہ سے خاکروب کو یہاں کوڑا نہ ڈالنے کا پابند کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ غنی کالونی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک کے ایک خالی پلاٹ میں خاکروبوں نے کوڑا کرکٹ کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ خالی پلاٹ کا مالک شیخ ظفر لاہور سے باہر رہتا ہے۔ پلاٹ کا رقبہ تقریباً ایک کنال ہے اس میں محکمہ S.W.M کے خاکروب کوڑا کرکٹ نہیں پھینکتے بلکہ محلے دار اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں گلیوں کے مکین مکانات کی تعمیر اور مرمت کے دوران ملبہ بھی اس پلاٹ میں پھینک دیتے ہیں۔ تاہم گاہے بہ گاہے پلاٹ کی صفائی کروادی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ ہم خود دوران کار سرکار اس پلاٹ کی صفائی کرواتے رہتے ہیں۔

(ج) اس آبادی کے کوڑے کرکٹ کے لئے محکمہ نے یونین کونسل نمبر 91 رضوان پارک میں دو مختلف جگہوں پر کنٹینر رکھے ہوئے ہیں۔ ایک کنٹینر گلی نمبر 18 نیو شالیمار روڈ پر برلب گندہ نالہ رکھا ہوا ہے اور دوسرا کنٹینر الخیام روڈ عقب شیزان فیکٹری رکھا ہوا ہے۔ ہمارے سینٹری ورکرز تمام یونین کونسل کا کوڑا کرکٹ ان کنٹینروں میں پہنچاتے ہیں۔ اس علاقہ کا waste جو کہ سارا دن ڈھیروں کی شکل میں اکٹھا ہوتا ہے اسے بروقت اٹھانے کے لئے ایک عدد مزدا ٹرک بھی کام کرتا ہے۔

T.M.A فیصل آباد کی متعدد برانچوں میں تعینات سٹاف اور تنخواہوں کی تفصیل

*2242: راجہ ریاض احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ٹی۔ایم۔اے فیصل آباد کی گارڈن برانچ، لینڈ برانچ اور سینی ٹیشن برانچ میں کتنے ملازم تعینات ہیں اور ان کو ماہانہ کل کتنی تنخواہ دی جاتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد (سٹی) سے موصول رپورٹ کے مطابق:۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی میں تعینات ملازمین کی برانچ وائز تعداد و ماہانہ تنخواہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام شعبہ / برانچ	تعداد ملازمین	ماہانہ تنخواہ
گارڈن برانچ	740	36,41,320
لینڈ برانچ	57	4,06,428
شعبہ صفائی	3608	1,80,40,023

T.M.A فیصل آباد کو 03-2002 میں ملنے والے فنڈز کی تفصیل

*2243: راجہ ریاض احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

مالی سال 03-2002 میں ٹی۔ایم۔اے فیصل آباد کو کس کس ترقیاتی کام کی مد میں رقم حاصل ہوئی اور اسے کس کس مد میں خرچ کیا گیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی کو گورنمنٹ کی طرف سے مالی سال 03-2002 میں 2003-05-30 تک ترقیاتی کاموں کی مد میں 4,70,91000 روپے موصول ہوئے اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نے اس رقم کو مندرجہ ذیل مدات میں خرچ کیا۔

1۔ تعمیر و مرمت سڑکات　　2۔ تعمیر و مرمت نالیاں

3۔ امپروومنٹ پارکس　　4۔ سٹریٹ لائیٹس

ٹی۔ایم۔اے فیصل آباد سٹی کی سرکاری گاڑیوں کے لئے خرید کردہ ڈیزل / پٹرول کی تفصیل

*2310: جناب محمد ریاض شاہد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی نے یکم جولائی 2002 سے 30۔اپریل 2003 تک پٹرول، ڈیزل وغیرہ کی خرید پر کس قدر رقم خرچ کی ہے اور یہ کن کن افسران کی گاڑیوں کے لئے خرید کیا گیا۔ان کے نام، گریڈ مع گاڑی نمبر سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، نیز کس طریقے سے پٹرول خرید کیا جاتا ہے؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

یکم جولائی2002سے30-اپریل2003تک تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی کے انتظامی اور غیر انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے ٹرانسپورٹ کے لئے 2,47,27,959 روپے کا ڈیزل، پٹرول وغیرہ خرید کیا گیا جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جولائی2002 سے لے کر2003 تک ایڈوانس رقم منظور کروا کر بذریعہ حبیب بنک ڈرافٹ بنامP.S.Oدیا جاتا تھا۔ ڈرافٹ دینے کے بعد ڈیزل، پٹرول وغیرہ کی سپلائیT.M.Aکو ہوتی تھی، مارچ2003 سے بذریعہ اخبار اشتہار کریڈٹ پر P.O.L حاصل کرنے کے لئے کوٹیشنز طلب کئے گئے، P.S.Oنے15 دن کے کریڈٹ پر P.O.L سپلائی کرنے پر آمادگی ظاہر کی جو کہ منظور کر لی گئی، P.S.OاورT.M.A کے مابین15 دن کے کریڈٹ اور رعائتی قیمت پر P.O.L سپلائی کرنے کے لئے معاہدہ ہوا، معاہدہ کے مطابق مارچ2003 سے لے کر تا حالP.S.Oسے P.O.Lکی سپلائی حاصل کی جاتی ہے اور ادائیگی15یوم کے بعد کی جاتی ہے۔

ٹی۔ایم۔اے فیصل آباد سٹی کے ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس سال03-2002کی تفصیل

*2311: جناب محمد ریاض شاہد: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن، فیصل آباد سٹی کا ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس برائے کیٹیگری A,B سال2003-2002 کب اور کن افراد کو الاٹ کیا گیا۔ ان کے نام، پتاجات اور مع کاپی شناختی کارڈ ایوان میں پیش کئے جائیں؟

(ب) ٹھیکہ کی تاریخ سے آج تک ایڈمنسٹریشن کے سلسلہ میں کتنے افراد کو N.O.C کس تاریخ کو جاری کئے گئے۔ ان کے نام، پتاجات اور جس سلسلہ میں این۔او۔سی جاری کیا گیا اس کی نقول ایوان میں مہیا کی جائیں؟

(ج) ایک ہی جگہ پر ایڈورٹائزمنٹ کے سلسلہ میں ایک سے زائد پارٹیوں/فرموں کو N.O.C جاری کئے گئے، تو ان جگہوں اور پارٹیوں کے نام بتائے جائیں اور اس کی وجوہات بیان کریں اور کیا کوئی اس کی فیس وصول کی گئی اور اس سے ٹی۔ایم۔اے کو کیا فائدہ ہوا؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

تحصیل میونسپل آفیسر فیصل آباد سٹی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن، فیصل آباد (سٹی) نے ٹھیکہ ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس کیٹیگری اے+بی برائے سال2002-03از2002-07-01تا2003-06-30مشتہر کیا جو بذریعہ نیلام عام مسٹر ذوالفقار علی ولد فضل کریم سکنہ مکان نمبر792/42 گلی نمبر 21بازار نمبر2 رضا آباد تحصیل و ضلع فیصل آباد نے سب سے زیادہ بولی مبلغ 92,50,000روپے دے کر حاصل کیا۔(شناختی کارڈ کا پی تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ٹھیکہ ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس سال2002-03کے سلسلہ میں مختلف ایڈورٹائزنگ کمپنیوں/حضرات کو بحکم عدالت عالیہ لاہور ہائی کورٹ لاہور رٹ پٹیشن نمبر16/2003 تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سٹی حدود میں ایڈورٹائزنگ بورڈ لگانے کے لئے N.O.C جاری کئے گئے، جن کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایڈورٹائزنگ کمپنیوں کو ان کی درخواست پر مختلف چوک ہائے میں جگہ کی مناسبت سے گنجائش کے مطابق این۔او۔سی جاری ہوئے جن کی کوئی سرکاری فیس وصول نہ کی گئی ہے بلکہ ان نصب شدہ بورڈز کی پیمائش کے حساب سے شیڈول کے مطابق ٹھیکیدار ٹیکس وصول کرتا ہے جو اقساط کی صورت میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہے۔ شیڈول آف ٹیکس/نوٹیفکیشن کی فوٹو کاپی تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یونین کونسل شاہ جمال کالونی لاہور کے ترقیاتی کاموں اور فنڈز کی تفصیل

*2361:جناب اشتیاق احمد مرزا:کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال2002-03کے دوران یونین کونسل شاہ جمال کالونی لاہور نے کل کتنے ترقیاتی فنڈز کس کس سکیم پر خرچ کئے اور اب تک کل کتنی ترقیاتی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

مالی سال 03-2002 کے دوران یونین کونسل شاہ جمال کالونی لاہور نے مبلغ 31,35,200 روپے کے فنڈز ترقیاتی سکیموں پر خرچ کئے اور ان سے کل 16 سکیمیں مکمل ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منصوبہ / سکیم	تخمینہ لاگت
1۔	پی سی سی مختلف گلیاں احاطہ مول چند اچھرہ	1,30,7000 روپے
2۔	پی سی سی قیوم سٹریٹ لنک قطب الدین روڈ	3,55,700 روپے
3۔	پی سی سی سٹریٹ نمبر 1 اشرفیہ پارک	3,00,000 روپے
4۔	تعمیر نالہ احاطہ مول چند	99,500 روپے
5۔	تعمیر نالہ رمضان سٹریٹ	99,500 روپے
6۔	پی سی سی پریتم سٹریٹ شاہ جمال آبادی	99,500 روپے
7۔	پی سی سی گلیکسی والی گلی	99,500 روپے
8۔	پی سی سی اشرفیہ پارک / فاضلیہ کالونی	99,500 روپے
9۔	سیوریج / پی سی سی بھٹی سٹریٹ احاطہ مول چند نمبر 1	99,500 روپے
10۔	پی سی سی بھٹی سٹریٹ احاطہ مول چند نمبر 2	99,500 روپے
11۔	پی سی سی لنک پریتم روڈ	99,500 روپے
12۔	پی سی سی گلیکسی مین	99,000 روپے
13۔	پی سی سی گلیکسی بقایا حصہ	80,000 روپے
14۔	پی سی سی / پیچ ورک احاطہ مول چند	45,000 روپے
15۔	پی سی سی 34 شاہ جمال	99,500 روپے
16۔	پی سی سی واٹر سپلائی شاہ جمال	53,000 روپے
	میزان	31,35,200 روپے

یونین کونسل کرتب تحصیل گوجر خان میں واٹر سپلائی کا منصوبہ

*2366: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کرتب یونین کونسل تحصیل گوجر خان میں پینے کے پانی کی سخت قلت ہے اور لوگوں کو پینے کا پانی دور دراز سے لانا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا گورنمنٹ مذکورہ یونین کونسل میں واٹر سپلائی کی سکیم تیار کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) نیم پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے تحصیل گوجرخان میں پینے کے پانی کی بہتات نہ ہے۔

(ب) یونین کونسل مذکورہ میں چھ عدد موضعات کے لئے منصوبہ آب رسانی کے منصوبہ جات کی منظوری ہوئی تھی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ منصوبہ آب رسانی موضع بھینس داموال، کاہلی کھینگر، بھینس گلیانہ:
یہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور موضعات کو پانی فراہم کر رہا ہے۔

2۔ منصوبہ آب رسانی موضع اوگاہون:
یہ منصوبہ مکمل ہے اور ٹیسٹ بھی ہو چکا ہے مگر مقامی لوگوں کی یوزر کمیٹی نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے۔

3۔ منصوبہ آب رسانی موضع کرتب کسوال:
یہ منصوبہ مکمل اور چالو حالت میں ہے مورخہ 29-01-2000 کو سکیم یوزر کمیٹی کے حوالے کی گئی تھی اور تاحال ان کے زیر نگرانی ہے۔

4۔ منصوبہ آب رسانی موضع آدڑہ عثمان زادہ:
یہ منصوبہ 1990-91 میں شروع ہوا تھا مگر مقامی لوگوں کی عدالتی کارروائی stay order کی وجہ سے بند پڑا ہے۔

ٹی۔ایم۔اے وہاڑی کے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*2398: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میونسپل ایڈمنسٹریشن تحصیل وہاڑی نے یکم جنوری 2003 سے آج تک کتنے اور کون کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے ہیں ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا ان منصوبوں کے لئے اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کے نام اور تاریخ نیز ان کی نقل فراہم کی جائے؟

(ج) ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے کتنے اداروں / فرموں / افراد نے ٹینڈروں میں حصہ لیا ان کے نام، ٹینڈر کی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ منصوبے میرٹ پر الاٹ ہوئے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن وہاڑی نے یکم جنوری 2003 سے لے کر 30۔جون 2003 تک کل 208 ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کئے۔ (تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ان منصوبہ جات کو اخبارات میں مشتہر کیا گیا تھا یہ منصوبہ جات روزنامہ "نوائے وقت"، "خبریں"، ملتان اور کارنامہ وہاڑی میں بذریعہ ڈائریکٹر جنرل (تعلقات عامہ) پنجاب لاہور مشتہر کئے گئے۔ (فوٹو کاپیاں تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے کل رجسٹرڈ 125 افراد / فرموں نے ٹینڈروں میں حصہ لیا۔ ٹینڈروں میں حصہ لینے والی فرموں / افراد کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام منصوبے میرٹ پر الاٹ کئے گئے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

راولپنڈی؛ راول روڈ پر واقع خطرناک موڑ کی درستگی کا مسئلہ

323: جناب عامر فدا پراچہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر سے راول روڈ پر ایئرپورٹ کی جانب جاتے ہوئے قبرستان کے نزدیک ایک خطرناک موڑ ہے، جس کی وجہ سے آئے دن گاڑیاں اور موٹر سائیکل سوار حادثات کا شکار ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ اداروں کی معمولی سی توجہ سے اس خطرناک موڑ کو صحیح کیا جا سکتا ہے، کیونکہ کافی سرکاری اراضی اس موڑ کے ارد گرد توسیع کے لئے موجود ہے؟

(ج) کیا حکومت شہریوں کی مال و جان کی خاطر اس خطرناک موڑ کو صحیح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف، ب، ج) راول روڈ پر جس خطرناک موڑ کی محترم ایم۔پی۔اے صاحب نے نشاندہی کی ہے وہاں پر واضح طور پر ہدایات لکھی گئی ہیں کہ گاڑی کی رفتار 50 کلومیٹر تک رکھیں لہذا اگر اس رفتار کو برقرار رکھا جائے تو حادثات سے یقیناً بچا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ سڑک کے اوپر کیٹ آئیز (cat eyes) لگادی گئی ہیں تاکہ ڈرائیور کو معلوم ہو جائے کہ رفتار کو کنٹرول کرنا ہے۔ اس کی مثال یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ موٹروے پر جہاں رفتار 120 کلومیٹر تک کی اجازت ہے لیکن جب گاڑی کلر کہار (سالٹ رینج) کے ایریا میں پہنچتی ہے تو ہدایات یہ ہیں کہ گاڑی کی رفتار 50 کلومیٹر تک رکھی جائے تاکہ خطرناک حادثات سے بچا جا سکے اور موٹروے پر حادثات نہ ہونے کی صرف اور صرف ایک وجہ ہے کہ موٹروے پولیس نے اس حد رفتار کو سختی سے لاگو کیا ہوا ہے اور جو بھی کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اسے بھاری جرمانہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ آئندہ سے اس حد رفتار کی خلاف ورزی نہ کر سکے اور اس خلاف ورزی کرنے والے کو خونی ڈرائیور کہا جائے گا۔

راول روڈ کے سلسلہ میں بھی ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ جو حد رفتار لکھی گئی ہے اس پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے لہذا ٹریفک پولیس کی کچھ عرصہ کے لئے اس موڑ پر سپیشل طور پر ڈیوٹی لگائی جائے تاکہ وہ دی گئی حد رفتار پر سختی سے عملدرآمد کروائیں اور خلاف ورزی کرنے والوں کو بھاری جرمانہ بھی کیا جائے۔ معزز ممبر دیکھیں گے کہ اگر صرف ایک مہینہ اس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے تو یقیناً مثبت نتائج سامنے آئیں گے اور حادثات ہونے بھی بند ہو جائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ عوام میں ٹریفک قوانین پر عملدرآمد کرنے کا شعور بھی بیدار ہو گا جس سے نہ صرف راول روڈ پر بلکہ اجتماعی طور پر بھی حادثات کی کمی کا باعث بنے گا۔

ٹی۔ایم۔اے دیپالپور، ملازمین کی پرموشنز کی منسوخی کی وجوہات اور حکومتی اقدامات

351: **محترمہ انجم سلطانہ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایم۔اے دیپالپور کے ملازمین کو سنیارٹی اور تعلیمی لحاظ سے promotion دی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ملازمین کو صوبائی محتسب کے حکم سے promotion دی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ٹی۔ایم۔اے نے دی گئی promotion منسوخ کر دی ہے، ملازمین کی promotion کیوں کینسل کی گئی ہے، جن ملازمین کی ترقی منسوخ کی گئی ہے،ان کے نام بتائے جائیں، کیا حکومت ان ملازمین کی promotion بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ٹی۔ایم۔اے دیپالپور نے بذریعہ سلیکشن بورڈ اپنے ملازمین کو فراہم کردہ ریکارڈ seniority cum fitness کے تحت ترقی یاب کیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ صوبائی محتسب کے حکم پر کسی ملازم کو ترقی یاب کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ کسی ملازم کی پروموشن منسوخ کی گئی ہے تاہم سلیکشن بورڈ کی طرف سے آڈٹ اعتراض کی روشنی میں چند ایک کیسوں کی نظر ثانی کی جارہی ہے۔

گوجرانوالہ، ہاکی / کبڈی سٹیڈیم کی صفائی کا مسئلہ

367: **چودھری زاہد پرویز:** کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہاکی اور کبڈی سٹیڈیم شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ کب، کتنی لاگت سے تعمیر ہوا تھا اور اس کو تعمیر کرنے کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سٹیڈیم میں کھیلوں کی بجائے ٹی۔ایم۔اے گوجرانوالہ سٹی کے اہلکار سارے شہر کا کوڑا کرکٹ ڈال رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ سٹیڈیم کم اور فلتھ ڈپو زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

(ج) کیا حکومت اس سٹیڈیم سے فلتھ ڈپو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) منی سٹیڈیم کی تعمیر سابقہ کارپوریشن اور بعدازاں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن گوجرانوالہ نے کروائی

تھی۔اس وقت سٹیڈیم کاانتظام حکومت کے پاس ہے۔

(ب) درست نہ ہے سٹیڈیم میں کسی قسم کا کوڑا بالکل نہ ہے بلکہ سٹیڈیم ہذا میں باقاعدہ کھلاڑی پریکٹس کرتے ہیں۔سٹیڈیم کے ساتھ ملحقہ خالی زمین پر فروٹ مارکیٹ والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مذکورہ جگہ پر کوڑا نہ پھینکیں مزید یہ کہ اس جگہ کو ہموار کر کے مٹی ڈلوائی جارہی ہے۔

(ج) سٹیڈیم کے اندر اور ساتھ کسی قسم کا فلتھ ڈپو نہ ہے بلکہ شہر کی سب سے بڑی فروٹ اور سبزی منڈی اپنی تمام ویسٹ اس خالی جگہ پر جمع کر رہے تھے جن کو منع کر دیا گیا ہے اور جگہ ہذا کی صفائی کروائی جارہی ہے۔

واٹر سپلائی وڈسپوزل پر متعین عملہ کے اوور ٹائم کی ادائیگی

368: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے واٹر سپلائی اور ڈسپوزل پر ڈیوٹی دینے والے ٹیوب ویل آپریٹرز / موٹر آپریٹرز حضرات کو اوور ٹائم دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دراز سے جاری اوور ٹائم کو اب بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا اوور ٹائم کی ادائیگی کو T.M.A دیپالپور میں ہی بند کیا گیا ہے یا پورے پنجاب میں ایسا کیا گیا ہے۔وجوہات بیان کی جائیں اور حکومت اوور ٹائم دینے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ٹی۔ایم۔اے دیپالپور کے واٹر سپلائی اور ڈسپوزل پر ڈیوٹی دینے والے ٹیوب ویل آپریٹرز / موٹر آپریٹرز کو gazetted holidays کا اوور ٹائم الاؤنس دیا جاتا ہے۔

(ب) قبل ازیں سی۔او یونٹ دیپالپور اور حجرہ میں تعطیلات کے علاوہ بھی 20 فیصد اوور ٹائم الاؤنس 8 گھنٹے سے زائد ڈیوٹی کرنے والے اہلکاران کو ادا کیا جاتا رہا ہے بعد ازاں آڈٹ محکمہ نے غیر قانونی قرار دے کر بند کر دیا ہے۔اب ٹی۔ایم۔اے دیپالپور میں صرف تعطیلات کا اوور ٹائم ہی دیا جارہا ہے۔

(ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ حکومت پنجاب نے نہ اوور ٹائم الاؤنس کی ادائیگی کو ٹی۔ایم۔اے دیپالپور میں بند کیا ہے اور نہ ہی پورے پنجاب میں ایسا کیا گیا ہے بلکہ حکومت پنجاب کی چھٹی

نمبر(SO-VI(LG-7-5/2001بتاریخ21-06-01 کے تحت ان ملازمین کو جو gazetted/closedتعطیلات کے دوران ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں کواوورٹائم الاؤنس کی ادائیگی جاری ہے۔(کاپی تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب قائم مقام سپیکر:اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اراکین کی رخصت کی دو درخواستیں ہیں۔پہلی درخواست جناب عمران اشرف ایم۔پی۔اے،پی پی۔123کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> "Due to some pressing problems, I am unable to attend today's sitting of the current session. Please allow me leave for 24th October 2005."

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد شوکت

سیکرٹری اسمبلی:مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد شوکت ایم پی اے،پی پی۔143کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> "I am going to sit in 'Aitkaf' from 20th Ramzan. Kindly grant me leave from 27th October to the end of the current Assembly session."

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(تحریک منظور کی گئی)

رپورٹ (توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: جوزف حاکم دین صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جوزف حاکم دین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The University of the Central Punjab (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.15 of 2005)"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005.

پوائنٹ آف آرڈر

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے یہ بل ٹیک اپ کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری آپ کے ساتھ بات طے تھی۔ میری بات اس سے پہلے آنی چاہئے اس کے بعد discussion ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے یہ بل lay ہو جائے اس کے بعد کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر کوئی time lapse نہیں ہو گا مگر میرا بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں

نے آپ سے اور راجہ بشارت سے بھی ذاتی request کی تھی تو آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تھی لیکن چونکہ توجہ دلاؤ نوٹس صرف دو آتے ہیں اور میرا مسئلہ بڑا simple ہے، راجہ صاحب نے اس پر assurance دے دینی ہے، مسئلہ ختم ہو جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

فیصل آباد میں ناظم اور نائب ناظم پر قاتلانہ حملہ کی تفتیش تبدیل کرنے کا مطالبہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ 4۔اکتوبر کی رات کو فیصل آباد میں ایک ناظم ذوالفقار علی اور نائب ناظم جاوید اقبال پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اس قاتلانہ حملے میں ایک امتیاز ربانی بلو نامی جو کہ پولیس کا ٹاؤٹ ہے اس نے نشاندہی کی اور ان پر قاتلانہ حملہ ہوا جس میں جاوید اقبال نائب ناظم موقع پر ہلاک ہو گیا اور ذوالفقار علی جو کہ ہسپتال میں ابھی تک زیر علاج ہے۔اس مضروب کی نشاندہی کے باوجود ابھی تک انہوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا ہے۔کیونکہ جو امتیاز ربانی بلو نامی ڈی۔پی۔او کے ساتھ شام کو ڈی گراؤنڈ میں گشت کے دوران بیٹھا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں پولیس کا خرچہ اٹھاتا ہوں اور ان کا شوراپانی چلاتا ہوں اس سے ہمیں انصاف کی توقع نہیں ہے۔آپ دیکھیں کہ اس آدمی نے اخبار میں خبر دی ہے کہ اس نے اپنے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کلمہ پڑھ کر کہا ہے کہ میرا یہ ملزم ہے اور پولیس اس کو ہاتھ تک نہیں لگاتی۔میں راجہ بشارت صاحب سے صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت ڈی۔پی۔او نے تحصیل چنیوٹ میں تیس تیس مربع زمین بنالی ہے ان کو تو شاید یہ تبدیل نہیں کر سکتے۔نائب ناظم قتل ہو گیا ہے اور ناظم اس وقت بھی زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہماری تفتیش وہاں سے لاہور میں لائی جائے تاکہ ہمیں انصاف مل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں آج رپورٹ منگوائی ہوئی ہے۔ اجلاس سے فارغ ہو کر محترم رکن میرے پاس تشریف لائیں میں انہیں بتا دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ فیصل آباد کی پولیس کا حال دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جب تک رپورٹ نہیں آئے گی اس وقت تک میں یہاں کھڑا ہو کر تفتیش تبدیل کرنے کے احکامات جاری تو نہیں کر سکتا۔میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے

مجھے درخواست دی اور میں نے وہ آئی۔جی آپریشن کو دی ہے آج اس کا جواب آ جائے گا تو ہم معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کا حل نکال لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف پولیس کی کارکردگی بتاتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ فیصل آباد میں اغواء برائے تاوان کے بڑھتے ہوئے واقعات میں پولیس کے ملوث ہونے کا انکشاف ہے اور عدالت عالیہ نے ایس۔ایچ۔او کی وردی اتروا دی۔اس وقت پولیس سٹیٹ تو یہ تھی مگر جس طریقے سے وہاں ڈاکے، قتل اور اغواء ہو رہے ہیں، پولیس اس میں involve ہے ہمارا ہر بندہ پریشان ہے۔ہم صرف آپ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس وقت بھی زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں، ان کی نشاندہی کے باوجود پولیس ان کو پوچھتی تک نہیں ہے۔میں بھی باوضو اور روزے کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جتنا آپ نے اس وقت فیصل آباد کی پولیس کو فیصل آباد ٹھیکے پر دیا ہے یہ تاریخ میں 1947 کے بعد ابھی تک نہیں ہوا۔آپ مہربانی کریں۔میں راجہ صاحب کے پاس خود حاضر ہوا تھا اور کہا تھا کہ براہ مہربانی فیصل آباد کوئی سونے کی کان نہیں ہے لہذا اب بس کریں، لوگ تنگ آ چکے ہیں اور اس کا انجام بہت بُرا ہوگا۔لاہور میں جو مرضی کریں، پولیس قبضے کروائے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے مگر فیصل آباد میں ہم اس وقت جس بے بسی سے زندگی گزار رہے ہیں یہ قابل رحم ہے اور براہ مہربانی آپ اس پر نوٹس لیتے ہوئے ہماری کوئی مدد فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ ان سے چیمبر میں مل لیں، جو بھی مناسب کارروائی ہوگی آپ سے مل کر وہ کریں گے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں بل پیش کر دوں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

Now, we take up the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005.

Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2005

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mahmood Baggu, Dr. Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ijaz Hussain Bokhari, Mrs Tahira Muneer, Miss Zaib un Nisa Qureshi, Syed Ihsan Ullah Waqas may move it.

جناب ارشد محمود بگو: میں move کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

MR ARSHAD MAHMOOD BAGGU: I move:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th November 2005."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on

Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th November 2005."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS: I oppose it Sir.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: یہ بل اس سے پہلے ایک ordinance کی صورت میں اسمبلی میں پیش ہوا جس پر متعلقہ کمیٹی نے رپورٹ دی اور اس بل کو پاس کرنے کی سفارش کی۔ اگر یہ بل ordinance کی بجائے بل کی صورت میں اسمبلی میں پیش ہوتا تو اس کے ساتھ جو statement of objects and reasons ہیں وہ منسلک ہوتیں کہ یہ بل کیوں پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہ ترمیم کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی گورنمنٹ اسمبلی کی موجوگی میں ordinance پیش کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ failure ہوتی ہے۔ جب اسمبلیاں موجود ہوں تو ordinance پیش کرنے کی کیوں ضرورت ہوتی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ordinance پیش کرنے سے پہلے اس بل کو یہ اسمبلی میں پیش کرتے کہ یہ ترمیم کیوں کرنا چاہتے ہیں، اب یہ ترمیم جو کرنا چاہتے ہیں کہ دو بلین روپے کو دس بلین روپے increase کرنے کی اجازت دی جائے انہوں نے reason نہیں بتائی کہ یہ کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ میں یہ کہوں گا کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ بل فنانس کمیٹی کے پاس جائے، اس بل کو اخبارات میں بھیجا جائے تاکہ فنانس سے متعلقہ لوگ اپنی رائے اسمبلی میں بھیجیں۔ اس کے بعد پنجاب بنک کے متعلق جو صورتحال ہے اخباروں میں روز آتا ہے اس کا بھی لوگوں کو پتا چل جائے گا اس کے بعد یہ بل اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن کو تھوڑا سا confusion ہوا ہے۔ شاید ان کو یہ تاثر ہے کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں گیا۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا اور وہاں سے پاس ہو کر اس معزز ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ بہتر ہوتا کہ اگر اس کو فنانس کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا لہذا یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی سے پاس ہو کر ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ اس کی ضرورت کیوں پیش آ رہی

ہے؟ اس میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کی condition ہے کہ سارے بنک اپنے authorized capital کو بڑھائیں اس لئے یہ کارروائی کی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی مفاد میں ہے کہ وہ اپنی ترمیم کو press نہ کریں۔ شکریہ

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 as recomended by Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th November 2005."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mahmood Baggu, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ijaz Hussain Bokhari, Mrs Tahira Muneer, Ms Zaib un Nisa Qureshi, Syed Ihsan Ullah Waqas may move it.

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: I move:

> "That the Bank of Punjab (Amendmen) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on Finance, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report up to 20th November 2005."

Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mehmood Baggu, Dr Anjum Amjad, Ms Tallat Yaqoob, Mian Iftikhar Hussain Chhachhar, Ch Faisal Farooq Cheema, Mian Ghulam Haider Bari, Sardar Ghulam Ahmad Khan, Mr Muhammad Iqbal Raees, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi,

Dr Asad Ashraf.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That the Bank of Punjab (Amendmen) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on Finance, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report up to 20th November 2005:

Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mahmood Baggu, Dr Anjum Amjad, Ms Tallat Yaqoob, Mian Iftikhar Hussain Chhachhar, Ch Faisal Farooq Cheema, Mian Ghulam Haider Bari, Sardar Ghulam Ahmad Khan Gadi, Mr Muhammad Iqbal Raees, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Asad Ashraf.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بنک آف پنجاب بڑی امیدوں اور توقعات کے ساتھ قائم کیا گیا تھا اور پنجاب کے عوام کو اس بنک سے بہت ساری توقعات تھیں لیکن محسوس یہ ہوتا ہے کہ اس بنک کی کارکردگی جتنی اچھی ہونی چاہئے تھی مختلف وجوہات کی بنا پر یہ بنک وہ مقام حاصل نہیں کر سکا۔ اس بنک کے سرمائے کا بہت بڑا حصہ این آئی ٹی یونٹس کی صورت میں invest کیا گیا ہے اور اسی کی آمدنی سے اس کے ذرائع زیادہ تر بڑھائے جا رہے ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں انڈسٹری اور زراعت کو establish کرنے کے لئے جتنا اہم کردار اس بنک کو ادا کرنا چاہئے تھا وہ بھی بوجوہ نہ ہو سکا۔ یہاں کے معاملات جتنے proficient ہونے چاہئیں تھے اس سے پہلے ایک دفعہ اسمبلی میں بھی اس پر کافی بحث ہوئی تھی کہ پنجاب بنک نے جو شیئرز خریدے تھے وہ کسی نے چوری کر کے بیچ ڈالے اور بنک کو اس کا بڑا نقصان برداشت کرنا پڑا اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قانون سازی کرنے سے پہلے ساری چیزوں کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے اور مکمل جائزہ لے لیا جائے اس کے بعد اس کا فیصلہ کیا جائے۔ اس کو سلیکٹ کمیٹی کو refer کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ پہلے ہی سے فنانس کمیٹی سے ہو کر آیا ہے اور دوبارہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا لیکن مجھے افسوس ہوا ہے کہ معزز رکن نے بنک کی کارکردگی سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے جو چند ادارے بہترین کارکردگی کے حامل ہیں ان میں سے یہ بنک ایک ادارہ ہے، اگر آپ اس بنک کی سالانہ رپورٹ کا موازنہ کریں تو آپ کو خود بخود اس بات کا اندازہ ہو گا کہ ہر سال اس بنک کے منافع میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں پر ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کے توسط سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واحد بنک ہے کہ جس کے متعلق آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کسان دوست بنک ہے اور آج زرعی سیکٹر میں اور لائیو سٹاک میں جتنے قرضہ جات اس بنک کے توسط سے کم مارک اپ پر دیئے جا رہے ہیں شاید کوئی دوسرا بنک دینے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بنک کی کارکردگی بھی ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے۔ اس سے حکومت پنجاب اور پنجاب کے عوام کو جو توقعات وابستہ تھیں یہ ان سے بڑھ کر اپنی کارکردگی دکھا رہا ہے۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا ہے۔

سرکاری کارروائی

(---جاری)

مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2005

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 as recommended by Standing Committee on Finance be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th November 2005."

Syed Ihsan Ullah Waqas, M.P.A, Ch Asghar Ali Gujjar, M.P.A, Mr Arshad Mahmood Baggu, M.P.A, Dr Anjum Amjad, M.P.A, Ms Tallat Yaqoob, M.P.A, Mian Iftikhar Hussain Chhachhar, M.P.A, Ch Faisal Farooq Cheema, M.P.A, Mian Ghulam Haider Bari, M.P.A, Sardar Ghulam Muhmmad Khan Gadi, M.P.A, Mr Muhammad Iqbal Raees, M.P.A, Raja Muhmmad Shafqat Khan Abbasi, M.P.A, Dr Asad Ashraf, M.P.A.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now the motion is moved and the question is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, as recommended by Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mahmood Baggu, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ejaz Hussain Bokhari, Ms Tahira Muneer, Ms Zaib un Nisa Qureshi.

DR SYED WASEEM AKHTAR: I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Fianance, for the words "ten thousand million rupees" appearing in line 3, the words" five thousand million rupees shall be substituted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Finance, for the words "ten thousand million rupees" appearing in line 3, the Words "five thousand million rupees, shall be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS:
I appose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ بنک آف پنجاب میں زیادہ تر shares پنجاب حکومت کے ہیں اور اپنی مرضی کے ساتھ افسران تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں اور اس میں پبلک کے مفاد کو look after کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس حوالے سے یہ ٹھیک ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ بل refer ہوا، کمیٹی نے دو میٹنگز کیں اور اسے زیر بحث لایا گیا لیکن یہ بات ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں اکانومسٹ بیٹھے ہوں اور وہاں پر مختلف محکموں لاء ڈیپارٹمنٹ یا فنانس ڈیپارٹمنٹ کے آفیسران آئے ہیں انہوں نے ظاہر ہے کہ سرکاری point of view کو ہی plead کرنا ہوتا ہے تو اس لئے اپوزیشن کی طرف سے پہلے بھی یہ دو ترامیم آئی ہیں کہ اس کو public opinion کے لئے بھیجا جائے، ایک اور کمیٹی بنائی جائے تاکہ یہ اچھی طرح thrash out ہو جائے اور جو پبلک کے حقیقی interests ہیں اس کو زیر بحث لا کر کوئی ٹھیک طریقے سے قانون سازی کی جائے اس لئے میں تو اسی بات پر insist کروں گا کہ یہ ten thousand rupees کی بجائے five thousand rupees کیا جائے اور اگر انہوں نے بڑھایا بھی ہے تو اس کی کوئی reason اس کے اندر نہیں دی کہ اس کی کیا وجہ ہے اس کی کیا repercussions ہوں گی، عوام کو اس کا کیا فائدہ ہوگا اور حکومت کو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ یہ ساری چیزیں انہیں اس حوالے سے بتانی چاہیئں اور یہاں پر جو قانون سازی ہوتی ہے بعض اوقات بیشتر ایم۔پی۔اے صاحبان کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہاں پر کس قسم کی قانون سازی ہو رہی ہے اور ہمارے اس سائیڈ پر جو بھائی بیٹھے ہیں انہوں نے تو اس معاملے میں "Ayes" کی آواز لگائی ہوئی ہے اور انہوں نے یہی کرتے رہنا ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ جو ہم نے ترمیم پیش کی ہے اس کو قبول کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کا capital ten thousand million rupees بڑھایا جارہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ بنک پنجاب حکومت کے سرمائے سے قائم ہوا اور اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ پنجاب کے عوام کی ویلفیئر کے لئے یہ کام کرے گا۔ اس بنک کی جو صورتحال ہے کبھی پنجاب اسمبلی میں discussion نہیں ہوئی، اس کی تفصیل نہیں آئی اور اچانک اس کا capital دو ہزار ملین سے بڑھا کر دس ہزار ملین تک لے جانا اور پھر اس کی کوئی وجہ بھی سامنے نہیں آئی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے اس کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس بنک کی کارکردگی کیسی ہے؟ میرے نہایت محترم فاضل وزیر نے یہ فرمایا کہ اس بنک کی کارکردگی بہت شاندار رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر انڈسٹریز کے لئے اس بنک کا کیا کردار رہا ہے، سمال انڈسٹریز سیکٹر کے لئے اس نے کیا کردار ادا کیا؟ ہمارے قریب جو مشرقی پنجاب ہے جس کے حوالے سے آج کل تو کچھ حکومت کی گرم جوشی کم ہوئی ہے ورنہ صبح شام مشرقی پنجاب کے گن گائے جاتے تھے، میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو بنک موجود ہیں، وہاں پر جو green revolution آیا ہے، وہاں پر جو زرعی انقلاب آیا ہے اس میں بہت بڑا کردار حکومت اور اس کے اداروں نے ادا کیا ہے۔ میرے پاس ایسی کوئی معلومات نہیں ہیں مجھے پتا چل سکے کہ براہ راست چھوٹی سطح پر مائیکرو فنانسنگ کے ذریعے ہمارے عام کسان کو کیا فائدہ پہنچایا گیا ہے اور یہ نکتہ اسمبلی میں بھی زیر بحث آیا تھا کہ اس بنک میں کئی فراڈ ہوئے اور کئی جگہوں پر کروڑوں روپے کھالئے گئے۔ یہاں تک کہ جو شیئرز انہوں نے خریدے تھے ان کے اندر بھی گھپلا ہوگیا اس طرح کی negative چیزیں تو ہم تک پہنچتی رہی ہیں لیکن positive چیزیں یہ اسمبلی میں لائیں اور اس کو زیر بحث لائیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ اس بنک کی کیا کارکردگی ہے پھر ہی اس بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اتنا جو capital بڑھایا جارہا ہے اس کے کیا اسباب ہیں؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بنک کا اتنے بڑے پیمانے پر capital بڑھا دینا درست فیصلہ نہ ہوگا اس لئے ہم نے اس چیز کی سفارش کی ہے کہ ٹھیک ہے اگر آپ بڑھانا چاہتے ہیں تو two thousand million rupees سے بڑھا کر five thousand million rupees کر دیا جائے ten thousand million rupees کرنا بہت زیادہ اضافہ ہوگا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا، آپ نے بھی بات کرنی ہے۔ جی!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے ten thousand million rupees کرنے کی یہ دلیل پیش کی تھی کہ سٹیٹ بنک نے ہمیں یہ advice کیا ہے۔ ان کو چاہئے تھا کہ سٹیٹ بنک نے جو letter of advice بھیجا ہے یہ اسمبلی میں پیش کرتے، ہمیں دکھاتے کہ یہ لیٹر آیا ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ سٹیٹ بنک نے جتنے پرائیویٹ banks ہیں ان کو جو letter of advice جاری کیا ہے اس میں انہوں نے ان کو یہ instruction دی ہے کہ وہ four billion تک ہے اور انہوں نے جو تاریخ رکھی ہے وہ 31st December 2006 ہے اور اس کو four billion تک لے کر گئے ہیں اب ان کو چاہئے تھا کہ وہ advice جو یہ کہتے ہیں کہ سٹیٹ بنک نے ہمیں کہا ہے کہ ten billion کر دیں تو یہ پیش کرتے اور ساتھ لگاتے۔ میرے پاس وہ لیٹر جو سٹیٹ بنک نے مختلف پرائیویٹ بنکوں کو بھیجا ہے جس میں انہوں نے four billion کا کہا اور ان بنکوں کو کہا جو پرائیویٹ ہیں اور ان کو انہوں نے advise کی ہے کہ بنک ان کو emerge کرے اور جتنی برانچیں ہیں ان کو کم کر کے اپنا capital بڑھائیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ten billion کیا ہے، اب ten billion کرنے کے لئے یہ فنڈز کہاں سے لیں گے اور ten billion کیا تھوڑی رقم ہے؟ بنک نے اپنا capital show کرنا ہے۔ حکومت کے پاس option کیا ہو گی، حکومت یا تو funds inject کرے گی یا حکومت کو کہیں گے کہ یہ پیسے دیں یا پھر نئے ڈائریکٹرز پیدا کریں گے۔ تیسری یہ کہ یہ پبلک شیئرز جاری کریں گے۔ راجہ صاحب نے یہاں پر بنک آف پنجاب کے متعلق بڑے دعوے کئے ہیں کہ اس بنک کی کارکردگی یہ ہے کہ یہاں پر بنک آف پنجاب کی کوئی پراگریس رپورٹ موجود نہیں ہے۔ اس بارے میں میرے سوالات تھے جو انہوں نے منظور نہیں کئے اور مجھے واپس کر دیئے گئے، میں نے پوچھا تھا کہ کتنے لوگوں نے پنجاب بنک سے loan لئے ہیں، انہوں نے کتنے لوگوں کے loans معاف کئے ہیں اور کتنے loans ابھی تک ان لوگوں کے پاس ہیں لیکن انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا، پھر پچھلے دنوں پنجاب بنک نے ایک اور ڈرامہ کیا کہ پچیس روپے کی لاٹری کے ذریعے انہوں نے کروڑوں روپے اکٹھے کئے، یہ اخباروں میں بھی آیا اور یہ زبان زد عام ہے کہ جتنا لاٹری کا سسٹم چلا وہ مشکوک تھا کتنا پیسا اکٹھا ہوا، کتنے لوگوں کی لاٹری نکلی اور کتنا پنجاب بنک نے دیا؟

جناب والا! پنجاب اسمبلی کا ادارہ بالاتر ہے اور پنجاب بنک پنجاب اسمبلی کے under ہے ان کو چاہئے کہ اس کی رپورٹ، اس کی کارکردگی، اس کے loans اور اس کے profit کے بارے میں بتائیں اور یہ بتائیں کہ یہ اس کا ten billion کیوں بڑھانا چاہتے ہیں؟ میں یہ کہوں گا کہ ایک دم jump کر کے دو

بلین سے دس بلین تک چلے جانا اس میں ضرور کچھ دال میں کالا ہے جس کو یہ show نہیں کرنا چاہتے۔ میں یہ کہوں گا کہ جو اس بنک کا President ہے جس کو یہ اب President بنا رہے ہیں جن کا نام ہے چودھری تجمل صاحب، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کس کے رشتہ دار ہیں، کن کا ان کے ساتھ تعلق ہے اور وہ کس چیز کو follow کرتے ہیں، ہم کسی پر کیچڑ اچھالنا نہیں چاہتے اور کسی کی ایمانداری پر ہم داغ نہیں لگانا چاہتے لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس بنک کے متعلق انہیں چاہئے تھا کہ سٹیٹ بنک کی advice یہاں پیش کرتے اور یہ بتاتے کہ یہ کس طرح generate کریں گے، یہ 10 بلین روپیہ کہاں سے حاصل کریں گے، یہ کس طرح لوگوں سے حاصل کریں گے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہم نے amendment دی ہے وہ یہ ہے کہ 2 بلین سے 5 بلین تک تو reasonable نظر آتا ہے کہ یہ جو jump ہے یہ تھوڑی ہے لیکن یہ 2 بلین سے 10 بلین تک جو jump ہے یہ سمجھ سے بالاتر ہے، میں یہ کہوں گا کہ ہم نے جو amendment دی ہے وہ بڑی reasonable amendment ہے اور حکومت کو چاہئے کہ وہ اس پر غور کرے اور اس پر تھوڑا سا غور و خوض کر کے پھر اس کو ایوان سے منظور کروائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے تین بھائیوں نے اس amendment پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور تینوں نے مختلف باتیں کی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجنے کی بات کر رہے تھے۔ احسان اللہ وقاص صاحب نے بنک کی credibility کے حوالے سے بات کی اور بگو صاحب نے میاں تجمل صاحب کو چودھری تجمل بنا کر پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عامر محمود چیمہ صاحب سے زیادتی کی ہے۔ (قہقہے)
یہ تجمل صاحب اور ہیں، وہ تجمل اور ہیں جن کی آپ بات کر رہے ہیں۔ بہر حال ان کے اپنے ذہنوں میں کوئی ابہام ہے میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں expect یہ کر رہا تھا کہ میرے بھائی بات کرتے ہوئے اس خدشے کا اظہار کریں گے کہ یہ جو اتنا بڑا یکدم سے اس کا capital بڑھایا جا رہا ہے تو وہ وسائل کہاں سے آئیں گے اور آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ کیا اس کا بوجھ اس ادارے پر تو نہیں پڑے گا یا اس کے جو شیئر ہولڈرز ہیں ان پر تو نہیں پڑے گا لیکن ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا authorized capital جتنا بڑھایا جائے گا اتنا ہی اس ادارے کی credibility میں اضافہ ہو گا، اتنا ہی شیئر ہولڈرز کو اطمینان ہو گا کہ اس کا authorized capital زیادہ ہے اور ہمیں منافع

زیادہ ملے گا۔ جہاں تک اس بنک کی credibility کا تعلق ہے، اس بنک کی functioning کا تعلق ہے میں صرف آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ستمبر 2005 میں بنک کا آڈٹ ہوا اور 2662 ملین اس میں منافع دکھایا گیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے، میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ جس احسن طریقے سے یہ بنک کام کر رہا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر لحاظ سے اطمینان بخش ہے اور یہ جو اقدامات یا جو بھی amendments کی جا رہی ہیں اس بنک کی credibility کو مزید establish کرنے کے لئے اور اس کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ شکریہ

MR ACTING SPEAKER:- The amendment moved and the question is:

> "That Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Finance, for the words, "ten thousand million rupees" appearing in line 3, the words "five thousand million rupees" shall be substituted."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 be passed."

The motion moved and the question is:

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2005 be passed.

(The Bill is passed.)

عام بحث

زلزلہ پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم زلزلے سے پیدا ہونے والی صورتحال پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں وزیر قانون کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ زلزلے پر بحث کا آغاز ہونے لگا ہے اور اس پر ہمارا agreement ہے، We will not waste time because it has been against both the parties، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس سے قبل کہ میں اپنی بات کا آغاز کروں میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پرسوں جب آپ کے چیمبر میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا

اجلاس ہوا تھا تو اس میں یہ بات طے کی گئی تھی کہ ہم افہام و تفہیم سے اجلاس کو چلائیں گے اور کورم کے متعلق بھی کہا گیا تھا کہ وہ بھی point out نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایک ہماری understanding develop ہوئی تھی لیکن اس سے deviate کرتے ہوئے لیجسلیشن پر، گورنمنٹ بزنس پر گو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اپوزیشن کا گورنمنٹ لیجسلیشن سے کوئی تعلق نہیں اور بالخصوص ہمارے بھائی جن کا نواز لیگ سے تعلق ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق ہے، یہ میرے کہنے کی بات نہیں ہے اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ ماسوائے scoring points کے یا ماسوائے اس بات کو dissipate کرنے کے، اس اسمبلی میں ان کا ایسا کوئی کردار نہیں ہے کہ جس کے حوالے سے اس اسمبلی کے بزنس میں ان کی کوئی contribution consider کی جائے اگر میرے کسی بھائی کو اس بات پر اعتراض ہے تو میں کھلے دل سے ان سے کہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: مجھے اعتراض ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں بات کر رہا ہوں۔ میں اپنی بات مکمل کر لوں تو پھر آپ بات کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

کیونکہ اگر ان دونوں جماعتوں کی طرف سے کوئی بھی لیجسلیشن میں کردار ہے تو وہ ریکارڈ کے حوالے سے بات بتا دیں لیکن ماسوائے اس کے کہ اعتراض برائے اعتراض۔ میں صرف اتنا واضح کرنا چاہتا تھا کہ آج زلزلے پر بحث ہے، یہ ایک قومی جذبے کے تحت باوجود اس کے کہ اس agreement سے deviate کیا گیا ہے تو ہم اس میں حصہ لے رہے ہیں اور آج میں اس کا آغاز کر رہا ہوں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ٹریژری بنچز اس بات کا right reserve رکھتے ہیں کہ کورم، بحث کے دوران پورا رکھنا جتنا ٹریژری بنچز کی ذمہ داری ہے اتنا ہی اپوزیشن کی بھی ذمہ داری ہے اور اگر اپوزیشن اپنی اس ذمہ داری سے انحراف کرے گی تو ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ اپنی بات ختم کر کے باہر چلے جائیں گے آپ کورم پورا کریں اور اپنی بات آپ عوام تک پہنچائیں۔ آپ اپنی بات عوام تک اس وقت تک نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ ٹریژری بنچز آپ کے ساتھ تعاون نہ کرے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: آپ باہر چلے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! اب یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ خدا کے واسطے میں نے اس دن بھی آپ سے اپیل کی تھی، ان کو بات کرنے دیں، اگر آپ پھر وہی cross talk کریں گے تو پھر یہ بات وہیں رہ جائے گی۔ اصل مسئلہ تو حل نہیں ہوگا۔ This is a very important day اور پہلی دفعہ

آپ اس میں بحث کر رہے ہیں اور وہ آغاز کر رہے ہیں۔اس کے بعد پھر آپ کو بھی حق دیا جائے گا۔ آپ اپنے جواب میں جو کہنا ہے کہیں لیکن فی الحال ان کو بولنے دیں۔ No cross talks, I will advise every body, please take your seats. اس میں ٹائم ضائع نہ کریں کیونکہ یہ ایک بہت اہم واقعہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ درست ہے، آپ درست فرما رہے ہیں کہ یہ ایک قومی سانحہ ہے اور اس سانحے پر بات کرتے ہوئے ہمیں دوسرے چھوٹے issues پر بات نہیں کرنی چاہئے۔آج پتا نہیں وزیر قانون کو کیا ہوا ہے وہ اتنے کھوئے کھوئے سے کیوں ہیں؟ان کو آپ نے دعوت دی ہے کہ وہ اس قومی سانحے پر بات کریں جبکہ وہ دوسری طرف چل پڑے ہیں کہ ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا ،اس میں یہ یہ طے ہوا ہے۔اس میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ آج اجلاس کے بعد دوبارہ ہم بیٹھیں گے۔اگر وزیر قانون صاحب کو کسی deviation کے متعلق کچھ ہے کہ ہم نے وہاں پر کوئی بات کی تھی اور آج پوری نہیں کی تو آپ وہاں پر اس point کو اٹھائیں ہم وہاں پر آپ کو اس بات کا جواب دیں گے کہ قطعی طور پر during legislation کورم point out نہ کرنے کی یقین دہانی یا وعدہ ہم نے اس دن کیا تھا اور نہ ہی اس سے پہلے کبھی کیا ہے۔اگر قومی سانحہ پر بات کرنی ہے تو پھر وزیر قانون صاحب بھی اسی موضوع پر بات کریں، وہ تو کسی اور طرف چل پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس حوالے سے بات کرتے ہوئے ویسے بھی ہم سب کو چھوٹی باتوں کی طرف نہیں آنا چاہئے۔میں خود کہوں گا کہ at this stage چھوٹی باتوں کی طرف مت جائیں، let's start the debate on earthquake. وزیر قانون صاحب نے ویسے ضمناً بات کی ہے کہ قانون سازی کے دوران آج اگر کورم کی نشاندہی نہ کی جاتی تو It will be the good gesture جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ جو قومی سانحہ رونما ہوا ہے اس پر جتنا بھی افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے۔یہ معزز ایوان اس حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کر چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کی خواہ وہ کسی طرف بیٹھا ہوا ہے یہ دلی خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کی بخشش فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں ان کو جگہ عطا فرمائے۔یقیناً ہر پاکستانی کا دل اس حادثے سے متاثر ہونے والوں کے لئے دُکھا ہوا ہے۔اس دن بھی میں نے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس کو ہمیں دو حوالوں سے لینا چاہئے، پہلے جو

ہماری بنیادی ذمہ داری ہے اس صوبے کے حوالے سے، پنجاب میں بھی نقصان ہوا۔ پھر آزاد کشمیر اور صوبہ سرحد میں جو نقصان ہوا اس لحاظ سے بھی ہماری یہ قومی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے متاثرہ بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے اور ان کے دکھوں اور تکلیفوں کو کم کرنے کے لئے جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں کریں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے عوام نے ذاتی حیثیت، انفرادی حیثیت میں ہر بھائی، بہن نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے اگر شکریہ ادا کرنا چاہئے تو وہ پنجاب کے عوام کا کرنا چاہئے جنہوں نے تمام سیاسی، علاقائی، مذہبی اور فرقہ بندی کی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف انسانیت اور قومیت کے حوالے سے زلزلہ زدگان کی بھرپور امداد کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ آج بھی پنجاب کے ہر شہر میں امدادی کارروائیوں کا یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں یقین کامل ہے کہ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ ہمارے بھائی اس مصیبت کی گھڑی سے مکمل طور پر نکل نہیں آتے، ان کی تکلیفیں اور دکھ درد کا مداوا نہیں ہو جاتا۔ انشاء اللہ ہم ان کی مدد اور تعاون کے اس سلسلے کو جاری رکھیں گے۔

جناب والا! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن 8 تاریخ کو یہ واقعہ رونما ہوا اسی دن حکومت پنجاب کی طرف سے، وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی ہدایت پر relief activities شروع کر دی گئیں۔

(اذان ظہر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ہدایت پر فوری طور پر آزاد کشمیر کے متاثرین کے لئے حکومت آزاد کشمیر کو 50 ملین روپے امداد کے طور پر دیئے گئے۔ صوبہ سرحد کے لئے 50 ملین روپے فوری طور پر دیئے گئے۔ صدر پاکستان کے ریلیف فنڈ میں 50 ملین روپے دیئے گئے اور اسی طرح پنجاب کے ریلیف فنڈ کے لئے فوری طور پر 60 ملین روپے مختص کئے گئے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے تمام اضلاع سے روزانہ امدادی اشیاء بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا جو آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاری ہے۔ امدادی طور پر جو اشیاء بھجوائی جاتی رہیں ہیں ان میں خیمہ جات، کمبل، ادویات، کھانے پینے کی اشیاء چاول، آٹا، دال، گھی، بسکٹ، بھنے ہوئے چنے، ماچس، خشک دودھ، پانی کی بوتلیں، stainless steel کے

برتن وغیرہ شامل ہیں۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی طرف سے اس وقت تک خوراک کے 2991 ٹرک بھجوائے جا چکے ہیں۔ خیمہ جات کے 393 ٹرک بھجوائے جا چکے ہیں۔ کمبل کے 1925 ٹرک بھجوائے جا چکے ہیں۔ 369 ٹرک ادویات بھجوائی جا چکی ہیں۔ اسی طرح تقریباً 122 کروڑ روپے کا سامان اس وقت تک بھجوایا جا چکا ہے لیکن میں یہاں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ ابھی رکنے والا نہیں، حکومت پنجاب کی طرف سے یہ سلسلہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک اور initiative لیا ہے جس کا میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کل ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کی launching کی ہے۔ وہ "ایک گھر اپنایئے" کی سکیم ہے۔ اس میں تمام مخیر حضرات، صاحب استطاعت لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ ایک گھر اپنانے کے اس پروگرام میں شرکت کریں اور اس طرح 6 ہزار روپے ماہانہ فی گھر دینے کا ہم نے فیصلہ کیا ہے اور ایک خاندان کو 72 ہزار روپے ایک سال میں فراہم کئے جائیں گے۔ اس سارے سلسلے کو transparent بنانے کے لئے، خاندانوں کی identification کے لئے نادرا کو کہا گیا ہے کہ وہ خاندانوں کو identify کریں تاکہ ان کی صحیح تعداد کا پتا چل سکے اور آزاد کشمیر حکومت کی تصدیق کے بعد کہ واقعی یہ مستحق لوگ ہیں۔ انشاء اللہ ان کو یہ امداد دینے کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے ایک coordinating efforts کے ساتھ جس میں باہر سے کچھ ڈونر حضرات سے عطیات لے کر بھی یہ کام کیا ہے، وہاں پر ہمارے مختلف ڈیپارٹمنٹس نے بھی اپنے طور پر کیا ہے جیسے محکمہ سوشل ویلفیئر نے مختلف اشیاء کے 237 ٹرک بھیجے ہیں۔ محکمہ جیل خانہ جات نے 70 لوگ بھیجے ہیں اور چھ ہزار کمبل بھی دیئے گئے ہیں۔ محکمہ پولیس کی طرف سے 81 ٹرک بھیجے گئے ہیں اس کے علاوہ چھ سو کے قریب لوگ بھی بھیجے گئے ہیں۔ محکمہ خوراک کی طرف سے 6865 ترپالیں متاثرین کو دی گئی ہیں۔ سول ڈیفنس کے لوگ وہاں پر امدادی کارروائیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس طرح محکمہ اوقاف کی طرف سے اجتماعی طور پر کھانا پکا کر ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ گورنر سیکرٹریٹ کی طرف سے 17 ہزار کمبل مہیا کئے گئے ہیں جن میں چھ ہزار مظفر آباد، چھ ہزار مانسہرہ اور پانچ ہزار باغ میں بھیجے گئے ہیں۔

جناب والا! میں ممبران اسمبلی کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ دینے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح کیبنٹ کے تمام ممبران نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ دینے کا فیصلہ کیا اور ابھی کل وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو "ایک گھر اپنایئے" کی سکیم launch کی ہے اس میں بھی وزراء کے متعلق وہاں پر

اعلان کیا گیا کہ ہر وزیر ایک خاندان کو support کرے گا۔ یہ وہ اقدامات ہیں جن کی تشہیر ضروری نہیں ہے لیکن چونکہ آج یہ پہلا موقع ہے کہ اسمبلی کے فورم پر حکومت پنجاب کی طرف سے کی جانے والی امدادی کارروائیوں کے متعلق بات ہو رہی تھی تو میں یہ ضروری سمجھتا تھا کہ حکومت پنجاب نے پنجاب کے عوام کی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے وسائل کی پرواکئے بغیر اپنے متاثرین بھائیوں کی مدد کی۔ پانچ دن سے وزیر اعلیٰ خود اسلام آباد میں موجود ہیں وہ تمام متاثرہ علاقوں میں بھی گئے ہیں اور وہ ذاتی طور پر تمام معاملات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ پنجاب میں 24 اموات ہوئی تھیں ان کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دیا تھا کہ جاں بحق ہونے والے لوگوں کو ایک لاکھ روپیہ دیا جائے وہ فوری طور پر ان تک پہنچا دیا گیا۔ تحصیل مری اور کوٹلی ستیاں میں تقریباً 1400 گھر جزوی طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ جو مکمل طور پر متاثر ہوئے ہیں ان کو 20 ہزار روپیہ اور جو جزوی طور پر متاثر ہوئے ہیں ان کو 10 ہزار روپیہ کی تقسیم انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو دن میں شروع کر دی جائے گی۔ کل ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس کو expedite کیا جائے اور ہم نے مقامی انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ نقصان زدہ علاقوں سے اس وقت تک ان کے پاس جو لسٹیں بن کر آ گئی ہیں وہ ان کی تصدیق کر کے ریلیف کمشنر لاہور کے پاس بھیجے تا کہ انھیں رقوم جاری کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ نے اپنے پلیٹ فارم سے لنگر پورہ میں ایک شہر بھی آباد کیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف جگہوں پر جو relief camps لگائے گئے ہیں اور پانچ کروڑ روپیہ نقد بھی دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے وہ اقدامات ہیں جو ہم نے کسی پر احسان نہیں کیا بلکہ بھائی ہونے کے ناتے اپنا فرض پورا کیا ہے۔ معزز ایوان کے تمام معزز بھائیوں سے میری استدعا ہو گی کہ اگر آج ہم اس سانحہ پر بات کر رہے ہیں تو ہمیں اس حوالے سے بات کرنی چاہئے کہ ہم ان امدادی کارروائیوں کو مزید بہتر کس طرح کر سکتے ہیں، ہم اس میں اپنا کردار مزید بہتر کس طرح کر سکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ویسے دیکھا جائے تو وہاں پر ہمارا کوئی انتظامی کردار نہیں ہے اس لئے ہم آزاد کشمیر حکومت یا N.W.F.P حکومت کی پالیسی کے مطابق اپنا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن پھر بھی معزز بھائیوں سے میری استدعا ہو گی کہ وہ ہمیں تجاویز دیں کہ مزید کیا سامان بھیجا جا سکتا ہے، اسے مزید بہتر کیسے کیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ اگلا مرحلہ rehabilitation کا آنے والا ہے اور میں نے پہلے بھی یہ بات کی تھی اور آج پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ rehabilitation کے حوالے سے سب سے اہم اور leading role بھی حکومت پنجاب کا ہو گا اس لئے میں اپنے بھائیوں

سے خاص طور پر اس حوالے سے بات کروں گا کہ ان کی rehabilitation کے حوالے سے مثبت تجاویز ضرور دیں تاکہ ان کی تجاویز کی روشنی میں لائحہ عمل طے کیا جائے۔ چونکہ آگے موسم بدل رہا ہے انھیں کس قسم کے tent دینے چاہئیں fabricated houses ہونے چاہئیں، کس طرح ہونے چاہئیں کیونکہ وہاں پر ایک مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے انسانیت کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان لوگوں کو لاتعداد مسائل کا سامنا ہے۔ وہاں معصوم بچے ہیں ان کو نہیں پتا کہ ان کی ماں کہاں ہے، ان کا باپ کہاں ہے، جو لوگ بچ گئے ہیں ان کو اس بات کا علم نہیں کہ ان کی جائیداد کس کے نام جانی ہے؟ بے شمار ایسے خاندان ہیں جن کا پیچھے کوئی نہیں بچا۔ ان کی parentage کے مطابق وراثت کے انتقال ہونے ہیں۔ وہاں پر کوئی guide کرنے والا نہیں کہ کس کے نام ہونے ہیں۔ آج رات میں ٹیلی ویژن پر دیکھ رہا تھا کہ ایک مذاکرے میں بات ہو رہی تھی اور یہ بالکل حقیقی بات ہے کہ آج ہم ان لوگوں کو اپیل کر رہے ہیں، این۔ جی۔ اوز اپیل کر رہی ہیں، حکومتیں اپیل کر رہی ہیں، وہاں پر ریلیف کا کام کرنے والے لوگ ان سے اپیل کر رہے ہیں کہ وہ اپنے مکانوں سے نیچے آ جائیں لیکن وہ لوگ نیچے نہیں آ رہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ جس معاشرے سے ہمارا تعلق ہے یہ حقیقت ہے کہ گھروں میں ہماری ماؤں بہنوں کا تھوڑا بہت زیور پڑا ہوتا ہے، کوئی جمع پونجی ہوتی ہے، کوئی ریکارڈ ہوتا ہے، کسی کے مکان کا ثبوت ہو گا، کسی کی زمین کا ثبوت ہو گا وہ سب کچھ ملبے کے نیچے دب کر رہ گیا ہے۔ اب وہ لوگ اس انتظار میں اس ملبے کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں کہ کب یہ ملبا اٹھایا جائے تاکہ ہمارا جو تھوڑا بہت زیور یا جمع پونجی ہے اسے کسی طرح نکالا جا سکے۔ یہ سارے وہ مسائل ہیں کہ اگر انسانیت کی نظر سے دیکھا جائے تو یقین کیجئے انسان کا دل لرز جاتا ہے کہ آج ان کو کن مسائل کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک پوری قوم نے بحیثیت مجموعی ایک مثبت کردار کا مظاہرہ کیا ہے اور ہماری ایک positive approach رہی ہے اور ہر شخص نے ہر سوچ سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف انسانیت کے حوالے سے ان لوگوں کی مدد کی ہے اور ان کا ہاتھ بٹایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ حکومت کی طرف سے بھی یہ جذبہ جاری رہے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ذاتی طور پر جو کیا یا ہمارے معزز وزراء اور معزز اراکین نے جو کیا ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کیونکہ اگر کسی نے کیا ہے تو اس نے کسی نمود و نمائش یا کسی کو دکھانے کے لئے نہیں کیا بلکہ اس نے اپنے دل اور ضمیر کی تسکین کے لئے کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور ان کے درمیان معاملہ ہے لیکن میں یہاں تھوڑا سا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امدادی سامان پہنچانے کے علاوہ جو activities رہی ہیں ان میں سب سے

اہم کردار ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا رہا ہے تو میں نے ہیلتھ منسٹر پنجاب سے گزارش کی ہے کہ وہ خود اس سلسلے میں تفصیلات ایوان کو بتائیں کہ اس وقت تک حکومت پنجاب نے ہیلتھ سیکٹر میں ان بھائیوں کی کیا مدد کی ہے۔ میں انھی الفاظ کے ساتھ ایک دفعہ پھر اپنے تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس وقت انھوں نے متاثرہ لوگوں کی امداد اور ان کی بحالی کے لئے جو کردار ادا کیا ہے میں توقع کرتا ہوں کہ آگے چل کر بھی اسی جذبہ کو قائم رکھا جائے گا۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب نماز ظہر کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اجلاس ہو گا۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے ایوان کی کارروائی 20 منٹ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری
ایک بج کر 58 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار حفیظ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نوانی صاحب!

سردار حفیظ اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوموار کے دن اجلاس کے دوران میں نے اپنی ایک تحریک استحقاق move کی تھی۔ محترم وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose تو نہیں کیا تھا لیکن چار دن گزر جانے کے باوجود میری استحقاق کی تحریک کمیٹی کے سپرد نہیں ہوئی۔ میری استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ اس کو take up کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی صوابدید ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس دن آپ نے فرمایا تھا کہ آج کے دن کے لئے pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! آج کے لئے ہم نے جو فیصلہ کیا تھا کہ آج کوئی بھی تحریک استحقاق take up نہیں کی جا رہی ہے لیکن اگر آپ ایوان کی sense لے کر اس کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب یہ پیش کی گئی تھی میں نے بھی اس پر بات کی تھی تو وزیر قانون صاحب نے بڑے اصرار کے ساتھ کہا تھا کہ ہم نے اس کا جواب دینا ہے تو اس کا جواب ہم Monday کو دے دیں گے تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا لیکن جواب آ جائے۔ اب تو Monday آ گیا ہے پھر یہ اگلے اجلاس پر چلی جائے گی تو اس کو آنے دیں ایوان کا consensus موجود ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے اب بھی اسے oppose نہیں کیا، جواب ہمارے پاس آ گیا ہے اور میں نے دیکھ لیا ہے، اگر سپیکر صاحب ایوان کی sense دیکھ کر take up کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے فرمائیں میں oppose نہیں کروں گا میں یہی عرض کر رہا ہوں، آپ کو سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے سمجھ بھی آ گئی ہے میرے محترم راجہ بشارت صاحب آج پتا نہیں کیوں upset ہو گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ میں اس کو oppose نہیں کرنا چاہ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ بلاوجہ ایک issue کھڑا کرنا چاہتے ہیں میں oppose ہی نہیں کر رہا ہوں تو یہ کیوں اپنی حاضری لگوانا چاہ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ وہ oppose نہیں کرنا چاہتے اس لئے اس پر بحث کے بغیر ہی I refer it to the Privilege Committee اب زلزلہ زدگان کے حوالے سے بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب یہ آفت پاکستان پر آئی تو سب سے پہلے اس بات کو آپ بھی جانتے ہیں کہ پاکستانی عوام، پاکستان کی حکومت اور پنجاب کی حکومت نے جس طرح response show کیا ہے اس کی شاید ہی پہلے کہیں مثال ہو کیونکہ earthquake کے حوالے سے اب تو ہم سب لوگ اتنی میٹنگز میں بیٹھے ہیں اور اتنے لوگوں سے ملے ہیں جو کہ earthquake specialist ہیں تو اب ہمیں بھی وہ knowledge ہو گیا ہے، پہلے جو knowledge سونامی کے بارے میں تھا کہ شاید یہ واحد event ہے natural disaster میں جس کی predictability ہے ہی نہیں اور جب

یہ حادثہ پیش آیا تو ہم سب لوگ جتنے بھی یہاں بیٹھے ہیں سب نے اس کو محسوس کیا اور اس کی repercussions آپ جانتے ہیں کہ یہ اسلام آباد سے لے کر آزاد جموں کشمیر اور صوبہ سرحد تک گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میری ڈیوٹی ہے کہ جب بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹ، ڈاکٹرز، نرسز یا ہمارے پیرا میڈکس جن کو ہم criticize کرتے ہیں بہت دفعہ میں خود بھی ڈیپارٹمنٹ کو بہتر کرنے کے لئے کرتا ہوں لیکن یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جیسے پاکستان کی عوام کا reaction تھا اسی طرح محکمہ صحت پنجاب نے وزیراعلیٰ صاحب کے حکم کے تحت بھی minimum time action رکھتے ہوئے ہماری ٹیمیں within 24 hours اسلام آباد پہنچیں بلکہ مجھے بتاتے ہوئے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ جو ہمارا ایک پروگرام تھا جسے ہم پنجاب ایمرجنسی ایمبولنس سسٹم یا 1122 کہتے ہیں یہ disaster management کا ایک واحد سسٹم پاکستان میں in place تھا اور ہمارے پراجیکٹ ڈائریکٹر اس پروگرام کے with his team of doctors and ambulances راولپنڈی پہنچے پھر اسلام آباد میں مارگلہ ٹاور گئے۔ وہ پہلا آرتھوپیڈک سرجن تھا جس نے آزاد کشمیر میں باقاعدہ آپریشن تھیٹر سسٹم سیٹ اپ کیا اور ہڈیوں کے جو complex آپریشنز شروع کئے وہ پروفیسر ڈاکٹر اویس صاحب تھے جو کہ پنجاب حکومت کے ملازم ہیں، ہم نے اس وقت تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار مریض پنجاب کے ہسپتالوں میں admit کئے ہیں اور ان کا علاج کیا ہے ان میں سے تقریباً ساڑھے چھ یا پونے سات ہزار مریض ہم نے discharge کئے ہیں اور تقریباً چودہ پندرہ سو اس وقت بھی پنجاب کے ہسپتالوں میں admit ہیں اور میں بڑے فخر اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک مریض سے ہم نے دوائی کے لئے، آپریشن کے لئے یا اس کے کھانے پینے کے لئے اور دیکھ بھال کے لئے ایک پیسا بھی نہیں لیا۔ ہم نے ان کے جو لواحقین تھے ان کو بھی بحالی میں مدد دی، اس میں این۔جی۔اوز اور عوام نے ہمارا ساتھ دیا۔ ہم نے ریلیف کیمپ اپنے میجر ہسپتالوں میں لگائے راولپنڈی میں لگائے، سروسز ہسپتال میں لگائے تاکہ ان کے لواحقین کی بھی دیکھ بھال کی جائے اگر کوئی ایسی صورتحال تھی کہ مریض بہتر ہو گیا اور اس نے کہا کہ اب میں واپس اپنے گھر جانا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے پریشانی ہے، میرا وہاں گھر تباہ ہو گیا ہے، میرے بیوی بچے وہاں پر ہیں تو ہم نے شروع شروع میں اس حد تک جبکہ ہماری تمام ایمبولنسز اس کام میں استعمال ہو رہی تھیں ہم نے ان کی transportation کا بھی بندوبست کیا۔ اس وقت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی 41 ایمبولنسز آزاد جموں وکشمیر میں اور صوبہ سرحد کے ان علاقوں میں جہاں پر یہ حادثہ پیش آیا کام کر رہی ہیں۔ ان کا پٹرول، ان کا ڈرائیور اور ان کا پیرامیڈکس

سٹاف ہم لوگ afford کر رہے ہیں۔ ہمارے 250 ہیلتھ کیئر ورکرز اس وقت بھی آزاد جموں وکشمیر اور N.W.F.P میں کام کر رہے ہیں، 120 ڈاکٹرز ہیں، 41 ٹیمیں ہیں، تقریباً 110 نرسز ہیں جو وہاں پر مسلسل کام کر رہی ہیں اور ساتھ ساتھ ہم ان کو rotate بھی کر رہے ہیں کیونکہ جو volunteers ہوتے ہیں ان میں ایک fatigue element بھی آجاتا ہے جب آپ ایسی صورتحال میں، ایسے trauma میں سے گزرے ہوں تو ضروری ہے کہ آپ ان کو replace کرتے رہیں۔ ہم لوگ ہر دس دن کی rotation پر ان ڈاکٹروں کو واپس لا رہے ہیں، نرسز کو واپس لا رہے ہیں اور نئے ڈاکٹرز وہاں پر پہنچا رہے ہیں۔ ہم نے یہ بھی محسوس کیا کہ جیسے یہ ایک serious قسم کی آفت تھی تو ساتھ ساتھ آزاد جموں وکشمیر کا جو ہیلتھ انفراسٹرکچر تھا وہ بالکل بیٹھ چکا تھا اور وہاں بہت سارے ڈاکٹروں کی death ہوئی، ان کا D.H.Q اور ان کا C.M.H ہسپتال بالکل تباہ ہوگیا تو ہم نے یہ بھی کیا کہ ایسے تو earthquake ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کی ریگولر میڈیکل کیئر کی بھی ضرورت ہے، مظفر آباد میں ایک علی عباس انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز ہسپتال ہے اس کی 70 فیصد دیکھ بھال اور manpower پنجاب حکومت مہیا کر رہی ہے۔ D.H.Q مانسہرہ جس کی basic management پنجاب حکومت کر رہی ہے اور وہاں پر جو ہمارے ڈاکٹرز اور نرسز گئے انہوں نے صرف اس زلزلے کے مریض جن کی ٹانگیں اور بازوں ٹوٹے تھے ان کی دیکھ بھال ہی نہیں کی بلکہ ہمارے ڈاکٹروں نے ان کی روٹین میڈیکل کیئر بھی کی تھی۔ میں علی عباس انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز گیا ہمارے ساتھ چودھری ظہیر صاحب تھے، منسٹر پبلک ہیلتھ انجینئر کیانی صاحب بھی تھے، وہاں پر ایک لیڈی ڈاکٹر ملی جس کو میں نے خود پوچھا کہ آپ یہاں پر آرتھوپیڈک نہیں ہیں آپ یہاں پر کیا کر رہی ہیں تو اس نے کہا کہ میں gynaecologist ہوں اور ڈاکٹر صاحب! میں نے پچھلے تین دنوں میں 13 ڈلیوری cases کئے ہیں، چار cesarean sections کئے ہیں تو ایسے ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں اور ایسی ایسی situations دیکھنے میں آئی ہیں کہ لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک ہمارے سرجن ہیں He is a young surgeon میو ہسپتال میں سینئر رجسٹرار ہیں، میں نے دیکھا وہ کچھ بیمار سا لگ رہا تھا اس نے کہا کہ مجھے دو دن سے بخار ہے لیکن آپ نے مجھے بالکل rotation پر واپس نہیں کرنا میں تیس دن تو کیا میں یہاں دو تین مہینے رہنے کے لئے تیار ہوں۔ ایسے ایسے جذبے کے ساتھ ان لوگوں نے کام کیا جس کو آزاد کشمیر حکومت نے بھی سراہا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب آزاد کشمیر کے صدر اور وزیر اعظم کو ملے تھے انہوں نے اس چیز کو appreciate کیا کہ پنجاب حکومت کا ہمارے ڈاکٹرز کا، ہماری نرسز کا ایسا

response تھا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو مسئلہ ہے یہ ایک دن کا نہیں ہے یہ crisis movement بھی ہے، یہ پاکستان کے لئے crisis time ہے، ہم نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم ان کی حکومت، ان کے ہیلتھ کیئر سسٹم کی support چند مہینوں کے لئے نہیں بلکہ ہم اس وقت تک کریں گے بیشک ایک سال لگے، دو سال لگیں جب تک ان کا ہیلتھ کیئر سٹرکچر بحال نہیں ہوتا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے آزاد کشمیر کے پرائم منسٹر صاحب کی درخواست پر یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے میڈیکل کالجوں میں جو آزاد جموں و کشمیر کی سیٹیں ہوتی ہیں وہ بھی بڑھائی جائیں گی۔ وہاں پر ایک جگہ لنگڑپورہ ہے جہاں پر چوہدری ظہیر صاحب نے ٹینٹ سٹی establish کیا تھا۔ وہاں پر ساتھ ہی یہ اعلان کیا کہ وہاں پر ایک فیلڈ میڈیکل کیمپ لگایا جائے گا اسی طرح سے ہم بالاکوٹ میں سو بیڈ کا ایک فیلڈ ہسپتال بنا رہے ہیں۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ جیسے ان کا physical trauma ہے تو پھر psychological trauma بھی ہے۔ ایک میڈیکل terminology ہے جسے post traumatic stress disorder، جو لوگ ایسے حادثے سے events سے گزرتے ہیں تو ان کو psychological trauma بہت ہوتا ہے تو اس کے لئے بھی ہم نے psycologist جو ہر اس ہسپتال میں خواہ وہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہو یا جنرل ہسپتال راولپنڈی ہو، ڈی۔ ایچ۔ کیو ہسپتال راولپنڈی ہو، ہولی فیملی ہسپتال، میو ہسپتال وہاں پر ہم نے physiologist psychiatrist کو ٹرانسفر کر کے بھیج دیا تاکہ ان لوگوں کی psychological counselling بھی کی جائے۔ ہم اس کو comprehensive طریقے سے deal کر رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔ بحیثیت پاکستانی، بحیثیت مسلمان، بحیثیت گورنمنٹ ملازم ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ ڈیوٹی ہے کہ ان بہن بھائیوں کے ساتھ جو tragedy ہوئی ہے اس میں ان کی مدد کے لئے ان کے ساتھ رہیں اور اس وقت تک ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کا ساتھ دیتے رہیں گے جب تک کہ یہ لوگ مکمل طور پر rehabilitate نہیں ہوں گے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو سانحہ گزرا ہے اس سے متعلق کسی کو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہر پاکستانی اس پر دل گرفتہ ہوا اور ہر مسلمان کو اس بات پر انتہائی افسوس ہوا کہ یہ سانحہ گزرا اور اس سے لوگوں کا بڑے پیمانے پر نقصان ہوا۔ اس میں ہر فرد نے خواہ اس کا تعلق کسی محکمے سے تھا، خواہ اس کا تعلق سول سوسائٹی یا کسی بھی طبقہ سے تھا، ہر آدمی نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ مجھے قطعی طور پر اس

بات پر کوئی شک نہیں ہے اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے منسٹر صاحبان جو ہیں انہیں بھی پوری طرح سے ہمارے ان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی ہے اور ان سے جو بھی بہتر سے بہتر ہو سکا ہے انھوں نے کیا ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ کے جو دوسرے functionaries ہیں انھوں نے بھی وہاں پر ان سے جو ہو سکا وہ بہتر انداز میں کیا ہے۔ ہماری افواج پاکستان سے جن لوگوں کو وہاں پر depute کیا گیا انھوں نے اپنی اہلیت اور اپنی صلاحیت کے مطابق وہاں پر بھرپور انداز سے ان لوگوں کی مدد کی اور وہاں پر ایسے واقعات بھی سننے میں آئے کہ انھوں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ان لوگوں کی مدد کی جو victim تھے۔ ان کا یہ جذبہ اور ان کی جو انفرادی commitment ہے، یہ باعث عزت ہے اور ہم سب ان لوگوں کو سلام کرتے ہیں جنھوں نے اس طرح سے اپنے بھائیوں کی مشکل وقت میں مدد کی۔

جناب سپیکر! اب اس میں بات یہ ہے کہ حکومت جو ہے اب اس نے اپنی کارکردگی کے متعلق جب بات کرنی ہے تو پھر دراصل تھوڑا سا اس معاملے کو اس انداز سے لینا چاہئے، اب آپ آج کی بات لے لیں لاء منسٹر صاحب کی نیت پر مجھے کوئی شک نہیں ہے یقیناً وہ اس بات پر دل گرفتہ بھی ہیں بلکہ پریشان بھی ہیں لیکن اب آج انھوں نے اپنی جو کارکردگی بیان کی ہے، آج انھوں نے جو بیان کیا ہے اس سے پہلے ایک دن جو بیان کیا تھا وہ اس سے کافی مختلف تھا۔ یعنی اس میں بات یہ ہے کہ ایک یہ سوال جو ہے بنیادی طور پر اس وقت پورے ملک کا میڈیا اس کو discuss کر رہا ہے اور عام آدمی محسوس کر رہے ہیں کہ اس سانحے میں جو ملک کا جمہوری اور سیاسی ڈھانچہ تھا وہ بھی زلزلے کے جھٹکے کے ساتھ یکدم زمین پر آگرا اور اس کا جو کردار ہے وہ سامنے آنا چاہئے تھا وہ نہیں آ سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہے تو یہ بات نہ صرف اس سیاسی اور جمہوری ڈھانچے میں جو لوگ beneficiaries ہیں، جو لوگ گورنمنٹ سائیڈ پر بیٹھے ہیں، ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں ان کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اس بات پر بھی غور کریں کہ آخر اس سیاسی اور جمہوری ڈھانچے کا یا اس سول ایڈمنسٹریشن کا role جو ہے وہ صحیح طور پر سامنے نہیں ہے تو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اب لاء منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ آپ تجویز دیں، آپ بات کریں، آپ ہیں بتائیں کہ کیا ہونا چاہئے، آپ ہمیں بتائیں کہ کس انداز سے بہتر ہونا چاہئے؟ کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں تھی کہ اس وقت جو اس ایوان کا اجلاس چل رہا تھا اس میں یہ in printed form سامنے لاتے۔ یہ کہتے کہ یہ نقصان ہوا ہے کیونکہ ایک individual کی information گورنمنٹ کی یا ایک ڈیپارٹمنٹ کی information کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ اس in printed form کے ساتھ لاتے کہ یہ وہاں پر نقصان ہوا ہے، یہ وہاں پر

ضرورتیں ہیں، یہ ہماری capacity ہے۔ پھر اس کے مطابق اس ایوان میں اس بات کو discuss کرتے، چیف منسٹر صاحب تقریباً دس بارہ دنوں کے بعد واپس آئے۔ اس کے بعد وہ ان علاقوں میں گئے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ appreciable ہے، وہاں پر انھیں جانا چاہئے تھا وہ گئے، انھوں نے اچھا کیا لیکن انھیں بھی یہ چاہئے تھا کہ وہ ٹائم نکال کر اس ایوان کو ساتھ لے کر چلتے۔ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس جمہوری سسٹم کو انھوں نے آگے چلانا ہے، اس سول ایڈمنسٹریشن کو انھوں نے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے اس کے پروں میں بھی اتنی طاقت دینی ہے کہ یہ اڑان بنے تو پھر کم از کم انھیں چاہئے کہ ان ایوانوں کو، ان لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ اب اگر وہ in printed form یہاں پر آتے کہ یہ ہمارا پروگرام ہے، یہ وہاں پر نقصانات ہوئے ہیں، یہ ہمارے وسائل ہیں۔ اب یہ ہیلتھ منسٹر صاحب نے جو فرمایا ہے، ہیلتھ منسٹر صاحب کے متعلق میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ بہت اچھے آدمی ہیں، ان کی بڑی commitment ہے وہ ہمیشہ اس بارے میں ذاتی طور پر جا کر دیکھتے ہیں کہ معاملات بہتر انداز میں چلیں لیکن یہ انھوں نے جو بتایا ہے مجھے یہ سن کر حیرانگی بھی ہوئی اور شرمندگی بھی ہوئی، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے 41 ایمبولنس وہاں پر بھیجی ہیں۔ کیا پنجاب حکومت کا جو سٹرکچر ہے وہ ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ سے بھی کم ہے؟ اس سے زیادہ وہیکلز تو ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ والوں نے وہاں پر لوگوں کی سروس کے لئے دی ہوئی ہیں۔ یہ انھوں نے فرمایا ہے کہ اڑھائی سو کے قریب ہم نے ورکرز اپنے ڈیپارٹمنٹ سے بھیجے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ میں کتنے لاکھ ورکرز ہیں اور یہ اڑھائی سو ورکرز کتنے فیصد بنتے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ یہ less than 0.005 فیصد بھی نہیں بنتا۔ اس کے بعد انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے 220 ڈاکٹر بھیجے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ 220 کیوں بھیجے ہیں؟ 200 بھیجے ہیں تو آپ نے بہت اچھا کیا ہے، 220 جو بھیجے ہیں یہ appreciable ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ کی strength پر ڈاکٹر کتنے ہیں، ان میں سے آپ نے کتنے percent بھیجے ہیں؟ بات یہ ہے کہ حکومت جب اپنی کارکردگی بتائے تو اس کو پھر اپنی کارکردگی کو confront کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ 220 اور یہ 250---

معزز ممبران حزب اختلاف: انھوں نے 120 بتایا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میرا خیال ہے کہ انھوں نے 220 بتایا ہے۔ چلو، 220 ہوں یا 120 ہوں۔ اس کے بعد 41 ایمبولنسز اور اڑھائی سو ورکرز جو انھوں نے بتایا ہے یہ سب لوگ تنخواہیں لیں گے۔ حکومت کا کوئی اہلکار اور باقی جو ہمارے ادارے ہیں ان میں سے جتنے لوگ بھی وہاں پر گئے ہیں وہ سب کے سب تنخواہ

بھی لیں گے اور اس کے ساتھ ٹی۔اے/ڈی۔اے بھی لیں گے۔ اگر ایک آدمی مہینے کی ادھر بیٹھ کر پانچ ہزار یا سات ہزار تنخواہ لیتا ہے تو یقیناً وہاں پر اس کا ڈبل ہو گیا یہ سارے لوگ تنخواہیں لیں گے۔ اب اگر یہ کہنا کہ جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں ان کے کام کے متعلق آپ بالکل بات نہ کریں، اس طرف بالکل اشارہ بھی نہ کریں ایسا کرنے سے ان کی discouragement ہو گی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ان لوگوں کو appreciate کرنا چاہئے جو لوگ بغیر تنخواہ کے وہاں پر کام کر رہے ہیں، جن لوگوں نے وہاں سے اپنی ذات کے لئے کوئی چیز حاصل نہیں کرنی اور میں آج on the floor of the House اس بات کو on record لانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو دہشت گرد کہا گیا، جن لوگوں کو کہا گیا کہ ان کا اس ملک اور اس سوسائٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ لوگ وہاں پر پیدل پہنچے ہیں جہاں پر ہیلی کاپٹر پر لوگ نہیں پہنچے وہ لوگ وہاں پر ان چوٹیوں تک، ان وادیوں تک خچروں پر اپنا سامان لاد کر لے گئے جہاں پر ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ بھی سامان نہیں پہنچایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جتنا بھی ریلیف ورک ہوا ہے اس میں ان لوگوں کا حصہ گورنمنٹ کی طرف سے ہونے والے ریلیف ورک سے کئی گنا زیادہ ہے، ان لوگوں کی بھی تعریف ہونی چاہئے۔ پھر گورنمنٹ میں اتنی اہلیت ہونی چاہئے کہ یہ یہاں پر الرشید ٹرسٹ والوں کو، جماعۃ الدعوۃ والوں کو، جیش محمد والوں کو appreciate کریں۔ وہاں پر جتنے بھی غیر ملکی چینلز گئے ہیں انھوں نے وہاں پر جا کر بتایا ہے کہ وہاں پر وہ لوگ جن کو مجاہدین کہا جاتا تھا، جن کو اب ہم دہشت گرد کہہ رہے ہیں جماعۃ الدعوۃ والے ہیں، جیش محمد والے ہیں یہ انھوں نے باقاعدہ نام لئے ہیں۔ بی۔ بی۔ سی، سی۔ این۔ این نے وہاں پر باقاعدہ نشر کیا ہے کہ یہ جماعۃ الدعوۃ، جیش محمد، الرشید ٹرسٹ والوں نے وہاں پر جا کر لوگوں کے لئے ہسپتال قائم کئے ہیں، لوگوں کو خوراک پہنچائی ہے اور ان کی خدمت کی ہے۔ یہاں سے ہمارے حکمران کہہ رہے ہیں کہ یہ welfare کا کام کر رہے ہیں، ہم انھیں welfare کے کام سے روک تو نہیں سکتے لیکن ہم نے ان کے اوپر نظر رکھی ہوئی ہے۔ بھئی! آپ نظر کیا رکھیں گے؟ جن چوٹیوں تک آپ 15 دن میں نہیں پہنچ سکے، جہاں پر آپ Helicopters کے ذریعے بھی سامان نہیں گرا سکے وہاں پر وہ لوگ پیدل پہنچے ہوئے ہیں تو پھر آپ نے ان پر کیا نظر رکھنی ہے؟ ہاں! ان پر نظر رکھنے کے لئے اب امریکن آرمی آئی ہے، اب ان پر نظر رکھنے کے لئے امریکن ہیلی کاپٹرز آئے ہیں۔ انھوں نے وہاں پر welfare work کو monitor نہیں کرنا بلکہ انھوں نے اس بات پر نظر رکھنی ہے کہ یہ جماعۃ الدعوۃ، جیش محمد اور الرشید ٹرسٹ والے لوگ کہاں کہاں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کردار بھی appreciable

ہے، حکومت میں اتنی ہمت ہونی چاہئے کہ ان لوگوں کو بھی appreciate کرے کہ جنھوں نے کسی لالچ کے بغیر، کسی قسم کے دنیاوی مفاد کے بغیر وہاں پر جاکر لوگوں کی خدمت کی ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کو چاہئے تھا کہ وہ سب سے پہلے rescue work کرتی، rescue work عوام نہیں کر سکتے یہ حکومت کے ان اداروں نے کرنا ہے جو کہ disciplined,organized and trained ہیں۔ وہاں پر یہ شور پڑتا رہا کہ لوگ ملبے تلے دبے ہوئے ہیں لیکن ان کو نکالا نہیں جا رہا۔ حکومت کی طرف سے یہ کہا جاتا رہا کہ بہت دشوار گزار راستے ہیں، وہاں پر پہنچا نہیں جا سکتا، بڑی مشکل ہے، کیا کیا جائے، جو کچھ ہو سکتا ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس بچے کا تعلق نہ تو اپوزیشن سے تھا نہ ہی اس کی اتنی عمر ہے کہ راجہ صاحب کہہ دیں کہ اس کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا اس کی سوچ negative ہے۔ وہ صرف 9 سال کا بچہ نو دن بعد خود ہی ملبے سے نکلا اور وہاں پر ایک ریلیف کیمپ تک پہنچا۔ اس نے وہاں پر کہا کہ میں نو دن بعد ملبے سے خود ہی نکل کر آ گیا ہوں جبکہ میری بہن جو کہ فالج کی مریضہ ہے وہ ملبے میں پھنسی ہوئی ہے تو پھر وہاں پر جا کر اس کو ملبے سے نکالا گیا اور اس کے بعد باقاعدہ طور پر بی۔ بی۔ سی پر جنرل شوکت سلطان صاحب نے انٹرویو میں کہا کہ یہ بچہ اس سانحہ کا ہیرو ہے۔ اب وہ نو سال کا بچہ ان تمام دشوار گزار راستوں سے جہاں پر نو دن میں کوئی ریلیف نہیں پہنچ سکا وہ وہاں سے نکل کر آ گیا اب یہ ساری باتیں کیا ثابت کرتی ہیں؟ اس کے باوجود ہمیں کہا جائے کہ آپ تنقید کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم تنقید نہیں کرتے لیکن ہم یہ بات on record لانا چاہتے ہیں کہ rescue work حکومت کی پرائمری ذمہ داری تھی جسے بہتر طور پر نہیں کیا جا سکا۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہاں پر تعفن پھیلا ہوا ہے کیونکہ ملبے سے dead bodies کو نہیں نکالا گیا۔ چلئے وہ ایک phase تو گزر گیا اور جو لوگ اس ملبے تلے دب کر شہید ہو گئے، وہ معاملہ گزر گیا کیونکہ آج اس واقعے کو تقریباً 17 / 18 دن ہو گئے ہیں۔

جناب والا! اب وہاں پر rehabilitation کا مسئلہ ہے، دوبارہ آبادکاری کا معاملہ ہے۔ جہاں تک راشن اور خوراک کا معاملہ ہے تو یہ عوام نے اپنے طور پر پورا کیا ہے۔ اگر حکومت یہ کہتی ہے کہ اس حوالے سے ہم نے لوگوں کو بیدار کیا ہے تو یہ انتہائی غلط اور غیر ذمہ دارانہ بات ہے۔ میں اس سلسلے میں اس ملک کے میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں بالکل اس بات کو بطور سیاسی ورکر own کرنے کے لئے تیار ہوں کہ نہ تو اس ملک میں سیاسی جماعتیں اور نہ ہی کوئی اور طبقہ آمریت کو face کر سکا ہے، آمریت کے سامنے اپنے پورے قد سے کھڑا ہو سکا ہے۔ اس ملک میں صرف اور صرف

صحافی ایک ایسا طبقہ ہے، میڈیا ایک ایسا طبقہ ہے جو کہ آمریت کے سامنے پچھلے پانچ چھ سالوں سے اپنے پورے قد سے کھڑا ہے اور اس نے کسی طور پر کوئی compromise نہیں کیا۔ اس سانحہ کے حوالے سے جس طرح قوم بیدار ہوئی ہے اس میں ان سیاسی، سماجی تنظیموں کے تمام ورکرز، ان کی بیداری، اخوت، یک جہتی کے جذبہ کو میں سلام پیش کرتا ہوں لیکن اس میں بہت بڑا ہاتھ میڈیا کا ہے، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک کا بہت بڑا ہاتھ ہے کیونکہ انھوں نے اس قوم کو بیدار کیا ہے۔ آپ یقین کریں کہ الیکٹرانک میڈیا کا کیمرہ وہاں وہاں تک پہنچا ہے جہاں جہاں تک یہ 15 دن بعد بھی نہیں پہنچ سکے۔ جب انھوں نے ٹیلی وژن پر یہ سب مناظر دکھائے تو اس کے بعد پھر حکومت کو ہوش آئی یعنی پہلے عوام اٹھے، پہلے عوام بیدار ہوئے، پہلے عوام جاگے ہیں اور ہر قسم کا ریلیف لے کر لوگ اس طرف دوڑے۔ اس کے بعد حکومت کو تھوڑی بہت ہوش آئی ہے اس کا پورا کریڈٹ میڈیا کو جاتا ہے۔ میں پورے یقین سے کہتا ہوں، آپ لوگ بھی دیکھتے رہے ہوں گے کہ اے۔آر۔وائی کے ڈاکٹر شاہد مسعود وہاں اس وقت پہنچے جب وہاں پر آرمی کے لوگ بھی نہیں پہنچے تھے۔ اسی طرح GEO نے پوری قوم کو اس سلسلے میں جگایا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کریڈٹ صحافت، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کو دینا چاہئے کہ انھوں نے اس ملک کے عوام کو جگایا ہے اور اب ہر آدمی اسی میں لگا ہوا ہے جس سے جو بن پڑتا ہے وہ کر رہا ہے۔ کسی کے پاس اگر دس روپے کی ہمت ہے تو وہ دس روپے دے رہا ہے اور کسی کے پاس دس لاکھ روپے کی ہمت ہے تو وہ دس لاکھ جمع کروا رہا ہے یعنی ہر آدمی اس میں contribute کر رہا ہے۔ لہذا اس قوم کو جگانے، شعور اجاگر کرنے میں میڈیا کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر میں یہ بات کہوں تو اسے negative نہ لیا جائے، ان کی حالت تو یہ ہے کہ میڈیا کہہ رہا تھا کہ بہت تباہی ہوگئی ہے، ہزاروں، لاکھوں لوگ ملبے تلے دب گئے ہیں جبکہ ہمارے وزیر اطلاعات فرما رہے تھے کہ یہ سب بکواس ہے، یہ میں نے خود سنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ پتا نہیں یہ میڈیا والوں کو کیا ہو گیا، یہ ایسے ہی کہانیاں بنا لیتے ہیں، یہ ایسے ہی لگے رہتے ہیں۔ میں نے تو سارا معلوم کیا ہے کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہمارے ایک کور کمانڈر کا live بیان چلا، انھوں نے کہا تقریباً ایک ہزار کے قریب اموات ہوئی ہیں۔ یہ ویسے ہی hike create کی جا رہی ہے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ جب میڈیا نے باقاعدہ ثبوت پیش کر دیئے اور ہر طرف شور بپا ہوا تو پھر جا کر ان کو realize ہوا کہ وہاں پر کچھ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میری اس مرحلے پر یہ تجویز ہے، میں حکومت پنجاب اور اس ایوان کی وساطت سے وفاقی حکومت سے اپیل کروں گا کہ وہاں پر سارے کا سارا relief work این۔جی۔اوز کے حوالے کیا جائے۔ اگر اڑھائی سو ورکرز یا 41 ambulances نہیں بھی ہوں گی تو میرا خیال ہے کہ یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ وہاں پر جتنا ایریا ہے اسے divide کر دیں اور این۔جی۔اوز، رفاہی، سماجی تنظیموں کے وہاں پر جو ورکرز ہیں ان کے ذریعے سارا relief work کروایا جائے۔ حکومت انھیں صرف facilitate کرے، انھیں regulate کرے، انھیں وہاں infrastructure کے متعلق آگاہ کرے، وہاں پر امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرے، سڑکوں کی صورتحال کو بہتر بنائے، وہاں پر امن و امان کے متعلق واقعات ہوئے ہیں کہ لوگوں نے اشیاء کے ٹرک چھین لئے ہیں اس کو ٹھیک کرے، حکومت اپنا کردار اس حد تک محدود کرے۔ وہاں پر سماجی تنظیمیں، این۔جی۔اوز زیادہ بہتر انداز میں کام کر رہی ہیں۔ حکومت اپنے طور پر جو فنڈز donate کرنا چاہتی ہے وہ ان این۔جی۔اوز کے ذریعے کرے اس سے زیادہ بہتر results حاصل ہو سکیں گے۔ ان لوگوں نے پچھلے پندرہ سولہ دنوں میں اپنی capability ثابت کی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ایک انتہائی اہم بات جو میں اس مرحلے پر آخر میں کرنی چاہتا ہوں۔ یہ سانحہ ہوا ہے اور اس سانحے کی وجہ سے پوری قوم میں ایک یک جہتی پیدا ہوئی ہے، رواداری بیداری پیدا ہوئی ہے۔ جب قوموں پر ایسے سانحات آتے ہیں تو اس وقت قوم جذباتی کیفیت میں آتی ہے تو اس میں یہ چیزیں بدرجہ اتم ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔ رواداری کا جذبہ زیادہ ہو جاتا ہے، برداشت کا جذبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے کو tolerate کرنے کا جذبہ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن ماضی کے واقعات کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ جذبات آہستہ آہستہ نرم پڑ جاتے ہیں، گراف نیچے چلا جاتا ہے لیکن جو قومی قیادت ہے یہ اس کا فرض ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک کام سول سوسائٹی کا ہے وہ سول سوسائٹی کر رہی ہے، ایک کام سول انتظامیہ کا تھا جو کہ سول انتظامیہ بہتر طور پر نہیں کر سکی یا میں یہ کہوں گا کہ وہ اس سے زیادہ بہتر طور پر کر سکتی تھی۔ دوسرا کام حکومت کا ہے ہمارے ہاں ایک سول گورنمنٹ ہے اور ایک فوجی گورنمنٹ ہے۔ فوجی گورنمنٹ اپنی ٹیم سے کام کر رہی ہے جبکہ سول گورنمنٹ کی کوئی ٹیم نہیں ہے۔ یہ ویسے ہی حواس باختہ ادھر ادھر بھاگ رہی ہے اور اپنے طور پر کوشش کر رہی ہے کہ ہماری بھی کسی طرح سے حاضری پڑ جائے لیکن اس میں ایک بہت بڑا role قومی قیادت کا ہوتا ہے۔ اب یہاں پر نہ تو سیاسی قیادت کو ابھرنے کا موقع دیا جا رہا ہے، نہ جمہوری قیادت کو ابھرنے کا

موقع دیا جا رہا ہے اور نہ ہی اس ملک میں کوئی قومی قیادت ہے۔ اس معاملے پر آج تک پارلیمنٹ کا کوئی اجلاس نہیں ہوا، کوئی پارلیمانی کمیٹی نہیں بنی۔ غالباً آج پنجاب اسمبلی کا اجلاس بھی prorogue ہو جائے گا لیکن حکومت نے آج تک اس معاملے کو اس طرح نہیں لیا جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ انھوں نے کوئی کمیٹی نہیں بنائی اگر یہ پارلیمانی سطح پر کوئی کمیٹی بنائیں اور ہمیں بھی ساتھ لیں تو ہم اس معاملے میں ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ ایک طرف تو یہ صورتحال ہے کہ اسے بالکل ایک طرف رکھا جا رہا ہے دوسرا اس مرحلے پر قومی قیادت نہیں ہے۔ پہلے بھی اس طرح کے دو سانحے گزرے ہیں 1947 میں پوری قوم اس شکل میں تھی کہ اسے جیسے بھی ڈھال لیا جاتا وہ ڈھل جاتی اگر اس وقت ہمارے بنیادی تضادات حل ہو جاتے تو ہم آج بہت آگے ہوتے۔ جب قائداعظم اور لیاقت علی خان کی صورت میں قومی قیادت ہمارے پاس نہ رہی تو اس کے بعد پھر ایسے لوگ آگے آ گئے جو بالکل کج فہم تھے جنھوں نے قوم کو کوئی رہنمائی نہیں دی اور پھر آہستہ آہستہ جب 1965 کا واقعہ رونما ہوا تو اس وقت بھی قوم کی یہی کیفیت تھی۔ آپ یقین کریں کہ اس وقت نہتے لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لے کر محاذ کی طرف دوڑ پڑے تھے اور جب ان کو روکا گیا کہ آپ ایک ڈنڈے کے ساتھ جا کر انڈیا کی فوج سے لڑیں گے تو لوگوں کا کہنا تھا کہ میں دشمن کی ایک گولی تو ٹھنڈی کراؤں گا۔ یعنی لوگوں میں دشمن کی ایک گولی کا نقصان کرنے کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے کا جذبہ تھا۔ میں on record کہتا ہوں کہ جس سوز سے ملکہ ترنم نور جہاں نے ترانے گائے اسی طرح سے رونا لیلیٰ جن کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا انھوں نے بھی پاکستان کے مجاہدوں کے لئے ترانے گائے۔ اگر مغربی پاکستان کے لوگوں نے جرأت کے مظاہرے کئے تو ایم۔ ایم۔ عالم نے بھی اس جرأت کا مظاہرہ کیا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی ان کو بھی ستارہ جرأت ملا۔ پاک افواج میں جتنے بھی بنگالی لوگ تھے جن کا تعلق مشرقی پاکستان اور موجودہ بنگلہ دیش سے تھا ان میں سے کسی ایک کی مثال نہیں کہ اس آدمی نے کہا ہو کہ میں اس محاذ پر نہیں لڑوں گا۔ سارے لوگ شانہ بشانہ تھے اور مشرقی پاکستان کی مساجد میں مغربی پاکستان کے دفاع اور ہماری افواج پاکستان کے لئے دعائیں ہوتی رہیں لیکن اس وقت جو قومی قیادت تھی، جو لوگ برسر اقتدار تھے اگر وہ اس وقت کے ہمارے قومی تضادات کو دور کرنے کے لئے اس قومی جذبے کو بروئے کار لاتے تو پھر 1971 والی صورتحال ہمیں درپیش نہ ہوتی۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اس وقت بھی ہماری قومی قیادت نہیں تھی بلکہ ایک غاصب قیادت ملک پر براجمان تھی اسے بھی اس وقت یہی خیال تھا کہ میں نے اپنے برسر اقتدار ہونے کا دس سالہ جشن منانا ہے، اسے بھی اس وقت کے اپنے بلدیاتی نظام پر بڑا مان تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میرا

دیا ہوا بی ڈی سسٹم کامیاب ہو گیا ہے اس لئے جب تک میں مروں گا نہیں اس وقت تک یہاں پر حکومت کروں گا لیکن اس وقت بھی ایک دیوانے سے آدمی نے جو لاہور کے فٹ پاتھوں پر پھرتا تھا اسے کہا تھا کہ:

گماں تم کو ہے کہ سفر کٹ رہا ہے
یقین مجھ کو ہے کہ رستہ کھو رہے ہو

بعد میں وہی ثابت ہوا کہ اس نے رستہ کھو یا تھا اور اس کے بعد جب 1971 کے واقعات ہوئے تو وہی بنگالی جو اس حصے کے لئے جان دینے کو تیار تھے، وہی مساجد جہاں سے اس کے دفاع کے لئے اذانیں اور دعائیں گونجتی تھیں وہاں پھر جو ہوا وہ ساری دنیا کے سامنے ہے میں اسے دہرانا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر! آج بھی ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں قومی قیادت نہیں ہے، عوامی قیادت نہیں ہے، جن لوگوں کو سول، جمہوری یا عوامی قیادت کا نام دیا گیا ہے ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ اپنے ناک پر بیٹھی مکھی نہیں اڑا سکتے۔ انھیں اتنی ہمت نہیں ہے یا انھیں اتنی طاقت نہیں دی گئی اگر چیف ریلیف کمشنر کا فیصلہ ہوتا ہے تو وہ وہیں پر ہوتا ہے، کوئی اتھارٹی بنتی ہے تو وہ بھی وہاں پر بنتی ہے اگر کوئی vision discuss ہوتا ہے تو وہ بھی وہاں پر ہوتا ہے۔ میں on record کہتا ہوں کہ ان کا تو یہ حال ہے کہ یہ جو چیز اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں اسے بھی زبان پر نہیں لا سکتے۔ اگر اپوزیشن نے پچھلے پانچ سات دن میں اس پوائنٹ پر بات نہ کی ہوتی، ہم نے یہاں پر اٹھ کر یہ بات نہ کی ہوتی تو اب انھیں جو ٹیلی ویژن پر آنے کا تھوڑا بہت موقع دے رہے ہیں یا ریلیف ورک کے علاقے میں ان کو جانے دیتے ہیں تو ان کو یہ بھی اجازت نہیں تھی۔ انھوں نے ان کو اتنا بھی نزدیک نہیں آنے دیا تھا یہ بھی اپوزیشن نے تھوڑی سی آواز بلند کی ہے تو اب اتنا سا ہوا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اب انہیں بھی تھوڑا سا لوگوں کو دکھایا جائے۔ اس وقت بھی ایک غاصب قیادت ہے اسے بھی اسی طرح سے اپنے بلدیاتی نظام جس میں جس قسم کی کرپشن اور جس قسم کے حالات اس الیکشن میں ہوئے ہیں میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اسے بھی بڑا فخر اور مان ہے کہ ہمارا نظام کامیاب ہو گیا ہے اس لئے اب ہمیشہ یہاں پر حکومت کریں گے۔ آج اس قومی اور رواداری کے جذبے کو بھی ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو قومی قیادت ہے جو سیاسی قیادت ہے یہ جو Houses ہیں یہاں پر وزراء صاحبان کی طرح نرسز کی تعداد، ڈاکٹرز کی تعداد گننے والی بات کوئی بھی سیکرٹری بہتر انداز سے بتا سکتے ہیں کہ کتنے ٹرک گئے ہیں، وہ بہتر انداز سے بتا سکتے ہیں کہ ہر ضلع سے کتنا کتنا سامان گیا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ اب ہر ضلع سے ڈھیر لگ جانے ہیں کیونکہ انھوں نے ہر پٹواری کے ذمہ یہ لگایا ہے کہ تم نے تین سو کمبل یا رضائیاں دینی ہیں۔ ہر ریونیو افسر کو کہا ہے کہ آپ نے

پانچ لاکھ روپے کا سامان دینا ہے۔ اب وہ پندرہ لاکھ کا اکٹھا کرے گا اور پانچ لاکھ کا ان کو دے دے گا۔ پٹواری بھی تین سو رضائیاں تو اکٹھی نہیں کرے گا بلکہ پٹواری بھی کافی رضائیاں اکٹھی کرے گا اس کے بعد تین سو رضائیاں ادھر دے دے گا۔ یہ حکومت کا کام نہیں ہے، ان ایوانوں میں ٹرک اور رضائیاں گننے اور اکٹھی کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ وزیر موصوف صرف قہقہہ لگا کر اس بات کو ایک طرف نہ کر دیں۔ ان Houses میں، پارلیمنٹ میں یہ بات کرنے کے لئے ہے۔ ہم بات کرنے کے لئے آئے ہیں کہ اس قومی اور رواداری کے جذبے کو بروئے کار لا کر اس ملک میں قومی consensus پیدا کیا جائے، اس میں politicial consensus پیدا کیا جائے۔ آج کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہے، آج این۔ ایف۔ سی کا مسئلہ ہے آپ مجھے یہ بتائیں کہ جس ملک میں چار بھائی اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ انھوں نے اپنی آمدنی کو کس طرح سے تقسیم کرنا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا صاحب نے کیا کہا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! House in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ذرا بات کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! تمام لوگ بات سننا چاہتے ہیں لیکن ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ آپ نے اٹھ کر معاملات کو گڑ بڑ کرنا ہے میں اپنی بات conclude کر رہا ہوں۔ ہم اپنے ایک قومی جذبے اور یکجہتی کے تحت ان زلزلوں، سیلابوں اور جنگوں سے تو بچ کر نکل سکتے ہیں لیکن ہمارے وہ بنیادی اور قومی تضادات، بلوچستان کے معاملات، این۔ ایف۔ سی کے معاملات، پانی کی تقسیم، کالا باغ ڈیم کا مسئلہ۔۔۔ آپ شور کر رہی ہیں لیکن آپ کے ہی لیڈر کہتے ہیں کہ اگر 2010 تک کالا باغ ڈیم نہ بنا تو وہ جس تباہی کا پیش خیمہ دے رہے ہیں وہ اس زلزلے سے بڑی تباہی ہے۔[***********]

MR ACTING SPEAKER: Please expunge from the record.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ اس قوم کے جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے اس ملک کے بنیادی اور قومی تضادات کو حل کرنے کے لئے پہل کرے۔ میں اپوزیشن کی طرف سے on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ ہم اس ملک کے لئے، اس قوم کے لئے، جمہوریت اور آئین کے لئے ہر

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مرحلے اور مشکل پر بھی تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم قومی consensus پیدا کرنے اور اس قوم کے بنیادی قومی تضادات کو حل کرنے کے لئے تیار ہیں اور اگر یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی اور انھوں نے صرف اسی بات کو بہتر جانا کہ بس ٹھیک ہے تھوڑا بہت شور کر کے بات کو ادھر اُدھر کر دیں تو 1965 کے چھ سال بعد 1971 آیا تھا لیکن آپ لوگ یہ یاد رکھیں کہ آپ کے لئے آنے والا سال وہی تباہی لے کر آئے گا جس کا آپ کو اندازہ نہیں ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک محفوظ رہے گا پھر صرف اور صرف یہ لوگ جو غاصب طریقے سے یا غاصب کے ساتھی بن کر اس ملک پر قابض ہیں ان کا حساب ہو گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ محمد شفقت عباسی (ایڈووکیٹ)! یہ اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان کو میں پہلے موقع دے رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ٹھیک فرمایا کہ پنجاب میں اگر کوئی علاقہ متاثر ہوا ہے تو وہ مری اور کوٹلی ستیاں ہے۔ میں اس بات کے لئے بھی ممنون ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس شور شرابے اور مصروفیت میں کل مری دیول میں گئے لیکن وہاں انہوں نے جلسہ کیا وہاں پر زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ یونین کونسل پھگواڑی میں نقصان ہوا، یونین کونسل سر بگلا میں نقصان ہوا، ملوٹ ستیاں میں نقصان ہوا گیل، کوہٹی، کاکڑائی، پھنتی کے مواضعات میں ہزاروں مکان زمین بوس ہو گئے جس کے متعلق میں آج بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ وہاں پر دس دن تک حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان کی طرف سے کوئی امداد نہیں پہنچی اور وہاں پر کوئی نہیں گیا۔ میں اخبارات کے ذریعے بھی چیخ رہا ہوں کہ وہاں پر آج بھی لوگ کھلے آسمان کے تلے رہ رہے ہیں۔ مجھے بہت ہمدردی ہے کشمیر کے لوگوں کے ساتھ، مجھے بہت ہمدردی ہے اپنے صوبہ سرحد کی عوام کے ساتھ۔ میں خود دو دن کشمیر میں گیا لیکن پنجاب میں ہمارا علاقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے لیکن سوائے اس کے کہ جو 14 لوگ فوت ہوئے ان کو ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دے کر انہوں نے وہ سلسلہ بند کر دیا۔ پچھلے اتوار کو جب میں ان علاقوں میں گیا تو وہاں پر لوگ رو رہے تھے کہ ہمیں کہیں سے آٹا، گھی اور چاول کی امداد دیں کیونکہ ہمارا رمضان گزر نہیں رہا، ہمارے عید کے معاملات بھی نہیں ہیں۔ یہاں پر ہم دعوے تو بہت کرتے ہیں کہ اتنے ہزار ٹرک روانہ کر دیئے گئے ہیں اور وہ سارے کے سارے ٹرک میرے حلقے کوٹلی ستیاں اور مری سے گزر کر جاتے ہیں اور کچھ لوگوں نے یہ بھی پروگرام بنایا کہ ہم ٹرکوں کو روکیں لیکن

میں اپنے عوام، اپنے لوگوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ابھی تک اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کی۔ میرا یہ سوال حکومت پنجاب ہے ہے کہ آج بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے زلزلہ زدگان کے لئے یہ اعلان کیا کہ جن کے مکانات کانقصان ہوا ہے ان کو بیس ہزار روپے دیں گے میرا حکومت پنجاب سے یہ بھی سوال ہے کہ اڑھائی تین ہزار کے قریب مکانات جو وہاں پر مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکے ہیں جن کا سروے بھی کیا جا چکا ہے۔ اب اگر ان لوگوں کی آبادکاری کے لئے، ان کی بحالی کے لئے آپ بیس ہزار روپیہ دیں گے، میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ بیس ہزار روپے سے تو ایک wash room، ایک کمرہ بھی نہیں بن سکے گا، اس لئے میری حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان سے گزارش ہے کہ پنجاب کی واحد دو تحصیلیں ہیں جہاں نقصان ہوا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ معاوضے کی رقم میں بیس ہزار روپے مزید کا اضافہ کیا جائے۔ میں حکومت پنجاب کو یہ یاد کروانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال دیول، سیر بگلہ، پھنتی، ین، میں لینڈ سلائیڈ نگ سے جو نقصانات ہوئے تھے اور ان کے سینکڑوں مکانات مکمل طور پر تباہ ہو گئے تھے ان کو ابھی تک اعلان کے باوجود ایک پیسے کا معاوضہ نہیں ملا۔ اس کے علاوہ وہاں پر جو لسٹیں بن رہی ہیں وہاں بھی سرکار کے نیچے پٹوار ہے اور پٹوار کو تو جو پیسا دیتا ہے وہ پٹواری پھر اپنے من پسند چہیتوں کے نام نقصانات میں ڈال دیتا ہے لیکن وہ پٹواری کسی مقامی سیاسی چپقلش کی وجہ سے یعنی اگر کوئی مقامی ناظم اس کے خلاف تھا تو لوگ یہ شکایت کر رہے ہیں کہ وہاں کے جو پٹواری حضرات ہیں وہ درست لسٹیں نہیں بنا رہے۔ راجہ بشارت صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس معاملے پر بھی توجہ دیں اور لوگوں کا جو genuine نقصان ہوا ہے وہ پورا ہونا چاہئے۔ جس طرح 1998 میں یہ رپورٹ آئی تھی جب وہاں پر بجلی کا منصوبہ شروع کیا جانا تھا تو اس وقت experts نے یہ رپورٹ دی تھی کہ مظفر آباد اور ہزارہ کے ایریا میں زلزلہ آ سکتا ہے۔ میرا حکومت سے یہ سوال ہے کہ اس کے بعد اس معاملے کو تو پس پشت ڈال دیا گیا، ہمارے ماہرین نے، حکام بالا نے اس بارے میں کیوں توجہ نہیں دی؟ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جیسے کل دیول میں خطاب کرتے ہوئے یہ کہا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): وزیر اعلیٰ پنجاب نے کل دوبارہ مری کی high rise buildings پر پابندی لگائی۔ میں اس کا بھی مشکور ہوں لیکن یہ پابندی تو اڑھائی سال سے لگی ہوئی ہے اور پوری دنیا جانتی ہے کہ پچھلے چار سال میں جو سلسلہ مری شہر کے ساتھ ہوا، وہاں پر کبھی دو منزلہ بلڈنگ سے زیادہ بلڈنگ نہیں بنی تھی۔ devolution plan میں مری کے ساتھ جو زنا بالجبر کا لفظ میں

استعمال کروں گا اب دوبارہ جب وہاں پر ban لگایا گیا ہے اس کی ہم سکیورٹی چاہتے ہیں کہ اس کو کس طرح سے ensure کروائیں گے۔ تحصیل ناظم یا کونسلر لیول کی ایک کمیٹی وہاں پر نقشے پاس کرتی ہے۔ انگریز کے زمانے سے لے کر اس devolution plan تک مری شہر کا پلان ڈپٹی کمشنر اور کمشنر لیول کے لوگ ---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ زلزلے تک محدود رہیں devolution کو فی الحال چھوڑیں اور زلزلے کی بات کریں۔ اس علاقے کی بات کریں تاکہ ان کو کوئی relief مل سکے کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور سب نے بات کرنی ہے پھر آپ اگر devolution پر بات کریں گے تو اصل بات رہ جائے گی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ fault zone میں experts نے یہ کہا ہے کہ مظفر آباد، ہزارہ، مری کا ایریا دوبارہ fall کرتا ہے تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس علاقے کو fault zone میں آنے کے بعد مری کی high rise buildings کے جو نقشے ہیں یہ مقامی قیادت کی بجائے صوبائی لیول پر جو اس کے expert حضرات ہیں وہ اس کی منظوری دیں تاکہ خدانخواستہ اگر دوبارہ کوئی ایسا معاملہ ہو تو اس طرح کا نقصان نہ ہو۔ اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ جو پہلے سے عمارتیں بنی ہوئی ہیں by-laws ---

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! --- اللہ کے فضل سے مری اس وقت تک محفوظ ہے۔ آپ دوسرے علاقے کی بات کریں اس وقت آپ اپنے حلقے کو چھوڑیں۔ بات آپ اس علاقے کی کریں جیسے مظفر آباد ہے، سرحد کے علاقے ہیں یا باغ کا علاقہ ہے ان کی بات کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! مظفر آباد اور باغ میں بہت نقصان ہوا ---

جناب قائم مقام سپیکر: مری کو آپ چھوڑ دیں، مری پر اللہ کی مہربانی ہے اور محفوظ ہے وہاں پر کوئی نقصان نہیں ہوا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! ساری دنیا جانتی ہے کہ جس طرح سے نقصان ہوا اللہ نہ کرے اب دوبارہ کبھی ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں تو ان علاقوں کی بات کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ اس میں میرا کردار کیا ہے، میری حکومت کا کردار وہاں پر کیا ہے، وہاں پر وزیر اعظم کا کردار کیا ہے؟ وہ جو تعمیر نو بیورو بن رہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے کرداروں کو چھوڑیں اپنی تجویز دیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہاں پر کیا ہونا چاہئے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہاں پر ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے جو relief activities میں، reconstruction میں اپنا حصہ ادا کرے۔ اس کے علاوہ سول سوسائٹی کو بھی اس میں involve کیا جائے اس لئے کہ یہ شہر لاہور، کراچی اور اسلام آباد جو یہ سول انجینئرز نے بنائے ہمیں ان پر اعتماد کرنا چاہئے۔ اسی طرح جو یہ شہر تباہ ہوئے ہیں اس میں بھی سول سوسائٹی کو involve کیا جانا چاہئے، وہاں کی حکومت کو involve کرنا چاہئے۔ سارے کے سارے معاملے کو ریلیف کمشنر کے حوالے کر دینا یا جو بیورو بنایا گیا ہے یہ بھی ایک زیادتی ہے اس لئے کہ اس میں تمام سیاسی جماعتیں تمام منتخب نمائندے involve ہوں۔ اس حوالے سے ہم بین الاقوامی برادری کے بھی مشکور ہیں کہ اس مرحلے پر انسانی ہمدردی کی بنیاد پر پوری دنیا سے ڈاکٹروں کی ٹیمیں آئیں جس طرح انہوں نے اپنا کردار ادا کیا ہم اس کو سلیوٹ کرتے ہیں کہ انہوں نے سب کچھ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کیا۔ رات کو جو جنیوا میں کانفرنس ہوئی جس میں pledge amount کی گئی ہم دعا گو ہیں کہ یہ سب رقم ہمیں ملے لیکن جس طرح ہمارے سابق وزیر خارجہ رات فرما رہے تھے کہ رقم جو اقوام متحدہ نے flash کی تھی، امداد کے لئے جو اعلان کیا تھا اس کا ابھی تک 20 فیصد بھی contribute نہیں ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح سونامی میں پوری دنیا نے حصہ لیا تھا یہ اگر سونامی سے بڑا معاملہ ہے تو اس میں بھی زیادہ حصہ لیا جانا چاہئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو حالیہ رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں پاکستان کو دوبارہ تیرہویں نمبر پر کرپٹ ملک declare کیا گیا ہے۔ اب لاکھوں کروڑوں اور اربوں روپیہ اللہ کرے اکٹھا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے معاملات صاف ستھرے رکھنے ہوں گے۔ اس سارے معاملے کو شفاف طریقے سے handle کرنا ہوگا کہیں یہ وجہ تو نہیں کرپشن میں جو ہمارا تیرہوں نمبر آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہم اپنے آپ کو خود corrupt کہیں گے تو پھر سب آپ کو corrupt کہیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔
جناب قائم مقام سپیکر: مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ اس وقت زلزلے پر بحث کر رہے ہیں یا اپنے آپ کو corrupt show کرنا چاہتے ہیں؟
راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے آپ کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں ہے اور آپ off hand ہیں اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنی تقریر کو wind up کریں اور میں کسی اور کو بات کرنے کا موقع دوں۔
راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس میں میری یہی گزارش ہے کہ۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے چونکہ اس معاملے میں تیاری نہیں کی۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج کی جو بحث ہے اس میں آپ یہ بتائیں کہ جو relief کے لئے کام ہو رہا ہے آیا آپ اس سے مطمئن ہیں یا نہیں ؟ اس میں کیا lacunas ہیں، آپ کیا چاہتے ہیں؟ گورنمنٹ یا جو لوگ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں ان کو آپ شاباش بھی دیں، مزید جو کام کرنا ہے اس کی طرف توجہ دلائیں۔ بجائے اس کے کہ ہم high rise buildings کی بات کریں یا تیرہویں نمبر کی بات کریں یہ وقت کا ضیاع ہے۔
راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی رول ہو، میرے وزیراعلیٰ کا بھی رول ہو، میرے وزیراعظم کا بھی رول ہو، میری پارلیمنٹ کا بھی رول ہو، میرے پاکستان کے 14 کروڑ عوام کا بھی رول ہو اور وہ نظر آنا چاہئے، خالی تصویریں نہیں ہونی چاہئیں۔ بحالی کا جو کام ہے جیسے تعمیر نو پروگرام ہے وہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے حوالے سے، پاکستان کے وزیراعظم کے حوالے سے اس طرح سے ہو تاکہ میں مضبوط ہوں، میرے عوام مضبوط ہوں اور میرے ادارے بھی مضبوط ہوں۔ بہت بہت شکریہ
جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ!
Thank you. I will request Honourable Members please to make sure speeches should be concerned with the earthquake areas.

اصل میں آپ ہمیں یہ guide کریں کہ What can we do for them? ٹھیک ہے جہاں جائز تنقید ہے وہاں ہونی چاہئے لیکن آپ کا زیادہ زور اس چیز پر ہونا چاہئے کہ جو آپ ان لوگوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور کس طریقے سے مدد کرنا چاہتے ہیں اور اگر مدد میں کہیں خامی یا کمی ہے تو اسے آپ point out کریں کیونکہ یہ وقت ایسا ہے۔ We should go altogether for the betterment of those areas. جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 8۔اکتوبر کا زلزلہ بے شک ایک قومی المیہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کیا، پاکستان، مسلم دنیا میں بھی بلکہ انسانیت کے ناتے جتنے بھی ذی شعور انسان اس دنیا میں موجود ہیں ان کا دل سوگوار ہے اور ہم سب اس المیے پر سوگوار بھی ہیں اور ان کے دکھ میں برابر کے شریک بھی ہیں لیکن میں بات کرنے سے پہلے دو تین clarifications چاہوں گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ راجہ بشارت صاحب جو سٹیٹمنٹ دے رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ ایک گھر اپناؤ سکیم شروع کی گئی ہے تو میں ان سے پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک گھر تو اینٹ، مٹی اور سیمنٹ کا ہوتا ہے تو میرا خیال ہے یہ ایک خاندان اپناؤ سکیم ہے جس سے شاید خاندان کو اپنانے کی بات کی گئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے جو 7 لاکھ کمبل بھیج دیئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ چار ساڑھے چار لاکھ effecties ہیں تو اگر وہاں 7 لاکھ کمبل پہنچ چکے ہیں تو میرے خیال میں اس سے زیادہ کمبل کی تو شاید وہاں ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ تیسری یہ ہے کہ افسوس کی بات ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اتنے لمبے سیشن کے دوران آج پہلی دفعہ پنجاب اسمبلی میں زلزلے پر بحث کی جا رہی ہے اور ہماری دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ آپ ممبرز کی تعداد دیکھ سکتے ہیں کہ کتنی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب جو اتنے دنوں کے بعد بیرونی ممالک کے دورے سے تشریف لائے تھے اگر وہ آج یہاں آ کر زلزلے پر بحث میں شریک ہوتے تو میرا خیال ہے کہ اچھا message دیا جا سکتا تھا کہ ہم اپنے تمام کشمیری اور صوبہ سرحد کے بہن بھائیوں سے concerned ہیں۔

جناب والا! اس پورے سانحے میں جو سب سے المناک بات ہے وہ یہ ہے کہ 30 ہزار سے زائد طلباء اس میں ہلاک ہوئے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ معاشرے میں تعلیمی ادارے افرادی قوت کی رسد گاہیں شمار کئے جاتے ہیں تو اس طرح سے اس زلزلے سے پوری generation expire ہو گئی اور وہ تمام بچے جن پر مستقبل کا دار و مدار تھا، جن پر ہم انحصار کر رہے تھے کہ یہ لوگ پاکستان اور آزاد کشمیر کی پوری زندگی میں ایک بہتر کردار ادا کریں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان 30 ہزار طلباء کی ہلاکت

ایک بہت بڑاgap ہے جسے شایدfill کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ابھی تک ہلاکتوں کی تعداد میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ہمارے سی۔ایم صاحب کچھ اور فرماتے ہیں، پریذیڈنٹ صاحب کچھ اور فرماتے ہیں اور ریلیف کمیشن کے سربراہ کچھ اور فرماتے ہیں۔ ہم ابھی تک یہی calculate نہیں کر سکے کہ ہلاکتوں کی صحیح تعداد کیا ہے اور effecties کتنے ہیں؟ تو میرا خیال ہے باقی بات تو اس سے شاید آگے جاتی ہے۔اس میں سب سے important بات اب یہ ہے کہ جو کچھ ہو چکا اس کو تو ہم شاید بدل نہیں سکتے لیکن اب جو ہو رہا ہے اس پر ہمیں اپنی policies بہتر کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! تمام مہذب معاشروں میں اچھی گورنمنٹ کی دو طرح کی پالیسیاں اچھی شمار کی جاتی ہیں۔ایک فوری نوعیت کی پالیسیاں ہوتی ہیں اور ایک لمبے ٹرم کی پالیسیاں ہوتی ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ اب ہم گھر بنا کر دیں گے،اب ہم سکول اور یونیورسٹی دوبارہ بنالیں گے اب ہم یہ کر لیں گے، یہ بہت لمبی بات ہے۔پہلی بات یہ ہے کہ اب ہمیں ان effecties کو سردی سے کیسے بچانا ہے،وہاں نمونیا اور خسرہ وغیرہ جو اس قسم کی بیماریاں پھیل رہی ہیں ان پر کیسے قابو پانا ہے؟ وہاں پانی کا مسئلہ ہے پانی صاف کرنے کی گولیاں وہاں پر پہنچائی جانی ضروری ہیں۔ہیومن رائٹس کمیشن کشمیر نے پچھلے دنوں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ دریائے نیلم میں نعشوں کو پھینکا جا رہا ہے۔اس پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ دریا کے اندر نعشیں پھینکنے سے پانی بھی آلودہ ہوگا اور اس کے ساتھ امراض بھی سامنے آئیں گے۔ اتنے بڑے ملک میں آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سول ایڈمنسٹریشن شاید کام کر رہی ہے۔ Crisis Management Centres ہونے کے باوجود ہمارے پاس دو کرینیں نہیں تھیں کہ ہم مارگلہ ٹاور سے ملبہ اٹھا سکتے۔ مظفر آباد، بالاکوٹ اور باغ میں جو کچھ ہوا اس کے بارے میں تو ہمیں میڈیا کے توسط سے دو دن بعد پتا چلا اور ہمارے پریذیڈنٹ صاحب پی ۔ایم صاحب کو لے کر ساڑھے چھ گھنٹے بعد مارگلہ ٹاور پہنچے تو میں سمجھتی ہوں کہ مظفر آباد اور بالاکوٹ کا تو جائز ہے کہ وہ وہاں پر دو دن بعد پہنچے۔اگر ہمارے Crisis Management Centres کا یہ حال ہے جن کو بنایا اس لئے جاتا ہے کہ اس ملک میں crisis آئیں تو یہ اس کا کوئی تدارک کر سکیں۔آج کچھ اخبارات میں پنجاب کے اندر سول ڈیفنس کے اداروں کی پریس کانفرنسز چھپی ہیں اور انہوں نے واضح طور پر اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ہمارے پاس کوئی سامان موجود نہیں ہے کہ ہم سول ڈیفنس یا Crisis Management Centres کو effective کر سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ قدرتی آفات پر تو قابو نہیں پایا جا سکتا لیکن کم از کم قدرتی آفات کا مقابلہ کرنے کا شعور تو ہم میں آ جانا چاہئے۔ سول ڈیفنس کی تربیت سکولوں میں

شروع ہونی چاہیے۔اساتذہ اور بچوں کو اس قسم کی تعلیم دینی چاہیے کہ اگر ایسی ناگہانی قدرتی آفات آئیں تو اس کے ساتھ کیسے نمٹا جائے۔میں سمجھتی ہوں کہ ایک کلاس میں اگر چار یا پانچ بچے اس تربیت سے گزرے ہوں گے تو اللہ نہ کرے اس طرح کی کوئی ناگہانی آفت آ جائے تو وہ انہیں بہتر طور پر سہارا دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں جو زخمی اور شہید ہوئے ان کے بارے میں پنجاب گورنمنٹ سے میرا مطالبہ ہے کہ جن زخمیوں کو امداد دی گئی اور شہداء کے لواحقین کو جو ایک ایک لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ان کی لسٹ اس ایوان میں بھی پیش کی جائے اور میڈیا کو بھی فراہم کی جائے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ کن زخمیوں کو compensation دی جا چکی ہے اور کن لوگوں تک compensation نہیں پہنچی۔ دوسری یہ بات ہے کہ بین الاقوامی برادری نے ہمیں بہت سے فنڈز دے دیئے اور ابھی عباسی صاحب جو کہہ رہے تھے جس پر آپ نے interrupt کیا کہ آپ کرپشن کی بات کرتے ہیں تو یہ ہم نہیں کہتے یہ اقوام متحدہ کی رپورٹ آئی ہے، یہ لوگ ہمارے بارے میں کہتے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کا failure آپ کے سامنے ہے کہ جس پر ہم بہت اتراتے ہیں اور جس پر اس گورنمنٹ کے پائے کھڑے ہیں، اس پر یہ رپورٹ آ چکی ہے کہ ہمارے پچھلے لوکل گورنمنٹ کے phase میں کتنے کرپٹ قسم کے ضلعی ناظمین کے نام ہمارے سامنے آئے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس میں عوامی نمائندوں اور پارلیمنٹ کو شریک کئے بغیر اس کی تقسیم منصفانہ ہو گی۔ایک تو یہ لگتا ہے کہ اس ملک میں شاید جمہوریت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ صدارتی نظام حکومت ہے اور ایک بندہ آپس میں ریوڑیاں بانٹے جا رہا ہے۔ تعمیر بیورو جو بنا ہے اس کے چیئرمین بھی ایک بریگیڈئر صاحب ہیں۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ مشرف صاحب تقریر فرما رہے ہیں اور جنہیں صدر پاکستان کہا جاتا ہے لیکن یوں لگا کہ ایک فوجی سربراہ تقریر کر رہا ہے۔ صدر پاکستان کی تقریر ہمیں وہاں کہیں نظر نہیں آئی۔ انہوں نے اپنی بریگیڈز کے بارے میں کہا کہ فلاں فوجی کو یہاں لگا دیا، فلاں کی کمانڈ میں نے وہاں کر دی، فلاں کو فلاں کو دے دیا۔ پھر ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس ملک میں صدارتی نظام رائج ہے اور اس ملک میں جمہوریت نام کی کوئی چیز نہیں ہے جس میں ایک شخص آپس میں ریوڑیاں بانٹ رہا ہے اور باقی سب وہ ریوڑیاں سمیٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جناب والا! سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم پچھلے 57 سال سے اس ملک میں ایک بہت بڑی فوج پال رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ 65 اور 70 کے بعد شاید یہ ایک سانحہ ہے کہ فوج کو اپنی کارکردگی دکھانے کا موقع ملا ہے لیکن اب دکھ یہ ہے کہ 2 ہزار گاؤں ایسے ہیں جہاں ابھی تک کوئی فوجی

بھی نہیں پہنچ سکا اور یہاں جو اترایا جاتا ہے کہ فوج نے یہ کر دیا، فوج نے وہ کر دیا تو ہم پچھلے 57 سال سے یہ فوج پال رہے ہیں اور فوج انہی دنوں کے لئے ہوتی ہے کہ وہ جنگ میں کام آتی ہے یا پھر ملک میں بُرے حالات ہوں تو فوج کام آتی ہے۔ یہاں ایسا کوئی انہونا کام نہیں ہو رہا کہ اس قسم کی بات کی جائے پھر یہ بات ہے کہ اس وقت ضرورت تھی کہ عارضی طور پر جنگی قوانین کو رائج کیا جاتا۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں پر ہمارے ٹرک لوٹے گئے اور بہت سی جگہوں پر لاء اینڈ آرڈر کی situation create ہوئی تو ان جگہوں کے اوپر لاء اینڈ آرڈر کی situation کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! یہاں ابھی ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب نے بات کی کہ پیرا میڈیکل سٹاف اور ڈاکٹرز وغیرہ جا چکے ہیں۔ ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ effected areas میں بہت سی ایسی pregnant عورتیں ہیں جن کے مرد ڈاکٹروں سے علاج کرانے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ ان علاقوں میں اس وقت لیڈی ڈاکٹروں کی ضرورت بہت زیادہ ہے کہ جہاں انہیں مرد ڈاکٹروں سے علاج کرانے کی اجازت نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ غیر منصفانہ تقسیم اشیاء پر زور دوں گی کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ تمام emphasis مظفر آباد اور main cities میں رہا ہے۔ ایسی دو ہزار جگہیں ہیں، جہاں لوگ نہیں پہنچ پائے اور چیزیں نہیں پہنچ پائیں۔ وہاں پر بھی انسان بستے ہیں ان کا بھی اس امداد پر پورا حق ہے جو ہمیں بین الاقوامی طور پر ملی ہے یا جو پاکستان کی عوام نے اکٹھی کر کے دی ہے ان تک بھی یہ چیزیں پہنچنی چاہئیں۔

جناب والا! آٹھ ایسے مقامات ہیں جہاں پر زلزلہ نہیں آیا یا وہاں زلزلے کے نقصانات نہیں ہوئے لیکن وہاں راستے بند ہیں اور وہاں پر قحط کی صورتحال ہے جن میں شاردا، سوناس، کیل، داؤبٹ اور ٹیکر و وغیرہ کے علاقے شامل ہیں جہاں راستے بند ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں پہنچائی جا سکتی اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ان تمام چیزوں میں ہم نے یہ صاف دیکھا کہ غلط پالیسیاں جو اس گورنمنٹ نے بنائی ہیں اور اوپر سے یہ کہنا کہ تنقید نہ کی جائے۔ یہ تو پھر ایسی بات ہے کہ:

گھٹ کے مر جاؤں یونہی مرضی میرے صیاد کی ہے

تو ہم تنقید بھی نہ کریں، ہم یہ بھی نہ کہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے یا ان جگہوں پر چیزیں نہیں پہنچ رہیں وہ پہنچائیں۔ ہم تنقید کرتے ہیں تو برے ہو جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو تنقید سے کسی نے نہیں روکا لیکن تنقید جیسے ہوتی ہے وہ ضرور کریں۔ یہ اسمبلیاں اسی لئے ہیں لیکن ذاتیات پر بات نہیں ہونی چاہئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہمارے ملک میں پانچ فیصد حکمران طبقہ ہے اور 95 فیصد عوام ہیں پھر وہی بات ہے کہ جب تمام چیزوں کو ایک نکتے کے ارد گرد گھومنا پڑے گا تو اس طرح باقی لوگ اس سے متاثر ہوں گے، وہ اس سے احساس کمتری میں مبتلا ہوں گے اور جو پانچ فیصد طبقہ ہے وہی تمام چیزوں کو استعمال بھی کر رہا ہے اور مرکز بن کر بیٹھا ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ اس قوم کے ساتھ اور اس ملک کے ساتھ زیادتی ہے۔ ان کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آزاد کشمیر میں پاکستان کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ اس ملک کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا اور حکومت پاکستان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے آزاد کشمیر میں پاکستان کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ جب دو دن تک وہاں کوئی امداد نہ پہنچی تو آزاد کشمیر کے لوگوں نے پاکستان کے خلاف نعرے لگائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے ایک گھنٹے کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کشمیری عوام نے جو احتجاج کیا ان کا مقصد خدانخواستہ یہ نہیں تھا کہ وہ پاکستان کے خلاف ہیں۔ ان کا مقصد حکومت پاکستان کی غلط پالیسیوں کے خلاف تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت نے ہیلی کاپٹر میں گھومنے پر emphasis کیا اور ہیلی کاپٹر پر جائزہ لیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ضرورت تھی کہ وہ ہیلی کاپٹر سے نیچے آجاتے اور زمین پر آکر دیکھتے تو شاید ان کے لئے بہتر ہوتا۔ غلط پالیسیوں کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ ہمیں بہت پہلے سے یہ اطلاع تھی کہ سردی کا موسم آنے والا ہے۔ اس وقت جو متعلقہ چیز تھی وہ یہ کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ 8-اکتوبر کے بعد کتنے عرصے بعد متاثرہ علاقے میں سردی کا موسم شروع ہونے والا ہے۔ اس وقت ضرورت یہ تھی کہ فوری طور پر خیموں کا انتظام کیا جاتا، جب سردی شروع ہو گئی اور لوگوں نے ٹھٹھر کر مرنا شروع کر دیا تب حکومت پاکستان کو یاد آیا کہ ہمیں خیمے منگوانے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سعودی عرب ایک ایسا ملک ہے کہ جس کے پاس ہر طرح کے خیمے موجود ہیں جو فائر پروف بھی ہیں، جو سردی اور موسم سے محفوظ رکھنے کے لئے ہیں کیونکہ وہ خیمے حج میں استعمال ہوتے ہیں اور بہت زیادہ تعداد میں ان کے پاس ایسے خیمے موجود ہیں۔ اس موقع پر سعودی حکام سے یہ گزارش کی جا سکتی تھی کیونکہ ابھی حج میں کافی ٹائم باقی ہے اور وہ ہمیں یہ خیمے کچھ عرصے کے لئے عطیہ کر دیتے تاکہ ہمارے وہ لوگ جن کی سردی کی وجہ سے ہلاکتیں ہو رہی ہیں وہ نہ ہوتیں۔

جناب سپیکر! ہمیں فائبر گلاس کے شہر بنانے ہیں، ہمیں زلزلہ پروف مقامات بنانے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بات تو ایسے ہی ہے کہ:

چاند ستاروں پر کمندیں ہوں مبارک تم کو
ہم نے سوچا ہے زمینوں کو سنوارا جائے

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ issue اتنا serious ہے، یہ اتنا بڑا سانحہ اور المیہ ہوا ہے۔ جیسا کہ سب نے بات کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمارا ملک ایک بحران کی کیفیت سے دو چار ہے۔ ہم لوگوں کی جتنی بھی contribution ہے وہ بہت کم ہے۔ پیچھے جو بہت بڑا واقعہ ہو گیا وہ تو ہو گیا لیکن اس میں کیسے بہتری لائی جا سکتی ہے، ہم ایک قوم کی طرح سے یا ایک قوم کی حیثیت سے کیسے اکٹھے ہو کر اس سانحے سے یا آزمائش کی گھڑی سے نکلتے ہیں میری خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس سے نکالے۔

جناب والا! اصل صورتحال سے آگاہی اس وقت سب سے اہم اور بڑا issue ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے جو زلزلہ 7.6 ریکٹر سکیل پر آیا اور اس کے بعد جو aftershocks ہیں۔ پچھلی تاریخ اور ریکارڈ کے مطابق وہ 3 سے 4 magnitude ہوتا ہے لیکن اس وقت 5.2 سے لے کر 6.2 تک اس کو ریکٹر سکیل پر دیکھا گیا ہے۔ اب یہ after shocks نہیں ہیں بلکہ باقاعدہ زلزلے ہیں۔ چار پانچ دن پہلے اسلام آباد میں شام کو ساڑھے سات بجے ایک زلزلہ آیا اس وقت میں اپنے دفتر میں بیٹھی تھی وہ زلزلہ ریکٹر سکیل کے مطابق 6.2 تھا۔ اس وقت محسوس ہو رہا تھا کہ دفتر کا فرنیچر move ہو رہا ہے لیکن اس کو صحیح طرح سے عوام تک نہیں پہنچایا گیا اور اس کو ذرا کم کر کے 5.9 الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عوام کو آگاہ کیا گیا۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ لوگوں کو صحیح صورتحال سے آگاہ کیا جائے اور یہ مت سوچا جائے کہ ہماری قوم panic ہو جائے گی یا لوگوں میں اس طرح کی سوچ آ جائے گی کہ ان کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ہماری قوم نے اس سانحے کے بعد جس طرح ثابت کیا ہے، جس طرح وہ اپنے آپ کو یکجا کر کے امداد کے لئے پہنچے ہیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو مستحکم کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً اس سے ایسے کوئی حالات نہیں ہوں گے بلکہ یہ اچھا ہو گا کہ عوام ذہنی طور پر تیار ہوں گے کہ کیا صورتحال ہونے جا رہی ہے اور مستقبل میں ان سے نمٹنے کے لئے کیا حفاظتی اقدامات میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! جتنی رپورٹیں آ رہی ہیں، چاہے وہ سیسمک رپورٹیں ہیں یا جیالوجیکل سنٹرز سے آ رہی ہیں وہاں پر یہی ہے کہ اس وقت اسلام آباد اور راولپنڈی کا جو علاقہ ہے یہ زون-I میں آ چکا ہے جیسا کہ ایبٹ آباد اور مانسہرہ کا علاقہ جو زیادہ متاثر ہوا ہے وہ پہلے زون I میں شامل تھا۔ اس طرح کی صورتحال یا اس طرح کی رپورٹوں کو عوام سے چھپانا نہیں چاہئے بلکہ ان کو سامنے لے کر آنا چاہئے۔ یہ ایک میرا پہلا پوائنٹ تھا۔

جناب والا! دوسری اہم بات یہ ہے کہ جو فنڈز ابھی تک ہمیں ملے ہیں، چاہے وہ internationally ملے ہیں یا پاکستان کے اندر سے ملے ہیں جنہوں نے بھی ہماری مدد کی ہم ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن یہ فنڈز ناکافی ہیں اور ان فنڈز کو مزید حاصل کرنے کے لئے کیا لوگوں میں یہ جو جذبہ ہے، چاہے وہ انٹرنیشنل کمیونٹی ہو یا local level پر ہو یہ جذبہ اسی طرح سے قائم رہے گا اور اس کا یہ tempo کتنے عرصے تک جاری رہے گا، اس کو جاری رکھنے کے لئے، اس کی بہتری کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہمارا سسٹم transparent ہو۔ فنڈز کی distribution,rehabilitation یا جو ہم construction work کی بات کر رہے ہیں اس کے لئے transparency بہت ضروری ہے تاکہ انٹرنیشنل کمیونٹی کو بھی یہ یقین ہو کہ یہ فنڈز صحیح جگہ پر استعمال ہوں گے تاکہ ہمیں مزید امداد حاصل ہو کیونکہ اس وقت دس سے بارہ بلین ڈالر کے نقصان کا تخمینہ ہے۔ پرائیویٹ analytical assessments ہو رہی ہیں اور ماہرین کے مطابق ہم پاکستان کی 1.25 بلین ڈالر کی سالانہ انکم کو loose کریں گے۔ وہ ہمارے پاس نہیں ہو گی اور جو ہمارا revenue collection ہے اس میں 1.3 فیصد کمی آئے گی جس کی وجہ سے ہمارا G.D.A growth rate ایک سے تین سال کے دوران one percent تک کم ہو گا۔ اس earthquake کے بعد ہماری اکانومی پر جو impact پڑے گا اس پر بھی ہمیں نظرثانی کرنی چاہئے۔ یہ جذباتی تقریریں کر کے اور سیاسی طور پر ایک دوسرے پر الزامات لگا کر میرے خیال میں ہم اس سے سیاسی مسائل حل نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم technically ان چیزوں کو نہیں دیکھیں گے۔ اس سے جو سپلائی gap پیدا ہوا ہے، پورے پاکستان سے جو ہم ریلیف فنڈ، اشیائے خوردونوش اور عام استعمال کی چیزیں جس میں گھی، چینی، آٹا، خشک فروٹ اور دوسری چیزیں ہیں وہ لے کر ہم ان علاقوں تک پہنچے ہیں تو جن علاقوں سے یہ چیزیں چلی ہیں وہاں پر یہ سپلائی gap ہوا جس سے ان کی قیمتیں بہت بڑے پیمانے پر بڑھ بھی گئی ہیں۔ جو لوگ directly زلزلہ سے effected نہیں تھے وہ قیمتوں کی وجہ سے effect ہو رہے ہیں۔ جیسے ہمیں کمبل کی ضرورت تھی اور آپ کو پتا ہے کہ مارکیٹ

میں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا پھر اگلا مرحلہ reconstruction اور rehabilitation کا ہے جب آپ reconstruction کے لئے جائیں گے تو اس میں جو میٹریل استعمال ہوتا ہے جس میں ریت، بجری اور سریا وغیرہ استعمال ہوتا ہے ان کی قیمتوں میں اضافے کو کنٹرول کرنا چاہئے۔ یہ ہمیں آگے future کے لئے پلاننگ کرنی چاہئے اور ہمیں سوچنا چاہئے کہ جب اتنے بڑے پیمانے پر reconstruction کا کام ہوگا تو یقیناً جب وہ سامان جائے گا تو جو پاکستان کے باقی لوگ effect ہوں گے، ان کا کیا ہوگا؟ اس کے لئے بہت بڑی پلاننگ کی ضرورت ہے، بردباری، سمجھداری کی ضرورت ہے۔ اس میں جو میں نے انٹرنیشنل کمیونٹی کو involve کرنے کی بات کی، یونائیٹڈ نیشن کی رپورٹس ہیں، یونائیٹڈ نیشن ریلیف کے انچارج نے بھی یہی کہا ہے کہ یہ جو تخمینہ لگایا گیا ہے اس وقت 1.1 ملین لوگ اپنے روزگار سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں کیونکہ ان کے کاروبار، ان کی بلڈنگز تباہ ہو گئی ہیں۔ گیارہ لاکھ لوگوں کا روزگار چلا گیا ہے اس کے after effects کیا ہونے ہیں؟ یہ تو ساری چیزیں ابھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ریلیف ورک تو اپنی جگہ پر بجا بات ہے اور اس کی بہت ضرورت ہے لیکن اگلے steps کو سوچنے کے لئے بات وہی ہے کہ جب تک ہم پہلے سے تیاری نہیں کریں گے ہمارے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ میں نے اکانومی کے حوالے سے اس پر روشنی ڈالی ہے، transparency کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام پارلیمنٹس سے، اپوزیشن کی تمام جماعتوں میں سے ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے، ہم نہیں کہتے کہ آپ اس کمیٹی کے اکاؤنٹ میں پیسے ڈال دیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو کہ مانیٹرنگ کمیٹی ہو جو تمام فنڈز اور ریلیف ورک کی نگرانی کرے۔ اس سے یہ ہوگا کہ عوام اور عوامی نمائندے جب مطمئن ہوں گے تو یقیناً انٹرنیشنل کمیونٹی کے سامنے جب ہم ایک قوم کی حیثیت سے بات کریں گے کہ ہم ریلیف ورک سے مطمئن ہیں اس سے انٹرنیشنل کمیونٹی بھی مطمئن ہوگی اور ہمیں اس سے امداد بھی بہتر طریقے سے اور جتنی ہمیں دس سے بارہ بلین ڈالر چاہئے وہ مل سکے گی۔ کیونکہ ابھی جتنی امداد ہمارے پاس پہنچی ہے وہ ناکافی ہے۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گی دوسرے لوگوں کو بھی وقت ملنا چاہئے۔ آخری بات یہ ہے کہ ہمیں بچوں، بچیوں اور عورتوں کو ان بردہ فروشوں اور جو غلط قسم کے لوگ ہیں ان سے محفوظ کرنا ہوگا۔ اس وقت ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سارے لوگ بہت سی شکلوں میں وہاں پہنچ گئے ہیں کہ یہ جو گھر بنا رہے ہیں تو راحت گھر بن جائے گا اور فلاں گھر بن جائے گا میں اس میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتی۔ جیسے کہ حکومت نے اعلان کیا ہے صرف اعلان نہیں بلکہ بہت ضروری ہے کہ یہ حکومت خود اس

میں ان بچوں اور عورتوں کی rehabilitation کے لئے جو سنٹرز قائم کرے گی اس میں ان کی نگرانی خود کی جائے اور اس کے لئے جو سٹاف مقرر کیا جائے ان کی مانیٹرنگ اور نگرانی بھی ہونی چاہئے تاکہ وہ غلط طریقے سے غلط لوگوں کے ساتھ مل کر ان کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اب میں ایک حقیقت کی طرف آتی ہوں جو پچھلے دنوں میں ہوا کہ پنجاب پولیس ڈیڑھ سو سے دو سو کی تعداد میں کشمیر کے علاقے مظفر آباد میں بھیج دی گئی۔ وہاں مظفر آباد میں جو گرڈ سٹیشن ہیں، وہاں پر جو فیکٹریاں ہیں، جن لوگوں کے گھر گرے ہوئے تھے ان کو کوارٹرز میں رہنے کی جگہ دے دی گئی یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن جب پنجاب پولیس وہاں گئی تو بجائے اس کے کہ وہ ان کی مدد کرتے انہوں نے وہاں دو کام کئے، ایک یہ کہ جو این۔ جی۔ اوز یا پرائیویٹ لوگ امدادی ریلیف کیمپ کے لئے وہاں سامان لے کر جا رہے تھے ان سے ٹرک چھین کر اس پر پنجاب پولیس کے بینرز لگا کر آگے امداد کے لئے روانہ کر رہے تھے تاکہ ہماری کارروائی بھی شامل ہو جائے۔ دوسرا انہوں نے یہ کیا کہ دو دو، چار چار ٹرکوں سے اپنے گودام بھر لئے۔ وہاں کے لوگوں نے باقاعدہ اس کی ویڈیوز بنائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو کھائیں گے لیکن آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کہاں سے کھائیں گے، ہمارا سامان کہاں سے آئے گا تو ان ٹرکوں سے ہمارا سامان بھی نکل سکے گا۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں ہمدردی کے جذبے کی بجائے نفرت پیدا کرتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ وہ لوگ فون کر کے یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے لئے رینجرز کو بھیج دو اور پنجاب پولیس کو یہاں سے لے جاؤ۔ یہ ہماری بدنامی ہے۔ نہ کہ ہم ان کی مدد کریں بلکہ الٹا ہمارے گلے میں ہی یہ بات پڑ جائے۔ انہوں نے تیسرا یہ کیا کہ گرڈ سٹیشن پر پانی بھرنے کی جگہ صرف ایک ہی تھی۔ وہاں خواتین اور بچے پانی لینے کے لئے جا رہے ہیں تو یہ پنجاب پولیس کے اہلکاران بھی وہاں جاتے ہیں۔ نہ صرف یہ وہاں سے پانی لے کر آتے ہیں بلکہ وہ اپنا غسل بھی وہیں بیٹھ کر کرتے ہیں جس سے علاقے کے لوگوں میں ایک بڑی نفرت پھیل گئی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی بہنیں اور بچیاں یہاں protection کے لئے رکھی ہیں لیکن پولیس والے آپس میں غلط اور گالم گلوچ کی زبان بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے اچھا نہیں ہے خدا کے لئے ان سے ہماری جان چھڑائیں ہمیں ان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم مرتے ہیں تو مر جائیں لیکن ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس علاقے میں ان لوگوں نے غم اور غصے سے جلوس نکالا اور یہ ساری صورتحال ہوئی۔ بے شک لاء منسٹر صاحب یا جو بھی متعلقہ اتھارٹی ہے اس کی انکوائری کروا لیں اور وہاں پر دیکھ لیں کہ ایسا معاملہ کیوں ہوا اور اگر ہو رہا ہے تو اس کی روک تھام ہونی چاہئے۔ نہ صرف وہاں پر بلکہ پنڈی کے علاقے میں پیرودھائی کا جو علاقہ ہے وہاں سے جو ریلیف ٹرک گزر رہے تھے ان کو بھی روکا گیا

اور پولیس نے کہا کہ ہم اپنے بینرز لگا کر آگے ٹرک بھیج رہے ہیں۔یہاں پر تنقید برائے تنقید ایک الگ بات ہے لیکن تنقید برائے اصلاح کو قبول کریں۔اگر یہ ایسی باتیں ہیں تو آپ دیکھ لیں کہ اس میں مزید کیسے بہتری لائی جا سکتی ہے؟ میری یہی تجاویز تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں صرف تجویز یہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ سیشن چلائیں اور بے شک رات دس بجے تک بھی لے جائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ویسے اس ہاؤس کا یہ طریق کار اور دستور ہے کہ time limit مقرر کر دی جاتی ہے تاکہ مقرر اپنے خیالات اور اپنی تقریر کو time limit کے درمیان رکھے۔اس سے یہ ہو گا کہ ہر ایک کو موقع مل جائے گا اور ٹائم کی بھی بچت ہو جائے گی اور ہم بھی فارغ ہو جائیں گے۔اس وقت سوا تین ہو گئے ہیں اگر آدھا آدھا گھنٹہ ایک ایک مقرر لے گا تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔میرا خیال ہے کہ ابھی پرویز رفیق نے بھی آدھا گھنٹہ لگا دینا ہے۔اس پر آپ کوئی time limit مقرر کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری ایک التماس یہ بھی ہے کہ جو تقریر کرے وہ یہاں پھر بیٹھے بھی سہی، تقریر کر کے چلا جائے یہ مناسب نہیں ہے۔اگر آپ نے ہاؤس کو چلانا ہے تو پھر تمام ممبران جو یہاں موجود ہیں وہ تقریر کرنا چاہتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو ان کو یہاں موجود بھی ہونا چاہئے تاکہ جو تجویز یا تنقید کی جا رہی ہے اس کے جوابات بھی سنیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل درست ہے ہم آپ کی تائید کرتے ہیں اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان لوگوں کو name out کریں جن لوگوں نے تقریریں کی ہیں اور باہر چلے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں کس کس کو name out کروں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ با اختیار ہیں اور یہ اختیار آپ کے پاس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تقریروں کے لئے پانچ پانچ منٹ مقرر کر لیں یا اس سے زیادہ کر لیں میں بیٹھنے کے لئے تیار ہوں I am here till 12 o'clock at night مگر میں چاہتا ہوں کہ جیسا کہ تقریروں میں بڑی مثبت باتیں ہو رہی ہیں۔

I am proud of my members. Whatever has been said today I think that has substance and that is not allegation against anybody.

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ جس طرح اس وقت رجحان دیکھا جا رہا ہے کہ ہر سپیکر تقریر کرنے کے بعد تشریف لے جا رہے ہیں اس کے بعد جو آخری سپیکر رہ جائے گا میرا خیال ہے کہ اکیلے وہ ہوں گے یا آپ سننے والے ہوں گے۔ میری عرض ہے کہ یہ اہم issue ہے براہ مہربانی آپ اجلاس adjourn کرنے کی بجائے کل بھی اجلاس بلا لیں اور پہلے ہی منٹ سے ساری کارروائیاں ملتوی کر کے زلزلہ پر بات کی جائے اور کل کا بھی پورا دن رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل جمعتہ الوداع ہے اور اکثر لوگ جمعتہ الوداع کے لئے جانا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ اس میں حکومت کی طرف سے جناب ارشد صاحب اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں گورنمنٹ کو بعد میں موقع دوں گا پہلے آپ کو وقت دیا جا رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ اس زلزلے کی وجہ سے ہمارے اوپر بہت بڑی آزمائش کا وقت آیا ہے۔ پوری قوم اس آزمائش اور اس مسئلے کے لئے contribute کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ میں اپنی چند تجاویز دینا چاہتا ہوں چونکہ میں الخدمت فاؤنڈیشن کا سیکرٹری جنرل ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ایسے موقع پر نوٹ کیا ہے اور میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی اہم discussion ہو رہی ہے۔ اس میں تجاویز بھی آ رہی ہیں اور تنقید بھی ہو رہی ہے۔ زلزلہ کے سلسلے میں اگر آج یہاں پر ریلیف کمشنر صاحب موجود ہوتے تو کوئی عجب بات نہیں تھی۔ میں ہوں کہ ایسے موقع پر یہ لوگ موجود کیوں نہیں ہوتے؟ ان کو ایسے موقع پر ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! الخدمت فاؤنڈیشن کو اعزاز حاصل ہے کہ ہم نے زلزلے کے دن ہی سے اپنی خدمات اور سروسز کا آغاز کیا اور اس وقت ہمارے تقریباً نو ہزار ورکر کام کر رہے ہیں، 35 ریلیف سنٹرز ہیں اس وقت ہمارے پانچ بڑے فیلڈ ہسپتال کام کر رہے ہیں جہاں پر روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کے آپریشن ہو رہے ہیں۔ میں نے یہ دو تین باتیں صرف اس لئے عرض کی ہیں کہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بار بار وہاں جانے کا موقع ملا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس زلزلے نے ہماری بہت ساری چیزوں کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ سب سے زیادہ تباہی سرکاری عمارات کی ہوئی ہے باقی عمارات کچھ نہ کچھ بچ گئی ہیں۔ مظفر آباد میں بہت سارے ایسے پرائیویٹ گھر موجود ہیں جو اپنی جگہ پر قائم ہیں لیکن پرائم منسٹر ہاؤس سے لے کر سی۔ ایم۔ ایچ تک کوئی بلڈنگ ایسی نہیں ہے جو تباہ نہ ہوئی ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمارے ارباب اختیار کو سوچنا چاہئے کہ کس معیار کا کنسٹرکشن کا کام ہمارے یہاں پر ہو رہا ہے؟ یہ جو کنسٹرکشن کے رولز ہیں، یہ ہر ایک کو پتا ہے کہ ہمارے ملک میں جتنا کنسٹرکشن کا سرکاری کام ہوا ہے اس میں کمیشن کھائے جاتے ہیں، آج اس کمیشن کھانے کے نتیجے میں ہمارے سی۔ ایم۔ ایچ میں باغ کے سی۔ ایم۔ ایچ، میں کم از کم تین سو فوجی افسر، ان کے بچے اور ان کے اہل خانہ جاں بحق ہوئے ہیں۔ باغ میں کئی ایسے گھر موجود ہیں جن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے لیکن گورنمنٹ کا کام، سرکاری کام خواہ وہ فوج کا بنایا ہوا گھر ہے وہ سارے کے سارے ختم ہو گئے۔ یہ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کنسٹرکشن کا معیار مقرر کرے اور اس پر غور و خوض کرے۔

جناب والا! دوسرا بڑا مسئلہ جو اس زلزلے کے نتیجے میں سامنے آیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو پہلی اسلامی ایٹمی طاقت کہتے ہیں اور ہمارے پاس ریلیف دینے کے لئے کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ میں جب دوسرے دن بالا کوٹ پہنچا تو میں نے خود اپنے کانوں سے ان بچوں کی چیخوں کی آوازیں سنی ہیں جو چیخ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمیں نکالو لیکن ہمارے پاس کوئی وسائل نہیں تھے، کوئی مشینری نہیں تھی، کوئی چیز نہیں تھی کہ جن کے ذریعے ان کو نکال سکیں۔ دو دن کے بعد صرف چھ ہیلی کاپٹرز سے کام شروع کیا گیا، ہم ایٹمی طاقت ہیں اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارے پاس صرف چھ ہیلی کاپٹر ان سرگرمیوں میں کام کرنے کے لئے تھے، بچے گھروں میں چیخ رہے ہیں، کسی کے پاس کوئی مشینری نہیں ہے، باہر کی ٹیمیں جو چھوٹے چھوٹے آلات لے کر آئی ہیں مجھے ایک دو ٹیموں کے ساتھ جانے کا موقع ملا۔ یہاں دوستوں نے پہلے بھی کہا ہے کہ قومی اسمبلی کے سپیکر اور وزراء کے لئے ساڑھے تین تین کروڑ روپے کی بلٹ پروف گاڑیاں لے لی گئی ہیں۔ وہ آلہ کہ جس سے پتا چل جاتا ہے کہ اس کے نیچے زندگی کے آثار ہیں

یا نہیں صرف دس لاکھ روپے کا آتا ہے۔ وہ آلہ فوراً کاربن ڈائی آکسائیڈ detect کر کے بتا دیتا ہے کہ یہاں پر کوئی آدمی سانس لے رہا ہے۔ اگر کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی ہو تو پھر بھی پتا چل جاتا ہے کہ یہاں پر انسانی لاش موجود ہے۔ میں نے اس ٹیم سے پوچھا کہ اس کی قیمت کیا ہے تو انہوں نے جو قیمت بتائی وہ دس لاکھ سے بھی کم تھی۔ ہمارے پورے ملک میں ایک بھی وہ آلہ موجود نہیں ہے۔ عام انسانوں کے لئے اتنی لاپروائی اور بے فکری کی یہ صورت ہے کہ یہاں پر ریلیف کا کوئی ادارہ ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے پورے ملک سے بے شمار پرائیویٹ نجی این۔جی۔اوز وہاں پر پہنچی ہیں اور انہوں نے بڑے پیمانے پر کام کا آغاز کیا ہے لیکن ان کی رہنمائی کرنے کے لئے وہاں پر حکومت کی طرف سے کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا۔ میں دوبارہ یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو این۔جی۔اوز کام کر رہی ہیں ان کی رہنمائی کریں۔ امریکہ سے ایک ریلیف کی ٹیم ہمارے پاس آئی ہوئی تھی ان کے ساتھ مجھے جانے کا موقع ملا انہوں نے مجھے بتایا کہ قطرینہ طوفان جس دن آیا سب سے پہلے حکومت نے وہاں پر ایک ادارہ قائم کیا کہ جس نے مختلف اداروں کے ساتھ رابطہ قائم کرنا تھا اور ان کی رہنمائی کرنی تھی کہ آپ نے کیا کام کرنا ہے۔ یہاں پر ہر این۔جی۔او اپنی مرضی سے جہاں جی چاہتا ہے سامان پہنچا رہی ہے۔ اس وقت بالاکوٹ میں اتنا بلڈنگز کا ملبہ نہیں بکھرا ہوا جتنا کہ پرانے کپڑوں کا ملبہ پڑا ہوا ہے۔ جو جاتا ہے سامان اٹھا کر ایک ہی جگہ پر چلا جاتا ہے پھر آگے ان کے پاس distribution کا نظام نہیں ہے۔ خدا کے لئے این۔جی۔اوز کے لئے ایک ادارہ، ایک دفتر قائم کیجئے، ان کے لئے ایک رابطہ کا سسٹم بنائیں جو ان کو گائیڈ کرے اور ان کو بھیجے کہ آپ نے فلاں جگہ پر جانا ہے، آپ کے پاس فلاں چیز ہے تو آپ فلاں علاقے میں جا کر پہنچائیں۔ ہمیں بے شمار ایسی این۔جی۔اوز ملی ہیں کہ جن کے پاس دس دس ہزار خیمے ہیں مگر دس آدمی نہیں ہیں کہ جو آگے جا کر لگا سکیں یا تقسیم کر سکیں اگر اس طرح کا کوئی رابطہ مرکز یا سسٹم موجود ہو تو ہم ان کی مدد کریں کیونکہ ہمارے پاس افرادی قوت موجود ہے اور وہاں پر لوکل افراد کی بھی بڑی ٹیم موجود ہے جو کہ ان کے سامان کو دور دور تک پہنچا کر ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ بڑے پیمانے پر این۔جی۔اوز نے کام کیا ہے تو اس پر مجھے جہاں فخر ہے کہ اس ملک میں بہت سارے اداروں نے کام لیا ہے لیکن میں یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ مختاراں مائی کو اٹھانے والی این۔جی۔اوز آج کہاں چلی گئیں ہیں؟ بقول شاعر:

ایک روئی سی دھی پنجاب دی
توں لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں
ایہہ وارث شاہ نوں کہن

جناب سپیکر! ایک مختاراں مائی کو مسئلہ پیش آیا تو سارے جہاں کی این۔ جی۔ اوز نے اس کو سر سے آسمان تک اٹھا لیا تھا اور آج کشمیر میں ہماری ایک ایک بیٹی کو، ایک ایک بچی کو، ہماری ایک ایک بہن کو مدد کی ضرورت ہے تو یہ این۔ جی۔ اوز کہاں گئیں جو کہ پہلے کام کر رہی تھیں اور انسانی حقوق کے علمبردار کی دعویدار بنتی تھیں لیکن وہاں پر ایسی کسی ایک این۔ جی۔ او کا وجود تک نظر نہیں آتا اور وہ مختاراں مائی بھی امریکہ کو پیاری ہو کر اپنے آقاؤں کے پاس پہنچ چکی ہے۔

جناب والا! میں فوج کے جوانوں، فوج کے جونیئر آفیسروں کو بے پناہ محنت اور کوشش سے ریلیف کا کام کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن اس کام کو مزید آرگنائز کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت کی طرف سے ہر اخبار میں بڑے بڑے اشتہار شائع ہوتے ہیں کہ فلاں ضلع میں ہمارے یہ یہ ریسکیو سنٹر قائم کئے گئے ہیں اور فوج کے مختلف کرنل اور میجر وغیرہ کے نام ہوتے ہیں تو میں نے دس جگہ پر ٹیلی فون کیا اور اول تو کوئی اٹھاتا ہی نہیں اور اگر کوئی اٹھالے تو پھر وہ کسی اور کا نمبر بتا دیتا ہے کہ ان سے رابطہ کریں اور جب ان سے بات ہوتی ہے تو پھر وہ آگے کسی اور کا بتا دیتے ہیں۔ صوبہ سرحد کا سب سے زیادہ متاثرہ ضلع کوہستان ہے اور آپ اشتہار میں دیکھیں تو اس ضلع کی ایک جگہ کا نام بھی نہیں کہ وہاں پر کوئی ریسکیو سنٹر موجود ہے یا نہیں۔ الائی کا علاقہ بد ترین طور پر متاثر ہوا ہے اور وہاں پر جانے کے لئے لوگوں کے پاس کوئی چیز نہیں ہے لیکن ہم خچروں کے ذریعے کچھ سامان بھیجنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! صوبہ سرحد کے دور دراز اضلاع شانگلہ، داسو، چھنکاری، بفہ کا علاقہ اور اندر valleys کے علاقوں میں اب تک بہت کم امداد پہنچی ہے تو میں حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے وہ این۔ جی۔ اوز کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ چکلالہ میں باہر سے آنے والے سامان کا ڈھیر لگا ہوا ہے خدارا! اس کو نکالیں کیونکہ اگر وہاں پر پڑا رہا تو وہ سڑتا رہے گا اور لوگ مر رہے ہیں اور انہیں جن چیزوں خاص طور پر خیموں وغیرہ کی ضرورت ہے وہ ان تک پہنچائے جائیں۔

جناب سپیکر! آج میں نے اخبارات میں پڑھا ہے اور میں اسے ایک بہت اچھا اقدام سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے کہا کہ ہم ایک ارب اور پتا نہیں کتنے کروڑ روپے کے خیمے خریدیں گے لیکن اس کے لئے بھی میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں نے ٹینٹ مینو فیکچررز ایسوسی ایشن والوں کے پاس خود جا کر انہیں کہا کہ آپ خدا کا خوف کریں کہ یہ زلزلہ اگر اُدھر آ سکتا ہے تو ادھر بھی آ جائے گا اور 1800 یا دو ہزار روپے والا خیمہ پانچ پانچ ہزار روپے میں دے رہے ہیں لیکن اس وقت سپلائی کئے جانے والے خیموں سے متعلق وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ وہ چیک کریں کہ وہ ڈبل پلائی کے ہونے چاہئیں اور اس کے اوپر proper ویکس لگی ہونی چاہئے ورنہ اس کے بغیر خیمے بالکل بے کار ہیں اور صرف ایک ہی بارش کے نتیجے میں ان خیموں کے اندر پانی بھر گیا ہے اور اس طرح کے خیمے خرید کر پیسے ضائع نہ کریں کیونکہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اگر خیمے لینے ہیں تو proper ہونے چاہئیں اور ان کے اندر باقاعدہ ٹمپریچر کنٹرول کرنے کی بھی سہولت ہو۔

جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مختلف جگہوں پر rehabilitation کے مستقل سنٹرز بنانے کی ضرورت ہے۔ پنجاب حکومت نے اگر فیملی کی مدد کے لئے کوئی طے کیا ہے تو یہ ایک اچھی بات ہے لیکن ہم ایسے بچوں کو ملے ہیں جن بے چاروں کا کوئی والی وارث نہیں رہ گیا، ان کا پتا ہی نہیں کہ کوئی ہے اور یہاں لاہور میں سروسز ہسپتال میں ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس مریض کی کمر کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور یہ ساری زندگی کے لئے مفلوج ہو چکا ہے لیکن ہم جو بھی ٹریٹمنٹ کر سکتے تھے وہ کر دی ہے اور اب ہم کچھ نہیں کر سکتے لیکن ہمیں یہ بتائیں کہ اس کو کہاں بھیجیں کیونکہ ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ کس کے پاس بھیجیں چونکہ اس کے ورثاء کا بھی پتا نہیں ہے اس لئے ایسے سنٹر مستقل بنیادوں پر فوری قائم کرنے کی ضرورت ہے جہاں پر اس طرح کے لاوارث لوگوں کی care کر کے ان کا انتظام کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ساری صورتحال کے اندر اپنے بلڈنگز بائی لاز کو revise کرنا چاہئے اور انہیں نئے سرے سے بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے زیادہ ریکٹر سکیل کے زلزلے جاپان میں آ رہے ہیں لیکن وہاں پر بلڈنگز بائی لاز میں عمارتوں کو مکمل تحفظ مل جاتا ہے اور نقصان نہیں ہوتا اس لئے بلڈنگ بائی لاز کو پنجاب کی سطح پر بھی اور مرکز میں بھی ان کی رہنمائی کرنی چاہئے کہ وہ نئے سرے سے اس کو ترتیب دیں۔

جناب سپیکر! میں اس بات پر حیران ہوں کہ نیٹو کی فوج وہاں پر پہنچ رہی ہے، امریکی فوج آچکی ہے اور نیٹو کی فوج پہنچ رہی ہے۔ نیٹو کا اتحاد بنے ہوئے تقریباً 50 سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک کبھی کسی بھی جگہ پر ریلیف آپریشنز کے لئے نیٹو کی فوج نہیں گئی لیکن یہاں پر وہ آگئی ہے کیونکہ جس مقصد کے لئے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے نہ ان کے دائرہ کار میں یہ چیز موجود ہے تو یہاں نیٹو کی فوج کیوں آئی ہے اور ہمیں واضح طور پر آگاہ کیا جائے کہ وہ کس مقصد کے لئے یہاں آرہی ہے؟ اگر وہ ریلیف آپریشن کے لئے آرہی ہے تو دو ٹوک بتائیں کیونکہ ان کے دائرہ کار میں تو ریلیف آپریشنز شامل ہی نہیں ہیں اور وہ تو صرف فوجی aggression اور ایسے مقاصد کے لئے نیٹو کا اتحاد ہے اور اس میں ریلیف آپریشن شامل نہیں ہے۔ لوگوں میں بہت سارے شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں کہ کس مقصد کے لئے یہاں پر نیٹو کی فوج آئی ہے؟

جناب والا! آج ہمارے ملک میں زلزلہ سے 12-ارب ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہوا ہے اور میں یہ سوچتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ یہی دن تھے جب ہمارے حکمرانوں نے ایک فون کال پر افغانستان کی تباہی کے لئے 3-ارب ڈالر لے کر دستخط کئے تھے اور سارے افغانستان کا تورا بورا بنا دیا اور وہ بھی پتا نہیں کہ تین ارب ڈالر ملے ہیں یا کہ نہیں اور اپنے ملک کے اندر 12-ارب ڈالر کا نقصان کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ "ان بطش ربک لشدید" خدا کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کا، اپنے ساتھیوں کا ہر موقع پر خیال رکھنا چاہئے۔ حکمرانوں کو اپنی پالیسیوں کو دیکھنا چاہئے کہ ان کی کیسی پالیسیاں ہیں کیونکہ اس وقت ملک میں Presidential System جاری کر دیا گیا ہے اور عوامی منتخب نمائندوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور کوئی سسٹم نہیں ہے۔ میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جنرل مشرف جو بھی کرنا چاہتے ہیں وہ کریں اور زلزلہ متاثرین کو ریلیف کے لئے ہم سارے اختلافات کے باوجود فوج کے ساتھ پوری طرح سے تعاون کر رہے ہیں اور فوج نے بھی ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور ہمارا مختلف سامان پہنچانے میں انہوں نے ہماری مدد کی ہے جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں لیکن میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارا کام اور سامان تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو عوام کے منتخب لوگوں کو ساتھ لے کر تقسیم کریں تو proper لوگوں تک یہ امداد پہنچے گی وگرنہ یہ تو سامان اوپر سے جہازوں کے ذریعے بعض جگہوں پر پھینک آتے ہیں اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اوپر سے چینی کا تھیلہ پھینکا تو نیچے پہنچتے ہوئے وہ پھٹ گیا اور چینی ساری بکھر گئی اور اسی طرح آٹا بکھر گیا اور چاول بھی سارے بکھر گئے ہیں۔ اوپر سے سامان پھینکنے سے متعلق میں گزارش کروں گا کہ اس طرح کے حفاظتی

تھیلے ہونے چاہئیں کہ وہ نیچے پہنچ کر پھٹ نہ سکیں تاکہ لوگوں کو کچھ مل جائے۔اتنی مشقت اور محنت کر کے فوج کے ہیلی کاپٹر پہنچیں لیکن اوپر سے پھینک کروہ سامان ضائع ہو جائے یہ نامناسب ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج اللہ کے فضل وکرم سے ہماری الخدمت فاؤنڈیشن کے 9ہزار ورکر دیگر اداروں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ ہم جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ بھی مل کر کام کر رہے ہیں اور ہمیں یہ بھی فخر ہے کہ ہم الرشید ٹرسٹ کے ساتھ بھی مل کر کام کر رہے ہیں اور یہ سارے دینی ادارے آج سب سے بڑھ کر وہاں پر کام کر کے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں اور انہی مدرسوں کے پڑھے ہوئے ہیں جن پر پابندی لگانے کے لئے چار دن پہلے پنجاب اسمبلی نے بل پاس کیا ہے، جن کو تنگ کرنے کے لئے یہ بل پاس کیا ہے۔یہی مدرسے کے لوگ ہیں جو وہاں پر پہنچے ہیں اور:۔

"یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی"

آج دور دور تک یہ لوگ اپنے کندھوں پر سامان اٹھا کر پہنچا رہے ہیں اور اس ملک کے ساتھ انہیں محبت ہے اور یہ ملک ہمارا ہے اور اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک پاکستان لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کی بنیاد پر بنا تھا،اس کے لئے اور اس کی خدمت کے لئے اور یہاں پر رہنے والوں کی خدمت کے لئے ہر حال میں ہر ایک سے ہم تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا!حکومت سے میری درخواست ہے کہ وہ ساری این۔جی۔اوز سے رابطہ قائم کر کے ان کی ٹیمیں بنائے اور انہیں مخصوص علاقے اور ٹارگٹس دے کہ آپ یہ یہ کام اس علاقے میں کریں ان کی جو رہنمائی ہوگی،ان کا یہ جو تعاون ہوگا ان کے لئے بھی بہتر اور لوگوں کے لئے بھی بہت فائدہ ہوگا اور ان کو براہ راست امداد پہنچے گی۔بہت بہت شکریہ،وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلے مقرر ہیں طارق کیانی صاحب!

راجہ طارق کیانی:اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آج کے دن ہم جس تناظر میں بحث کرنے جا رہے ہیں اس کا تعلق فطرت کی ان عظیم اندھی قوتوں کا وقوع پذیر ہونا ہے جس کی بدولت تاریخ انسانی میں مختلف اشکال میں یہ انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لیتی رہی ہیں۔خواہ ان کی اشکال زلزلے یا بھونچال کی شکل میں ہوں، سیلاب یا epidemic کی شکل میں ہوں یہ سلسلہ انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے،آج بھی چلا ہے اور آئندہ بھی ان گنت اوقات کے لئے چلتا رہے گا۔ میں اپنی مختصر اگزارشات قدرے مختلف پیرائے میں بیان کر کے یہ توقع کروں گا کہ آج قوم اس حادثے

کی وجہ سے جہاں انسانی ہلاکتوں، انسانی جذبات اور احساسات کی مٹی ہوئی شاہراہوں کے ہم مسافر بن گئے ہیں وہاں پر ہماری ریاست اور ہماری قوم کے اندر جو کمزوریاں ظاہر ہوئی ہیں اس پر بھی ہمیں نظر ڈالنی چاہئے اور اس زلزلے یا اس بھونچال اور اس نقصان کے ساتھ ساتھ ہمیں دیگر آمدہ بھونچال اور زلزلوں خواہ ان کا تعلق معاشیات کے زلزلوں سے ہو یا انصاف کے فقدان کے زلزلوں سے یا ہماری ریاست کی جو horizontal اور vertical impregnation کی جوڑ توڑ کا جو نتیجہ چل رہا ہے اس کے نتیجے میں جو متوقع حادثات تھے ہمیں اس پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ حادثات اور سانحات کے متعلق دو پہلو ہوتے ہیں اور دو طبقہ فکر ہیں ایک طبقہ فکر کی سوچ یہ ہے کہ جب انسان گناہوں، شر انگیزیوں اور بدکاریوں میں ملوث ہو جاتا ہے تو قدرت انتقام کے لئے ایسے صدمات اور سانحات کا سبب بنا کر انسانوں کو صحیح راستے پر چلنے کی تنبیہہ کرتی ہے اور دوسرا نقطہ نظر اور دوسری school of thought کے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس کا اس معاملے سے تو کوئی تعلق نہیں مگر یہ حادثات و سانحات انسان کی آبادیوں، ان کی قوموں اور ریاستوں کے لئے ایک انتباہ اور تذکیر ضرور ہوا کرتے ہیں۔ میں اپنی ناقص فہم میں اسلام اور قرآن کے مطابق اس دوسرے نقطہ نظر کا حامل ہوں اور قرآن کے اندر ہی ان حادثات اور ان عظیم صدمات کے بطن سے اٹھنے والی عظیم توانائیوں، عظیم رفعتوں اور عظیم ترقیوں کے بارے میں ایک بات کرکے آپ سے اجازت چاہوں گا لیکن قرآن واضح طور پر ایک کلاس، ایک طبقے، ایک school of thought اور ایک گروہ کے لئے ان صدمات اور سانحات کو باعث رحمت قرار دیتا ہے اور وہ طبقہ ہے اہل علم، اہل دانش اور اہل حکمت کا۔ یہ جو حادثات یا سانحات یا صدمات ہمارے ملک کے اوپر گزرے ہیں سب سے پہلے تو ہمارے سوچنے کی یہ بات ہے جیسے وزیر موصوف نے کہا کہ ابھی تک انسانی دانش اور عقل واقعی اس کی occurrence کی predictability کے بارے میں علم حاصل نہیں کر سکی مگر ساتھ ساتھ متواتر امریکن اور بالخصوص ایک جاپانی ڈاکٹر رابرٹ جو ابھی چند ماہ ہی پہلے فوت ہوئے ہیں۔

(اذان عصر)

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ڈاکٹر رابرٹ جو بڑے ماہر ارضیات تھے انہوں نے بار بار حکومت پاکستان کو تحریر کے ذریعے، پیغامات کے ذریعے تنبیہہ کی تھی کہ یہ علاقہ fault line کے اندر طے شدہ اصولوں کے مطابق داخل ہو چکا ہے اور یہاں کسی وقت بھی بڑی شدت کا زلزلہ آ سکتا ہے لیکن اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ ہم نے، میں موجودہ حکومت کی بات نہیں کر رہا، میں بحیثیت قوم بات کر رہا ہوں کہ اس متوقع زلزلوں سے اٹھنے والے نقصانات یا اس crisis management کے لئے ہم نے کیا کیا؟

اسلام آباد کی ایک عمارت گری اور جیسے میرے فاضل دوست نے کہا کہ واحد اسلامی ایٹمی قوت ہونے کے باوجود ہمارے پاس وہ بنیادی ساز و سامان جس کو breathing scaner کہا جاتا ہے جس کو کٹرز کہا جاتا ہے وہ تک ناپید تھے اور ہم پوری دنیا کے سامنے ایک کٹھ پتلی کی طرح سر جھکائے شرمندگی کے ساتھ جھکے جا رہے تھے۔crisis،disasters حادثے اور تباہیاں کبھی اچانک نہیں آتیں پروردگار عالم نے اس کے لئے انتباہ اور تذکیر کا عمل ہے وہ قرآن کے ذریعے ہم تک پہنچا دیا ہے اور جو قومیں سوئی رہتی ہیں اور جو گروہ اس دستک کے اوپر لبیک نہیں کہتے، جو اہل علم نہیں ہوتے، جو اہل دانش نہیں ہوتے اور سب سے بڑھ کر قرآن کے مطابق جو گروہ اور ریاستیں اپنا انتظام شہر اور انتظام صوبہ جات اپنے بدکردار، کرپٹ اور اپنے نالائق لوگوں کے حوالے کر دیتے ہیں تو پھر اس طرح کے فطرتی انسانی حادثات ان قوموں اور ان ریاستوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ قرآن کی ایک بڑی خوبصورت آیت ہے "ان اللہ یامرکم ان تودوالامنت الی اھلھا واذا حکمتم" کہ جب آپ اپنا انتظام شہر یا انتظام ڈیپارٹمنٹ یا انتظام ریاست کسی کے حوالے کریں تو کن لوگوں کے حوالے کریں قرآن ہمیں یہ تنبیہہ کر رہا ہے یہ میگنا کارٹا شاٹا تو تین چار سو سال کی بات ہے کہ واضح طور پر کہا کہ آپ اپنا انتظام شہر اور انتظام ریاست کو اپنے سب سے competent لوگوں کے، پانے سب سے باکردار اور ہوشیار لوگوں کے حوالے کریں اور جب آپ ایسا کر دیں گے تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ پھر میں آپ کی ریاستوں کو، آپ کے افراد کو "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کی مثال بنا کے رکھ دوں گا آپ کے انسانی حسن کو، آپ کی ریاستوں کے حسن کو اور قوتوں کو اس مقام پر پہنچا دوں گا جہاں پر فرشتے بھی جاتے ہوئے ایک سو بار سوچیں گے اگر ایسا نہیں ہو گا جیسے کہ بدقسمتی سے ہماری ریاست کے اندر ہو رہا ہے۔ معاشیات سے لے کر عدل تک، دفاع سے لے کر سول انتظامیہ تک اور معذرت کے ساتھ علماء کرام سے لے کر پیران کرام تک ریاست کے جو سب سے کمتر لوگ ہیں جو بنارسی ٹھگ ہیں، جو سیاسی جیب کترے ہیں جو بدکردار ہیں اور نالائق ہیں انہوں نے تمام ریاست اور ستونوں کے اوپر قبضہ کیا ہوا ہے اور ایسی صورت میں قرآن ہی ہمیں کہہ رہا ہے کہ جہاں "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کی نوید ہے وہاں ایسی صورت میں "ثم رددنہ اسفل سافلین" کی بھی دھمکی اور دستک دی جا رہی ہے اگر تم اپنی ریاستوں کو، دو نمبر لوگوں، بنارسی ٹھگوں اور سیاسی جیب کتروں کے حوالے کر دیں گے تو پھر یہ حادثات اور یہ صدمات دستک دیئے بغیر تمہاری ریاستوں، تمہارے شہروں، تمہارے قبائل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے اور "سافلین" اس جگہ کو عربی میں کہتے ہیں کہ جہاں پر جانور بھی عزت کے ساتھ

رہتے ہوئے گھبراتا ہو تو آج اگر ہم اور آپ ایک لمحہ کے لئے اپنی ریاست کے اندر اپنے مکروہ مفادات کو ایک طرف رکھ کر اپنی سیاسی جماعتوں سے مصنوعی یا حقیقی وابستگی کو ایک طرف رکھ کر اپنی ریاست کا تجزیہ کریں تو کیا آج کوئی شہری خواہ اس کا تعلق بالائی طبقے سے ہی کیوں نہ ہو وقار اور متانت سے یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں وہ عدل اور انصاف کے اصولوں کے مطابق وقار اور ایک شہری کی حیثیت سے تقویم اور ایک ایسی زندگی گزارنے کے قابل ہو سکتا ہے، یقیناً نہیں تو میری گزارش ہے کہ ہمیں انھیں اور سب کو مل کر نہ صرف اس زلزلے کے حادثے سے پیدا ہونے والے نقصانات کو بلکہ ریاست کے وجود کے لئے جو آئندہ مجھے بھونچال اور زلزلے محسوس ہو رہے ہیں ہمیں ان کا تدارک کرنا چاہئے, ان کے بنیادی اور حقیقی اسباب کو دور کرنا چاہئے۔ پروردگار عالم سے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے پروردگار عالم! ہمارے ان چاروں، پانچوں طبقات کو جو کسی ریاست کے ستون ہوا کرتے ہیں، ہم سیاستدان، مسلح افواج کے جنرل، عدل پر براجمان جسٹس اور اخلاقی و روحانی قدروں کی تصحیح کرنے والے علماء کرام یہ پانچ طبقات ہوتے ہیں جو ریاستوں اور قوموں کو آگے لے جاتے ہیں۔ پروردگار عالم سے دعا ہے کہ بحیثیت قوم اور بالخصوص ان پانچ طبقات کو روح و بدن کی ان آزادیوں سے ہمکنار کر کہ جن کی آغوش میں قوموں کے حوصلے اور قوموں کے کردار جنم لیتے ہیں۔ میں اسی کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER- Next is Mr Pervez Rafiq.

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہاں پر اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے روزے کے باوجود اپنے ان بھائیوں، بہنوں، بچیوں سے جو زلزلہ کی نذر ہو گئے اور اس کی وجہ سے متاثر ہیں اظہار یکجہتی کے لئے اتنا ٹائم دیا اور خاص طور پر آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب والا! یہی وہ چیزیں ہوتی ہیں جو کسی بھی قوم کی commitment، کسی بھی قوم کی devotion اور کسی بھی قوم کی dedication کا ثبوت دیتی ہیں۔ میں اپنی تمام پورے پاکستان کی مینارٹیز کی اور خصوصاً پنجاب کی مینارٹیز کی طرف سے اس خدائی آفت پر جو ہم پر بحیثیت پاکستانی، ایک انسان ہونے کے ناتے ہماری بہنوں اور بھائیوں پر آئی ہے بہت گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوندان تمام لوگوں کو جو اس زلزلہ کی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں یا جو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان تمام لوگوں کو تیار کرے کہ جو اس قابل ہیں کہ

ان تمام متاثرہ لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں وہ اپنا دل کھول کر اور اپنی commitment کے تحت ان کی مدد کریں۔

جناب سپیکر! 1965 اور 1971 میں جس طرح یہاں پر ذکر ہوا کہ پوری قوم نے ایک بہت ہی commitment کا، devotion کا اور یکجہتی کا ثبوت دیا تھا، وہ دن مجھے یاد ہے اور تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب 1965 اور 1971 کی جنگ ہوئی تو 32 لوگوں نے ستارہ جرأت لئے اور ان میں سے آٹھ بینارٹیز سے تعلق رکھتے تھے، اس سانحہ پر بھی جب انسان ہونے کے ناتے ہمارے اس علاقے میں، ہمارے اس ملک میں یہ سانحہ رونما ہوا ہے تو پاکستان کی بینارٹیز نے، پاکستان کے تمام محب الوطن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور میں شکر گزار ہوں ان تمام بینارٹیز کی آرگنائزیشنز کا کہ جنھوں نے اس کار خیر میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں محترم جناب شہباز بھٹی صاحب کو جو آل پاکستان بینارٹیز الائنس کے چیئرمین ہیں کہ جنھوں نے 11۔اکتوبر 2005 کو جب ہمیں یہ موقع ملا کہ ہم متاثرہ علاقوں میں جائیں، اسی دن سے لے کر آج تک ہم نے بالا کوٹ میں 25 خیمے لگائے ہیں جن میں صرف ہمارے آل پاکستان بینارٹیز الائنس کے کارکن اور ریلیف ورکر ٹھہرے ہوئے ہیں، وہ تمام متاثرہ علاقوں میں مظفر آباد سے لے کر بالا کوٹ، مانسہرہ اور دوسری وہ آبادیاں جہاں پر لوگ نہیں جا سکتے اور جہاں پر لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی نہیں آیا تو ہم وہاں ان کی مدد کر رہے ہیں۔

جناب والا! یہاں پر یہ بات ہو رہی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ خدائی آفات جو ہوتی ہیں وہ کسی مذہب کو ٹارگٹ رکھ کر نہیں آتیں بلکہ یہ انسانوں کی آزمائش ہوتی ہے۔ ہم نے بھی اسی جذبہ کے تحت اس کام میں حصہ لیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں پر ہمیں یہ criticize نہیں کرنا چاہئے۔ میں سلام پیش کرتا ہوں ان تمام آرگنائزیشنز کو جن کا رانا ثناء اللہ صاحب نے ذکر کیا ہے کہ وہ آرگنائزیشنز ادھر کام کر رہی ہیں اور واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہاں پر بہت ساری آرگنائزیشنز جن کو حکومت نے ban کیا تھا اور حکومت پر افسوس ظاہر کرتا ہوں کہ ان کے ban کرنے کے باوجود ان کی activities جاری ہیں اور وہ اس کار خیر میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ میں نے نیلم کی وادی میں دیکھا ہے کہ وہاں نیلم جھیل پر جماعۃ الدعوۃ کے لوگ وہاں کے لوگوں کو اپنی boats کے ذریعے cross کروا رہے تھے اور افسوس کرتا ہوں، ٹھیک ہے، پاک فوج نے بہت کام کیا ہے لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ فوج کا جو ادھر کیمپ لگا تھا وہ چپ کر کے بیٹھے تھے اور وہاں پر جو لوگ جھیل کے آر پار جانا چاہتے

تھے ان کو جماعۃ الدعوۃ کے لوگ آر پار لے جا رہے تھے۔

جناب سپیکر! میں اس کو منفی پہلو میں نہیں لیتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت ہے، آج دنیا گلوبلائزڈ ہو چکی ہے، ہم بجائے اس کے کہ ایک critical point of view سے دیکھیں، نیٹو کی یہاں پر بات ہوئی ہے، امریکن فورسز کی یہاں پر بات ہوئی ہے، یہاں پر انٹرنیشنل این۔جی۔اوز کی بات ہوئی ہے یہ ادارے نہ صرف پاکستان کے لئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اکیسویں صدی کا تقاضا ہے اور پوری دنیا ایک گلوبل ویلج ہو گئی ہے، یہ ادارے اس لئے آئے ہیں کہ ہم نے ان سے request کی ہے اور ہم آج بھی حکومت کی سطح پر اور عوام کی سطح پر کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی بندہ مصیبت میں ہوتا ہے، جب کوئی بندہ پریشانی میں ہوتا ہے تو اس کے لئے پھر کوئی بھی اس کی مدد کر سکتا ہے۔ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ ہر بندہ فطری طور پر انسان ہونے کے ناتے لالچ رکھتا ہے، ہم اپنے خدا سے اجر کمانے کے لئے انسانی ہمدردی کے تحت یہ سارا کام کر رہے ہیں تو میری گزارش ہے کہ ہم اس ایوان میں سے ایک ایسی کمیٹی بنائیں، گورنمنٹ آف پنجاب خاص طور پر ایسی ایک کمیٹی بنائے کہ ہم چونکہ یہ کہہ چکے ہیں اور اس چیز کو ہم تسلیم کر چکے ہیں، یہ چیز ہم پر عیاں ہے کہ ہمارے پاس اتنے sources نہیں ہیں کہ ہم اس پریشانی سے اور اس آفت سے نمٹ سکیں اس لئے ہم نے بین الاقوامی اداروں سے درخواست کی ہے کہ وہ امداد میں زیادہ سے زیادہ ہمارا ساتھ دیں۔ میری گزارش ہے کہ حکومت پاکستان اپوزیشن جماعتوں پر اور حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے افراد پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنائے جو بین الاقوامی برادری کے پاس جائے اور یہ ممبر چونکہ عوام سے ہیں، یہ عوامی نمائندے ہیں ان کو زیادہ اس چیز کا احساس ہے اور حکومت نے یہ جو ARRA بنایا ہے اس میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ سات بندوں کو رکھا گیا ہے، اس میں بھی اپوزیشن جماعتوں سے ہمارے ملک کے جو ایسے لوگ ہیں، جو کسی آرگنائزیشنز کے head ہیں ان کو لینا چاہئے۔

جناب والا! میری یہ رائے ہے کہ اب ریسکیو اور ریلیف کا کام ہو چکا ہے۔ اب rehabilitation اور reconstruction کا کام ہونا ہے تو اس پر میری پنجاب گزارش ہے کہ اس میں یہ دیکھیں، ہم sort out کریں، ہم assessment کریں کہ کونسی ایسی چیزیں ہیں جو پنجاب حکومت یا پنجاب کی عوام ادھر پہنچا سکتی ہے۔ ہم اگر دیکھیں کہ وہاں پر کمبلوں کی ضرورت ہے، خیموں کی ضرورت ہے، میڈیسنز کی ضرورت ہے یا دوسری ضروری اشیاء کی ضرورت ہے تو ہم ان تمام لوگوں کو اگر کوئی خیموں کے مینوفیکچررز ہیں اگر کوئی گھی کے مینوفیکچررز ہیں اگر کوئی کپڑا بنا رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے، یہ

میری رائے ہے، یہ میری تجویز ہے کہ ہم ان تمام مل مالکان کو، ان تمام ٹریڈرز کو بٹھائیں اور حکومت اس کا بندوبست کرے اور جب تک یہ rehabilitation اور reconstruction نہیں ہو جاتی تب تک حکومت ان سے کوئی پیکج طے کرے، حکومت ان کو ٹیکسوں میں چھوٹ دے۔ یہاں پر میں ان مل آنرز کی نمائندگی نہیں کر رہا لیکن میں یہ صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب آپ کسی کے لئے تھوڑا سا charm پیدا کرتے ہیں تو وہ definitely اپنا role ادا کرتا ہے۔ اگر ان کے پاس وسائل نہیں ہیں تو حکومت ان مینوفیکچررز سے یا ان مل مالکان سے یا جو ادھر کوئی role ادا کر سکتے ہیں تو ان کو بٹھائے اور ان کو کہے کہ سال، دو سال یا تین سال ہم آپ کے ٹیکسوں میں اس حد تک، اتنے فیصد کمی لا سکتے ہیں اگر آپ اس کے لئے ایک خاص رقم مقرر کریں اور اس کو لازمی قرار دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی بھی مل آنر کو جو گھی بنا رہا ہے اگر یہ کہا جائے، پانچ گھی ملوں کو کہا جائے کہ آپ نے مظفر آباد میں گھی ختم نہیں ہونے دینا۔ اگر آپ وہاں پر دس کروڑ یا دس ارب کا گھی دیتے ہیں تو ہم اس میں سے آپ کو اتنے سالوں کے لئے اتنے پیسوں کی چھوٹ دیں گے تو وہ مل مالکان ایسا ضرور کریں گے، اس charm سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے اور اس سے ان آفت زدہ لوگوں کی مدد بھی ہو جائے گی۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ واقعی دو ہزار روپے کا خیمہ آٹھ ہزار روپے تک چلا گیا۔ جب ہم نے خیموں کے لئے رابطہ کیا، ہم نے وہاں پر متاثرہ علاقوں میں پانچ سو خیموں کا ایک گاؤں بسانے کا پروگرام بنایا ہے اور اب تک اڑھائی سو خاندانوں کو پچاس پچاس خیموں کے گاؤں بنا کر بسایا جا چکا ہے۔ کل جب میں نے مزید خیمے خریدنے کے حوالے سے بات کی تو وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کو خیمے نہیں دے سکتے، حکومت نے ہمیں آرڈر دیا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میں حکومت کا حصہ نہیں ہوں، میں تو بطور انسان، تنظیم کے ایک ورکر کے طور پر خیمے حاصل کرنا چاہتا ہوں اس پر انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر آپ نے خیمے لینے ہیں تو اب آٹھ ہزار روپے کا خیمہ آپ کو 13 ہزار روپے میں ملے گا کیونکہ ہمیں حکومت نے پابند کیا ہے کہ جب تک ہماری سپلائی پوری نہیں ہو جاتی کسی دوسرے کو خیمے مہیا نہیں کرنے تو جو بحالی کے کاموں میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں ان mill owners کو تھوڑا سا charm ضرور دینا چاہئے۔

MR. ACTING SPEKAER: Time is extended for further half an hour.

ذرا آپ مختصر کریں کیونکہ ابھی کافی ممبران نے بات کرنی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جی بہتر ہے، میں مختصر کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں بین الاقوامی برادری، تمام ملکی اور غیر ملکی این۔جی۔اوز اور تمام امدادی ٹیموں کا پاکستان کی عوام کی طرف سے تہہ دل سے شکر گزار

ہوں۔ میں All Pakistan Minority Alliance کے پلیٹ فارم سے، اس ایوان کے پلیٹ فارم سے جو کہ عددی لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا ایوان ہے بین الاقوامی برادری سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کار خیر میں اور نمایاں انداز میں حصہ لیں، ان تمام مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں جن کا سامنا زلزلہ زدگان کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ اگر ہم سب سیاسی وابستگیوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے بحیثیت انسان نہ صرف ایک مسلمان بلکہ بطور انسان نہ صرف ایک مسیحی بلکہ بحیثیت انسان کام کریں گے تو یہ سب مشکلات حل ہو جائیں گی۔ ہمارا ایمان ہے کہ متحد ہو کر خدا کے فضل سے ہم بڑی سے بڑی آفت کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے مقرر جناب تنویر اشرف کائرہ!

جناب تنویر اشرف کائرہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی یہ تجویز بہت اچھی ہے کہ ریلیف کمشنر کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے اگر آپ حکومت کو اس بابت ہدایت دیں تو کل وہ یہاں پر آ بھی سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کو convey ہو گیا ہے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! یہ earthquake کا disaster بہت بڑا disaster ہے نہ صرف ہمارے ملک بلکہ پوری دنیا میں اس کی بہت کم مثالیں ہیں۔ جب بھی اس قسم کا کوئی disaster آ جاتا ہے تو بہت ہی high level کی collaboration کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ collaboration, Local Communities, Citizen Sector Organizations, International Relief Organizations, Government and Military Units میں چاہئے ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں ان تمام organizations میں coordination کی کمی ہے۔ علاوہ ازیں ان میں lack of communication and lack of planning ہے۔ ہماری حکومت کو چاہئے کہ وہ اس میں collaboration کے لئے communication and planning پیدا کرے۔ اس قسم کے حادثات سے نمٹنے کے لئے ہمارے ہاں experts نہیں ہیں، management crisis کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ properly کام نہیں کر رہا لہذا اس کو effective بنایا جائے۔ اگر ہمارے ملک میں experts نہیں ہیں تو ہمیں باہر سے منگوانے چاہئیں کیونکہ اس وقت time is the essence اب سردی کا موسم آ رہا ہے، یو۔این۔او کے بیان کے مطابق جتنی ہلاکتیں ابھی زلزلے سے ہو چکی ہیں اگر وقت پر خیمے اور دوسری ریلیف اشیاء نہ ملیں تو اس سے زیادہ ہلاکتیں

ہونے کا احتمال ہے۔ ہم سب نے دیکھا ہے کہ عوام نے حکومت اور حکومتی اداروں پر اعتماد نہیں کیا اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ عوام اب یہ سمجھتی ہے کہ جن لوگوں کو ووٹ دے کر ہم منتخب کرتے ہیں وہ ہمارے نمائندے نہیں ہیں۔ عوام یہ بھی سمجھتی ہے کہ نہ تو ہم ان حکومتوں کو بنا سکتے ہیں اور نہ ہی ہٹا سکتے ہیں اس لئے عوام نے لاتعلقی اپنائی ہوئی ہے۔ ہر شخص نے اپنے طور پر یہ کوشش کی ہے کہ میں relief goods لے کر خود ذاتی طور پر پہنچوں بجائے اس کے کہ کسی ادارے کو دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کائرہ صاحب! عوام نے لاتعلقی نہیں بلکہ بڑا interest show کیا ہے آپ عوام کو خراج تحسین پیش کریں۔ جتنی پاکستانی عوام نے خدمت کی ہے انھیں اس پر سلام کرنا چاہئے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! بلا شبہ آپ درست فرما رہے ہیں عوام نے بہت خدمت کی ہے۔ ہر آدمی نے کوشش کی ہے کہ وہ relief goods لے کر جائے یا پھر صرف ان لوگوں کو یہ اشیاء دیں جن پر وہ بھروسہ کرتے ہیں۔ انھوں نے صرف community based organizations پر بھروسہ کیا ہے عوام نے حکومت یا دوسرے اداروں پر trust نہیں کیا۔ سونامی میں جو حادثہ ہوا ہماری حکومت نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا اور ہم نے ایسے کوئی measures نہیں لئے کہ جس سے ہم اپنے system کو upgrade کرتے۔ اس کے علاوہ حکومت کی امداد اسلام آباد اور مظفر آباد کے علاوہ باقی سارے علاقوں میں 30 گھنٹوں کے بعد پہنچی ہے جبکہ United Kingdom کی ایک rescue team اگلے دن صبح یعنی 24 گھنٹے کے اندر اندر پاکستان میں پہنچ چکی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شروع میں ہماری حکومت نے کس سستی سے کام کیا ہے۔ ہمارے بہت سے ممبران نے نشاندہی فرمائی ہے کہ ہمارے پاس تو بعض معمولی اور بنیادی اشیاء بھی موجود نہیں تھیں۔ مثال کے طور پر سریا کاٹنے والے اوزار تک موجود نہیں تھے۔ تربیت یافتہ کتے یا اس قسم کی دوسری چیزیں جو کہ earthquake کے ریلیف میں کام آتی ہیں وہ ہمارے ہاں موجود نہیں ہیں۔ آج ہماری عوام یہ سمجھتی ہے کہ ہمیں F-16 طیاروں کی بجائے helicopters کی ضرورت ہے۔ ہماری عوام یہ سمجھتی ہے کہ ہمیں ایٹم بم کی بجائے Ambulances کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں حکومت کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ 2001 میں انڈیا گجرات میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا جس کے نتیجے میں کم از کم ایک لاکھ سے زیادہ اموات ہوئیں۔ وہاں پر ریلیف آپریشن کے بعد جب rehabilitation کا کام شروع ہوا تو انھوں نے وہاں پر ایسے گھر بنائے، ان میں ایسا material استعمال کیا جو کہ earthquake proof and cyclone proof تھا۔ وہ ایسے low

cost houses تھے کہ جن کی lifeصرف دو سے تین سال تھی۔ان میں جو materialاستعمال ہوا تھا وہ دو تین سال بعد بھی permanent housesمیں استعمال کیا جا سکتا تھا تو ہماری حکومت کو بھی اس قسم کی پالیسی اپنانی چاہئے،ایسے materials introduce کروانے چاہئیں تاکہ موسم کی شدت سے بچاؤ ممکن ہو سکے۔ اس کے علاوہ ہم نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ پنجاب کے چار ہزار سکولوں کی عمارتیں خطرناک قرار دے دی گئی ہیں اگر اس قسم کے زلزلے کے مزید جھٹکے آئے تو ہمارے ان بچوں کا جو کہ سکولوں میں پڑھ رہے ہوں گے،کیا بنے گا؟اس کے متعلق حکومت کو ضروری اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ اس کے علاوہ ساتھ ہی جو پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ بن رہی ہے یہ بھی earthquake proof ہونی چاہئے اس میں آپ خود توجہ دیں اور چیک کریں کہ اس قسم کا میٹریل نہ لگے کہ کہیں کل کسی حادثے میں یہ بلڈنگ بھی نہ جاتی رہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:اب وقفہ نماز کے بارے میں آپ سے رائے لی جاتی ہے کہ آپ انفرادی طور پر نماز پڑھنا چاہیں گے یا وقفہ کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات:جناب سپیکر!wind upکر لیں،بعد میں نماز پڑھ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!پندرہ منٹ چلا کر ختم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کیونکہ نماز کا وقت ہو چکا ہے لہذا جن صاحبان نے نماز پڑھنی ہے وہ جا کر نماز پڑھ لیں اور کارروائی جاری رکھتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!آج ایوان میں زلزلہ زدگان پر بحث کرنے اور تجاویز دینے کا مقصد یہ تھا کہ گورنمنٹ کچھ نوٹ کرتی،گورنمنٹ کی گیلری میں کچھ لوگ بیٹھے ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم:جناب سپیکر!ہم بیٹھے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!جناب ظہیر صاحب اور چودھری شفیق صاحب ہیں۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں،reallyمیں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کے دل میں جو درد ہے، آپ نے زلزلہ زدگان کے لئے جو کچھ کیا ہے یا پچھلے اجلاس میں کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ ہوا ہے یا جو کچھ آپ نے کیا ہے یا جو آپ کے جذبات ہیں ان کا کوئی مول نہیں ہے، اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ یہ سب کے جذبات ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں کہوں گا کہ سب دوستوں کو ایک ایک، دو دو منٹ دے کر ختم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ جس صاحب نے نماز پڑھنی ہے وہ جا کر انفرادی طور پر نماز پڑھ آئے ہم کارروائی کو جاری رکھتے ہیں۔ اب میں خانزادہ صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم، عمل درآمد اور رابطہ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا جب 8 تاریخ کو یہ سانحہ ہوا تو میں ادھر ہی تھا۔ اس کے بعد بھی مجھے موقع ملا کہ میں چار پانچ دن کے لئے ادھر جاؤں۔ جب میں چار پانچ دن کے لئے گیا ہوں تو میں بطور وزیر یا officially نہیں گیا بلکہ as a worker گیا ہوں۔ یہ جو 8 تاریخ کا سانحہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس دنیا کی یہ ایک unprecedented tragedy ہے جو کہ پاکستان کی سر زمین پر ہوئی ہے۔ اس میں جو casualities ہوئی ہیں، اس میں جو wounded ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک ان کی figures درست نہیں ہیں اس لئے کہ جب میں بالاکوٹ تھا اور وہاں سے آگے پارس اور کاغان ویلی گیا۔ میں جہاں پر بھی گیا وہاں جو لوگ بچے تھے انھوں نے مجھ سے بات کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہاں پر ہزار آدمی دبے ہوئے ہیں، یہاں پر دو ہزار آدمی ہیں۔ بالاکوٹ میں ابھی تک 30 ہزار آدمی اس ملبے کے نیچے پڑے ہیں۔ یہ میری اپنی رائے ہے کہ this number exceeds hundred thousands اور اگر آپ اس میں مظفر آباد، باغ اور باقی scattered علاقے کی count casualities کریں تو یہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔

جناب والا! یہ وہ وقت نہیں کہ جب ہم آپس میں ایک دوسرے پر تنقید کریں کہ فلاں ٹھیک کام نہیں کر رہا یا فلاں یہ کر رہا ہے۔ جب میں 8 تاریخ کو ادھر گیا تو وہاں پر ایک افراتفری تھی اور مجھے یہ وہی افراتفری یاد آئی جو قرآن میں دی گئی ہے کہ جب پہاڑ روئی کی طرح اڑیں گے، زلزلے آئیں گے لوگوں کو کسی کی فکر نہیں ہو گی exactly میں نے وہی چیز ادھر دیکھی۔ وہاں پر میں نے فوج کے لوگ بھی دیکھے لیکن ان کو بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہم ادھر کیا کریں۔ پوری آبادی باہر تھی تقریباً یہ چار بجے

سے شروع ہوا تو وہاں پر بارش اور hail storm شروع ہوا۔ میں وہاں پر تھا اور وہاں سے بھاگ رہا تھا کیونکہ افراتفری شروع ہو گئی تھی اور یہ rumours بھی شروع ہو گئی تھیں کہ اب یہاں پر دوسرا زلزلہ آنے والا ہے لیکن پھر اس کو جس اچھے طریقے سے پریس اور الیکٹرانک میڈیا نے project کیا اور یہ وہ ٹائم تھا کہ قوم کو پتا چلا کہ اس علاقے میں کوئی بہت بڑی آفت آئی ہے۔ کراچی سے لے کر لنڈی کوتل تک جس کو بھی موقع ملا جس کے پاس جو تھا اس کی نیت یہی تھی کہ میں جلد از جلد وہاں پہنچ کر لوگوں کی خدمت کر سکوں۔ میں نے پہلی بار یہ جذبہ دیکھا ہے۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سانحہ میں نہ پولیٹیکل حکومت نے اس قوم کو lead کیا اور نہ ہی فوج نے lead کیا بلکہ پاکستان کی عوام نے اس قوم کو lead کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان کی عوام اتنی motivated ہو گئی کہ جب میں ادھر گیا تو دیکھا کہ لوگ قبریں کھود رہے تھے، لوگوں کے کندھوں پر کفن تھے، چھوٹی چھوٹی بچیاں جو رو رہی تھیں جن کے والدین تھے نہ بھائی تھا۔ انھیں اٹھائے ہوئے کوئی ان کو دودھ پلا رہا ہے، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کدھر سے آئے ہو تو کوئی کہتا ہے کہ میں کراچی سے آیا ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میں لنڈی کوتل سے پہنچا ہوں اور میں نے یہاں پر رہنا ہے۔ میں نے جو جذبہ دیکھا ہے میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ پاکستان نے دنیا میں کسی سے بھی مار نہیں کھانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! disasters کے لئے پاکستان کی فوج کی flood contingency ہے جو 1947 سے بنی ہے اور اس کی یہ contingency ہے، پوری ڈویژن کو پتا ہے، کور کو پتا ہے اور یونٹ کو پتا ہوتا ہے کہ جب فلڈ آئیں گے تو ہم نے کیا کرنا ہے۔ جون میں سب تیار ہو جاتے ہیں اور اگر جولائی یا اگست میں فلڈ آئیں تو وہ اس کو counter کرتے ہیں لیکن اس قسم کی devastation کا تو کبھی کسی نے سوچا ہی نہیں تھا اس لئے پاکستانی فوج بھی اس کے لئے تیار نہیں تھی لیکن جس fitness اور سپیڈ سے اپنی بیرکس سے نکل کر ان علاقوں میں پہنچی ہے اور جو انھوں نے خدمت کی ہے میں اس پر on the floor of the House پاکستانی فوج کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

خاص طور پر جس طرح آرمی ایوی ایشن کے پائلٹس نے کام کیا ہے اور وہ untiring efforts کے ساتھ ان valleys میں گئے ہیں اور انھوں نے ایسی ایسی جگہوں پر casualities allocate کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ peace time میں even that helicopter will not be allowed to fly in that valleys میں خود ایک ہیلی کاپٹر میں تھا۔ ایک

casualityایسی جگہ پڑی تھی کہ پائلٹ نے چار دفعہattempt کیااور یقین کیجئے کہ ہیلی کاپٹر میں یہ سماں تھا کہ ہم نے واپس نہیں جانااور پانچویںattempt پرcasuality کو pick کر کے فیلڈ ہسپتال میں لایا گیااگر میں آپ کو عوام کی بہادری، فوج کی بہادری این۔جی۔اوزاور مذہبی گروپوں کی بہادری کی داستانیں سناؤں تو پھر ہماری پوری شام یہیں پر گزر جائے گی۔

جناب سپیکر!کوتاہیاں ہوئی ہیں،loopholes آئے ہیں لیکن ہم نے ان سے سیکھنا ہے اگر ہم ان سے نہ سیکھیں تو پھر حکومت پر تنقید ہو سکتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے چاہے اس میں جنرل پرویز مشرف صاحب ہیں، چاہے ہمارے وزیر اعظم صاحب ہیں، چاہے ہمارے پنجاب یا دوسرے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ ہیں ان کی انتھک محنت اور اپیلوں کی وجہ سے جو international donations آئی ہیں جو international world mobilization ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک دنیا کے کسی سانحہ میں international world moblize نہیں ہوئی جو آپ کے لئے ہو رہی ہے۔ چاہے وہ نیٹو فورسز نظر آ رہی ہیں، وہ اپنی پوری مشینری، پورے equipments اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ادھر آ رہی ہیں تاکہ ریلیف اور rehabilitation میں آپ کی مدد کر سکیں۔ان کے پاس جدید طریقے کے filteration plants اور دوسری چیزیں ہوتی ہیں اور وہ ہماری مدد کر رہے ہیں۔میں یہاں پر اپنے اقلیتی بھائیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں خود جا کر ملا ہوں اور میں نے جگہ جگہ دیکھا ہے کہ ہمارے کرسچئن بہن بھائی جو وہاں پر کام کر رہے تھے اور جو ہر جگہ اور ہر موقع پر موجود تھے۔خاص طور پر ایوب میڈیکل ہسپتال میں جب میں پہنچا تو وہاں پر ان کی تعداد ان گنت تھی۔ وہ لوگوں کی وہاں پر خدمت کر رہے تھے، زخموں کو صاف کر رہے تھے اور ہر طرح سے ان کی مدد کر رہے تھے۔

جناب والا!میں وہاں پر فوجی کیمپ میں بھی گیا وہاں پر ان کو کچھ problems تھی۔لوگ لائنوں میں کھڑے تھے،ان فوجیوں کو یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ آیا یہ آدمی متاثرہ ہے اور اس علاقے کا ہے یا یہ پنڈی سے آیا ہے یا کہیں اور سے relief goods لینے کے لئے آیا ہے؟ ان کو میں نے یہ suggestion دی میں نے کہا دیکھیں یہاں پر ایک لوکل حکومت ہے، یہاں پر ناظم ہے، یہاں پر نائب ناظم ہے جو ابھی منتخب ہو کر آئے ہیں اس کے علاوہ یہاں پر ممبران ہیں آپ ان سب سے ملیں، ان سب کو یہاں پر اپنے ساتھ بٹھائیں تو وہ آپ کو اس سلسلے میں assist کریں گے۔انہوں نے میرا یہ پوائنٹ ایک دم رجسٹر ڈ کر لیا۔اگلے دن میں نے وہاں پر دیکھا کہ ناظمین بھی موجود تھے، نائب ناظمین بھی

earthquake موجود تھے تمام منتخب لوگ وہاں پر موجود تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ہم نے disaster کا plan relief یا اس کا operational procedure ہے جو کہ فوج کے پاس ہوتا ہے انشاء اللہ وہ بھی بنے گا لیکن میں اس ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ چاہے وہ اپوزیشن کا آدمی ہو، چاہے وہ حکومت کا آدمی ہو چاہے وہ این۔جی۔اوز کا ہو، چاہے وہ باہر کا ہو ہر ایک نے وہاں پر اپنا فرض ادا کیا ہے اور انشاء اللہ ادا کرتا رہے گا۔ میری یہ اپیل پریس کے ذریعے ہر ایک سے ہے کہ ٹی۔وی پر جب آپ دیکھتے ہیں یا ریڈیو پر سنتے ہیں یا اخبار میں پڑھتے ہیں وہ اور طریقے سے ہوتا ہے لیکن جب آپ on the site جاتے ہیں اس کی dimensions مختلف ہوتی ہیں تو میں اپنے تمام ایم۔پی۔ایز اور ایم۔این۔ایز سے یہ اپیل کروں گا کہ عید آ رہی ہے کیوں نہ ہم وہاں پر جائیں اور یہ عید ہم ان لوگوں کے ساتھ گزاریں بطور ایم۔پی۔اے نہیں بلکہ ایک ورکرز کی حیثیت سے ان کے پاس جا کر بیٹھیں، ان کے ساتھ ہم عید کی نماز پڑھیں، کیونکہ وہ بھی ہماری بیٹیاں ہیں، ہماری بہنیں ہیں، ہمارے بچے ہیں۔ تو کیوں نہ ہم ادھر جائیں اور یہ عید ہم ان کے ساتھ منائیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ دن اگر ہم ان کے ساتھ گزاریں گے تو ان کو یہ پتا چلے گا کہ پوری حکومت اور اپوزیشن ہمارے علاقے میں آئی ہے اس سے ان کا بھی moral بڑھ جائے گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں ڈاکٹر سامیہ امجد سے کہوں گا کہ وہ اظہار خیال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں جو اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں وہ میں سردار سکندر حیات کے نام اور اس کی اس برباد قوم کے نام کرنا چاہتی ہوں جو officially پنجاب اسمبلی سے وہاں جائے۔ وہ رشتے میں میرے بھائی بھی ہیں اور مجھے دکھ ہے۔ آج میں نے ان کو ensure کروانا ہے کہ ان کی یہ بہن پنجاب اسمبلی سے ان کو ensure کرنے کے لئے، ان کے دکھ میں شامل ہونے کے لئے پیغام بھیج رہی ہے۔ طارق کیانی صاحب نے بہت ہی پیاری باتیں کیں۔ واقعی جہاں پر آج ہم نے بہت ساری ایسی باتیں کی ہیں کہ یہ کرنا ہے اور یہ نہیں کرنا، وہاں پر جو چیزیں ہمیں نظر نہیں آ رہیں یہ مسائل ایک iceberg کی طرح ہیں۔ اس وقت صرف دس فیصد مسائل ہمارے سامنے ہیں اور جو اس کی گہرائی ہے اس میں ان کی جو wisdom ہے میں آپ کی اجازت سے ایک نظم کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:

تھا وہ نیلم کا کنارہ

جہاں پتھروں سے تراشا میرا شہر تھا

ہنستا بستا تھا محلہ ہمارا
وہاں آتے جاتے گلے ملتے ملاتے تمام راستوں کا گزر تھا
وہاں بوہڑ کا تھڑا تھا
کہ جس کے پتھروں کی درزوں کی خوشحال مٹی میں گل کھل رہے تھے
رنگ رنگ ہنستے حیات ان کی خوشبو سے مہک رہی تھی
اور بوہڑ کا درخت
تھا ایک معمر شفیق جہاں دیدہ بوڑھا
جو باہیں پھیلائے سورج سمیٹے
نرم سبز پتوں کی دھیمی سرسراہٹ کی نغمگی میں
ان گنت پھلوں میں
نئی زندگیوں کا وعدہ سمیٹے
ہم سب پر گھنی چھاؤں کئے تھا
اس رات میں
جام جم پر یک ٹک نظریں جمائے
اپنے بابل کے گھر میں گئی تھی جہاں بچپن کے خفیہ لمحوں میں
کہکشاؤں کے سارے ستارے اتر آتے تھے
مگر آہ!
فرشتہ اجل زلزلہ بھونچال وہاں پھر گئے تھے دریائے نیلم کے مست پانیوں میں
لہو بہہ رہا تھا
مرمریں سنگ کے چندن بدن پر خون کے چھینٹے جم چکے تھے
ویران ویران
بے در گھروں کی چھتوں سے آسمان جھانکتا تھا
سہاگن خوشبو

سے لبریز پھولوں کے دلہن چہرے مسخ ہو چکے تھے
برباد گلیوں کے خم پر حیات
برہنہ سر و آبلہ پا نوحہ کناں تھی
زمین تھی بگولہ
مٹی بھی کہتی لہو لہو تھی زیست کیسی دھواں دھواں تھی
کٹتا تھا کلیجہ
کہ مادر مٹی خود اپنے دلارے جواں مرگ بیٹوں کی قبر ہوئی تھی
آج میرے آنسوؤں سے یہ کہہ دو
دوبارہ جی اٹھنے کی مست دیوانہ جرأت
آج میرے آنسوؤں سے یہ کہہ دو
کہ دوبارہ جی اٹھنے کی مست دیوانہ جرأت
کبھی بھی، کہیں بھی، کسی بھی بازار میں بکتی نہیں ہے
اور حوصلوں کی بلندی
یا حُب کے فسانے کس کے لئے کوئی لکھتا نہیں ہے
سو میرے قلم کو قید و بند کے
حصار کو آج توڑنا ہی ہوگا
اور بے دھڑک ہو کر ہواؤں میں ایسا راستہ تراشنا ہوگا
جو نئی زندگی تلک پہنچتا ہو!
سانس پھر سے لے لیتا ہو!
سجدہ شکر ادا کر دیتا ہو
تیرے نام پر دوبارہ جی اٹھتا ہو

جناب عالی! آج میرا صرف پیغام یہی ہے کہ ہمیں اللہ کا اس حال میں بھی شکر ادا کرنا ہے اور دوبارہ جی اٹھنے کی ہمتوں میں ان کا ساتھ دینا ہے۔ میں پُرزور اپیل کروں گی ہر فرد، ہر این۔جی۔اوز، ہر شخص، ہر بندے کو اور میں اس چیز کا اعلان کرتی ہوں کہ ہمیں، جنرل مشرف صدر پاکستان پر پورا اعتبار ہے haphazard کرنے کی بجائے صدر کے ریلیف فنڈ میں آپ لوگ دل کھول کر عطیات دیں

تاکہ سسٹم اس طریقے سے چل سکے کہ فوج اور جنرل مشرف کی قیادت میں ہم کشمیر کو reconstruct کریں اور آئندہ آنے والے وقت کے لئے ہم ان کے ساتھ ساتھ چلیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ قدسیہ لودھی!

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! ادھر بھی وقت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سب کو میں نے وقت دیا ہے اب حکومت کی طرف سے دوسرا سپیکر بول رہا ہے۔ آپ لوگ بھی بیٹھیں آپ اگر چلے گئے تو پھر کون سنے گا؟ سب کو موقع دیا جائے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ وہاں پر عید منائیں۔ ہم نے یعنی آل پاکستان بینار ٹیز الائنس نے پرسوں میڈیا میں بھی آیا تھا ہم نے لاہور میں پریس کانفرنس بھی کی تھی کہ شہباز بھٹی صاحب کے حکم پر ہم عید بالاکوٹ میں گزاریں گے۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ جتنے بھی ہمارے ممبران ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک چیز آ گئی ہے اب اس کو بعد میں discuss کریں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم اس دفعہ کرسمس بھی نہایت سادگی سے منائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ

وزیر خصوصی تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! پاکستان کی چاروں صوبائی اسمبلیوں میں سے پنجاب اسمبلی کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ پنجاب اسمبلی کی خواتین اراکین پارلیمنٹ نے، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ، مصباح کوکب صاحبہ اور میں ہم تمام لوگ اس علاقے میں گئے ہیں۔ بعد میں سندھ سے اور بلوچستان کے وفود بھی وہاں پر گئے۔ پاکستانی قوم اس وقت جس سکتے کی حالت میں ہے یہ غم کی وہ انتہائی بلندی ہے جس پر انسانی دل اور کیفیات بے بس ہو جایا کرتی ہیں۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے جاکر مظفر آباد، کوہالہ، مظفر آباد کے دور دراز کے پہاڑوں میں آباد گاؤں دریائے جہلم، دریائے نیلم کے گاؤں اور دریائے نیلم کے آگے جتنے گاؤں ہیں وہاں پر ہم نہیں جا سکے کیونکہ وہاں پر ابھی تک لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے راستے بند ہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پر امداد جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چکوٹھی، گڑھی دوپٹہ، گڑی حبیب اللہ، مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے جن علاقوں کا دورہ کیا وہاں پر یہی صورتحال سامنے آئی کہ ہم کسی بھی ایسے بڑے حادثے کے لئے تیار ہی نہیں تھے۔ اس علاقے میں زلزلہ آئے ایک صدی گزر چکی

ہے، پہلا زلزلہ اسی magnitude کا یعنی 7.6 کا 1555 میں آیا تھا اور اس کے بعد دوسرا زلزلہ 7.5 magnitude کا زلزلہ کانگڑہ اور پالم پور میں 4۔اپریل 1905 کو آیا۔اس کے بعد یہ ایک صدی ہونے کو آ گئی ہے اور اب پھر یہ اتنا بڑا زلزلہ آیا ہے۔

جناب والا! یہ active fault zone ہے اور This eartquake was deadly Humalian fault اس میں عمارتوں کو جس طرح سے بنانا چاہئے تھا ان کو اس طرح سے نہیں بنایا گیا۔اب جو صورتحال Indian Plates اور Urasian Plates کے حوالے سے ،اب ہم نے آگے جا کر آزاد جموں وکشمیر اور ہزارہ ڈویژن reconstruction کرنی ہے وہ اس بنیاد پر کرنی ہے کہ انسانی جانوں کا ضیاع اس طرح سے نہ ہو جس طرح سے ابھی ہوا ہے کہ آپ کا پاکستان کا یہ زلزلہ دنیا کے چند بڑے اول دوئم سوئم نمبر کے جو زلزلے ہیں کم از کم 26۔دسمبر 2004 کو جو سونامی آیا ہے اس کے بعد آنے والا دنیا کا یہ چوتھا بڑا زلزلہ ہے اور اس طرح کی صورتحال ہے۔میں حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے فوری طور پر by-laws بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور ایسے laws بنائے جائیں گے بلکہ ہمارے آنے والے اجلاس میں آ بھی رہے ہیں جس میں یہ دیکھا جائے گا کہ عمارتیں زلزلہ proof ہیں یا نہیں یا اس بارے میں زلزلہ کے حوالے سے کوئی اقدامات کئے گئے ہیں یا نہیں، safety measures adopt کئے گئے ہیں یا نہیں،اس چیز کو مدنظر رکھا جائے گا اس کے علاوہ ہماری جو سکول کی عمارتیں ہیں کیونکہ ابھی ہماری ان علاقوں میں ایک پوری نسل ملبے تلے دفن ہو گئی ہے،دب گئی ہے۔اب ان سکولوں میں پاکستان کے دوسرے زون کے سکولوں میں بچوں کو بچانے کے لئے اور خاص طور پر پنجاب میں لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ آپ سکولوں اور ان کی عمارتوں کا سروے کریں جہاں پر عمارتیں بوسیدہ ہیں ان کی دیکھ بھال کی جائے تاکہ آئندہ ہم اس طرح کی ناگہانی آفات سے محفوظ رہ سکیں۔

MR ACTING SPEAKER: Time is extended for further half an hour.

وزیر خصوصی تعلیم: ابھی جب ہم نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا تو ہم آزاد جموں اینڈ کشمیر یونیورسٹی کے ویمن سیکشن میں کھڑے تھے تو ہماری کیفیت کچھ عجیب سی تھی کہ جب انہوں نے یہ بتایا کہ اس ملبے کے نیچے کلاس رومز اور ہوسٹلز میں 1500 طالبات دفن ہو چکی ہیں اور انہیں ابھی تک نکال رہے ہیں۔فرنچ اور جاپانی ٹیمیں وہاں پہنچ کر انہیں نکال رہی ہیں اور پاکستان آرمی ان کو مدد فراہم کر رہی ہے۔میں یہ ضرور کہوں گی کہ جیسے پاکستان آرمی کو criticize کرنے کا جو ایک شیوہ اختیار کر لیا گیا ہے یہ غلط بات ہے۔آپ

دیکھ لیجئے کہ جب امریکہ میں قطرینہ طوفان آتا ہے تو اس وقت Amercian administration اتنی mismanagement کا شکار ہو گئی اور بالکل scattered ہو گئی، انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی اور وہ اتنی سرعت اور جانفشانی سے کام نہیں کر سکے جس جانفشانی سے امریکن آرمی نے وہاں کام شروع کر دیا۔ اسی طرح جب ہمارے اوپر یہ ناگہانی آفت آئی تو آپ کی پاکستان آرمی نے ان علاقوں میں جا کر چوبیس سے اڑتالیس اور اڑتالیس سے بہتر گھنٹوں کے اندر اندر کام شروع کر دیا ایسا نیوزی لینڈ اور نیو آئرلینڈ میں نہیں ہوا یہ چیز ہمیں سامنے رکھنی چاہئے۔ اس کے علاوہ 1965 کے بعد سے پاکستانی قوم میں پہلی مرتبہ یہ جذبہ پیدا ہوا ہے اور انہوں نے ایک قوم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ اس جذبہ بیداری کو جگائے رکھنے کی ضرورت ہے اور اس جذبہ بیداری کو جگائے رکھنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ وہاں پر آپ کے 30 لاکھ افراد homeless ہو چکے ہیں۔ ان homeless افراد کو وہاں پر آباد کرنے کے حوالے سے، نئے سرے سے ان کی زندگی شروع کرنے کے حوالے سے ہمیں اس جذبہ بیداری کی بہت زیادہ ضرورت بھی ہے۔ اس وقت مانسہرہ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں حکومت پنجاب کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے جدید طبی سہولتیں فراہم کی ہیں، ڈاکٹروں کی ٹیم روانہ ہو گئی ہے اور اس ہسپتال کو ایک کروڑ کا سامان فراہم کر دیا گیا ہے اور اگلے چھ ماہ تک مانسہرہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال حکومت پنجاب کے ڈاکٹروں کی نگرانی میں چلے گا اور چھ ماہ بعد جب ہمارے ڈاکٹر واپس آ جائیں گے تو وہ تمام جدید طبی سہولتیں اور آلات اسی ہسپتال میں دے دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی نگرانی میں بالاکوٹ میں فوری طور پر 50 بستروں کا ایک ہسپتال قائم کر رہے ہیں۔ پورے پنجاب میں اس وقت پنڈی سے لے کر رحیم یار خان تک کے ہسپتالوں میں 13000 بستروں کا اضافی بندوبست کیا گیا ہے تاکہ ہم انہیں ہسپتالوں میں فوری طور پر طبی سہولتیں provide کر سکیں۔ یہ وہ سارے اقدامات ہیں جو حکومت پنجاب نے اس وقت بھی لئے جب وزیر اعلیٰ باہر سے آ گئے اور اس وقت بھی لئے جا رہے تھے جب وزیر اعلیٰ بیرون ملک تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے اپنے صوبائی وزراء اور سول انتظامیہ سے بڑے احسن طریقے سے رابطہ رکھا۔ انہوں نے وزیر اعظم اور صدر آزاد کشمیر اور چیف منسٹر فرنٹیئر سے بھی رابطہ رکھا اور پنجاب سے جتنی امداد جا رہی ہے، امدادی سامان کے 1013 ٹرک گوجرانوالہ ریجن بھیج رہا ہے، فیصل آباد نے ابھی تک 1193 ٹرک بھیج دیئے ہیں، ملتان ڈویژن اس وقت 450 ٹرک بھیج چکا ہے۔ یہ سارے اقدامات آپ کی پولیٹیکل مشینری نے کئے ہیں اور آپ کی سول ایڈمنسٹریشن نے، آپ نے پولیٹیکل ایڈمنسٹریشن کی will سے کئے، So here the

political will prevail. یہاں پر جب پولیٹیکل لیڈر شپ کی بات آتی ہے تو پولیٹیکل لیڈر شپ کے تعاون اور حکم کے مطابق ہی یہ سارے اقدامات کئے گئے ہیں۔ باقی ان وادیوں میں جس قسم کے حالات اور موت کے قدموں کی آہٹ ہم نے محسوس کی ہے اس کے بعد جیسے احساس کے انداز بدل جاتے ہیں مجھے محسوس ہوا کہ دنیا کی یہ ساری رونقیں اور یہ ساری چیزیں وہاں پر جا کر آپ کو بالکل بے معنی لگتی ہیں اور لگتا ہے کہ جیسے آپ محسوس کرتے ہیں:

جس تار سے آنچل بنتا ہے
اس تار سے بنتا ہے کفن بھی

جناب سپیکر! میری اپنی تمام اراکین پارلیمنٹ خصوصاً خواتین بلکہ پنجاب کی آدھی آبادی سے یہ درخواست ہے بلکہ صوبہ سندھ، سرحد اور بلوچستان سے بھی درخواست ہے کہ اس دفعہ آپ نے عید کا اپنے لئے جو ایک جوڑا بنانا تھا اس کی بھی رقم آپ پریذیڈنٹ ریلیف فنڈ میں دیجئے تاکہ وہ ان حق داروں اور ان زلزلہ زدگان کو پہنچے جنہیں اس لمحے ضرورت ہے۔ ہمیں ایک سوٹ کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہاں پر ان بچوں، ان ماؤں اور ان بہنوں کو ضرورت ہے جو اس اندوہناک کیفیت میں ہیں۔ وہاں پر جو پہاڑ ٹوٹے سو ٹوٹے لیکن ہماری معصوم شہزادیوں پر درد کے جو پہاڑ ٹوٹے ہیں ان کو تو ہم بیان بھی نہیں کر سکتے۔ جب میں ایبٹ آباد سے واپس آ رہی تھی اور ان valleys کے scenes بار بار چل رہے تھے تو میں نے اپنی کیفیات کو ان الفاظ میں قلمبند کیا:

In the valleys of death,
I experienced suffering is one very long movement,
We can not divide it by seasons,
We can only record its mutts and cronical their returns.
Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد مشکور اور ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس واقعہ پر بولنے کا موقع دیا جس کی وجہ سے 8 تاریخ کو آزاد کشمیر ہل کے رہ گیا۔ یہ واقعہ اتنا اندوہناک تھا کہ جس وقت ہم لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آئے تو آپ یقین جانئے گا کہ جب کبھی زلزلہ آتا تھا تو بچے سے لے کر بڑے تک کلمے کا ورد شروع ہو جاتا تھا لیکن یہ زلزلہ کچھ اتنا زیادہ تھا کہ لاہور

میں بھی اس طرح محسوس ہوا کہ بیڈ چلنے شروع ہو گئے ہیں اور میں نے خود اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ مجھے کچھ ہو گیا ہے یا زلزلہ ہے تو اس نے کہا، نہیں زلزلہ ہے، میں بھی اس وقت کلمہ پڑھنا بھول گئی۔ (قہقہے)

اس میں ہنسنے کی بات نہیں ہے، یہ رونے کی بات ہے اور نہ ہی یہ تنقید کی بات ہے کیونکہ جب ایسے واقعات ہوتے ہیں، ہیروشیما پر جب یہ واقعہ ہوا تو وہاں پر لوگ اپنے صوفے اور کرسیوں سے لپٹ کر روئے تھے اور زبان سے کچھ نہ بول سکے تھے۔ ہم لوگ وہاں جائیں یا نہ جائیں لیکن میں سمجھتی ہوں اپوزیشن اور ہم لوگ ایک ہی گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے اوپر اس کا بہت زیادہ اثر ہے تو ہم سے زیادہ میرے بہن بھائیوں پر اس کا اثر ہے۔ آج میں نے اپوزیشن کی جو باتیں سنیں، وہ ٹھیک ہے تنقید تو ہوئی ہے، ہوتی ہے لیکن ان تنقیدی باتوں میں کہیں کہیں صحت مند باتیں بھی ہوئی ہیں۔ میں اپنی بہنوں محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ، عظمیٰ بخاری صاحبہ کی مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی تنقید کے بعد خاصی صحت مند باتیں بھی کی ہیں اور اس سے ہمیں سیکھنا چاہئے۔ اگر ہم میں کوئی کوتاہی ہے تو اس بات کو لے کر آگے بڑھنا چاہئے اور وہ کام کر لینے چاہئیں۔

جناب والا! جہاں تک ہماری اسمبلی کے لوگوں کا تعلق ہے، جہاں تک عوام کا تعلق ہے تو جو عوام نے قربانیاں دی ہیں جو ہم نے ٹیلی ویژن پر دیکھیں کہ ہمارے نوجوانوں نے کام کئے وہ ہمیں صدیوں یاد رہیں گے۔ جس طرح ٹوٹی پھوٹی عمارتوں کے نیچے سے لوگوں کو نکالا گیا۔ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ جانیں نہیں بچائی گئیں، جس میں بھی جتنا زور تھا اس نے ان جانوں کو بچانے کی کوشش کی۔ اس میں ہماری آرمی اور عوام واضح طور پر نظر آئیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بین الاقوامی لوگ جس طرح پہنچے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں بلکہ اس کتے کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جس نے سونگھ کر بتایا کہ یہاں پر زندگی کے آثار ہیں اور ان کو بچا لیا گیا ہے۔ ہم جہاں جہاں گئے، قدسیہ صاحبہ نے ذکر کیا کہ ہم ایبٹ آباد تک پہنچے اور جہاں کہیں ہمیں ضرورت مند لوگ نظر آئے جیسا کہ اپوزیشن نے بتایا کہ اوپر سے سامان گرتا ہے اور کئی جگہ پر آرمی جب سامان پھینکتی ہے تو لوگ اس کو پکڑ نہیں سکتے، وہ اونچائی پر ہیں۔ یہ بات درست ہے کیونکہ راستے اتنے دشوار گزار ہیں کہ وہاں پر اترنا ہی بہت بڑی بات ہے۔ ہم نے دیکھا کہ کچھ خواتین ایک پہاڑی پر کھڑی ہمیں دیکھ رہی تھیں جہاں ہم چھوٹے بچوں اور عورتوں کو اکٹھا کر کے نیچے سے اوپر بلانے کی کوشش میں تھے تو وہ عورتیں جب اتر کر آئیں تو ہم نے سمجھا کہ یہ بھی ضرورت مند ہیں لیکن وہ بہادر خواتین ہمیں مبارکباد دینے اتریں تو ہم نے ان سے پوچھا کہ

آپ خواتین اس وقت کہاں پھر رہی ہیں، کیا کر رہی ہیں؟ تو انھوں نے ہمیں کہا کہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن ہمیں تھوڑا سادہ سامان دیں جن کی ہمیں ضرورت ہے، ہمیں ماچسیں، موم بتیاں اور اگربتیاں دیں۔ جہاں تعفن تھا اس جگہ کے لئے ہم اگربتیاں بھی لے گئے تھے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کام پورے زور و شور سے حکومتیں، عوام اور آرمی مل کر کر رہیں ہیں۔آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دیر سے پہنچے ہیں، ہماری حکومت دیر سے پہنچی ہے تو اس کی ایک وجہ یاد رکھنی چاہئے کہ راستہ تو تھا ہی نہیں۔پہاڑ سے پتھر ٹوٹ کر سڑکوں پر آ گئے تھے جس کی وجہ سے وہاں سے گزرنا مشکل تھا۔اس وقت ہماری آرمی وہاں پر پہنچی اور انھوں نے وہ پتھر ہٹائے اور پھر عوام آہستہ آہستہ پہنچنے شروع ہوئے۔ میں اپنے محکمے کی ایک خاتون کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جو ضلع راولپنڈی میں آفیسر ہے۔ میں نے اسے کہا تھا کہ جیسے ہی راستے صاف ہوں تو آپ دوائیوں کی گاڑیاں بھر کر اور آپ کے پاس جو چار ڈاکٹر موجود ہیں وہ لے کر آپ کھڑی رہیں اور کوشش کریں کہ سب سے پہلے آپ وہاں پر چلی جائیں۔آپ یقین جانئے کہ آرمی کے بعد سب سے پہلے ہماری فیملی پلاننگ والوں کی گاڑی وہاں پر پہنچی۔ جب وہ گاڑی وہاں پر پہنچی اور ڈاکٹروں نے کام شروع کیا تو کسی طرح آزاد کشمیر کے صدر کو یہ بات پتا چلی تو انھوں نے فون کیا اور کہا کہ یہاں پر شیریں صاحبہ پھر رہی ہیں۔آپ نیلابٹ کی سروس لین پر آئیں جہاں پر کوئی بھی نہ پہنچ سکا لہٰذا یہاں پر آ کر دوائیاں دیں اور کھانے پینے کی چیزیں دیں تاکہ وہ لوگ زندہ بچالئے جائیں۔اس طرح چھوٹی چھوٹی بہت سی باتیں ہیں، قدسیہ صاحبہ نے چونکہ کافی دہرا دی ہیں ہم اکٹھے تھے۔ میری اپوزیشن بنچز سے یہ گزارش ضرور ہے کہ اگر نہیں گئے تو ضرور جائیں، ان کو بھی وہاں پر جانا چاہئے صرف یہاں پر بیٹھ کر باتیں نہیں کرنی چاہیئں۔وہاں جا کر جب حالات دیکھیں تو ابھی میرے بھائی نے ٹیلی ویژن کا بتایا تھا۔وہاں جا کر حالات دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ کافی بہتر ہو چکے ہیں لیکن ٹیلی ویژن اپنا کام بہترین کر رہا ہے، بچھڑے لوگوں کو ملا رہا ہے۔یہ بھی ایک بہت بڑا کام ہے۔ جہاں چیزیں نہیں پہنچ رہیں وہاں پر چیزیں پہنچانے کے لئے ہم لوگوں سے استدعا کر رہے ہیں، درخواست کر رہے ہیں۔ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے کہنا تو بہت کچھ تھا لیکن ٹائم کی قلت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم بیٹھے ہیں، آپ جو کہنا چاہتے ہیں بے شک کہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی تھوڑی دیر میں افطاری کا ٹائم ہونے والا ہے اور ابھی عصر کی نماز بھی پڑھنی ہے۔ میں آپ کو مختصراً عرض کروں گا اور جیسا کہ یہاں ذکر کیا گیا کہ 1905 کا جو زلزلہ تھا اس میں آرمی کا Best Infantry Division موجود تھا لیکن ہماچل پردیش کا وہ حصہ تباہ ہو گیا تھا۔ اس وقت اس زمانے میں وہاں 20 ہزار ہلاکتیں ہوئیں تھیں۔ اس وقت وائسرائے کی بیگم بھی زخمی ہوئی تھی لیکن اس زلزلے میں آرمی نے جتنی تیزی سے کام کیا اور عوام نے جتنی تیزی سے کام کیا وہ جتنا بھی یاد کیا جائے تو وہ تاریخ کا ایک حصہ رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ باتیں تو بہت ہوئیں، اپوزیشن والوں نے بھی کیں اور ادھر سے بھی ہوئیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عملاً کچھ کیا جائے اور میری یہ تجویز ہے کہ اب اس اسمبلی کا جتنا بھی tenure رہتا ہے۔ اس میں ہم میں سے کوئی بھی معزز رکن اب کوئی پیسا اسمبلی سے نہ لے اور وہ سارے کا سارا جو accrued پیسا ہے یعنی جو ہمیں آئندہ tenure میں جب تک ہے ملنا ہے وہ سارے کا سارا اس فنڈ میں دے دیا جائے اور rehabilitation میں دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس میں ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں پورے ایوان سے لوگ لئے جائیں وہ خود اس کو مانیٹر کریں، وہ ایوان کا پیسا ہو گا اور اس سے لوگوں کو rehabilitate کیا جائے تاکہ ان خاندانوں کو معقول رقم دی جائے۔ اگر ہمیں یہ پیسا بقایانہ بھی ملے گا تو میرا خیال ہے کہ کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن ان لوگوں کا بہت بھلا ہو گا اور ہم اپنی lip service سے باہر نکل کر کچھ practically بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے اپنے پاس سے جو کچھ کیا ہے اللہ اس کو قبول کرے لیکن آنے والے وقت کے لئے کچھ سوچنا چاہئے کیونکہ یہ declare ہو گیا ہے کہ یہ belts متحرک ہیں اس لئے لاہور کے اندر بھی یہ دیکھا جائے کہ جو عمارتیں صرف کمرشل ازم اور پروفیشنل ازم کے تحت کروڑوں اربوں کمانے کے لئے بنائی جا رہی ہیں ان high rise buildings کی تعمیر روکی جائے۔ ابھی ایک منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کہی تھی۔ انھوں نے کہا کہ زلزلہ کی پیشنگوئی نہیں ہو سکتی، ٹھیک ہے نہیں ہو سکتی لیکن ہم خود لاہور میں بھی کیا کر رہے ہیں؟ آپ کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ میری جیب میں ایک سرٹیفکیٹ ہے جو پنجاب گورنمنٹ سے مجھے آج ہی ملا ہے کہ گلبرگ کو زہریلا پانی پلایا جا رہا ہے۔ اب گلبرگ جیسا علاقہ، maximum tax paid علاقہ زہریلا پانی پینے پر مجبور ہے۔ ہم اس disaster کی بات تو کر رہے ہیں جو قوم کے ایک حصے پر

آیا ہے لیکن آج لاہور میں تقریباً ہر چوتھا پانچواں آدمی یرقان کا مریض ہے۔ میری جیب میں وہ سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ یہ پانی گلبرگ۔II سے لیا گیا ہے اور آپ حالات دیکھ لیں کہ بہترین علاقے میں یہ حالات ہیں تو باقی کیا ہوگا۔ high rise buildings دھڑا دھڑ بن رہی ہیں، لاہور میں بھی بن رہی ہیں، راولپنڈی میں بھی بن رہی ہیں اور ہر جگہ بن رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں کہنا تو اور بہت کچھ چاہتا ہوں لیکن میری آپ سے اور اس ایوان سے صرف یہ استدعا ہے کہ practically ایک کمیٹی بنائی جائے جو لوگ پیسا دے چکے ہیں شکر الحمدللہ دے چکے ہیں۔ اس کے باوجود میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ ایوان کو اپنے طور پر مزید پیسا جمع کرنا چاہئے اور اب ہمیں آئندہ سے کوئی پیسا حکومت سے کسی مد میں بھی نہیں لینا چاہئے۔ آپ کا بہت شکریہ

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی clarification ہے جس کو میں دہرانا چاہ رہی ہوں۔ میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ میری بہن نے بہت اچھی باتیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر اپوزیشن وہاں پر نہیں گئی ہے تو وہاں چلی جائے۔ میں صرف ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن پہلے دن سے سندھ سے لے کر سرحد تک سارے صوبوں میں سے پاکستان پیپلز پارٹی کی تمام تنظیمیں اور لیڈر گئے ہیں اور آزاد کشمیر میں already تنظیمیں موجود ہیں جو کام کر رہی ہیں اور اس وقت بھی پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے اور majority عید بھی وہاں کے بچے، بچیوں اور بہنوں کے ساتھ منائے گی۔ صرف ہم نے ایک کام نہیں کیا وہ یہ تھا کہ ہم کیمرے ARY, GEO اور پی۔ ٹی۔ وی کو ساتھ لے کر نہیں گئے ہم اپنے ضمیر کی خاطر وہاں پر گئے ہیں۔

محترمہ نسیم لودھی: ان کو بہت شک ہے ان کو وہاں بھیجئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! No cross talks ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں offend ہونے کی بات ہی نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے کوئی ایسی بات کی ہے۔ جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 8۔اکتوبر کا سانحہ ایک قومی سانحہ ہے اور یقینی بات ہے کہ اب جو تصویر بننے جا رہی ہے یہ اب ایک عالمی سانحہ کی صورت بھی اختیار کر رہا ہے۔ جس طرح 8۔اکتوبر کو یہ سانحہ ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا سائز اور جس طرح

سے یہ تباہی ہوئی ہے یہ ہمارے بس سے بھی باہر تھا اور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے سیکھنا چاہئے۔ 6-اکتوبر کو اگر کچھ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ ایک الیکشن رزلٹ آیا تو اس سے حکومت کا سائز بہت بڑا ہو گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زلزلے کا سائز اس سے بہت بڑا تھا۔ اس زلزلے نے جو تباہی مچائی اور جس طرح کے مسائل پیدا کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اکیلا ادارہ یا کوئی فرد واحد اس کو حل نہیں کر سکتا لیکن بحیثیت ایک قوم ہم اس کو حل کر سکتے ہیں۔ جس طرح سے یہاں بات ہوئی کہ قوم کو متحرک کرنے میں سب سے زیادہ رول میڈیا کا تھا، میں اس سے اگلے دن 9 تاریخ کو ٹی۔ وی دیکھ رہا تھا اس ٹی۔ وی چینل "آج" کا جو compere تھا ایک سکول کی بلڈنگ کے ملبے کے اوپر کھڑا تھا اور وہاں ایک خاتون بیٹھی رو رہی تھی وہ اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ بی بی! آپ کب یہاں آئی ہو تو اس نے کہا کہ میں صبح سے یہاں بیٹھی ہوئی ہوں۔ compere نے کہا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بچہ اس بلڈنگ کے نیچے ہے۔ ompere خود جاتا ہے اور بلڈنگ کا کچھ ملبہ سائیڈ پر کرتا ہے اور اس میں سے اس بچے کا بیگ نکلتا ہے۔ وہ بیگ کھولتا ہے اور اسے ماں کے پاس لے کر جاتا ہے۔ اس بیگ میں اس کا لنچ بکس اسی طرح سے محفوظ تھا اس کا جومیٹری بکس نکالتا ہے۔ جب وہ ماں اس بیگ کو پکڑ کر، لپٹ کر روتی ہے تو اس کی کاپی نکالتی ہے تو اس بچے نے ٹیڑھی میڑھی A.B.C لکھی ہوتی ہے۔ یقین مانیے کہ ایسا scene دیکھنے کے بعد میں خود سوچتا ہوں کہ اس قوم کا کونسا فرد ہو گا جس نے ایسے scene دیکھے ہوں گے اور اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں ہوں گے۔ یہ کیفیت پھرپوری قوم میں آئی ہے اور یہاں جس نے کروڑ، دو کروڑ روپے دیئے ہیں ہم وہ بھول سکتے ہیں لیکن میں ایک کیمپ کے باہر بیٹھا تھا تو یقین مانیے کہ ایک مزدور جو دو سو روپیہ دیہاڑی لے کر نکلا اس نے 20 روپے غلے میں ڈالے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم ان بیس روپوں کو نہیں بھول سکتی اس قوم کا یہ جذبہ تھا۔ میں یہاں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جیسے رانا ثناء اللہ صاحب نے ابتداء کی ہے کہ اس کو ایک قومی اتفاق رائے میں ڈھالنے کی ضرورت ہے، یہ سنہری موقع ہے بعض اوقات تخریب میں سے تعمیر کے پہلو نکلتے ہیں یہ قوم پر ایک موقع آیا ہے جہاں ہم نہ صرف ان علاقوں کی تعمیر کر سکتے ہیں بلکہ بحیثیت قوم تعمیر نو کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہاں میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ یہاں جب ہم کہتے ہیں کہ یہ بات کریں تنقید نہ ہو، اس زلزلے نے بہت سارے مسائل کو جنم دیا ہے، بہت سارے سوالات کو جنم دیا ہے۔ اگر وہ سوالات ہم یہاں نہیں اٹھائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا حل نہیں ہو سکتا اور ہم روزانہ کی پریکٹس میں دیکھتے ہیں۔ ابھی جب House چل رہا تھا تو آپ نے کہا کہ جو تقریر کر کے گئے ہیں ان کو یہاں بیٹھنا

چاہیئے تھا اور رانا صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ جو یہاں تقریر کر کے گئے ہیں ان کا نام لے لیں تو یقین مانیئے یہ ان کے تنقیدی سوال تھے اور اس کا اثر میں نے دیکھا کہ پانچ منٹ بعد راجہ بشارت صاحب House میں آ کر بیٹھ گئے۔ اگر کوئی سوال اٹھایا جاتا ہے تو اس میں اصلاح کا پہلو ہوتا ہے اور یقینی بات ہے کہ آج اپوزیشن نے جو سوال اٹھائے ہیں اس کو آپ تنقیدی نقطہ نظر سے مت دیکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سانحہ کا ایک جو انٹر نیشنل پہلو ہے اس پر آپ نظر دوڑائیں۔ جب سونامی آیا تو عالمی قوتوں نے 27۔ارب ڈالر اکٹھے کئے۔ آج کیا وجہ ہے کہ ہم نے اپنی تمام سروسز چاہے اس میں اپوزیشن تنقید کرتی رہی ہم نے عالمی دہشت گردی کے خلاف تمام تر سروسز ان عالمی قوتوں کو دیں اور آج ہم دہائی دے رہے ہیں کہ ہم پانچ چھ ارب ڈالر میں یہ سارا کچھ کر پائیں گے لیکن کیا وجہ ہے کہ اتنی دہائی اور اتنی سروسز دینے کے باوجود آج ہمیں پانچ ارب ڈالر ان عالمی قوتوں سے ملنے کی کوئی توقع نہیں ہے جن کی ہم پانچ چھ سال سے خدمت کر رہے ہیں۔ آج عالمی ادارے یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں زلزلے کا جو نقصان ہے اس سے یہ لگتا ہے کہ سونامی کو cross کر جائے گا۔ اپوزیشن کہتی تو آپ اعتراض کر سکتے تھے لیکن عالمی ادارے جب یہ کہہ رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سانحہ کا جو عالمی رخ ہے اس پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے۔ پہلے جب میں نے بات کی تو راجہ صاحب نے کہا کہ وہ پرویز مشرف صاحب کی شخصیت کی وجہ سے ہمیں امداد اور response مل رہا ہے اور آج وہ سارا expose ہو رہا ہے، وہ شخصیت بھی expose ہو رہی ہے اور وہ بین الاقوامی response بھی expose ہو رہا ہے کہ پانچ چھ ارب ڈالر کے لئے آپ دہائی دے رہے ہیں اور آپ کے وفد جا رہے ہیں لیکن پانچ چھ ارب ڈالر کے مقابلے میں صرف 53 کروڑ ڈالر کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے صرف ایک وجہ ہے کہ ہم جذبات سے نکل کر دیکھیں، دنیا میں جب بھی قوموں پر ایسے مرحلے آتے ہیں ایک ہی چیز ہوتی ہے کہ یہ ساری قومی قیادتیں ان مرحلوں سے آگے لے کر جاتی ہیں، میں کسی ایک قیادت کا نہیں کہتا۔ قوم نے اپنا فرض پورا کر دیا اگر ملک میں فقدان ہے تو قومی قیادتوں کا اور ان کی credibility کا ہے۔ آج اگر میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی بات کی جاتی ہے تو ٹھیک ہے ہمیں بہت سارے اعتراضات تھے لیکن آج قومی یکجہتی کے موقع پر ہم نے وہ سارے سوال اٹھانے بند کر دیئے۔ 8۔اکتوبر کا سانحہ ہونے سے پہلے اپوزیشن والے 12۔اکتوبر کو یوم سیاہ منانے کی call دے چکے تھے، قومی قیادت کا یہ ویژن تھا کہ یہ سانحہ ہو گیا ہے ہم اس قوم کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں، ہم نے 12۔اکتوبر کو یوم سیاہ کی بجائے یوم سوگ کے طور پر منایا۔ اس کے بعد ہم وہ سارے سوال اس House میں نہیں اٹھاتے کہ ہم اس ملک

کے پرویز مشرف کو اس ملک کا آئینی صدر نہیں مانتے ، قومی اسمبلی میں ہماری قیادت نے کہا کہ All Parties Conferenceاس ملک کا وزیر اعظم بلائے لیکن شوکت عزیز میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہAll Parties Conferenceبلائے، یہاں قوم سے خطاب جناب پرویز مشرف کرتے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے ایک خطاب ہو گیا۔ ہم چاہے مانیں نہ مانیں وہ صدارت کی کرسی پر براجمان ہے، اس کا حق تھا کہ وہ قوم سے خطاب کرتا لیکن جب اپوزیشن نے کوئی سوال اٹھائے تو اس کا جواب دینے کے لئے اس ملک کے وزیر اعظم کو قوم کے سامنے آنا چاہئے تھا۔ دوبار اس ملک کے جوار باب اختیار ہیں قوم سے مخاطب ہوئے ہیں اور ان دوبار میں سے ایک بار بھی اس ملک کے وزیر اعظم نے قوم کو اعتماد میں نہیں لیا اور قوم سے آکر خطاب نہیں کیا ہم یہ سوال بھی نہیں اٹھاتے ہیں۔ آج آخری دن ہے لیکن یہاں پر اپوزیشن کے کسی ممبر نے اس یکجہتی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ وہ لوگ جو ہمیں پچھلے تین سال سے اس اسمبلی میں یہ طعنے دیتے آئے تھے کہ اپوزیشن باہر سے ہدایات لیتی ہے، ٹیلیفون کے ذریعے صرف اپنی پارٹیوں کو چلانے کی کوشش کرتی ہے۔ ہم نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ مصیبت کے اس مرحلے میں، مصیبت کے اس کٹھن دور میں ٹیلیفون کے ذریعے صوبہ پنجاب کو گیارہ دن چلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم نے گیارہ دن اس Houseمیں باہر سے ہدایت لے کر اس صوبے کو چلانے کی کوئی بات نہیں کی، کوئی سوال نہیں اٹھایا ہے اس لئے کہ ہم سمجھتے تھے کہ اپوزیشن کو اس موقع پر بالکل تعاون کرنا چاہئے اور اس موقع پر اس طرح کی کشیدگی پیدا نہیں کرنی چاہئے لیکن یہ تاریخ کا حصہ ہیں جو ہمیں کہتے رہے کہ باہر سے ہدایت لے کر اپنی پارٹی کو کیوں چلاتے ہو؟ آج یہ جواب دیں کہ بڑے فخر سے آج ٹی۔وی پر باتیں کی جاتی ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں سے ٹیلیفون پر مجھے ہدایت دی۔ ایک منسٹر اٹھتا ہے کہ مجھے ہدایات دیتے رہے دوسرا منسٹر اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ہدایتیں دیتے رہے۔ آج ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے کہ تین سال یہ طعنہ دینے والے بتائیں؟ وہ تو صرف ٹیلیفون پر اپنی پارٹی کو چلاتے تھے۔ یہ جو سب سے بڑا صوبہ ہے اس کو گیارہ دن ٹیلیفون پر چلانے کی کوشش کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہم نے یہ سوال نہیں اٹھایا۔ ہاں! ٹھیک ہے کہ ان کی خاندانی مصروفیات بہت اہم تھیں اور دیگر مصروفیات جو ان کے بیٹے کے حوالے سے تھیں وہ بھی بہت اہم تھیں۔ ہم نے کوئی ایسی بات یا سوال نہیں اٹھایا۔ آج آخری دن ہے اور ہم نے کوئی سوال نہیں اٹھایا لیکن اگر سوال اٹھائیں گے تو اصلاح ہو گی۔ جو میں نے مثال دی راجہ بشارت صاحب کو تقریر کر کے کہا کہ کیوں گئے ہو؟ وہ اس

House میں آ گئے۔ آج C.M سے پوچھیں گے تو آئندہ کے لئے اس صوبے کا یا اس ملک کا کوئی C.M اور وزیر اعظم مصیبت کی اس گھڑی میں اس ملک کو اور اس صوبے کو ٹیلیفون کے ذریعے چلانے کی کوشش نہیں کرے گا اور اگر یہ سوال نہیں اٹھایا جائے گا تو آئندہ بھی اس ملک کو اسی طرح سے چلانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سانحہ کے بعد جو دوسرے مسائل اس قوم کو درپیش ہیں دو تین مسائل ایسے ہیں جن کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مختصر کریں کیونکہ روزے کا وقت ہو رہا ہے۔

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس بحث میں مت پڑیں، پلیز! آپ بیٹھیں۔ اس کا جواب چودھری ظہیر صاحب دیں گے اس لئے یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ Time is extended for further fifteen minutes.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جو بحالی کے کاموں میں فوج کا تعاون نہ لیتا ہو۔ میں بڑا واضح کہہ رہا ہوں کہ فوج کا تعاون لیا جاتا ہے ان کو آگے نہیں لگایا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ کا خیال ہے کہ فوج اس وقت کام نہیں کر رہی؟

جناب سمیع اللہ خان: ان کا تعاون لیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ فوج کام نہیں کر رہی؟

جناب سمیع اللہ خان: بہت کام کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کام کر رہی ہے تو اس کو خراج تحسین تو پیش کریں۔ اب آپ نے تمام فوج کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا ہے، یہ تو مناسب نہیں ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بحالی کا کام، تعمیر نو کا کام، فنڈز کے حصول اور اس کے اخراجات کا کام، اس قوم کے دل پر جو زخم لگے ہیں اس کو سینے کا کام کسی ملک کی فوج نہیں کر سکتی۔ یہ صرف قومی قیادتیں ہوتی ہیں جو اس طرح کے زخموں کو سیتی ہیں، ان کے زخم بھرتی ہیں اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح کے مراحل میں قوم کے ساتھ اور اپنی حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کا ہے اور پاک فوج نے یہ تعاون کیا ہے ہم کھلے دل کے ساتھ خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے بعد پاکستان کی معیشت کی جو حالت ہو گی اس پر غور کرنا چاہئے، مہنگائی بڑھے گی کہ جس کا ابھی یہاں پر بھی ذکر

کیا گیا، بے روزگاری میں اضافہ ہو گا۔یہاں پر تو اعداد و شمار کا کھیل اس طرح سے کھیلا جا رہا ہے۔ فیڈرل ریلیف کمشنر کہتا ہے کہ پنجاب 25ہزار مریضوں کے بستروں کا بندوبست کرے گا، یہ ریکارڈ پر ہے اور اگر یہ غلط ہو تو مجھے آپ جو سزا دیں بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔یہاں وزیر صحت کہتا ہے کہ 13ہزار مریضوں کے لئے بستر فراہم کرے گا یہ سارا اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ فی الحال 13ہزار کا بندوبست کیا گیا ہے اور مزید انتظام کیا جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! فیڈرل ریلیف کمشنر کہتا ہے کہ اگر کسی مریض کو ضرورت ہوئی کہ اس کو علاج کے لئے بیرون ملک بھیجا جائے تو ہم اس کا بندوبست کریں گے۔ وفاقی وزیر صحت کہتا ہے کہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہاں پر ہر قسم کی سہولت موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگلے دن ہمارے یہاں امریکن ایمبسیڈر آئے تھے اور اپوزیشن کے لیڈران بھی موجود تھے انہوں نے واضح کیا ہے کہ ایسی خدمات لائے ہیں کہ جو امریکہ یا برطانیہ میں موجود ہیں۔اس high standard کا کام یہاں پر ہو رہا ہے اس لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آخری بات یہ کہ اس حادثے میں سب سے زیادہ نقصان تعلیمی اداروں اور بچوں کا ہوا ہے۔یہاں پر اگر وزیر تعلیم ہوتے تو نوٹ کرتے مگر یہاں پر چودھری صاحب موجود ہیں وہ نوٹ کر لیں کہ یہ جو زلزلہ 8۔اکتوبر کو آیا، محکمہ تعلیم پنجاب نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق چار ہزار سکول ایسے ہیں جو متاثر ہوئے ہیں جن میں دراڑیں ہیں یا شگاف پڑ گئے ہیں ان میں سے رحیم یار خان میں 209 تعلیمی ادارے، شیخوپورہ میں 236، راولپنڈی میں 242، فیصل آباد میں 244، جھنگ میں 275، سیالکوٹ میں 282، میانوالی میں 203 اور لاہور میں تقریباً 150 کے قریب سکول ایسے ہیں کہ جن میں دراڑیں اور شگاف آ گئے ہیں۔اللہ نہ کرے کہ دوبارہ کوئی چھوٹا سا جھٹکا بھی آئے، پنجاب میں جو ہمارے بچے پڑھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس House میں کسی کا بچہ سرکاری سکول میں نہ پڑھتا ہو لیکن اس پنجاب کے غریب عوام کے بچے انہی چار ہزار سکولوں میں پڑھتے ہیں کہ جن کی رپورٹ محکمہ تعلیم نے دی ہے کہ یہ 8۔اکتوبر کے واقعہ کے حوالے سے damage ہو چکے ہیں۔ ہم یہاں پر یہ بھی مطالبہ کریں گے کہ اولیت دیتے ہوئے ان سکولوں کی مرمت کا بندوبست کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی مقرر محترمہ طاہرہ منیر!

محترمہ طاہرہ منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ 8-اکتوبر کا زلزلہ ایک قدرتی آفت ہے اور اس سے نمٹنے کے لئے حکومت اور غیر سرکاری تنظیمیں اپنی اپنی جگہ پوری کوشش کر رہی ہیں، عوام کا جذبہ بھی بہت شاندار رہا ہے۔ بیرونی امداد بھی شاندار رہی ہے لیکن وادی نیلم کے کئی علاقے اور تمام زلزلہ زدہ علاقے میں ڈیڑھ دو ہزار دور دراز کے گاؤں ایسے ہیں کہ جہاں ابھی تک لوگ ملبے کے نیچے دبے ہوئے ہیں یا انہیں خوراک یا امدد نہیں پہنچ رہی ہے۔ موسم خراب ہو رہا ہے اور راستے بند ہو چکے ہیں حکومت کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جیسے ایدھی ٹرسٹ کے بانی عبدالستار ایدھی نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر مارگلہ ٹاور کا ملبہ اٹھانے کی اجازت دی جاتی تو چھ سے آٹھ گھنٹے میں وہ یہ کام کر دیتے۔ اب بھی بی۔ بی۔ سی کی رپورٹ کے مطابق سات ہزار بچے بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور الحمدللہ اس سلسلے میں فوج اور دوسری تنظیمیں توجہ کر رہی ہیں لیکن یہاں حکومت کو چاہئے کہ وہ دوسری تنظیموں کو بھی اس کام میں منظم اور مربوط کرے۔ یعنی کہ سب لوگ ایک ہی رُخ پر منظم ہو کر کام کر سکیں تاکہ اچھا کام ہو سکے۔ حکومت اور نجی ادارے کے کام کو مربوط کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ اس سے امدادی سرگرمیوں میں تیزی آئے گی اور زلزلے سے بچ جانے والے لوگ بیماریوں سے اپنی جانیں نہ کھو بیٹھیں۔ یہ بہت بڑا امتحان ہے اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے غیر معمولی اقدامات کی ضرورت ہے مثلاً حکومت نے خیمہ بستیوں کا منصوبہ بنایا ہے لیکن اقوام متحدہ نے اسے ناقابل عمل قرار دیا ہے اور یہ سوچنے کی بات ہے کہ کیا پہاڑی علاقوں میں خیمہ بستیوں کا قیام مفید ثابت ہو سکتا ہے، یہ بستیاں طوفانی بارشیں اور برف باری کا لمبا سلسلہ برداشت کر سکتی ہیں؟ اس لئے یہاں پر فائبر کے گھر بنانے چاہئیں اور پاک فوج ہمیشہ قدرتی آفات سے نمٹنے کے لئے سول انتظامیہ کی مدد کرتی رہی ہے اور ضرورت ہے کہ امدادی کاموں کے لئے بھی وہاں پر مریضوں کو ایسے ہسپتالوں میں بھیجا جائے۔ پرائیویٹ تنظیمیں مثلاً الخدمت، پیپنم، الدعوۃ اور ایدھی ٹرسٹ کے رضاکار بھی یہ کام کر رہے ہیں تو اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے کہ جو جرائم پیشہ افراد وہاں پہنچ کر لوگوں کی مصیبتوں میں اضافہ کر رہے ہیں، تباہ حال گھروں میں بیٹھی خواتین کو اغواء کیا گیا ہے اور طبی امداد کے لئے آئے ہوئے ڈاکٹروں کو زخمی کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کے پیش آنے والے واقعات کا حکومت کو جائزہ لینا چاہئے۔ بچوں کو اغواء کرنے کے بھی واقعات سننے میں آ رہے ہیں تو ان تمام واقعات سے نمٹنا حکومت کی ذمہ داری

ہے۔ حکومت کے لوگ عوام، سماجی، سیاسی اور مذہبی تنظیموں کے تعاون سے اپنا فرض خوش اسلوبی سے نبھا سکتے ہیں۔ شکریہ

قائم مقام سپیکر: محترمہ کنول نسیم صاحبہ!

محترمہ کنول نسیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت اچھی تقاریر ہوئیں۔ 8-اکتوبر کا دن بھی ایک ایسا دن ہے جس کو بیان کرنا مشکل ہے اور ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں مختصراً اپنے عوام کو appreciate کروں گی کہ ان میں 1965 والا جذبہ نظر آیا اور کسی نے نہیں کہا کہ آپ کریں۔ میں نے اپنے گھر سے عوام کو دیکھا کہ وہ خود جا رہے تھے اور خود انہوں نے مدد کی لیکن میں اپنی تقریر میں صرف ان لوگوں کو اس لئے appreciate کروں گی کہ یہ کام ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ ابھی جاری ہے اور یہ جذبہ بھی جاری رہنا چاہئے۔ صرف تقاریر سے کام نہیں ہو گا بلکہ جو کردار میڈیا اور خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا نے کیا ہے اور جس طرح پاکستان ٹیلی ویژن، جیو، اے آر وائی اور یقین کریں کہ دوسرے الیکٹرانک میڈیا نے بچوں کی تصویریں دکھائیں اور جب بچے کہتے ہیں کہ میں بڑا ہو کر ایسا گھر بناؤں گا جو زلزلے سے نہ ہل سکے تو یقین کریں کہ دل دہل جاتا ہے۔ میں نے کل سعودی عرب کے ریلیف کیمپ کو ٹی۔ وی پر دیکھا تو میں سعودی عوام کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ہمارے درد کو جانا۔ جس طرح پاکستانی عوام کا ساتھ دے رہے ہیں اور جس طرح امریکہ ساتھ دے رہا ہے، جرمنی دے رہا ہے اور جاپان دے رہا ہے اور یہ سب قابل تعریف ہیں۔ ہمیں ان کی تعریف کرنی چاہئے اور اپنی وفاقی حکومت کی بھی تعریف کرنی چاہئے کہ جس طرح سے وہ کام کر رہی ہے۔ ہمیں اپنے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی بھی تعریف کرنی چاہئے اور یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ٹینٹ چاہئیں اور ابھی دوسری طرف سے خبر آ رہی ہے کہ برف باری ہو گی۔ میری ایک تجویز ہے کہ ان تمام لوگوں کو یہاں لے آئیں اور جب برف باری ختم ہو اور جب گھر بن جائیں تو انہیں وہاں شفٹ کر دیں اور صرف ٹینٹوں پر زور نہ دیں کہ ٹینٹ چاہئیں اور میں کل ٹی۔ وی دیکھ رہی تھی کہ انہوں نے کہا کہ بچے روتے ہیں اور رتے ہیں تو انہیں راولپنڈی لے آئیں، لاہور لے آئیں اور ہمارے گھر ان کے لئے حاضر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ عید سادگی سے منائیں اور جتنا ہو سکے توبہ استغفار پڑھیں تاکہ پاکستان کے عوام پر پڑی مصیبت کی گھڑی ٹل سکے اور میں نے دیکھا کہ ایک عورت رو رہی ہے اس کے ہاتھ میں پتھر ہے اور اس کے پاس بچے کی لاش ہے اور دوسرے کنارے پر تین بچے رو رہے ہیں اور وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ بی بی! یہ فوت ہو گیا ہے تو تم یہاں کیوں بیٹھی ہو اور اپنے ان تین بچوں کے

پاس جاؤ۔اس نے کہا کہ میں اپنے بچے کی لاش کتوں سے بچانا چاہتی ہوں۔ ہمیں یہ بھی خبریں مل رہی ہیں کہ وہ بچے جو لاوارث ہیں ان کو ہم خود own کریں لیکن میں یہ چاہوں گی کہ حکومت وضاحت کرے کہ وہ کس طرح کی پالیسی بنائے گی تاکہ لاوارث بچے جنہیں اپنے نام کا بھی صحیح پتا نہیں ان کو تحفظ مل سکے اور میں این۔ جی۔اوز کو بھی کہوں گی اور یہاں پر احسان اللہ وقاص صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ مختاراں مائی کے لئے ان کو درد تھا تو ان عورتوں کے لئے بھی درد پیدا کریں جو لاوارث ہو چکی ہیں اور جو بچے یتیم ہو چکے ہیں ان کے لئے صحیح طور پر پلاننگ ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے پاکستانی قوم اور پاکستانی فوج کے ان سپاہیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ریلیف کا کام کیا ہے۔ واقعی یہ سانحہ ہماری تاریخ کا ایک عظیم سانحہ ہے۔ few suggestions ہیں کہ ایک تو جو delay ہوا ہے یہ نہیں ہونا چاہئے تھا اور حکومت کو جہاں وہ کام کر رہے ہیں وہاں اپنی کوتاہیوں پر بھی نظر ڈالنی چاہئے۔ سب سے پہلے ہر آدمی فرنٹ پر نہیں ہوتا اور اگر کوئی پیچھے رہ کر بھی کام کر رہا ہوتا ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا رول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تو سب کا پتا ہے کہ کس نے کیا ہے اور کس نے کیا کیا ہے؟ میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہاں پر British کتوں کی باتیں کی گئیں اور امریکن کتوں کی باتیں کی گئیں تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ پاکستانی کتے کہاں تھے؟ وہ Dog Training Centres وہ Dog Breeding Sites جو جگہ جگہ پاکستان میں کھولے ہوئے ہیں وہ کہاں تھے؟ اس وقت جب ضرورت ہے because "A stitch in time saves nine" اور ایسے حادثات میں ایک ایک سیکنڈ پر اموات ہوئی ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ کہنا کہ امریکہ میں یہ ہوا، یورپ میں ہوا اور وہ cope نہیں کر سکے، ایسی بات نہیں ہے. Two wrongs cannot make one right! اپنی کوتاہیوں پر نظر ڈالنی چاہئے اور یہ صرف اسی وقت possible ہے جب یہاں پر صحیح نمائندہ حکمران ہوں جنہیں عوام کا درد ہو۔

جناب سپیکر! دوسری بات Rapid UK SM16 says اور اس طرح کی ایجنسیز آکر ہمیں سب سے پہلے ان لوگوں کا views دکھا سکتی ہیں تو ہمارے لوگ کہاں تھے اور ہماری ایجنسیاں کہاں تھیں۔ یہ چیزیں سول ڈیفنس کو effective کرنا چاہئیں، ہمارے یہاں پر National Cadet Cops پورے کالجز میں ہوتے ہیں اور انہیں ٹریننگ کے 20 نمبر دیئے جاتے ہیں وہ کہیں نظر نہیں آئے۔ ان لوگوں کو آپس میں کوآرڈینیشن کرنا چاہئے۔ یہاں پر بچوں کے اغواء کی باتیں ہو رہی ہیں

اور عورتوں کے اغواء کی ہو رہی ہیں، اسلام آباد میں فیشن ایبل خواتین آ کر خواتین کو، بچوں کو adopt کر رہی ہیں، ٹرک لوٹے جا رہے ہیں، کفن کے دو ٹرک وہاں پر ایک سٹور میں اتارے جانے تھے جسے پولیس اور انتظامیہ نے پکڑا۔ لوگوں کا حق مارنے والوں کو قرار واقعی سزا دینی چاہئے اور ان پر دہشت گردی کے مقدمات چلانے چاہئیں تاکہ یہ ایسی جرأت نہ کر سکیں۔ میں یہ بھی بات کروں گا کہ یہاں پر نیٹو یا دوسری فورسز آئی ہیں تو یہ ٹھیک کہا ہے کہ وہ Peace Keeping Forces ہیں اور انہیں rehabilitation کا پتا نہیں ہوتا تو وہ صرف یہاں اس لئے آئی ہیں کہ پہلے دن سے یورپ اور دوسرے میڈیاز میں اس چیز پر زور دیا جا رہا ہے کہ جس بیلٹ میں یہ زلزلہ آیا ہے وہاں پر القاعدہ کا top leadership including اسامہ بن لادن اور دوسری لیڈر شپ موجود ہیں اور اب وہ اپنا equipment یہاں لے کر آ رہے ہیں تو اس میں فنگر پرنٹنگ کی چیزیں اور دوسری چیزیں ہیں، ڈی۔این۔اے ٹیسٹ بھی ہے اور لوگوں کے خیال میں ہے کہ یہ ایک race ہے between finding a dead Usama or زخمی اسامہ between the ملبہ---

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ماننے کی بات ہے کہ They are technically quite advanced from us. اب ہم جو بھی اعتراضات کر رہے ہیں۔ اگر ان کی ٹیم technical machine کے ساتھ یہاں آئی تو جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ دس لاکھ کی ملتی ہے اور اس سے انہوں نے پتا لگایا ہے کہ نیچے زندہ آدمی ہے یا مردہ آدمی ہے۔ اعتراض تو ہم سب کرتے ہیں مگر وہ لوگ نہ آتے تو یہ کام نہ ہوتے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! You are right in saying آپ---

جناب قائم مقام سپیکر: وہ نہ آتے تو کئی اور نقصانات ہو جاتے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ایک vibra scope جس طرح کہ بتایا گیا ہے اس طرح کی پانچ سو مشینیں لاہور شہر میں ہیں اور آپ جس مشین سے اینڈوسکوپی کرواتے ہیں یا دوسری sigmoidoscopy کرواتے ہیں تو فائبر آپٹک لنز لگا ہوتا ہے وہ پائپ اور وہ یہاں سے بھی لی جا سکتی ہے اور حکومت بھی لے سکتی ہے لیکن یہاں پر یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت پڑ جاتی ہے تو اس کے بعد سوچا جاتا ہے---

MR ACTING SPEAKER: But we don't have technicians.

DR ASAD ASHRAF: You don't need technicians. These are just

simple machines. You just have to handle the fibre optic wire and you will see everything under the debris.

جناب قائم مقام سپیکر :ڈاکٹر صاحب!افطاری میں اب پانچ دس منٹ ہیں اور منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔پلیز!آپ جلدی کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر!فائنل بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت کے پانچ لاکھ ملازمین ایجوکیشن، ساڑھے تین لاکھ اور باقی ڈیڑھ لاکھ دوسرے محکموں کے ہیں جو کہ تقریباً نو یا سوا نو لاکھ بنتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ ان میں سے زلزلہ زدہ علاقے میں کتنے لوگ گئے ہیں یہ تو 0001. بھی نہیں بنتے، 110 نرسز،128 ڈاکٹرز اور دو اڑھائی سو سپاہی گئے ہیں۔یہ ان کو mobllize کریں ان کی help کریں ان کو ابھی بہت ضرورت ہے long term planning کی ضرورت ہے ان کے لئے خوراک کا بندوبست کریں اور ایک دو دن کے لئے نہ کریں بلکہ مارچ اپریل تک کریں جب تک برفباری ختم نہیں ہو جاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری ظہیر صاحب!اس کو wind up کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!میں آج آپ کے سامنے اس موقع پر 8-اکتوبر کے سانحے کے بعد بہت ہی دل گرفتگی کی حالت میں چند ایک گزارشات کرنے لگا ہوں۔آج زلزلے سے متاثرین کے حوالے سے اور زلزلے کے حالات پر جس طرح یہاں گفتگو ہوئی ہے ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں اور ہماری طرف سے جو اظہار فرمایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کسی نے بھی کوئی ایسی بات دانستہ نہیں کی جو بھی کی ہے نیک دلی سے کی ہے ہو سکتا ہے کسی اور وجہ سے کوئی چھوٹا موٹا تلخ جملہ ان کی زبان سے الفاظ کی صورت میں نکل گیا ہو۔میں چند ایک باتیں اس میں گزارش کروں گا۔جیسے ہی یہ زلزلہ آیا اس وقت ہمارے پنجاب اور تمام پاکستان کے لوگوں نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے ریلیف کے کاموں میں حصہ لیا۔یہ کوئی حکومتی اداروں والی اور حکومتی ڈیوٹی والی بات نہیں تھی۔میں خود وہاں پر گیا کوہالا سے چند کلومیٹر آگے جو ایک پرانی ٹینل ایک گورے کے وقت کی بنی ہوئی تھی اس کے ساتھ ایک retaining wall بنا کر جو ایک bridge بنایا گیا تھا وہ لینڈ سلائیڈ سے نیچے جا چکا تھا میں نے عملے کے لوگوں کو وہاں پر بلوایا اور اس کو کھلوایا۔کوہالا کی طرف سے اس کو connect کرنے والا وہ واحد ذریعہ تھا اس وقت بھی C&W کے بلڈوزرز اور ڈمپیک وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ہمارے پاس جو چیز بھی available تھی ہم نے بھجوائی ہے۔12 تاریخ کی بات میں آپ کو exact بتا رہا ہوں کہ 12 تاریخ

کو کشمیر کے اندر جتنے بھی ڈاکٹرز کام کر رہے تھے ان میں سے 80 فیصد پنجاب کے ڈاکٹرز تھے اور ایک ہماری ساتھی بھی تشریف بھی لے جا چکی ہے۔

(اس مرحلہ پر افطاری کا وقت ہوا اور House میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب قائم مقام سپیکر: اذان ہو رہی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں چند ایک گزارشات کر لوں،۔۔۔ میں معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ روزہ کھول سکتے ہیں کھول کر آ جائیں میں اپنی باتیں جاری رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ میرے لئے تو افطاری یہیں لے آئیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: مجھے افسوس ہے میں چاہتا تھا کہ مغرب سے پہلے ختم ہو جائے۔ وہاں پر ہماری ایک ساتھی نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر میں لوگوں نے پاکستان کے خلاف نعوذ باللہ نعرے لگائے جبکہ ریکارڈ پر موجود ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اذان تک خاموش رہیں۔۔۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دوبارہ اپنی گزارشات پیش کرتا ہوں یہاں پر ہماری ایک ساتھی ہیں انہوں نے فرمایا کہ نعوذ باللہ آزاد کشمیر کے اندر پاکستان کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ میں چند ایک غلط بیانیوں کا ذکر یہاں پر کروں گا بعد میں گزارش کروں گا کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ صدر آزاد کشمیر نے اس بات کا اعتراف کیا کہ حکومت پنجاب نے ہمارے لئے سب سے زیادہ کام کیا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس حادثے کے بعد اس چیز کی اہمیت بڑھ کر سامنے آ گئی ہے کہ پاکستان کے بغیر کشمیر ادھورا ہے اور اس کے بغیر ہمارا گزارا ہو نہیں پاتا۔ یہ فلور کے اوپر غلط بیانیاں کرنا مناسب نہیں ہے اور ہماری ایک ساتھی نے کہا کہ ہم نے فوج کو اتنے سال پالا میں اس سے پہلے فوج کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا جن کے چھ فوجی نوجوان ایک ہیلی کاپٹر کے اندر بُرے وقت میں اور خراب موسم کے اندر کام کرتے ہوئے کریش کے بعد شہید ہوئے۔ پالنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اگر کوئی کسی کے پالنے سے بڑا ہو سکتا تو ہماری اس ساتھی کا قد بھی فرزانہ راجہ کے برابر ہوتا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اپنے ٹینٹ ولیجز بنانے کا سب سے پہلے ارادہ کیا اور وہاں پر اس کو ایک عملی شکل دی۔ لنگرپورہ میں بنانے کے بعد، اس کو وہاں پر on کرنے کے بعد وہاں پر اب ہمارا ٹینٹ ہسپتال بھی کام کر رہا ہے۔ اسی طرح ہم اس کو نیچے میدانی علاقے میں لے کر آ رہے ہیں۔ اب فرق یہ ہے کہ

ہمارے ساتھی سمیع اللہ صاحب یہاں پر کہہ رہے تھے کہ فوج سے کوئی کام نہیں لیا جانا چاہئے کیونکہ فوج کر نہیں پاتی اس کے لئے سول کو لینا چاہئے جس سول قیادت پر ان کو ناز ہے انہوں نے اپنے گھوسٹ سکول ڈھونڈنے کے لئے بھی فوج کو بلایا، انہوں نے بجلی کے میٹروں کو چیک کرنے کے لئے بھی فوج کو بلایا۔ کیا انہیں اس وقت اپنی اس قیادت پر ناز تھا؟ فوج وہ ادارہ ہے جو ہمیشہ مشکلات میں کام کرتا ہے۔

معزز اراکین حزب اختلاف: سمیع اللہ صاحب پیپلز پارٹی کے ہیں اس وقت مسلم لیگ کی حکومت تھی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نہیں، وہ آپ کے allies ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں زلزلہ زدگان کے ساتھ کام کرنے کے لئے ایک آواز اور ایک ہاتھ ہو کر کام کرنا چاہئے۔ اس وقت ہم لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آئیے وہاں پہاڑوں سے زخمیوں کو لائیں آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے لیڈروں کو باہر سے لائیں۔ اگر ہم آپس میں قربت کر کے صرف آج کی تقاریر میں ہی اپنے آپ کو زلزلہ زدگان کی طرف مخصوص کر لیتے تو یہ زیادہ اچھا ہوتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے خدشات دور کرنے کے لئے ہماری حکومت پنجاب جسے وزیر اعلیٰ مانیٹر کر رہے ہیں ان تمام سکیموں کو جو ہمیں ہمارے بس سے بھی باہر نظر آتی ہیں ان پر بھی عملدرآمد کرنے کے لئے وہ کام کر رہے ہیں جن میں ایک خاندان کو adopt کرنے کی بات ہے۔ میں اپوزیشن کے تمام ساتھیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی ایک ایک خاندان کو adopt کریں اور صرف چھ ہزار روپے ماہانہ ان کو دیں۔ میں آپ کو اپنے ساتھیوں کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ہر شخص ایک خاندان کو ضرور adopt کرے گا۔ میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بہت ہی تحمل کے ساتھ اتنی دیر تک ایک اہم موضوع پر اتنا وقت دیا ہے۔ میں پاکستان کی تمام عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن میں انسانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے انہوں نے کسی رنگ نسل، کسی پارٹی، کسی مکتبہ فکر سے مبرا ہو کر وہاں پر جا کر کام کیا ہے۔ جیسا کہ یہاں پر کچھ ساتھیوں نے کہا ہے کہ ہمارے اتنے ہزار افراد کام کر رہے ہیں اور ہماری پارٹی کی ٹوپیاں پہن کر اور اس پر نام لکھ کر کام کر رہے ہیں ہم اس بات پر believe نہیں کرتے وہاں پر انسانیت کے اوپر، کشمیریوں کے اوپر یا بالاکوٹ پر نہیں بلکہ یہ قہر ایک انسانیت کے اوپر آیا ہے اور انسانیت کے ناتے سے ہم سب لوگ وہاں جا رہے ہیں اور انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں میں چند ایک الفاظ میں مزید یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہم نے الائی اور نیلم وادی سے لوگوں کو نیچے لا کر خیموں میں بسانا ہے، ہم نے یتیموں کو پالنا ہے، ہم نے گرے ہوئے گھروں کو بنانا ہے، ہم نے زخمیوں کو سینے سے لگانا ہے، ہم نے جنت نظیر کشمیر کو پھر ویسا ایک خطہ بنانا ہے اور ہم نے یتیموں کو پالنا ہے اور ان کو ایک خوددار فرد بنا کر

اپنے گھروں کو واپس بھیجنا ہے۔ میں اس معزز ایوان کے ذریعے اور جناب کی وساطت سے مسلم امہ سے بھی اپیل کرتا ہوں اور میرے ساتھ سمیع اللہ صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ اب قومی سانحہ نہیں بلکہ اب عالمی سانحہ بن چکا ہے اور اس عالمی سانحہ کے حوالے سے میں بین الاقوامی اداروں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ انسانیت منتظر ہے آپ کی، انسانیت منتظر ہے ہر اس شخص کی جس کے پاس کچھ بھی ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ اپنی آمدنیوں میں سے، اپنی حلال کمائیوں سے جب تک یہ لوگ یہ ہمارے ساتھی اور ہمارے گرے ہوئے گھر کھڑے نہیں ہو جاتے ان کو اپنا حصہ دار بنائیں۔ میں آپ کو حکومت پنجاب کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ جو آپ کی اچھی تجویز ہو گی، جو آپ کی اچھی خواہش ہو گی اس کو پورا کرنے کے لئے ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور میں دعا گو ہوں کہ آپ کی کاوشوں کے ذریعے ہمارے زلزلہ زدگان پھر سے ایک باعزت فرد کے طور پر اپنے گھروں میں جا سکیں۔ پاکستان زندہ باد۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں ابھی آپ کو وقت دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو تقاریر ہوئی ہیں خواہ وہ ٹریژری بنچز کی طرف سے ہوئی ہیں یا اپوزیشن کی طرف سے ہوئی ہیں اور خصوصاً اپوزیشن کی جو تقاریر ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی پائے کی تقاریر تھیں اور جس تحمل اور صبر سے ٹریژری بنچز نے ان کو سنا ہے میں ان کو بھی مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے بڑے تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں ضروری تھیں اور جن احساسات کا اور جن جذبات کا اپوزیشن نے اظہار کیا ہے اور جو نکتے اٹھائے ہیں حکومت کو چاہئے کہ اس میں سے جو مثبت احساسات ہیں ان کو ضرور مدنظر رکھیں اور جو کام کر رہے ہیں ان کی rehabilitation کے لئے یا ان کی بحالی کے لئے وہ ان کی ان مثبت تجاویز کو بھی ضرور شامل کریں اور میں اس معاملے میں تمام House کو مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے بڑی محبت اور جذبات سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہی جذبہ دونوں طرف ہونا چاہئے کیونکہ ملک ایک ایسے سانحہ سے گزر رہا ہے جس میں قوم کی یکجہتی لازم ہے۔ یہ آفات سماوی ہے اس کا مقابلہ اور سوائے رب کی ذات کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں، کسی حکومت کے بس کی بات نہیں اور کسی فرد کے بس کی بات نہیں اس کے لئے صرف اور صرف اس رب ذوالجلال کی مدد درکار ہے اور ہم سب کو اس سے التجا کرنی چاہئے، دعا کرنی چاہئے اور اس سے مدد مانگنی چاہئے کیونکہ وہی مدد کرنے والا ہے، وہی بخشش کرنے والا ہے، وہی رحمت کرنے والا ہے اور ہماری دعا ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر خصوصی رحمتیں نازل فرمائے اور آئندہ کے لئے اس مبارک وقت

میں جبکہ روزہ افطار ہو چکا ہے اور یہ آخری عشرہ ہے ہماری یہ دعا ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو، اس ملک کو اس قسم کے سانحوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اس موجودہ حالات میں جو سانحہ پیش آ چکا ہے جس امتحان میں ہم ہیں اس میں سرخرو کرے۔ نا صرف حکومت کو بلکہ تمام قوم کو، تمام بہن بھائیوں کو اور خصوصاً ان ہزاروں لاکھوں متاثرین زلزلہ کو جو تباہ و برباد ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ شاد و آباد کرے۔ میں ان چند الفاظ کے ساتھ آپ کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے جس خوش اسلوبی اور جس جذبے سے یہ باتیں کی ہیں میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے بعد میں ڈاکٹر صاحب کو کہوں گا کہ اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(105)/2005/765. Dated. 27th October, 2005. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly w.e.f. October 27, 2005 on the conclusion of sitting on that day.

Dated: 27.10.05 **LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL**
GOVERNOR OF THE PUNJAB"